## ابتدائیہ



## دانش کدہ



## ہمارا آنچل



## سلسلہ وار ناول



## مکمل ناول



## افسانے




پبلشر مشتاق احمد قریشی پرنٹر جمیل حسن مطبوعہ ابن حسن پرنٹنگ پریس ہاکی اسٹیڈیم کراچی

دفتر کا پتا: 81 چیمبر بیرکس، ہاکی کلب آف پاکستان، اسٹیڈیم نزد آنچل پریس کراچی 75510

سرورق: مسکان خان　　عکاسی: کاشف

## مستقل سلسلے




خط و کتابت کا پتا: ماہنامہ آنچل پوسٹ بکس نمبر 75 کراچی۔ 74200 فون نمبرز: 021-35620771/2
0300826424 2 کے از مطبوعات نئے افق پبلی کیشنز ای میل: Info@naeyufaq.com

editor_aa@naeyufaq.com
www.facebook.com/EDITORAANCHAL

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دسمبر ۲۰۲۰ء کا شمارہ آپ کے ذوقِ مطالعہ کی تسکین کے لیے حاضر ہے۔

ادارہ آپ سب مصنفین اور قارئین کا شکر گزار ہے کہ آپ سب نے قیصر آنٹی کے لیے اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت و بخشش بھی کی اور کررہے ہیں۔ ہم آپ سب کے مشکور و ممنون ہیں اور اللہ سبحان وتعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ پاک ذات آپ سب کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کی دعاؤں اور عبادات کو اپنی بارگاہ الٰہی میں قبول و مقبول فرمائے آمین۔

یہ سال بھی اپنے جلو میں بہت ساری یادوں کو لے کر رخصت ہورہا ہے۔ کرونا جیسی مہلک بیماری نے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اپنے زہریلے نشان جہاں ثبت کیے ہیں وہیں اس نادیدہ وائرس سے ابھی تک پوری انسانیت وبا کے خوف میں مبتلا ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں ترقی کا عمل رک سا گیا تھا لیکن اس کے باوجود ہمارے پایۂ استقلال میں لغزش نہیں آئی۔

قلم کا سفر چلتا رہا، کہانیوں کے نئے موضوعات دل کو چھو گئے، ہماری قارئین کا بے حد شکریہ جن کی بے لوث محبت اور خلوص کی بنا پر آنچل ڈائجسٹ کا شمار مقبول ترین پرچوں میں ہوتا ہے۔ قلم کار خواتین نے اپنی نگارشات تواتر کے ساتھ ارسال کررہی ہیں اور قارئین نے اپنے خطوں کے ذریعے پسندیدگی کا اظہار کررہے ہیں۔

وطن عزیز کے بیشتر حصوں میں موسم کا جادو سرچڑھ کر بول رہا ہے، کہیں بوندوں کے جلترنگ بج رہے ہیں تو کہیں دھند ڈیرا ڈالے ہوئے ہے، کہیں سرسبز وادیوں، بلند و بالا پہاڑوں پر برف جمنے لگی ہے۔ رہی بات عروس البلاد کی تو یہاں کی صبحیں اور شامیں بھی خنکی کی مہین ردا اوڑھے موسم بدلنے کی خبر دے رہی ہے۔

ادارہ آنچل تخلیقی و تعمیری ادب کے ذریعے قلم کی طاقت سے معاشرے میں معدوم ہوتی اخلاقی اقدار اور روایات کی واپسی کے لیے کوشاں ہے۔

اپنی قلم کار ساتھیوں کے ہمہ وقت تعاون کی دلی طور پر ممنون ہوں۔ آپ کی قیمتی آرا، تعمیری تنقید مدلل تبصرہ اور پرخلوص مشورہ کے لیے ہر لمحہ منتظر ہوں۔ آپ کے رواں قلم کے نادر موتیوں کی تخلیق سے آنچل سجا ہوا ہے۔ پڑھیے، محظوظ ہوئیے اور دعاؤں میں یاد رکھیے۔

اس ماہ کے ستارے:

بشریٰ ماہا، کوثر ناز، قرۃ العین سکندر، عالیہ حرا، نازیہ جمال، سعدیہ عابد، نادیہ غزل۔

اگلے ماہ تک کے لیے اللہ حافظ۔

مدیرہ
سعیدہ نثار

---

**اناللّٰہِ وَانَّا الَیْہِ رٰجِعُوْنَ**

بڑے دکھ کے ساتھ بہنوں کو اطلاع دی جارہی ہے کہ ہماری پیاری لکھاری بہن "شاہینہ چندہ مہتاب" حکم ربی سے رحلت فرما گئی ہیں۔ ادارۂ آنچل، بہن شاہینہ چندہ مہتاب کے اہل خانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے، اللہ سبحان وتعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اعلیٰ علیین میں شامل فرمائے، اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت و بخشش کی درخواست ہے۔

یا حی یا قیوم تو حاکم ہم محکوم

یا اللہ یا نور عطا کر کشفی علوم

وتعز من تشاء خلق کو ہے معلوم

خالق تو واحد ہے رکھ نہ ہمیں محروم

ہم انسان خطا کار سب انبیاء معصوم

شفا کو ترسے ہوئے بندے ترے مغموم

دے دے تو روشنی چکا دل معدوم

آقا کا اسوہ دے دے عرش کا آئیں چوم

دشمن ناکام ہوں پہنا دے اسم مکتوم

آس لگا کر آئے بھر کاسہ جائیں جھوم

آب کوثر پلا دے ہر سو آقا ﷺ کی دھوم

صدقے حسینؓ کے ہو قبول مدح منظوم

کوثر خالد سوا...... جڑانوالہ

جب سے سرکار کی ملی ہے گلی

من کی میرے کھل اٹھی ہے کلی

خطہ پاک سے مدینے کو

آتش شوق مجھ کو لے کے چلی

میں ہمیشہ رہوں مدینے میں

بس یہی ایک فکر سب سے بھلی

آپ ﷺ کے روضے پر جاؤں گا اک دن

شمع امید آج تک ہے جلی

نعیم انصر ہاشمی...... جھنگ صدر

editor_aa@naeyufaq.com
www.facebook.com/EDITORAANCHAL

مدیرہ

**اقرأ صغیر احمد...... کراچی**

پیاری اقرأ! سدا شادو آباد رہو، قارئین آپ کی تحریر کا انتظار کررہے ہیں اور آپ کی طرف سے انتظار کی گھڑیاں طویل ہوتی جارہی ہیں۔ اتنی تاخیر نہ کریں کہ آپ کے چاہنے والے مایوس ہوجائیں۔ آپ کی خراب طبیعت کا پتا چلا دعا گو ہیں کہ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی والی عمر دراز عطا فرمائے، آمین۔ قارئین سے بھی دعا کے ملتمس ہیں۔

**نازیہ کنول نازی...... ہارون آباد**

پیاری نازیہ! سدا شاد رہو، یقیناً ہر انسان کی طرح آپ بھی اپنی والدہ محترمہ کے بہت قریب تھیں پر ہر انسان کی طرح ان کو بھی ایک نہ ایک دن اس دنیا سے رخصت ہونا ہی تھا۔ بے شک ان کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا آپ جتنا دکھی ہوں گی ان کو اتنی ہی تکلیف ہوگی۔ اس لیے ان کے اور اپنے سکون کے لیے کلام پاک کی تلاوت کریں۔ آج کل آپ کی طبیعت ناساز ہے اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی عطا فرمائے اور آپ کو دلی سکون عطا فرمائے آمین۔ قارئین سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

**صائمہ قریشی...... آکسفورڈ**

پیاری صائمہ! سدا خوش وآباد رہو آپ کی جانب سے تحریر موصول ہوئی۔ آنچل اس وقت تکمیل کے مراحل میں ہے اس لیے پڑھ کر رائے نہیں دے سکتے اور پھر تین سے چار اقساط کا ہے اس لیے بھی فرصت سے ہی پڑھیں گے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ آپ نے جب بھی لکھا قارئین کی توجہ پہلی قسط سے ہی حاصل کرلی اس کے لیے بھی اچھی امید رکھیں آج کل آپ کے والد محترم کی طبیعت ناساز ہے دعا ہے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ انہیں صحت وتندرستی والی دراز عمر عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر آپ کے سر پر قائم رکھے آمین۔ قارئین سے بھی دعا کے ملتمس ہیں۔

**نایاب جیلانی...... سرگودھا**

پیاری نایاب! جیتی رہو، بیٹی بیاہ کر اپنے گھر کی ہی کیوں نہ ہوجائے پھر بھی اس کے دل میں والدین کی محبت کم نہیں ہوتی بلکہ مزید بڑھ جاتی ہے۔ بیٹیاں تو باپ کی لاڈلی ہوتی ہیں۔ ان کی خواہشات کو پورا کرنا وہ اپنا فرض سمجھ لیتے ہیں۔ آپ کے والد کی رحلت کا جان کر بہت دکھ ہوا دعا گو ہیں کہ اللہ سبحان وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے آمین۔ گو کہ دکھ ایسا ہے کہ صبر آتے آتے ہی آتا ہے۔ پر یہ خلا کبھی پر نہیں ہوسکتی اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

**عشنا کوثر سردار...... کراچی**

پیاری عشنا! سدا آباد رہو آپ کی اور آپ کی والدہ کی خراب طبیعت کا جان کر دعا گو ہوئے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ دونوں کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی والدہ کا سایہ تادیر آپ کے سر پر سلامت رکھے، آمین۔ قارئین سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

**حرا قریشی...... ملتان**

پیاری حرا! سدا سہاگن رہو، آپ نے لکھنے کی ابتدا آنچل سے کی۔ آنچل کے سلسلوں میں بھی باقاعدگی سے شامل ہوتی ہیں اور اس کو اپنی تحریروں سے بھی سجایا ہے پر آپ کے بعض الفاظ ایسے ہوتے تھے جن کا مطلب لغت میں بھی نہیں ملتا تھا اس لیے آپ کو آسان اردو استعمال کرنے کو کہا گیا تھا پر غالباً یہ بات آپ کو گراں گزری اور آپ نے لکھنا ہی چھوڑ دیا۔ آپ کی ایک تحریر کچھ عرصہ پہلے میرے ہاتھ لگی "میں قعنہ ہوں" جس میں بچہ ذہنی معذور ہوتا ہے پر اس کا قد بڑھتا رہتا ہے۔ اس میں جو پیاری آپ نے لکھی اس کے بارے میں نہ ہم نے کسی سے سنا اور نہ ہی کہیں پڑھا اس لیے اس کو رد کردی۔ مشکل

موضوع اب قاری پسند نہیں کرتے آپ کسی اور موضوع کا انتخاب کرتے تحریر ارسال کریں ضرور جگہ دیں گے۔ آپ کے شوہر کو پیش آنے والے حادثہ کا پتا چلا اللہ سبحان وتعالیٰ ان کو صحت وتندرستی عطا فرمائے اور آپ دونوں کا ساتھ تادیر قائم رکھے آمین۔

**کنیز زہرہ...... لاہور**

پیاری کنیز! شاد رہو، والدین اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے اولاد کو دیے گئے انمول تحفے ہیں۔ اس پر ہم اللہ سبحان وتعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے آج کل آپ کے والد کی طبیعت ناساز ہے۔ اس وقت یقیناً آپ ان کی خدمت میں لگی ہوں گی اور جنت کما رہی ہوں گی جب ہی آج کل لکھ بھی نہیں رہیں۔ دعا ہے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کے والد کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ان کا سایہ آپ کے سر پر تادیر قائم رکھے آمین۔

**شفا سعید...... بلوچستان**

پیاری شفا! جگ جگ جیو، آپ کی جانب سے دو تحریر ''تعریف کا حق دار'' اور ''مکافات عمل'' موصول ہوئی۔ پڑھ کر اندازہ ہوا کہ ابھی آپ کو مزید محنت کی ضرورت ہے اس لیے لکھنے کے عمل کو وقتی طور پر چھوڑ کر مطالعہ پر توجہ دیں اور نامور افسانہ نگاروں کی تحریروں کو بغور پڑھیں تاکہ الفاظ کے استعمال کا اندازہ ہو سکے۔ جبکہ آپ کی تیسری تحریر ''یہ فاصلے رہنے دو'' ابھی پڑھی نہیں گئی۔

**صبا احمد خان...... کراچی**

پیاری صبا! جیتی رہو، میاں بیوی ایک خوب صورت رشتہ ہے جو نکاح کے ساتھ محبت سے جوڑا ہے دکھ اور تکلیف میں دونوں ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں ان میں جھگڑا بھی ہوتا ہے اور محبت کے کئی لمحات ان کے درمیان بھی رہتے ہیں، آپ کے شوہر نامدار کی رحلت کا سن کر دکھ ہوا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کے شوہر کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے آمین۔ قارئین سے بھی دعا کی درخواست ہے۔

**چودھری قمر جہاں...... علی پور، ملتان**

پیاری قمر! جیتی رہو، کئی ماہ سے ڈاک کا سلسلہ نہایت خراب ہو گیا ہے، رہی سہی کسر کرونا نے پوری کردی ہے پہلے ڈاک تاخیر سے موصول ہو جایا کرتی تھی اب موصول ہی نہیں ہوتی۔ آپ نے جنوری میں اپنی تحریر ارسال کی تھی جس کا جواب آپ کو اب تک نہیں دیا گیا اور آپ انتظار کررہی ہیں۔ آپ کی تحریر موصول ہی نہیں ہوئی تو جواب کہاں سے دیتے۔ آپ اپنی دوسری تحریر ارسال کردیں پڑھ کر جواب دیں گے آپ کی نگارشات آئندہ ماہ کے لیے سنبھال رکھی ہیں۔

**شبیر احمد دلبر...... سرگودھا**

پیارے بھائی شبیر احمد! سلامت رہیں، آپ نے فرحت آپا کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھا ہوا ہے جان کر اچھا لگا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے آمین۔ تیرا سال آپ نے آنچل میں لکھا اور اس کے بعد خاموشی اختیار کرلی یہ بات ٹھیک نہیں ہے آپ اب بھی اپنی نگارشات ارسال کرسکتے ہیں۔ معیاری ہوئیں تو ضرور جگہ ملے گی۔ دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

**گل مینا خان اینڈ حسینہ علی زعفران...... مانسہرہ**

پیاری گل! سدا خوش رہو، یہ سال دکھ اور وبا کو ساتھ لے کر آیا اور اب رخصت ہوا چاہتا ہے پر اس سال جو چلے گئے وہ واپس نہیں آسکتے آئندہ سال سے یا امید ہے کہ وبا ختم ہو جائے گی اور سب پہلے جیسا ہو جائے گا قیصر آپی صرف ادارے کے ساتھ نہیں رہیں بلکہ آپ کے دلوں میں بھی گھر کر گئی تھیں۔ اب انہیں اسی محبت کی ضرورت ہے انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ کافی عرصہ بعد آپ کی آمد اچھی لگی اب غائب مت ہو جائیے گا۔ آتی جاتی رہیں۔ دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

**لاریب انشال...... نامعلوم**

پیاری لاریب! جیتی رہو، آپ نے آنچل کے سلسلوں سے لکھنے کی شروعات کی اور اس کے بعد کہانی

لکھنا شروع کی آپ کی ایک تحریر "لمحہ آ گہی" قابل اشاعت تھی اور باری آنے کے انتظار میں رہی۔ کافی عرصہ بعد جب کہانی حجاب میں شائع کی تو آپ کا مکمل پتا تحریر پر درج نہ تھا اور آپ بھی آنچل کو غالباً بھول گئی ہیں۔ اس لیے کسی بھی سلسلے میں شامل نہیں ہو رہی ہیں۔ اب جلد ہی آنچل کی محفل میں شامل ہوں اور فوری دفتر کے نمبر پر رابطہ کر کے اپنا مکمل پتا لکھوا دیں تا کہ آپ کو اعزازی پرچا ارسال کیا جا سکے۔

**ارم آصف...... مظفر گڑھ**

پیاری ارم! جگ جگ جیو، قیصر آپی کی محبت اور محنت ہم بھول نہیں سکتے جس محنت سے انہوں نے فرحت آپی کے بعد آنچل کو سنبھالا اور اس مقام تک پہنچایا یہ قابل ستائش بات ہے اور ہمیں ان کی محنت پر فخر ہے انہوں نے آپ کے دلوں میں بھی جگہ بنائی۔ اللہ سبحان وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، آمین۔ یہ دنیا فانی ہے اور ہم سب نے ایک نہ ایک دن یہاں سے روانہ ہو جانا ہے اور ہمارے بعد کسی اور نے ہماری جگہ سنبھال لینی ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ ہم سب کے لیے دونوں جہاں میں آسانی فرمائے، آمین۔ آپ نئے گھر میں منتقل ہو گئی ہیں اور کرائے کے گھر سے جان چھوٹ گئی یہ ایک اچھی خبر ہے اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کی خوشیوں میں اضافہ کرے اور یہ نیا گھر آپ کو مبارک ثابت ہو آمین۔ دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔

**شفیق افتخار...... سکھر**

پیاری شفیق! سلامت ہو، والدین کے ساتھ جڑے رشتے بہت خوب صورت ہوتے ہیں چاہے ماموں ممانی کا ہو یا چچا اور پھوپی کا یہ رشتے ہمارے لیے بہت اہمیت کا حامل ہوتے ہیں آپ کی چچی کی رحلت کا سن کر دعا گو ہیں کہ اللہ سبحان وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے آمین۔

**سیدہ عشرت شفیع...... نامعلوم**

پیاری عشرت! سدا آباد رہو آپ کی کہانی "کچھ تو تھا راہ گزر میں" طویل انتظار کے بعد حجاب میں جگہ بنانے میں کامیاب ہوئی تو معلوم ہوا کہ کہانی پر آپ کا پتا اور فون نمبر دونوں ہی نہیں تھے، اب آپ سے رابطہ کس طرح کریں تو آنچل کے ذریعے آپ سے رابطہ کر رہے ہیں۔ برائے مہربانی فوری دفتر کے نمبر رابطہ کریں۔

**کنزیٰ رحمان...... فتح جنگ**

پیاری کنزیٰ! جگ جگ جیو، یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اب قیصر آپی ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں اور اس بات پر صبر بھی آتے آتے آ ہی جائے گا۔ آپ ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھے ہوئے ہیں یہ اچھی بات ہے اب ان کو ہماری دعاؤں کی ہی ضرورت ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرما کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے آمین۔ آئینہ میں ہر ماہ پچھلے ماہ کے پرچے پر تبصرہ کیا جاتا ہے اگر اس سے پچھلے ماہ کا کریں گی تو پرانا ہی لگے گا اور پڑھنے میں بھی مزہ نہیں آئے گا اس لیے کوشش کیا کریں کہ ایک یا دو کہانیوں پر ہی تبصرہ لکھ کر بھیج دیں۔ مختصر ہے تو کیا ہوا آپ محفل میں تو شامل ہو جائیں گی البتہ آئینہ کی محفل میں دوستوں کو مخاطب نہیں کیجیے گا۔ امید ہے تشفی ہوئی ہوگی۔

**حمیرا اکبر...... نامعلوم**

پیاری حمیرا! سدا خوش رہو، آپ کی جانب سے تحریر "موت بھی ضروری ہے" موصول ہوئی انداز تحریر بہتر تھا پر کہانی میں کمی تھی اس لیے آپ کو طویل عرصہ انتظار کرنا پڑا۔ تحریر کی نوک پلک سنوار کر شائع کیا گیا پر آپ کا پتا ادارے کے پاس موجود نہیں ہے اس لیے فوری دفتر کے نمبر پر رابطہ کریں۔

**صباحت اشرف...... منڈی بہاؤ الدین**

پیاری صباحت! سلامت رہو آپ کی جانب سے تحریر "مرکز کے تعاقب میں" اور "بانو" موصول ہوئی پڑھ کر اندازہ ہوا کہ ابھی آپ کو مزید محنت کی ضرورت ہے۔ مرکز کے تعاقب میں آپ نے بار بار ماضی کی تکرار کی ہے اور ماضی میں وہی پرانی محبت جبکہ حال میں آپ نے کچھ نہیں دکھایا۔

البتہ بانو میں تھوڑی کمی ہے۔ جس کو ٹھیک کرنے کے بعد حجاب میں شائع کردیں گے۔ شائع ہونے کے بعد تحریر کو بغور پڑھیں اور اپنی خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

**نیلم امان...... نامعلوم**

پیاری نیلم! جگ جگ جیو، آپ کی جانب سے تحریر "ماں کی کرچیاں" موصول ہوئی اور قابل اشاعت تھی پر جب اشاعت کی باری آئی تو آپ کی جانب سے فون آیا کہ اس پر آپ کا نام کنول شہزادی کردیں نام تبدیل کیا گیا اور کہانی شائع کردی گئی پر جب اعزازی کاپی بھیجنے کی باری آئی تو آپ کا پتا کہانی پر موجود نہیں تھا رابطہ کرنے کی کوشش کی تو آپ کا نمبر بھی بند ہے برائے مہربانی دفتر کے نمبر پر فوری رابطہ کرکے اپنا پتا لکھوائیں تاکہ آپ کو اعزازی کاپی ارسال کی جاسکے۔

**نجم انجم اعوان...... کراچی**

پیاری نجم! سدا سہاگن رہو، آپ کا خط موصول ہوا۔ اب ڈاک خانے کے حالات دیکھیں کہ پچھلی ڈاک بھی ساتھ ملی۔ جہاں تک ممکن ہوا آپ کو سلسلوں میں جگہ دی کیونکہ آپ ہماری پرانی قاری ہیں اور کافی عرصے سے آنچل وحجاب کے سلسلوں میں اپنی نگارشات بھیجتی رہی ہیں۔ اب تو آپ سے ایک خاص انسیت ہوگئی ہے۔ آپ کی جیٹھانی کے انتقال کا جان کر دکھ ہوا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے آمین۔ اللہ سے اچھی امید رکھیں وقتی پریشانی ہے ان شاء اللہ اچھا وقت بھی جلد ہی اور ضرور آئے گا۔ اللہ سبحان و تعالیٰ ہم سب کی پریشانیوں کو دور فرمائے اور قلب وراحت وسکون عطا فرمائے آمین۔

**عارفہ رباب...... نامعلوم**

پیاری عارفہ! جیتی رہو، آپ کی تحریر "اگر تم نہ ہوتے" کے نام سے حجاب شائع کی گئی ہے پر آپ کا پتا تحریر پر موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے آپ کو اعزازی کاپی ارسال نہیں کی گئی۔ آپ فوری دفتر کے نمبر پر رابطہ کریں اور اپنی کوئی دوسری تحریر بھی ارسال کردیں۔

**اریج فاطمہ...... ساہیوال**

پیاری اریج! جگ جگ جیو، آپ کی جانب سے تحریر "میرا ظرف بڑا ہے" موصول ہوئی پڑھ کر اندازہ ہوا کہ ابھی آپ کو مزید محنت کی ضرورت ہے آپ نے اپنی تحریر میں دکھایا کہ لڑکی اپنا حصہ مانگتی ہے کس بات پر اور باپ دینے سے انکار کرتا ہے تو کیوں ان دونوں باتوں کی کوئی وضاحت تحریر میں موجود نہیں ہے۔ اس لیے اپنا مطالعہ وسیع کریں اور نامور افسانہ نگاروں کی تحریروں کو بغور پڑھیں تاکہ لکھنے میں مدد ملے امید ہے تشفی ہوئی ہوگی۔

**منزہ عظیم...... نامعلوم**

پیاری منزہ! سدا خوش رہو، آپ کی جانب سے تحریر "ساتھی تیرے پیار میں" موصول ہوئی اور قابل اشاعت ٹھہری پر آنچل میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کو کافی انتظار کرنا پڑا اور جب اشاعت کی باری آئی تو آپ کا پتا تحریر پر درج نہیں تھا اس لیے تحریر حجاب میں شامل کردی اب آپ فوری دفتر کے نمبر پر رابطہ کریں اور ساتھ ہی اپنی دوسری تحریر بھی ارسال کریں۔

**ثناء سہیل...... ساہیوال**

پیاری ثناء! سدا آباد رہو، آپ کی جانب سے تحریر "پچھتاوا" موصول ہوئی پڑھ کر اندازہ ہوا کہ ابھی آپ کو مزید محنت کی ضرورت ہے اور آنچل وحجاب میں گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی یا اغواء کی گئی لڑکی کے حوالے سے تحریر شائع نہیں کی جاتی اس لیے ایسے موضوع کا انتخاب نہیں کیا کریں۔ اپنا مطالعہ ومشاہدہ وسیع کریں تاکہ لکھنے میں مدد ملے امید ہے تشفی ہوئی ہوگی۔

**اقصیٰ مقصود...... سیالکوٹ**

پیاری اقصیٰ! جیتی رہو، آپ کی تحریر "میرا وجود، اعتبار رشتوں کا" موصو ہوئی پڑھ کر اندازہ ہوا کہ ابھی آپ کو مزید محنت کی ضرورت ہے اس لیے وقت طور پر لکھنا چھوڑ کر مطالعہ پر زور دیں اور نامور افسانہ نگاروں کی تحریروں کو بغور پڑھیں تاکہ لکھنے میں مدد مل پائے۔

**عطیہ بشیر...... فیصل آباد**

پیاری عطیہ، جگ جگ جیو، آپ کی تحریر "بی بی" موصول ہوئی پڑھ کر اندازہ ہوا کہ ابھی آپ کو محنت کی ضرورت ہے۔ تحریر میں آپ نے دکھایا کہ ایک شخص غلط کام کررہا ہے پر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ جب عورت آتی ہے تو اس کا اس شخص سے کیا رشتہ ہے اپنا مطالعہ اور مشاہدہ وسیع کریں اور نامور افسانہ نگاروں کی تحریروں کا بغور مطالعہ کریں تاکہ لکھنے میں مدد ملے۔

**قابل اشاعت**

میٹھی روٹی، دو ٹکے کی نوکری، مہر بانو، قید رشتے، چھوٹی بہو۔

**ناقابل اشاعت**

ایک محبت سو افسانے، لان کا سوٹ، زندگی تیرا شکریہ، اعتبار کی اندھی پٹی، مسافت، یاد بارش اور چاہت، عطائے ربی، مطلبی رشتے، محبت راحت جاں، معجزہ عشق، فسانہ آزادی کا، کچی کلی، سرخ سویرا، محافظ، تم میرا ارمان ہو، ہماری ادھوری کہانی، بے حس، گم نام مصنف اور لکھاری، ضروری ہے، سبز رتوں میں خاک ہوئے، خوب صورت گر ہیں، بے نشان زندگی، عشق صوفیانہ، عرش سے فرش تک، بس اس لیے اسی وسیلے آس، اقرار کے موسم، دل کا رشتہ، ہجر کی رات اچھی، کامیابی کا جنون، طوائف، دوستی پیار اور زندگی، دو پٹا، ول خوش گمان، بی بی۔



**مصنفین سے گزارش**

☆ مسودہ صاف خوش خط لکھیں۔ ہاشیہ لگائیں صفحہ کی ایک جانب اور ایک سطر چھوڑ کر لکھیں اور صفحہ نمبر ضرور لکھیں اور اس کی فوٹو کاپی کرا کر اپنے پاس رکھیں۔

☆ قسط وار ناول لکھنے کے لیے ادارہ سے اجازت حاصل کرنا لازمی ہے۔

☆ نئی لکھاری بہنیں کوشش کریں پہلے افسانہ لکھیں پھر ناول یا ناولٹ پر طبع آزمائی کریں۔

☆ فوٹو اسٹیٹ کہانی قابل قبول نہیں ہوگی۔ ادارہ نے ناقابل اشاعت تحریروں کی واپسی کا سلسلہ بند کردیا ہے۔

☆ کوئی بھی تحریر نیلی یا سیاہ روشنائی سے تحریر کریں۔

☆ مسودے کے شروع میں کہانی اور اپنا نام لکھیں اور آخری صفحہ پر اپنا مکمل نام پتا اور رابطہ نمبر خوشخط تحریر کریں۔

☆ کہانی ای میل کرنے کے لیے ان پیج کی فائل ہو یا ایم ایس ورڈ کی فائل میں اردو میں لکھیں تحریر ہونی چاہیے یا یونی کوڈ پر ہو۔ کہانی کے نام سے فائل کا نام رکھنا ہوگا۔ کہانی کے شروع میں کہانی اور اپنا نام لکھیں اور آخر میں اپنا پورا نام مکمل پتا اور رابطہ نمبر بھی لکھنا ہوگا۔

☆ ای میل چاہے کہانی کی کرنی ہو یا مستقل سلسلوں میں ہمیشہ نیو ای میل کا انتخاب کریں اور سبجیکٹ میں کہانی اور سلسلے کا نام لکھیں۔ جوابی میل پر کچھ بھی ای میل نا کریں اگر جوابی میل پر کچھ بھی ای میل کیا جائے گا وہ قابل قبول نہیں ہوگا۔ editor_aa@naeyufaq.com

☆ ای میل پر کہانی یا مستقل سلسلے میں شرکت کے لیے اسکین امیجز رومن یا پی ڈی ایف قابل قبول نہیں ہوتی۔

☆ دیگر سوشل ایپ پر بھی کہانی یا سلسلوں کی کوئی بھی چیز قابل قبول نہیں ہوگی۔

☆ اپنی کہانیاں دفتر کے پتا پر رجسٹرڈ ڈاک یا کوریئر کے ذریعے ارسال کیجیے۔ 81 پیپر ہیر کس ہاکی کلب آف پاکستان اسٹیڈیم نزد آنچل پریس کراچی 75510

ترجمہ۔ اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ سب فضول اور بے مقصد نہیں بنایا تو پاک ہے سب خامیوں اور عیبوں سے۔ اس باعث ہمیں دوزخ کی آگ سے بچالے۔ (العمران۔۱۹۱)

تفسیر۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ کائنات اور اس کا عظیم ترین نظام جو ایک روز روشن کی مانند ہمارے سامنے ہے جس کے بہت سے پردے آہستہ آہستہ ہمارے سامنے سے اٹھتے جارہے ہیں اور عظیم ترین کائنات کے سربستہ رازوں سے آشنا ہوتے جارہے ہیں اسے یونہی بے مقصد نہیں پیدا کردیا۔ اللہ تعالیٰ بڑا ہی دانا و حکیم اور مدبر ہے۔ اس نے اس کائنات کے نظام کو انسانی نظامِ حیات سے جوڑ کر انسان کی آسائش و آرام کا بندوبست فرمایا ہے اور یہ بھی کہ انسان کائنات کے ذرے ذرے سے فائدہ حاصل کرسکے ان تمام کو انسان کا تابع فرمان کردیا گیا اور یہ بھی کہ انسان اپنی فہم و فراست سے اللہ کی ان تمام نعمتوں کا ادراک کرکے حق اور سچائی کو سمجھتے ہوئے راہِ حق کو اپنالے اور اپنے مقصد حیات کو پالے اور اپنی آخرت کی زندگی کو دوزخ کی آگ کا ایندھن بننے سے بچالے۔ دنیا کی تمام نعمتیں انسان کے لیے ہی سجائی بنائی گئی ہیں۔ گردشِ لیل و نہار ذاتِ الٰہی کے ہونے کا احساس دلاتی ہے۔ انسانی ذہن و ادراک پر دنیا کی ہر چیز اپنے اثرات مرتب کررہی ہے اور اسے سیدھے سچے راستے کی طرف بلارہی ہے۔ سیدھے سچے راستے کی نشاندہی کررہی ہے وہ بتارہی ہے کہ حق کیا ہے اور حقیقی سچائی کیا ہے اور جب انسان کو اپنی فطرت کا اپنے رَبّ کے ہونے کا احساس اور یقین ہوجاتا ہے تو وہ عبادتِ الٰہی اور ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوجاتا ہے اور اللہ کی تسبیح و ثنا کرنے لگتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ رَبّ کائنات نے اس عظیم کائنات کو بے مقصد پیدا نہیں فرمایا۔ انسان کا یہی ادراک و فہم اسے صراطِ مستقیم پر چلانے کا باعث بنتا ہے اور وہ تقویٰ اختیار کرکے اللہ کی راہ پر چلنے والا بن جاتا ہے پھر اسے اپنی زندگی کا ایک ایک پل خوف زدہ کرنے لگتا ہے اور وہ خود اپنے اعمال کے باعث اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اور اللہ سے اپنی مغفرت و نجات آخرت کی دعائیں کرتا رہتا ہے۔ انسان اگر خود اپنی تخلیق پھر کائنات کی تخلیق پر غور کرے تدبر و مشاہدہ اختیار کرے اور اللہ کی کتاب قرآن حکیم کا مطالعہ کرے اور اللہ کی کارسازی پروردگاری کا مطالعہ کرے تو اس پر کائنات کے حیرت انگیز راز افشا ہوتے چلے جاتے ہیں درحقیقت یہی انسان کی بنیادی عبادت بھی ہے۔

وہ منشائے الٰہی کو سمجھے اور کائنات کے اسرار و رموز کو اپنے تمام علوم کو خالق کائنات کے ذکر اور اس کی یاد سے وابستہ کردے کیونکہ مطالعہ مناظر قدرت سے انسان میں اللہ کی جلالت قدر کا شعور پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا احساس اجاگر ہوتا ہے اور اس طرح یہ سارا عمل رَبّ کائنات کی عبادت میں ڈھل جاتا ہے اور نماز کی صورت اختیار کرلیتا ہے اور انسان راہِ مستقیم پر چلنے والا اللہ تعالیٰ کے احکام کو سمجھنے اور ماننے والا بن جاتا ہے اور اس کائنات کی تخلیق کے مقصدِ الٰہی کو پالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو بڑا ہی حکیم و مدبر ہے۔ اس نے ایک ذرہ بھی بے

مقصد نہیں پیدا کیا ہاں یہ اور بات ہے کہ انسان اللہ کی حکمتوں کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ خود کو اللہ کی پناہ میں نہ دے دے اس کی اطاعت و بندگی کا حقیقی حق ادا کرنے کے خود کو قابل نہ کر لے۔ انسان مظاہر قدرت کے بارے میں جو اس کی سمجھ میں نہیں آتے۔ انہیں اپنی کم عقلی کم فہمی کی جگہ بس یونہی بے حقیقت بے مقصد سمجھ کر آگے بڑھ جاتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات عالی ہر طرح ہر قسم کی برائیوں' کمیوں' عیبوں سے پاک اور بالاتر ہے ایسے ہی اس کی قدرت کے مظاہر انسانی فہم و ادراک سے دور ہیں جنہیں سمجھنے کے لیے اللہ کا بننا پڑتا ہے اور اللہ کو اٹھتے' بیٹھتے' لیٹتے' سوتے' جاگتے یاد ہی نہیں کرنا پڑتا اس کے احکام کے مطابق اپنی زندگی کو پابند بھی کرنا ہوتا ہے پھر تمام مناظر اپنی زبان میں بات کرتے چلے جاتے ہیں اور دل کائنات کی فطرت کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کر لیتا ہے اور اس کی حقیقت کے ساتھ یکجا ہو جاتا ہے اور پھر کائنات کی یہ عظیم ترین کتاب الٰہی متقی پرہیز گاروں پر ورق ورق کھلتی چلی جاتی ہے۔ پردے اٹھتے چلے جاتے ہیں اور انسانی ذہن کے پردے پر تمام مناظر روشن اور پرت پرت صاف ہوتے چلے جاتے ہیں جیسے جیسے کائنات کے پردے اٹھتے جاتے ہیں انسان میں خوف الٰہی بڑھتا جاتا ہے او روہ لرزاں ترساں اپنے معبود حقیقی رب کائنات کے حضور گڑگڑاتا ہے' روتا ہے تڑپتا ہے ڈرتا ہے اور فریاد کرتا ہے کہ اے مالک ملک' اے حاکموں کے حاکم میری خطاؤں پر درگزر فرما' میری بخشش فرما مجھے اپنے رحم و کرم خاص سے آگ کے عذاب سے بچا مجھے آگ سے محفوظ فرما' متقی لوگ اپنی عاجزی و انکساری اپنی ناتوانی کا اظہار اپنی بندگی و اطاعت کے ذریعے کرتے ہیں کیونکہ وہ جان لیتے ہیں سمجھ چکے ہوتے ہیں کہ اللہ کی بڑائی اور طاقت کے سامنے وہ قطعی بے حقیقت کسی حقیر ذرے کی مانند ہیں۔ اللہ کی عنایات و مہربانی ہی انہیں ہر قسم کی سزا و عذاب سے بچا سکتی ہے اس لیے وہ ہر قسم کی سزا خصوصاً! آگ کی سزا سے بچنے کے لیے ہر وقت دست دعا بلند رکھتے ہیں۔ جنتی راحتوں کی خبر انہیں اللہ قرآن حکیم کے ذریعے دیتا ہے ان کے خوف میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے کہ کہیں کسی لغزش کے سبب ان کی محنت پر پانی نہ پھر جائے جس طرح پھل دار درخت کی شاخیں اتنا ہی جھکتی جاتی ہیں جتنا زیادہ پھل لگتا جاتا ہے ایسے ہی جن پرہیز گاروں متقیوں پر انعامات الٰہی اور نعمتوں کی بارش جتنی زیادہ ہوتی رہتی ہے وہ خشیت الٰہی کے سبب اپنی اطاعت و بندگی میں زیادہ خشوع و خضوع کے ساتھ جھکتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے دل ہر وقت خوف الٰہی سے لرزتے رہتے ہیں۔ ان کے یہی اعمال ہیں جو اللہ کو بہت پسند آتے ہیں اور وہ متقین پر اپنی رحمت عام کر دیتا ہے اپنے کرم اور فضل کے دروازے کھول دیتا ہے اور ایسے بندوں کو براہ راست اپنی پناہ عطا فرماتا ہے اور جہنم اور اس کی آگ کو ان سے دور کر دیتا ہے۔

## عذاب النار

عذاب' ثواب کے مقابلے یا ضد کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنا کر دنیا میں بھیجا ہے اس پر طرح طرح کے انعامات اور نعمتیں اتاری ہیں انسان کی پیدائش و پرورش اور ان گنت انعامات الٰہی کا مقصد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بلا شرکت غیرے کرے اور اس کے ہی بتائے اور بتائے ہوئے راستے پر چلے۔ جو شخص بھی اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا ہے اور اطاعت و فرماں برداری کے

ساتھ اس کی بندگی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو کر اسے دنیا اور دین کی نعمتوں سے سرفراز فرماتے ہیں اور قیامت کے دن تک مرنے کے بعد قبر میں بھی اس پر اللہ کی رحمتوں اور نعمتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور بالآخر روز آخرت اسے جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ اس درجے کا نام ثواب ہے اور اس کے برعکس نافرمانی کفر و شرک کرنے والوں کو عذاب ملے گا اور انہیں جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

عذاب الٰہی کئی طرح کا ہوتا ہے۔ عذاب کا اطلاق افراد کے علاوہ قوموں پر بھی ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ان تباہ شدہ قوموں کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ آیا ہے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت حق کو تسلیم نہیں کیا اور اپنی روش تبدیل نہیں کی۔ آخر کار وہ تباہ و برباد ہو گئے۔ انہیں ہر قسم کی دولت آسائشیں چین و آرام میسر تھا۔ بڑی شان و شوکت کے مالک تھے لیکن صرف اللہ کی نافرمانی کے جرم میں اللہ کی طرف سے عذاب کا شکار ہوئے۔

زیر تشریح آیت مبارکہ ربنا اتنافی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار میں عذاب النار کا تذکرہ ہے یہاں اسی کی تشریح اور تفسیر کرنا مقصود ہے۔ عذاب النار کی اہمیت و ہیبت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم عذاب الٰہی کے مختلف اندازوں اور اصولوں کو بھی سمجھ لیں۔ عذاب الٰہی وہ چاہے کسی قسم کا بھی ہو یوں ہی تو نہیں آ جاتا۔ اللہ تعالیٰ جس قوم پر عذاب بھیجتا ہے انہیں پہلے ہدایت پانے کی تلقین ضرور فرماتا ہے یعنی انہیں راہ راست پر آنے کی دعوت حق ضرور دی جاتی ہے۔ اگر وہ نہیں مانتے اور سرکشی کرتے ہیں تو وہ عذاب الٰہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن قوموں کی اصلاح و رہنمائی کے لیے اپنا کوئی نمائندہ کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا ان پر بھی عذاب نہیں نازل فرمایا اور جس قوم میں اصلاح احوال کی گنجائش اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے ان پر بھی عذاب نہیں بھیجتا اور کسی ایسی قوم پر بھی عذاب نہیں نازل کرتا جس کے چند لوگ بھی راہ راست پر ہوتے ہیں۔ نیک اعمال کرتے ہیں اور دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ دنیا میں جو لوگ عذاب الٰہی سے ہلاک ہوتے ہیں اللہ انہیں آخرت میں بھی سزا دے گا وہ عذاب الٰہی سے روز آخرت بھی نہیں بچ سکیں گے۔ عذاب کے نزول سے پہلے اللہ کی طرف سے ایک آخری تنبیہ کی جاتی ہے۔ نیک اور صالح لوگ اپنی بستیوں کو اور بستی کے برے لوگوں کو چھوڑ کر بستی سے نکل جاتے ہیں۔

(۱) جس قوم یا فرد پر عذاب آتا ہے تو اس وقت ان کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ان کی نفع بخش چیزیں ان کے لیے عذاب بن جاتی ہیں۔ کوئی شخص عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ مال و دولت اور مادی وسائل سب کے سب کسی کام نہیں آتے۔ قرآن مجید میں سورۂ رعد میں ہے ”جن لوگوں نے کفر کیا ان پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی آفت نازل ہوتی رہتی ہے۔ (الرعد۔۳۱) ان میں قوم نوح علیہ السلام پر عذاب الٰہی ان کی قبر پرستی اور شرک کی وجہ سے طوفان نوح کی شکل میں آیا۔ قوم ہود علیہ السلام پر عذاب ان کی ناشکری کے باعث آیا۔ قوم شعیب علیہ السلام پر خرید و فروخت اور لین دین میں بددیانتی کی وجہ سے عذاب الٰہی نازل ہوا۔ قوم صالح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے معجزہ مانگا اور معجزہ دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہیں لائے اور اللہ کی طرف سے ظاہر کیے گئے معجزے (اونٹنی) کو نقصان پہنچانے کے جرم میں ان پر عذاب نازل ہوا۔ قوم لوط علیہ السلام پر بدفعلی ہم جنس پرستی کے باعث عذاب الٰہی نازل ہوا۔ بنی اسرائیل کی یہ قوم میں اپنی نافرمانی اور نعمتوں کی ناقدری شرک کے علاوہ معاشرتی معیشی اخلاقی برائیوں میں ملوث تھیں۔

عذاب الٰہی قوموں پر زرد آندھی اور طوفان کی شکل میں پانی کے سیلاب کے طور پر پتھروں کی بارش کے طور پر زلزلے قحط سالی طاعون کی بیماری کی صورت بھی نازل ہوا۔ عذاب کی تین قسمیں ایسی ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم میں بار بار کیا گیا ہے۔ عذاب الیم عذاب عظیم عذاب مہین زیر تشریح عذاب النار کا ذکر بھی مخصوص حالت کے

اظہار کے لیے آیا ہے۔

قوموں پر عذاب الٰہی ان وجوہات کی وجہ سے آتا ہے جب عدالتوں سے انصاف اٹھ جائے اور ناانصافی عام ہو جائے۔ فحاشی' عریانی' بے غیرتی' بے شرمی معاشرے میں عام ہو جائے۔ احکام الٰہی کو پس پشت ڈال کر ان کی صریح خلاف ورزی کی جائے۔ ہر قسم کا نشہ خصوصاً شراب عام ہو جائے' زنا کی وبا معاشرے میں پھیل جائے' اور ناپ تول اور ترازو میں بددیانتی بے ایمانی معمول بن جائے۔ جب شرک و بدعت عام ہو جائے اور اخلاق و رحم' شرافت' عزم ختم ہو جائے اور سنت کو لوگ ترک کر دیں۔ وہ قوم عذاب الٰہی کا شکار ہو جایا کرتی ہے۔

جہنم اور اس کی آگ کیسی ہوگی جس سے پناہ مانگنے کی تاکید خود رب کائنات نے قرآن حکیم میں اور دیگر کتب آسمانی میں بھی کی ہے۔ جہنم اللہ کی طرف سے قائم کردہ عذاب گاہ کا نام ہے (فارسی میں دوزخ کہا جاتا ہے)۔

جہنم کے معنی بہت زیادہ گہرائی کے ہیں جہنم کا لفظ جنم سام سے نکلا ہے۔ مرنے کے بعد میدان حشر میں جمع ہونے کا عقیدہ تقریباً تمام اقوام میں پایا جاتا ہے' بیسویں صدی قبل از مسیح کے بعد سے اکتاریوں' سومیریوں' قدیم مصریوں' یونانیوں' اشوریوں' حطیوں' ہندمت' بدھ مت اور زرتشت کے یہاں بھی اس عقیدے کے بارے میں آثار ملتے ہیں لیکن موجودہ مسخ شدہ کتب الٰہی میں انہیں مبہم اور مختصر کر دیا گیا ہے۔

اسلام واحد مذہب ہے جس نے نہایت واضح الفاظ میں آخرت' حشر اور مکافات وعقوبت کے عقیدے کو بیان کیا ہے۔ قرآن حکیم کے اعلان کے مطابق جہنم ایسے گناہ گاروں کا آخری ٹھکانہ ہے جن کے جرم ناقابل معافی ہیں۔ جہنم کا سب سے نمایاں وصف اس کی آگ ہے۔ قرآن میں لفظ نار اور کہیں کہیں حریق یعنی جلانے والا کے لفظ استعمال ہوئے ہیں۔

مفسرین نے بعض روایات کی بنا پر جہنم کو سات طبقوں یعنی درجات میں تقسیم کیا ہے۔ (۱) جہنم جو تمام نافرمانوں سرکشوں بے ایمانوں (جو ایمان نہیں لائے) مشرکوں کے لیے عذاب وعتاب الٰہی کا مکان ہے۔ (۲) سعیر یہ نصاریٰ یعنی نافرمان گمراہ عیسائیوں کا دائمی گھر یا مقام ہے۔ (۳) حطمہ یہ تمام بے دین گمراہ یہودیوں کا دائمی ٹھکانہ ہے۔ (۴) لظیٰ ابلیس اور اس کی قوم جو آگ کے شعلوں سے پیدا کی گئی تھی کا ٹھکانہ ہے۔ (۵) سقر یہ مغرور' ستمگروں اور ظالموں کا ٹھکانہ ہے۔ (۶) جحیم تمام مشرکین اور بت پرستوں کا ٹھکانہ ہے۔ (۷) ھاویہ' یہ جہنم کا سب سے نچلا اور بڑے ہی سخت عذاب الٰہی کا حصہ ہے۔ اس میں فرعونوں اور فرعون صفتوں اور منافقوں کو رکھا جائے گا۔ قرآن حکیم میں جہنم کا نقشہ اس طرح بتایا گیا ہے۔ سورہ النبا کی آیت ۲۱ تا ۲۶ میں فرمایا گیا ہے۔

(جاری ہے)

# ہمارا آنچل

**نبیلہ بابر وسیم...... ایبٹ آباد**

س:۔آپ کے نزدیک حسین دور کون سا ہے؟

ج:۔زمانہ طالب علمی، اسپیشلی کالج لائف۔

س:۔کیسی طالب علم تھی صرف پڑھائی پر توجہ دی یا غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا؟

ج:۔ پڑھائی میں بھی بس ٹھیک ہی تھی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھی اور ٹرانی لائی تھی ریس میں والی بال اور جمپنگ میں۔

س:۔آپ اپنے کس استاد سے زیادہ متاثر ہیں؟

ج:۔میم صائمہ عبداللہ اکنامکس کی لیکچرار تھیں کالج میں اور میری موسٹ فیورٹ ٹیچر۔

س:۔کون سا مضمون سخت ناپسند ہے؟

ج:۔میتھ کرلیتی تھی بٹ مشکل سے۔

س:۔اپنی تعلیم کو کس طرح کام میں لارہی ہیں؟

ج:۔ محلے کے بچوں کو پڑھا کر پبلک اسکول چلاتی ہوں اور اپنے بچوں کو پڑھا کر۔

س:۔ پابندیاں صلاحیتوں کو متاثر کرتی ہیں یا شخصیت کو سنوارنے میں دیتی ہیں؟

ج:۔ بے جا پابندیاں صلاحیتوں اور شخصیت کو متاثر کرتی ہیں لیکن میں اپنی اولاد کے حق میں یہ سب کرنے کی متمنی نہیں ہوں کیونکہ برے اچھے کی تمیز سکھا دینا ہمارا فرض ہے پابند کرکے ہم کب تک رکھ سکتے ہیں۔آخر کو انسان ہیں مثبت تعمیر کے لیے پابندیاں ضرور ہوں۔

س:۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائگی کا اہتمام کرتی ہیں؟

ج:۔الحمدللہ پانچ وقت کی نمازی ہوں آج سے نہیں بالغ ہونے سے، حقوق العباد کی بھی کوشش کرتی ہوں بس کوتاہی ہوجاتی ہے۔

س:۔اپنی شخصیت کو کس طرح بیان کریں گی آپ میں کیا خوبیاں خامیاں ہیں؟

ج:۔ جو بات دل میں ہوتی ہے وہی زبان پر، غصہ بہت جلدآتا ہے کنٹرول نہیں ہوتا۔

س:۔غم اور خوشی کے موقع پر آپ کا ردعمل کیا ہوتا ہے؟

ج:۔غم پر روتی بہت ہوں اور نوافل ادا کرکے کم ہونے کی دعا کرتی ہوں اور خوشی ملنے پر ہنستی بھی ہوں ہر بات پر الحمدللہ الحمدللہ کہتی ہیں۔

س:۔ کن باتوں سے خوف آتا ہے؟

ج:۔ سانس نکلنے کے وقت جب اندھیری قبر میں اٹھنا، حشر کی تلخی اور پل صراط کے پل سے گزرنا یہ چار چیزیں بعض اوقات گہری نیند سے اٹھا کے بٹھا دیتی ہیں تہجد کے لیے۔

س:۔ کس مقام پر پہنچنا چاہتی ہیں؟

ج:۔ اچھی...... بہت اچھی انسان بننا چاہتی ہوں۔اللہ پاک روزہ اقدس کا دیدار کرادے باقی سب حاصل ہے مال،اولاد وغیرہ وغیرہ۔

س:۔محبت پر یقین رکھتی ہیں؟

ج:۔محبت کے بغیر تو کوئی رشتہ ہی مکمل نہیں۔

س:۔گھر میں فیصلے کون کرتا ہے؟

ج:۔ باہمی مشاورت سے ہوتے ہیں، فائنل فیصلہ تو پولیس مین میرے شوہر کرتے ہیں۔

س:۔اپنے آج کو گزشتہ کل سے بہتر بنانے کے لیے کیا کرتی ہیں؟

ج:۔ ہر وقت کوئی نہ کوئی ورد، دو نوافل ہر نماز کے بعد اور بکس پڑھتی ہوں۔

س:۔ نئے لوگوں سے ملنا نیا ہنر سیکھنا اور عمل کرنا اچھا لگتا ہے یا گی بندھی زندگی گزارتی ہیں؟

ج:۔ گزار تو گی بندھی ہی رہی ہوں ہاں کوئی نیا مل جائے کچھ نیا سیکھ لوں تو عمل کرنے کی کوشش بھی ہوتی ہے۔

س:۔ اپنی کامیابیوں اور ناکامیوں سے کیا سیکھا؟

ج:۔ کامیابی تو اچھی ہی ہوتی ہے اور بہتر ہو کر ملے تو کیا ہی اچھا تھا۔ ناکامیوں کو سوچوں تو یہی کہتی ہوں بھی کبھی ہماری بہتری کے لیے ہمیں اللہ تعالیٰ پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔

س:۔ خود پر کتنی توجہ دیتی ہیں؟

ج:۔ کچھ خاص نہیں ہاں ضرورت پڑنے پر بہت زیادہ توجہ دیتی ہوں۔

س:۔ اگر ماضی میں جانے کا موقع ملے تو کس کے ساتھ وقت گزارنا پسند کریں گی؟

ج:۔ اپنی زندگی میں جو ماضی گزرا ہے تو موقع ملنے پر اپنی امی سے ہر لمحہ اور گزرے ماضی میں جاؤں تو اپنے پیارے نبی آقا دو جہاں محمد ﷺ کے ساتھ پوری زندگی گزار دوں گی۔

س:۔ ملکی حالات سے باخبر رہنے کے لیے کون سے ذرائع استعمال کرتی ہیں؟

ج:۔ میرے گھر میں، میں نے ٹی وی، ریڈیو وغیرہ نہیں رکھا کیونکہ اپنے بچوں کو ماڈرن ازم سے بچانا چاہتی ہوں ہاں نیوز پیپر آتا ہے اس کے علاوہ ایک آنچل جو خود پڑھ کر چھپا دیتی ہوں۔

س:۔ ایسی کون سی ایجاد ہے جس کے بغیر زندگی ادھوری ہوتی؟

ج:۔ گاڑیاں اور ہوائی جہاز کیونکہ پیدل سفر (مارکو پولو والا زمانہ گیا) ہمارے بس کا روگ نہیں۔

س:۔ مہمانوں کی خاطر تواضع میں معروف ہوں اور جو بابا کا کروچ نظر آ جائے تو کیا کریں گے؟

ج:۔ بہت ڈرتی ہوں ایمان سے پتا نہیں کیا کروں گی۔

س:۔ مہمانوں کے جانے کے بعد کیا تبصرہ کرتی ہیں؟

ج:۔ یہ تو مہمانوں پر انحصار کرتا ہے۔

س:۔ باتونی لوگوں سے کس طرح جان چھڑاتی ہیں؟

ج:۔ پہلے تو کوشش ہوتی ہے جب تک اس کا دل نہ بھرے سنتی رہوں چاہے کہ خود پر کچھ بھی اثر ہو، اگر بہت جلدی میں ہوں تو کہتی ہوں اوہ میری بیٹی رو رہی ہو گی پھر ملیں گے۔

س:۔ وطن کے لیے کیا سوچتی ہیں؟

ج:۔ 23 مارچ 2019 کو میری نند کا بیٹا 21 سالہ نوید شہید ہوا ہے سوچتی ہوں مجھے بھی اللہ تعالیٰ ان ماؤں میں سے کرے جو کہ یہ اعزاز رکھتی ہیں، آمین۔

س:۔ زندگی کا سب سے خوب صورت لمحہ یا کوئی ایسا لمحہ جس کی آپ منتظر ہیں؟

ج:۔ جب اپنی فیملی سمیت شہر مدینہ کی مسافر بنوں گی اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے صدقے ایسا وقت لائے، آمین۔ دوسری بات نہیں بتا سکتی کچھ راز بھی تو رہنے دیں۔

**فرحانہ اسلم ...... گڑھا موڑ**

**(ملتان)**

س:۔ زندگی کا سب سے حسین دور؟

ج:۔زندگی کا سب سے حسین دور بچپن کا ہے۔
نہ دلوں میں ناراضی نہ خلوص میں کمی
بچپن کے دن بھی کمال ہوا کرتے تھے
س:۔کیسی طالب علم تھی؟
ج:۔ ماشاءاللہ بہت اچھی طالب علم ہوں ہمیشہ اپنے اساتذہ کو خوش کیا۔
س:۔کون سا مضمون ناپسند تھا؟
ج:۔ریاضی سے سخت نفرت ہے۔
س:۔کس استاد سے متاثر ہیں؟
ج:۔ میم ردا شاہ، میم شائلہ، میم سمینہ، مس غزالہ، مس نبیلہ، مس نیلم رحمان سے بہت متاثر ہوں۔
س:۔ ماضی میں جانے کا موقع ملے تو کس شخصیت کے ساتھ دن گزارنا چاہیں گی؟
ج:۔ اگر ایسا ہو جائے تو حضرت محمد ﷺ، اپنے ابو، ارطغرل غازی اور قائد اعظم کے ساتھ وقت گزارنا چاہوں گی۔
س:۔مہمانوں کی خاطر تواضع میں مصروف ہوں اور چوہا یا کاکروچ آجائے تو کیا کریں گی؟
ج:۔ اتنی چیخیں ماروں گی کہ چوہے کے ساتھ مہمان بھی بھاگ جائیں گے۔
س:۔اپنی تعلیم کو کس طرح کام میں لارہی ہیں؟
ج:۔ ابھی تو خود زیر تعلیم ہوں۔ ویسے بچوں کو مفت ٹیوشن دیتی ہوں۔
س:۔ اپنی شخصیت کو کس طرح بیان کریں گی آپ میں کیا خامیاں، خوبیاں ہیں؟
ج:۔خامیوں کی بات کی جائے تو بہت منہ پھٹ ہوں، غصہ بہت آتا ہے، بحث بہت کرتی ہوں۔ خوبیاں تو دوسرے ہی بتا سکتے ہیں اپنے منہ سے اچھا نہیں لگتا تو ویرجی کے بقول روتی نہیں ہوں جو کہ خوبی ہے، دوستوں کے بقول بہت حساس، معصوم ہوں۔ عائشہ اور نیلم (بہنوں) کے بقول کوئی خوبی نہیں ہے۔ ویسے جنونی سی ہوں اپنے بھائی، آپی اور دوستوں سے بہت پیار کرتی ہوں۔
س:۔محبت پر یقین رکھتی ہیں؟
ج:۔ جی ہاں حرص و ہوس سے پاک محبت پہ یقین رکھتی ہوں۔ سباس جی کے بقول محبت دل کا سجدہ ہے۔
س:۔کس مقام تک پہنچنا چاہتی ہیں؟
ج:۔ سی ایس ایس کرنا چاہتی ہوں اور کوئی باعزت مقام پانا چاہتی ہوں۔
س:۔اپنے ملک کے لیے کیا کرنا چاہتی ہیں؟
ج:۔ ملک کو آلودگی سے پاک کرنا چاہتی ہوں اور کشمیر کے لیے صرف آواز بلند کرنا چاہتی ہوں۔
س:۔باتونی لوگوں سے کیسے جان چھڑاتی ہیں؟
ج:۔ میں خود بہت باتونی ہوں اور باتونی لوگوں کو بھی سن لیتی ہوں آخر دوسرے بھی تو مجھے سنتے ہیں۔
س:۔خوشی اور غم کے موقع پر کیا ردعمل ہوتا ہے؟
ج:۔خوشی میں تو بہت اچھلتی ہوں، خوب شور مچاتی ہوں اور غم کے موقع پر بہت چپ چپ اور اداس ہو جاتی ہوں۔
س:۔کس لمحے کی منتظر ہیں؟
ج:۔ سرفہرست تو وہ لمحہ ہے جب میرا انٹرویو آنچل میں آئے گا ہاہاہا۔
گنبد خضری کو دیکھنے کی منتظر ہوں۔

کبھی ہمت تو کبھی حوصلے سے ہار گئے
ہم بدنصیب تھے جو ہر کسی سے ہار گئے
عجب کھیل کا میدان ہے یہ دنیا بھی
کہ جس کو جیت چکے تھے اسی سے ہار گئے

زندگی میں کی گئی غلطیوں کی سزا ہمیں ایک نہ ایک دن ضرور ملتی ہے۔ ہم چاہ کے بھی ان غلطیوں کے نشان اپنی زندگی سے نہیں مٹا سکتے اور کچھ غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی سزا ساری زندگی کے لیے ہمارا مقدر بن جاتی ہیں لیکن افسوس، احساس تب ہوتا ہے جب وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ کبھی کبھی ہم اللہ سے کسی کو بہت شدت سے مانگتے ہیں اور مانگنے کی انتہا کر دیتے ہیں یہ جانے بغیر کہ ہمارے حق میں اچھا ہے یا برا اور پھر جب اللہ تعالیٰ ہمیں وہ عطا کر دیتا ہے تو ہمیں احساس ہوتا ہے، جس چیز کو ہم نے اپنی چاہت بنالیا اگر وہ ہماری زندگی میں نہ ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا، ہم جسے مانگتے آئے وہ تو کبھی ہمارے لیے تھا ہی نہیں لیکن جب تک یہ کچھ آتا ہے تب تک وقت ہمارے ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور پچھتاوے ہمیشہ کے لیے مقدر بن جاتے ہیں۔

میں عشفا ارسلان، میں نے بھی اللہ سے نعمان صدیقی کو تمام تر شدتوں سے مانگا تھا، ان دنوں جب اس کا ملنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو گیا تھا، جب وہ میری اولین خواہش تھا، میں اس کے بغیر اپنی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی، وہ میری ہر نماز میں مانگے جانے والی پہلی اور آخری دعا ہوتی تھی۔ اسے پانے کے لیے کتنی ضد کی تھی میں نے رب سے اور پھر اللہ کے لیے تو کچھ بھی مشکل نہیں ہے وہ تو کن کہتا ہے اور ہو جاتا ہے۔ اس نے بھی میرے مقدر میں نعمان صدیقی کا نام لکھ دیا لیکن پھر میرا دل اس سے بدل دیا اور اللہ تو ہر شے پہ قادر ہے میرا دل جو ہر لمحہ نعمان کے نام پہ دھڑکتا تھا، آج اس کی شکل بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ میری دھڑکنیں اس کے نام پر ہر پل دھڑکتی تھیں، آج اس کے ساتھ گزرنے والا ہر لمحہ میرے لیے عذاب کی طرح بن گیا تھا۔

میں نے اللہ سے ضد کی، اسے چیلنج کیا اور اس کی سزا میں آج تک بھگت رہی ہوں۔ جس کے ساتھ میں لمحہ نہیں گزار سکتی اب اس ہی کے ساتھ مجھے ساری زندگی گزارنی ہے۔ جو میری چاہت تھا وہی شخص اب میری سزا بن چکا تھا۔

❋ ❋ ❋ ❋

عشفا، پہلی ملاقات میں ہی نعمان کے دل میں اتر گئی تھی، جس روز وہ اپنی دوست کی منگنی میں تک سک سے تیار ہو کر آئی تھی اور کسی مصور کا حسین شاہکار لگ رہی تھی۔ سلور اور گرین کنٹراسٹ کے سوٹ میں ملبوس وہ انارکلی لگ رہی تھی۔ شاید پہلی نظر کی محبت اسے ہی کہتے ہیں جس کا شکار نعمان صدیقی ہو گیا تھا۔ اس کی پہلی نظر اٹھی تھی عشفا کی طرف اور پہلی ہی نظر میں وہ دل ہار گیا تھا تب اسے عشفا کا

نام تک کا پتا نہ تھا۔ نعمان اتنا جان گیا تھا کہ کوئی لڑکی اگر اس کے دل پر راج کر سکتی تھی تو وہ یہ ہی شہزادی ہوگی۔ جبکہ عشفا اس ملاقات سے بے خبر تھی۔

آج وہ یونیورسٹی میں ایڈمیشن فارم جمع کرانے آئی تھی، زندگی کا ایک نیا دور شروع ہونے والا تھا اور اب تما کاموں سے فارغ ہونے کے بعد وہ پارکنگ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ چپ چاپ سوچوں میں گم کار کا لاک کھول رہی تھی کہ اک انجانی آواز نے اسے پلٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"ایکسیوزمی مس عشفا۔" کوئی دور سے اسے پکارتا ہوا آ رہا تھا اس نے حیرت سے اس اجنبی کی طرف دیکھا تھا۔ وہ اجنبی اب عشفا کے قریب آ چکا تھا۔

"آپ ایڈمیشن کے لیے آئی تھیں یونیورسٹی؟" اس نے اپنی سانس ٹھیک کرتے سوال کیا۔

"جی لیکن آپ کون ہیں اور میرا نام کیسے جانتے ہیں؟" عشفا نے الجھن بھرے انداز میں سوال کیا۔

"میں نعمان صدیقی ہوں اور اس ہی یونی سے اپنا ایم بی اے کمپلیٹ کر رہا ہوں اور اس طرح میں آپ کا سینئر ہوا۔" اس نے اپنا تعارف کرایا۔

"ہوں گے سینئر۔ لیکن میں تو آج فرسٹ ٹائم آئی ہوں اور میں نہیں سمجھتی کہ میں اتنی مشہور ہوں کہ یہاں انٹر ہوتے ہی آپ میرا نام جان جائیں۔" وہ چڑ کر طنز سے بولی۔

"میں آپ کا نام ہی نہیں اور بھی بہت کچھ جانتا ہوں۔" وہ اس کے طنز سے محظوظ ہوتے ہوئے بولا۔

"مثلاً....." اس کی الجھن میں اضافہ ہوا۔

"عشفا ارسلان آپ کے والد ارسلان ملک کا تعلق سندھ کے ایک زمیندار گھرانے سے ہے۔ آپ لوگ نواب شاہ سے ہیں اور آپ دو بہنیں اور ایک بھائی ہیں۔ آپ کا گھر گلبرگ میں ہے بس یا اور بھی جاننا چاہیں گی۔" نعمان نے اس کا پورا بائیوڈیٹا اس کے سامنے رکھ دیا۔

"لیکن آپ یہ سب کیسے جانتے ہیں؟ جہاں تک مجھے یاد ہے میں آپ سے پہلے کبھی نہیں ملی۔" وہ اب حیران نظر

آرہی تھی۔
"میں یہ سب کیسے جانتا ہوں اچھا سوال ہے لیکن اس کا جواب میں آپ کو پھر دوں گا اور رہی بات ملنے کی تو ہم پہلے بھی مل چکے ہیں۔" وہ اس کی حیرانی سے مزید محظوظ ہوتا بولا۔
"لیکن یہ تو غلط بات ہے اس طرح کسی کو حیران پریشان کرنا کہاں کی تمیز ہے۔" اسے نعمان کی مسکراہٹ نے غصہ دلایا۔
"حیران کر رہا ہوں اور نا ہی پریشان۔ بس میں چاہتا ہوں آپ میرے بارے میں سوچیں اور اب میری کلاس کا ٹائم ہو رہا ہے ان شاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔" وہ اک ادا سے کلائی گھڑی پر نظر دوڑاتا واپس جانے کے لیے مڑا اور عشفا حیران سی کھڑی اس کو جاتا دیکھتی رہی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

آج سے اس کی کلاسز اسٹارٹ ہو رہی تھیں اور پہلے ہی دن وہ لیٹ ہو گئی تھی۔ پہلی کلاس نو بجے شروع ہونے والی تھی اور پانچ منٹ باقی تھے نو بجنے میں اسے اپنے ڈیپارٹمنٹ کا راستہ بھی معلوم نا تھا، وہ کیسے کلاس تک پہنچتی، پریشانی کے عالم میں وہ ہونقوں کی طرح بھاگتی پھر رہی تھی ساتھ ہی خود کو اور اپنی نیند کو بھی کوس رہی تھی۔
"عشفا آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں؟ آپ کی کلاس تو شروع ہونے میں ایک منٹ رہ گیا ہے، آپ پہلے دن لیٹ پہنچیں گی تو آپ کا تاثر کلاس پہ اور سر زبیر۔ بہت برا پڑے گا وہ تو اپنی کلاس میں اسٹوڈنٹ کی تاخیر بالکل برداشت نہیں کرتے۔" وہ جو خود کو اکیلا محسوس کر رہی تھی، اپنی پشت سے ابھرتی نعمان کی آواز سن کر کچھ پرسکون ہوئی۔
"دراصل مجھے راستہ سمجھ نہیں آ رہا کہ ڈیپارٹمنٹ کدھر ہے اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو مجھے کلاس تک چھوڑ سکتے ہیں۔" اس نے ملتجی انداز میں کہا۔
"ہاں کیوں نہیں آپ آئیں میرے ساتھ۔" وہ مسکرا کر بولا اور پھر کچھ سیکنڈز میں وہ اپنی کلاس کے سامنے تھی۔ سر ابھی تک کلاس میں نہیں پہنچے تھے اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔
"آج آپ کی صرف دو کلاس ہیں اس کے بعد آپ فری ہوں گی اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو یونیورسٹی بھی گھما سکتا ہوں تا کہ آپ کو اگلی بار مشکل نہ ہو۔" وہ خوشدلی سے بولا۔
"جی ضرور۔" وہ مسکرائی۔
"او کے پھر میں آپ کی کلاسز کے بعد یہاں ہی ملوں گا اب آپ کلاس میں جائیں سر آتے ہی ہوں گے۔"
"او کے تھینکس۔" وہ شکریہ ادا کرتی اندر چلی گئی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

"کیا آپ کی بھی آج صرف دو کلاسز تھیں؟" وہ کلاس لے کر نکل رہی تھی جب اسے سامنے دیوار سے ٹیک لگائے نعمان کھڑا نظر آیا تو وہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی۔
"نہیں باقی کلاسز میں نے بنک کر دی ہیں۔" وہ کمال اطمینان سے بولا۔
"کس خوشی میں؟" وہ اس بات پہ پوری طرح اس کی طرف گھومی اور حیرت سے بولی۔
"کیونکہ آج عشفا ارسلان کا ہمارے ڈیپارٹمنٹ اور یونی میں پہلا دن ہے اور میں آپ کا سینئر ہوں اس لحاظ سے آپ میری مہمان ہوئیں اور مہمان میزبان کے ہوتے ہوئے کھو جائے تو کتنی بری بات ہے میں نے سوچا آپ کا خیال رکھنا میرا فرض ہے۔ بس اس لیے آپ کو پوری یونی گھمانے کے لیے باقی لیکچرز چھوڑ دیے۔" وہ ساری بات تفصیل سے بتاتے نہایت فیاضی سے بولا تو عشفا نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا۔
گوری رنگت، ڈارک براؤن بادامی آنکھیں، قدرے اوپر کو اٹھی ہوئی ناک اور دراز قد اور بہترین ڈریسنگ، بلاشبہ وہ ایک شاندار شخصیت کا مالک تھا مگر اس کے چہرے میں کچھ تھا جو عشفا کو چونکنے پہ مجبور کر رہا تھا مگر کیا یہ اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔
"جناب میں چھوٹی بچی نہیں ہوں جو کھو جاؤں گی۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔
"لیکن مجھے تو لگتی ہو، ایک معصوم سی کیوٹ سی گڑیا اور یہ گڑیا ابھی یہاں نئی ہے اس لیے میرا فرض بنتا ہے اس کی حفاظت کرنا۔" اس نے سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور پھر عشفا نے اس کے بعد کوئی بات نہیں

کی۔ وہ اس کے ساتھ دور تک چلتی رہی کسی تھکن کا احساس بھی نہیں ہوا اور تقریباً پوری یونیورسٹی اس نے دیکھ لی۔

"یہ رہا میرا ڈیپارٹمنٹ، کبھی بھی کسی بھی ہیلپ کی ضرورت ہو، بے جھجک یہاں آجانا میں تمہاری مدد کے لیے ہمیشہ حاضر ملوں گا۔" وہ اس کی بات پر سر ہلا کر مسکرا دی۔

"مجھے لگتا ہے آپ بہت تھک گئی ہو عشفا اور لنچ کا وقت ہوگیا ہے کیا خیال ہے مجھے تو بھوک لگ رہی ہے۔"

"جی نہیں میں نہ تو تھکی ہوں اور نہ ہی مجھے بھوک لگی ہے۔" اس نے قطعیت سے کہا۔

"اچھا چلیں ناراض تو نہ ہوں، اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا ہم ساتھ میں ایک کپ چائے تو پی سکتے ہیں؟" اس نے معصومیت سے پوچھا۔

"او کے شیور آپ نے اتنی ہیلپ کی ہے میری تو اتنا تو کر ہی سکتی ہوں میں لیکن ایک شرط پہ بل میں پے کروں گی۔"

"میڈم آپ چلیں تو صحیح پھر کرلیجیے گا بل بھی پے۔"

"او کے چلیں۔" وہ مسکرادی اور اب وہ کینٹین میں بیٹھی اس کے ساتھ چائے پی رہی تھی جبکہ وہ سینڈوچ سے انصاف کررہا تھا۔

زندگی بھی کتنی غیر متوقع ہے، کچھ دن پہلے تک وہ جس کے نام سے بھی واقف نہیں تھی، آج اس کے ساتھ وہ چائے پی رہی تھی۔ شاید اسے ہی تقدیر کہتے ہیں جن کے بارے میں آپ نے کبھی خوابوں خیالوں میں بھی نا سوچا ہو یا آپ کو ان سے ملا دیتی ہے۔ وہ مزاجاً بہت مختلف تھی اتنی جلدی کبھی بھی کسی سے فرینک نہیں ہو پاتی تھی لیکن شاید نعمان کو خاموشی توڑنا آتی تھی۔

"چلیں عشفا۔" اس کے پکارنے پر وہ چونکی۔

"جی..... لیکن بل؟"

"میں پہلے ہی پے کرچکا ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ اس کی مسکراہٹ بہت دلکش تھی۔

"لیکن میں نے کہا تھا ناں کہ میں پے کروں گی۔" وہ خفا ہوئی۔

"یار ایک ہی ڈیپارٹمنٹ ہے ناں، ہزار اور موقع آئیں گے کردینا تم پے۔" اس نے وارفتگی سے کہا۔

باتوں باتوں میں پتا ہی نہیں چلا اور وہ لوگ پارکنگ میں آگئے تھے۔ وہ اللہ حافظ کہہ کر جا چکی تھی اور وہ اسے تب تک کھڑا دیکھتا رہا تھا جب تک وہ نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوگئی تھی۔

❁......❁......❁......❁
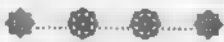
وہ بوجھل قدموں سے بام کے درختوں کی دو رویہ قطاروں میں سے گزر رہی تھی، تھکن سے اس کا برا حال تھا حالانکہ اس نے ایسا کوئی خاص کام بھی نہیں کیا تھا، شاید کافی دنوں بعد یونی ورسٹی جوائن کرنے کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہورہی تھی۔ اتنے دنوں کی چھٹیوں نے اس کی سویرے اٹھنے کی عادت ختم کردی تھی۔ اب بھی وہ خود کو فریش کرنے کے لیے لان میں واک کررہی تھی کہ اچانک فون وائبریٹ ہوا تھا۔ اس نے لانگ کوٹ کی پاکٹ سے اپنا فون نکال کر نگاہوں کے سامنے کیا۔ اریج کا میسج تھا۔

"فاران بھائی اور زوبیہ بھابی آئے ہوئے ہیں اور تمہارے ہی گھر آرہے ہیں ہم سب، تمہیں سرپرائز دینا چاہتے تھے لیکن پھر سوچا میڈم کو انفارم کردیں نا جانے گھر پہ ہیں بھی یا نہیں۔" میسج پڑھ کر بے اختیار اس کو خوشی ہوئی۔

کچھ لوگ اتنے اچھے اور پیارے ہوتے ہیں کہ ان کا ساتھ ساری تھکاوٹ اڑن چھو کردیتا ہے۔ فاران بھائی، زوبیہ بھابی اور اریج بھی اس کے لیے اتنی ہی اہمیت رکھتے تھے۔ کچھ ہی دیر میں فاران بھائی، زوبیہ بھابی اور اریج اس کے سامنے تھے۔ فاران بھائی اور اریج سے بچپن سے ہی اس کی بے حد دوستی تھی۔ اس کا بچپن ان ہی کے ساتھ گزرا تھا۔ فاران بھائی اسے بھی اریج کی طرح ہی چاہتے تھے اور شادی کے بعد زوبیہ بھابی بھی اس کا بے حد خیال رکھتی اور پیار کرتی تھیں۔

"جلدی سے تیار ہوجاؤ ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔" اریج نے آتے ساتھ ہی شور مچایا تو وہ حیران ہوئی۔

"کہاں جانا ہے؟ بابا مما سے اجازت بھی نہیں لی اور وہ گھر پہ بھی نہیں ہیں۔"

"کوئی بات نہیں، انکل آنٹی پہلے ہی پرمیشن دے چکے ہیں چلو شاباش جلدی کرو، سرپرائز ہے تمہارے لیے۔" انہوں نے دھیرے سے کہا۔ اس نے سنا نہیں۔ "تم بس جلدی سے ریڈی ہو جاؤ ہم لیٹ ہو رہے ہیں عشقا۔" ارتج جھنجلائی اسے شاید کچھ زیادہ ہی جلدی تھی۔

"اچھا بابا۔" وہ جب تیار ہو کر آئی تو سب کار میں بیٹھ چکے تھے۔ وہ فرنٹ ڈور کھول کر آگے بیٹھ گئی اور تب ہی اس کی نظر ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے شخص پہ پڑی تو وہ حیران رہ گئی تھی۔ جبکہ ارتج، فاران بھائی زوبیہ بھابی کا بے ساختہ قہقہہ نکلا تھا عشقا کی شکل دیکھ کر۔

وہ عشقا کے لیے سب سے بڑا سرپرائز تھا، ڈرائیونگ سیٹ پہ موجود شخص مسلسل مسکرا رہا تھا اور عشقا اسے اتنے سالوں بعد دیکھ کر حیرانی چھپا نہیں پا رہی تھی۔ وہ اسفند شہباز تھا، اس کا بچپن کا ساتھی اور دوست فاران بھیا کا چھوٹا بھائی اور ارتج کا جڑواں بھائی۔ آج اتنے سالوں بعد وہ اس کے سامنے تھا تو یقیناً وہ فائٹر پائلٹ بن چکا تھا اس کی حیرانی اب خوشی میں بدل چکی تھی وہ چیختے ہوئے بولی۔

"تم......!"

"آرام سے یار، ایکسیڈنٹ کرواؤ گی کیا۔" اسفند نے اس کو چھیڑا۔

"تم جو ایسے سرپرائز دو گی تو ایکسیڈنٹ تو ہوگا ہی حد ہوگئی ہے۔ ارتج کی بچی، بندہ کم از کم انفارم ہی کر دیتا ہے اگر خوشی کے مارے میرا ہارٹ فیل ہو جاتا تو......" اس نے مصنوعی ناراضگی کا اظہار کیا۔

اسفند شہباز، یہ وہ شخص تھا جو دنیا میں عشقا ارسلان کو سب سے زیادہ جانتا تھا، سب سے زیادہ خیال رکھتا تھا، وہ آج فائٹر پائلٹ تھا تو یہ بھی عشقا ہی کی خواہش تھی۔ اسے یاد تھا اس نے ایک بار اسفند سے کہا تھا۔

"مجھے پائلٹ بہت پسند ہیں، آسمان کی بلندیوں پہ اڑتے وطن کے لیے جینے والے جانباز ہماری زندگی کے رئیل ہیرو۔" اور اس ہی دن اسفند نے فیصلہ کر لیا تھا اسے پائلٹ بننا ہے وہ صرف اس کا بیسٹ فرینڈ ہی نہیں کزن بھی تھا اور ان دونوں کی دوستی خاندان بھر میں مشہور تھی۔ سال لمحوں کی طرح گزر گئے تھے لیکن وہ ہی جانتی تھی کہ اس نے اسفند شہباز کو زندگی کے ہر موڑ پہ کتنا یاد اور اس کی کمی کتنی محسوس کی تھی۔

"جناب کیا اب یہیں بیٹھے رہنے کا ارادہ ہے یا اندر بھی چلنا ہے۔" وہ خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی اور پتا ہی نہیں چلا کب منزل کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔ اسفند شہباز اس کی طرف کا دروازہ کھولے شرارت سے پوچھ رہا تھا۔

"اگر آپ راستہ دو گے تو یقیناً اندر بھی تشریف لے جاؤں گی۔" اس نے سارا قصور اس پہ ڈالا تو وہ مسکرا دیا۔ وہ بلاشبہ ایک یادگار رات تھی جو اپنے تمام تر فسوں کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی تھی۔

بعض دفعہ محبت کا ایک لمحہ ہی ساری زندگی کے لیے کافی ہوتا ہے۔ یہ وہ لڑکی تھی جس سے اسفند کو بے انتہا محبت تھی اور بے حساب بھی، وہ لڑکی اس بات سے بالکل بے خبر تھی کہتے ہیں محبت محسوس ہو جاتی ہے بنا اظہار کے بھی لیکن اس نے اپنے جذبوں کو اتنا چھپا کے رکھا تھا کہ عشقا کو کبھی احساس ہی نہیں ہو سکا تھا کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتا ہے۔ اس کی جھیل سی گہری آنکھوں میں اسفند کی پوری زندگی بستی تھی لیکن یہ بات وہ اسے تب بتانا چاہتا تھا جب وہ پوری طرح سے اس کی ہو جاتی، اس سے پہلے وہ دوستی کے رشتے کو داغ دار نہیں کرنا چاہتا تھا۔

❀ ❀ ❀ ❀

"کیا بات ہے آج تو بہت خوش لگ رہی ہو ماشاء اللہ صبح سے لے کر اب تک فریش۔" نعمان نے اس کے ساتھ لائبریری جاتے ہوئے پوچھا۔

"جی بالکل، آج میں بہت خوش ہوں، بہت زیادہ، پتا ہے کیوں؟" یک دم اس کی طرف گھومی اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا، وہ جو اپنے دھیان میں چل رہا تھا ایک دم اس کے یوں سامنے آنے پر ٹکراتے ٹکراتے بچا تھا۔

"مجھے کیسے پتا ہو سکتا ہے؟" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیوں پہلے تو آپ کو میرے بارے میں سب کچھ بنا بتائے ہی پتا چل گیا تھا ناں۔" اس نے شرارت سے کہا۔

"او ہو یار، وہ بالکل الگ بات تھی اور یہ ایک الگ بات ہے۔" اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔
"مطلب آپ نے ہار مان لی۔" اس نے ذو معنی انداز میں کہا۔
"جی وہ تو پہلے ہی مان چکا ہوں۔" اس نے ذو معنی بات کی۔
"او کے بتاتی ہوں، لیکن ایک شرط پہ۔"
"کیسی شرط۔" اس نے چونکتے ہوئے کہا۔
"پھر آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ کے پاس میرے بارے میں اتنی انفارمیشن کیسے آئی تھی۔" اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے وہ سوال پوچھ لیا جو اسے کافی دنوں سے پریشان کر رہا تھا۔
"او کے ڈن، بتاتا ہوں، تمہیں میں نے پہلی بار تمہاری فرینڈ سدرہ کی انگیجمنٹ کے فنکشن میں دیکھا تھا۔ میں اس کے منگیتر کا بیسٹ فرینڈ ہوں اور عدنان سے ہی پوچھا تھا میں نے تمہارے بارے میں سب کچھ۔" اس نے تفصیل بتائی۔
"مگر کیوں پوچھا؟" وہ الجھی۔
"ظاہر ہے مجھے تم اچھی لگی تھی اور میرے دل نے کہا تھا تم سے دوستی کرنے کے لیے لیکن پھر تم کھو گئی، اس کے بعد کہیں نظر ہی نہیں آئیں لیکن میں تمہیں بھلا نہیں سکا اور ایک دن تم اچانک نظر آ ہی گئیں، وہ بھی میری ہی یونیورسٹی میں۔" اس نے اس کی چمکتی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔
"اچھا تو یہ بات تھی، میں ایویں سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی۔ پہلے بتا دیتے تو کیا ہو جاتا۔"
"پہلے بتا دیتا تو تم میرے بارے میں سوچتی نہیں ناں۔"
"اچھا تو آپ چاہتے تھے کہ میں آپ کو سوچ کر پریشان ہوں۔"
"جی نہیں میں چاہتا تھا کہ آپ مجھے سوچ کر مسکرائیں۔" اس نے شرارتی انداز میں در حقیقت دل کی بات کہہ دی تھی، عشفا بے اختیار مسکرا دی تھی۔
اس کی مسکان بے حد حسین تھی جیسے کوئی کلی کھل رہی ہو یا پھر کسی ندی میں بہتے پانی کا سا منظر کم از کم نعمان کو تو ایسا ہی لگ رہا تھا۔
"اچھا چلو اب تم بتاؤ آخر کس لیے یوں صبح سے چہکتی پھر رہی ہو؟" وہ دوبارہ موضوع پر آیا۔
"وہ اس لیے کے میرے بیسٹ فرینڈ پلس کزن اسفند شہباز اب فائٹر پائلٹ بن چکے ہیں۔" وہ بول رہی تھی اور اس کی آنکھیں جگمگ کرتی مسکرا رہی تھیں۔
"گریٹ...... یہ تو بہت زبردست نیوز ہے لیکن نیوز تو مٹھائی کے ڈبے کے ساتھ سناتے ہیں کنجوس لڑکی۔"
"او سوری مٹھائی تو نہیں ہے اس وقت آپ ایسا کریں فی الحال اس چاکلیٹ پر گزارا کر لیں۔" اس نے چاکلیٹ اس کی طرف بڑھائی۔
"تھینک یو لیکن یاد رہے مٹھائی ادھار رہی۔" وہ چاکلیٹ لیتے شرارت سے بولا۔
"اچھا جناب ٹھیک ہے۔" عشفا بھی جواباً مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

آج گھر میں شہباز چاچو کی فیملی ڈنر پر مدعو تھی اور یہ ڈنر در اصل اسفند شہباز کے اعزاز میں دیا جا رہا تھا آج اس کی چھٹیوں کا آخری دن تھا کل سے اسے دوبارہ جوائن کرنا تھا۔ عشفا جسے بننے سنورنے کا بے انتہا شوق تھا آج بھی ڈارک گرین شرٹ پر آف وائٹ پلازو پہنے ہلکے میک اپ میں بے حد پیاری لگ رہی تھی، اسفند کی تو نگاہیں عشفا پر سے نہیں ہٹ رہی تھیں۔
"تم مجھے مس کرو گی عشفا؟" وہ دونوں کافی کا مگ لے کر بالکونی میں کھڑے تھے، چودھویں کا چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا جس کی روشنی میں ہر منظر بے حد حسین لگ رہا تھا نومبر کی راتوں کی ہلکی ہلکی سردی، طبیعت کو بھلی لگ رہی تھی۔ تب ہی اسفند نے اس سے سوال کیا۔
"نہیں بالکل بھی نہیں۔" اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔
"تھوڑا سا بھی نہیں؟" اس کے انکار نے ایک دم سے اسفند کی اداسی میں اضافہ کر دیا تھا۔ عشفا نے ایک پل کے لیے اس کا چہرہ دیکھا تو اور مسکرا دی۔

"اسفند یاد تو انہیں کیا جاتا ہے جنہیں ہم بھول چکے ہوں جو لوگ دل میں بستے ہوں، ہمارے سب سے زیادہ قریب ہوں، انہیں کیسے کوئی یاد کرے گا۔ تم میرے بیسٹ فرینڈ ہو، ایک ایسا دوست جو مجھے سپورٹ کرتا رہا ہے۔ ہر پل میرا خیال رکھتا رہا ہے۔ تمہاری جگہ کوئی بھی، کبھی بھی نہیں لے سکتا اسفند۔" عشفا نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے جواب دیا اور اس کی بات پر اسفند کھل کر مسکرا دیا تھا۔

"اہم...... اہم کیا آپ لوگ اکیلے اکیلے ہی انجوائے کرنا چاہتے ہیں یا میں بھی جوائن کر سکتی ہوں آپ کو۔" اریج نے ان کی طرف آتے شرارت سے کہا۔

"اسفند لوگ جوائن کرنے کے بعد پرمیشن مانگ رہے ہیں حد ہے۔" عشفا نے بھی جواباً شرارت سے کہا اور وہ سب بے اختیار ہنس دیے۔

"کتنی حسین ہے ناں یہ رات لیکن یہ بھی گزر جائے گی۔" اریج نے اداس ہوتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا۔

"ہاں صحیح کہہ رہی ہو، لیکن پتا ہے خوب صورت لمحوں کی سب سے خاص بات کیا ہے؟ یہ ہماری یادوں میں اک حسین یاد بن کر ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جاتے ہیں اور جب بھی یاد آتے ہیں اپنی خوشبو سے سارا منظر مہکا دیتے ہیں۔" اسفند نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اریج، اسفند پاپا کہہ رہے ہیں گھر چلنا ہے یا یہیں رات گزارنے کا ارادہ ہے؟" زوبیہ بھابی نے شہباز چاچو کا میسج ان تک من وعن پہنچاتے ہوئے کہا۔

اسفند نے فوراً ہاتھ آگے کر کے گھڑی میں وقت دیکھا تھا رات کا ایک بج رہا تھا، ایسے لمحوں کی سب سے خاص بات یہ ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلتا تھا اور پھر وہ سب پھر ملنے کا وعدہ کر کے چلے گئے ان لمحوں کو ایک حسین یاد بنا کر۔

⁂

وہ بوٹنی ڈیپارٹمنٹ کے لان میں اپنے اردگرد نوٹس پھیلا کر اسائمنٹ مکمل کرنے میں بری طرح مصروف تھی، اسکول ہو، کالج یا پھر یونی اسے اسائمنٹ مکمل کرنا دشوار لگتا تھا۔ اس کا ہاتھ تیزی سے چل رہا تھا اور اردگرد سے بے نیاز وہ اپنا کام کر رہی تھی۔ وقت کم تھا۔

"عشفا تم یہاں بیٹھی ہو میں تمہیں سب جگہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئی ہوں۔" یہ سارہ تھی اور اس سے عشفا کی کچھ دن پہلے ہی دوستی ہوئی تھی۔

"کیوں ڈھونڈ رہی تھیں؟ کوئی کام تھا کیا۔" وہ مصروف انداز میں بولی۔

"نہیں تم سے لڑنا تھا۔"

"کیا مطلب۔" وہ ناسمجھی سے بولی۔

"مطلب یہ کہ تم سالانہ فنکشن میں حصہ لے رہی ہو اور بتایا تک نہیں۔" وہ ناراضی سے بولی۔

"کون سا فنکشن...... کیا سا حصہ؟" وہ حیران ہوئی۔

"اب بنو تو مت۔" وہ بسکٹ کھاتے ہنوز ناراض نظر آ رہی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے یار میں سیریس ہوں، مجھے نہیں پتا تم کس بارے میں بات کر رہی ہو۔" وہ پریشان ہو کر بولی۔

"لگتا ہے تم سچ میں لاعلم ہو۔ دراصل مجھے نائمہ نے بتایا تھا کہ تم ڈیکلیمیشن میں حصہ لے رہی ہو جب وہ اسٹیج کے لیے اپنا نام لکھوانے گئی تھی تب ہی اس کی نظر لسٹ میں موجود تمہارے نام پر پڑی تھی سر اورنگزیب نے کامپیٹیشنز میں حصہ لینے والے اسٹوڈنٹس کی لسٹ نعمان صدیقی کے پاس رکھوائی ہوئی ہے۔ تم چاہو تو جا کر خود بھی چیک کر سکتی ہو۔" سارہ نے اس کا حیران پریشان انداز دیکھ کر فوراً تفصیل بتائی تھی۔

عشفا نے فوراً کتابیں اور نوٹس سمیٹے اور ہینڈ بیگ کندھے پہ لٹکا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی اب اس کا رخ ایم بی اے ڈیپارٹمنٹ کی طرف تھا لیکن نعمان ڈیپارٹمنٹ میں نہ تھا۔

"اشعر، نعمان کہاں ملیں گے میں کافی دیر سے انہیں تلاش کر رہی ہوں لیکن وہ کہیں نظر ہی نہیں آ رہے۔" اشعر اور نعمان دونوں بیسٹ فرینڈز تھے اور ہر وقت ساتھ ہی نظر آتے تھے۔

"وہ تو آفس میں اسٹوڈنٹس کی لسٹ جمع کرانے گیا ہوا ہے، کیا بات ہے آپ کچھ پریشان نظر آرہی ہیں، سب خیریت ہے ناں؟" اشعر نے اس سے پہلے کبھی عشفا کو اتنا پریشان نہیں دیکھا تھا۔

"جی سب خیریت ہے۔" وہ تکلفاً مسکراتی ہوئی تیز قدموں سے آفس کی جانب بڑھی، اسے ہر حال میں اپنا نام اس لسٹ سے ہٹانا تھا لیکن اس کی ہر کوشش اس وقت دم توڑ گئی جب نعمان کو اس نے سر اورنگزیب کے آفس سے باہر نکلتے دیکھا تھا۔

"کیا اس نے لسٹ جمع کرادی؟" اس نے پریشانی سے سوچا۔

"نعمان تمہارے پاس اسٹوڈنٹس کی جو لسٹ تھی وہ کہاں ہے؟ پلیز جلدی سے اس میں سے میرا نام ریموو کردو۔" وہ عجلت میں دور سے ہی کہتی اس کی طرف بڑھی۔

"کون سی لسٹ؟" اسے سمجھ میں نہیں آیا۔

"اینول فنکشن میں حصہ لینے والے اسٹوڈنٹس کی لسٹ، پتا نہیں کس نے اس میں میرا نام لکھوادیا ہے، مجھے تو ابھی کچھ دیر پہلے سارہ سے پتا چلا ہے۔" تیز تیز چلنے کے سبب اس کا سانس پھولا ہوا تھا اور پیشانی پر بھی پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔

"تو کیا ہوا ویسے بھی اب جب نام لکھا جاچکا ہے تو......"

"لیکن نعمان میں نے اس سے پہلے کبھی کسی مقابلے میں حصہ نہیں لیا، تم سمجھ کیوں نہیں رہے ہو یہ سب میرے لیے بہت مشکل ہے۔" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔ اس کی اونچی پونی ٹیل کے ریشمی نیچرل براؤن بال اس کے دائیں کندھے پہ کسی آبشار کی طرح گرے ہوئے تھے۔ نعمان نے بے حد غور سے اس کے صبیح چہرے کو دیکھا تھا۔

"مشکل ہے ناں لیکن ناممکن تو نہیں اور پھر بہت سے کام انسان زندگی میں پہلی بار ہی کرتا ہے مشکلوں کا مقابلہ کرنے کا نام ہی تو زندگی ہے۔"

"اچھا بس میں کچھ نہیں جانتی اور تم میرا نام لسٹ سے نکال دو اگر مجھے پتا چل جائے یہ کس کی حرکت ہے تو میں ابھی اس کا گلا دبا دوں۔" وہ غصے سے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے بولی۔

اگر ابھی عشفا اس کا چہرہ دیکھ لیتی تو لمحے کے ہزارویں حصے میں یہ بات جان لیتی کہ یہ حرکت صرف نعمان صدیقی کی ہے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ وقت سے پہلے عشفا کچھ بھی جانے اس لیے اس نے بڑی مشکل سے اپنی مسکراہٹ چھپا کر چہرے پہ سنجیدگی طاری کی تھی۔

"سوری عشفا...... لیکن اب یہ تو ممکن نہیں کیوں کہ لسٹ فائنل ہوچکی ہے۔" وہ معصوم شکل بنا کر بے بسی سے بولا۔ اس کی بات سن کر عشفا کا دل چاہا تھا کچھ اٹھا کر اس کے سر پہ دے مارے۔

❁......❁......❁......❁
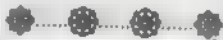
دو دن بعد فنکشن تھا جس کی تیاریوں میں مصروف سب ہی پرجوش نظر آرہے تھے ماسوائے ایک اس کے۔ اس دن کے بعد سے عشفا نے نعمان سے ناراضی کے طور پر بات چیت بھی بند کردی تھی لیکن جب نعمان نے اس کی ناراضی کو کوئی اہمیت نا دی تو وہ ایک بار پھر اس کے پاس چلی آئی اپنی پریشانی لے کر اس وقت وہ دونوں کینٹے ٹیریا میں تھے کہ نعمان اس کا چہرہ دیکھ کر اپنی ہنسی روک نہیں پایا تھا کیونکہ اس کے چہرے پر بہت بے چارگی تھی۔

"ہاں تم ہنسو مجھ پر فرینڈز تو اس لیے ہی ہوتے ہیں ناں کہ وہ ان کے برے وقت میں ان پر ہنسیں۔" وہ بگڑی۔

"نہیں فرینڈز تو اس لیے ہوتے ہیں کہ جب ان کا فرینڈ اداس یا پریشان ہو تو وہ انہیں چیز سینڈوچ کھلائیں، تمہیں پتا ہے ناں چیز کھانے سے انسان کا موڈ فریش ہوجاتا ہے۔" وہ مسکرا کر بولا اور اسے کینٹے ٹیریا میں لے آیا۔ یہ وہ انسان تھا جسے عشفا کا موڈ بدلنے کا ہنر آتا تھا وہ اسے اداس بھی کرسکتا تھا رلا بھی سکتا تھا اور روتے میں ہنسنے پر مجبور بھی۔

"ویسے عشفا یہ سب اتنا مشکل بھی نہیں ہے، تمہیں بس اپنی سوچ کا ہی تو اظہار کرنا ہے اور میرا ماننا ہے کہ مقابلہ کرکے اگر آپ ہار بھی جاؤ تو وہ ہار نہیں بجائے اس کے کہ آپ ہار کے ڈر سے میدان سے ہی بھاگ جاؤ۔ تم بس پرسکون ہوجاؤ

سب کچھ بہت آسان ہے۔" وہ چٹکی بجاتے بولا۔

"ہنسنا اتنا بھی سادہ نہیں ہے یہ سب جتنا آپ مجھے محسوس کرار ہے ہیں۔" وہ منہ چڑاتے ہوئے بولی اور اس کے انداز پر نعمان قہقہہ لگا کر ہنس دیا تھا۔

"اب یہ آپ کو پاگل پن کے دورے کیوں پڑ رہے ہیں جناب؟" وہ اس کی ہنسی سے چڑ گئی۔

"جب سامنے بل بتوڑی ہوگی تو ہنسی تو خود بخود ہی آئے گی ناں۔" جواب معصومیت بھری شرارت سے آیا تھا۔

"اور خود کو دیکھا ہے عینک والے جن پورے کارٹون لگتے ہو۔" عشفا نے بھی فوراً حساب برابر کیا اور پھر دونوں ہی مسکرا دیے تھے۔

---

وہ پہلی بار
جب ہم ملے
ہاتھوں میں ہاتھ
جب ہم چلے
ہو گیا یہ دل دیوانہ
ہوتا ہے پیار کیا اس نے جانا

نعمان صدیقی کی آواز کا فسوں پورے ہال میں چھایا ہوا تھا ہر ایک جیسے اس کی آواز کے سحر میں جکڑا ہوا تھا۔ عشفا آج پہلی بار اسے گاتے ہوئے سن رہی تھی اور اس کی آواز کے فسوں میں اس قدر کھو سی گئی تھی کہ کچھ دیر پہلے ہونے والے اپنے مقابلے اور اس کی کامیابی کو بھی بھول چکی تھی۔ نعمان کی آواز کے سرگم کے ساتھ آج عشفا کا دل بھی عجب ہی لے میں دھڑک رہا تھا۔ پہلی بار آج وہ نعمان کے لیے الگ انداز میں سوچ رہی تھی۔ اس کے لبوں پر بھرپور مسکراہٹ تھی۔

فنکشن اختتام پزیر ہو گیا تھا، نعمان داد و تحسین حاصل کر کے اسٹیج سے اترا حتیٰ کہ ہال بھی آدھے سے زیادہ خالی ہو چکا تھا لیکن اسے کسی بات کا ہوش ہی کب تھا وہ تو اب تک اسی انداز میں بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

"ہیلو میڈم لگتا ہے لوگوں نے جیت کو سر پر ہی سوار کر لیا ہے۔" نعمان نے اسے اس انداز میں بیٹھا دیکھ کر اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ لہرایا۔

"نہیں تو ایسی بات نہیں ہے۔" وہ چونک کر بولی اور اسے پاس کھڑا دیکھ کر جھینپ سی گئی۔

"پھر کیسی بات ہے؟" وہ اس کے ساتھ والی کرسی پہ بیٹھتا ہوا بولا۔

"کیسی بھی بات نہیں ہے نعمان۔" وہ خفت سے بولی۔

"پھر اکیلے اکیلے بیٹھے کیوں مسکرا رہی تھیں؟" وہ چیونگم چباتا ہوا بولا۔ اس کی نظریں عشفا کے چہرے پہ جمی تھیں۔

"کچھ سوچ رہی تھی۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہم صاف کہو ناں میرے بارے میں سوچ رہی تھیں۔" وہ سنجیدگی سے اس کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے بولا۔

"اوہ مسٹر خوش فہم...... اب اتنے بھی برے دن نہیں آئے کہ تمہیں سوچ کر مسکراؤں۔" وہ اسے چڑاتے ہوئے بولی۔

"اف...... لوگ کتنے برے ہیں شکریہ کہنے کی جگہ بدتمیزی کرتے ہیں، مت بھولیں میڈم کے کچھ دیر پہلے ملنے والی کامیابی کا سارا کریڈٹ مجھے ہی جاتا ہے۔" وہ منہ بنا کر بولا۔

"کیسے بھول سکتی ہوں یہ بات اب اتنی بھی ناشکری نہیں ہوں ہاں اگر تم چاہ رہے ہو کہ میں باقاعدہ طور سے تمہارا تھینکس کروں تو صاف صاف بول دو۔" وہ اپنے بیگ سے چاکلیٹ نکالتے ہوئے بولی۔

"ہاں اب آئی ہو ناں تم پوائنٹ پر، میں چاہتا ہوں تم برابر طریقے سے کسی اچھے سے ریسٹورنٹ میں مجھے لنچ کرا کر میرا شکریہ ادا کرو۔" وہ شرارت سے بولا۔

"بس لنچ کرنا ہے اتنی سی بات، چلو کرا دوں گی کسی دن لنچ بھی خوش۔" وہ خلاف توقع فوراً مان گئی تھی۔

"واہ لوگ تو بڑی فیاضی دکھانے لگے ہیں۔"

"لوگوں کو آپ نے سمجھا ہی کب ہے جناب، وہ تو ہمیشہ سے فیاض تھے۔" عشفا فرضی کالر کھڑے کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں ویسے کہہ تو صحیح رہی ہو تمہاری بہت سی خوبیاں اب تک مجھ سے مخفی ہیں جیسے آج سے پہلے میں نہیں جانتا تھا کہ عشفا ارسلان اتنا اچھا بھی بول سکتی ہیں، میں نے کبھی کسی کو اتنے بھرپور طریقے سے دلائل کے ساتھ بات کرتے نہیں دیکھا اور مجھے یہ بھی آج پتا چلا کہ جب تم بولتی ہو تو مقابل ہپناٹائز ہو جاتا ہے جیسے آج سب ہو گئے تھے۔" وہ دل سے اس کی تعریف کرتے بولا اور عشفا بے اختیار اپنی تعریف سن کر جھینپ سی گئی۔ وہ ایسی ہی تھی کوئی اگر اس کے منہ پر بھی اس کی تعریف کرتا تو فوراً شرما جاتی تھی۔ حالانکہ وہ بہت پُر اعتماد تھی۔

"ویسے نعمان تمہیں کسی نے بتایا نہیں کہ تم بہت بہت اچھا گاتے ہو۔ اتنا اچھا کہ کسی کا دل بھی بے قابو ہو سکتا ہے۔" عشفا نے بھی سچے دل سے اس کی تعریف کی۔

"او یار میں اسکول کے زمانے سے سنگنگ کر رہا ہوں ہزاروں فینز ہیں میرے۔" وہ فخریہ انداز سے بولا اور وہ اس کے منہ سے اپنی تعریف سن کر خوش ہوا۔

"او رئیلی پھر تو بہت اچھی بات ہے ویسے کس کے لیے گاتے ہو تم۔" اس نے فوراً پوچھا۔

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے، بہت درد ہے تمہاری آواز میں، کوئی خاص وجہ؟" وہ نگاہیں نیچی کرتے بولی۔

"آہاں پہلے تو کوئی نہیں تھا لیکن اب لگتا ہے کوئی ہے، کوئی بہت خاص۔" وہ اس کی طرف دیکھتا سنجیدگی سے بولا۔

"اچھا کون ہے وہ خاص؟ نام بھی بتا دو۔" دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"میڈم ہر بات کا ایک وقت ہوتا ہے۔ تب تک آپ انتظار کریں اور سوچیں وہ کون ہو سکتی ہے۔" وہ شرارت سے بولتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب اتنا بھی فضول ٹائم نہیں کہ الٹی سیدھی باتوں کو سوچنے میں گنواؤں۔" وہ بھی اس کی تقلید میں کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔

"اچھا تو یہ بات ہے۔"

"جی ہاں یہ ہی بات ہے۔"

"لیکن آپ کی آنکھیں تو کچھ اور ہی کہہ رہی ہیں۔" وہ مسکرایا۔

"شٹ اپ نعمان تم یہ بتاؤ آج لنچ میں کیا کھلا رہے ہو؟" اس نے جھینپ کر بات بدلی۔

"جو تم چاہو اور جہاں تم چاہو۔"

"او کے...... پیزا ہٹ چلتے ہیں۔"

"او کے ڈن۔" وہ فوراً اس کی بات مان کر بولا اور اس دن نعمان کے ساتھ چلتی عشفا کی سوچوں کا مرکز صرف ایک شخص تھا، وہ شخص جس کا ساتھ اسے بے انتہا خوشی دیتا تھا، جس کے ساتھ اسے اچھا لگنے لگا تھا اور تحفظ کا احساس ہوتا تھا اور جس کے ساتھ چلتے دل عجب ہی لے پر دھڑکتا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

"پتا ہے مصروفیت کی سب سے بڑی برائی کیا ہے؟ آپ چاہ کر بھی ان کے لیے وقت نکال ہی نہیں پاتے جن سے آپ کو بے حد محبت ہو۔" وہ بھی آج کل مصروف تھی۔ سمسٹرز کی وجہ سے اس کی نیندیں تک اڑی ہوئی تھیں آج اس کا آخری پیپر تھا جس کے بعد اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔
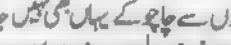
کافی دنوں سے چاچو کے یہاں بھی نہیں جا سکی تھی اس لیے آج جیسے ہی فراغت ملی اس نے وہاں کا پلان بنالیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

"السلام علیکم چچی جان۔"

"وعلیکم السلام کیسی ہو چندا؟" وہ ان کے گلے لگ گئی۔ انہوں نے اس کی پیشانی محبت سے چوم کر پوچھا۔

"آپ کی چندا بالکل ٹھیک ہے، آپ سنائیں کیسی ہیں؟" وہ ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھی ان کے ہاتھوں میں ہاتھ دیے بولی۔

"الحمدللہ میں بھی ٹھیک ہوں اور ساتھ ہی تم سے بہت ناراض بھی ہوں یاد کرو آخری بار تم یہاں کب آئی تھیں۔" وہ محبت بھری خفگی سے بولیں۔

"چچی جان وہ ایگزیمز کی وجہ سے میں چاہ کر بھی وقت نہیں نکال پا رہی تھی ورنہ میرا تو دل چاہ رہا تھا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اڑ کر آپ کے پاس آجاؤں، آج بھی لاسٹ پیپر سے فری ہوتے ہی فوراً یہاں چلی آئی۔" اس نے صفائی پیش کی۔

"تو میری جان پڑھائی کی اتنی ٹینشن لینے کی کیا ضرورت ہے تم کبھی بھی اتنی ڈل اسٹوڈنٹ تو نہیں رہی ہو کہ ایگزیمز کو اتنا سر پر سوار کرلو، چہرہ دیکھو ذرا اپنا کتنا اتر گیا ہے، ہر چیز اپنے مقام پر اچھی لگتی ہے، حد سے زیادہ کسی بھی چیز کو سر پر نہیں سوار کرنا چاہیے۔" انہوں نے ممتا بھری محبت سے ڈپٹا۔ عشفا تو ان کی اتنی محبت پر ہمیشہ ہی شاد ہو جاتی تھی۔

"اچھا آئندہ سے پڑھائی کے ساتھ اپنا خیال بھی رکھا کروں گی۔ اب ٹھیک ہے ناں۔" وہ سادگی سے بولی تو چچی جان مسکرا دیں۔

"ویسے یہ اریج نظر نہیں آرہی، کہاں ہے؟ چچی جان میں اس سے مل آؤں۔" اس نے اٹھتے ہوئے اجازت مانگی۔

"اریج تو اپنے کمرے میں ہوگی۔ تمہیں بہت یاد کر رہی تھی کچھ دنوں سے مجھے کہہ بھی رہی تھی شاپنگ کا لیکن پھر میں نے اسے یہ کہہ کر منع کردیا کہ عشفا تو خود آج کل پڑھائی میں بے حد مصروف ہے۔" اور وہ چچی جان کی بات پر مسکراتی ہوئی اریج کے کمرہ میں چلی آئی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

چیخ کی زوردار آواز پہ کمرہ میں موجود اسفند اور لاؤنج میں بیٹھی چچی جان دونوں ہی چونکے تھے اور اگلے ہی پل دونوں سب کچھ چھوڑ کر اریج کے کمرے کی طرف بھاگے تھے، جہاں حسب توقع اریج نے شرارت کی تھی اور اپنے دھیان میں آتی عشفا نے جیسے ہی اس کے کمرے کا دروازہ کھولا ربڑ کی ایک بے جان چھپکلی اس کے اوپر آکر گری تھی اور جسے دیکھتے ہی عشفا کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی تھی اور اس کی چیخ کے ساتھ ہی اریج کے منہ سے ہنسی کا فوارہ پھوٹ پڑا تھا۔ اس نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے پارکنگ میں کھڑی عشفا کی کار دیکھ لی تھی اور وہ جانتی تھی کہ اب کچھ ہی دیر میں وہ اس کے پاس آئے گی اس لیے اریج نے جھٹ سے یہ پلان ترتیب دے لیا تھا اور اب دل کھول کر

ہنس رہی تھی جب کے عشفا اپنی بے ترتیب سانسوں کو سنبھالنے میں ہلکان ہو رہی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے اریج؟ کوئی اپنے گھر آئے مہمان کو اس طرح ٹریٹ کرتا ہے۔" وہ غصے سے چلائی اور کشن اٹھا کر اریج کو مارا لیکن وہ بنا کچھ بولے کمال مہارت سے کشن کیچ کرتے ہنستی ہوئی کمرے سے باہر بھاگ گئی تھی۔

عشفا نے دوسرا کشن اٹھا کر اریج کو مارنا چاہا لیکن بدقسمتی سے وہ کشن چیخ کی آواز سن کر آنے والے اسفند کو لگ گیا تھا۔ عشفا کو جہاں شرمندگی ہوئی وہیں اریج پر مزید غصہ بھی آیا تھا۔

"آرام سے یار آرام سے، آتے کے ساتھ ہی تم نے تو گولاباری شروع کردی ہے۔" اسفند نے کشن کو دوبارہ اس کی جگہ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اس گولاباری کی وجہ آپ جا کر اپنی بہن سے دریافت کریں۔" اس نے شرمندگی کو غصے کی آڑ میں چھپایا۔

"اور یہ آپ گھر کب تشریف لائے ہیں بتانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی آپ نے۔" وہ غصے سے کہتی ناراضی کے طور پہ پیٹھ موڑ کر جانے لگی تب ہی اسفند نے اس کی کلائی تھام لی تھی۔

"کتنے غصے کی وجہ جان سکتا ہوں؟ اور رہی بات بتانے کی تو کچھ دیر پہلے ہی آیا ہوں اور تمہیں میسج کرکے انفارم کرنے ہی لگا تھا کہ تمہاری چیخ نے تمہاری موجودگی کا پتا دے دیا تھا۔" اس نے کلائی چھوڑ کر تفصیل سے جواب دیا۔ اسے عشفا کی ناراضی برداشت نہیں ہوتی تھی۔

"اچھا لیکن اسفند آپ دیکھیں ناں اریج کو اتنے دنوں بعد آئی ہوں میں۔" وہ منہ بسور کر شکایتی انداز میں بولی۔

"اوہو میرے ہی بھائی کو میرے خلاف کیا جارہا ہے کتنی بری بات ہے عشفا اپنی ہی دوست کے ساتھ اتنا بڑا دھوکا۔" اریج پیچھے سے آکر معصومیت بھری شرارت سے بولی، جس پہ اسفند کو بے اختیار ہنسی آئی اور عشفا کا منہ بن گیا تھا۔

"بری بات ہے اریج ایک تو وہ میڈم اتنے دنوں بعد آئی ہیں اور وہ بھی مہمان بن کر اور آپ نے اتنا برا مذاق کیا اس کے ساتھ چلو فوراً سوری کرو ان سے۔" اسفند نے بہن کا کان پکڑ کر حکم سنایا اور اسفند کے انداز پر عشفا کو ہنسی آگئی تھی۔ وہ ایسی ہی تو تھی پل میں روٹھتی اور پل میں مان جاتی۔

"ملکہ عالیہ آپ کی یہ کنیز اپنی خطا پہ آپ سے معافی کی درخواست کرتی ہے۔" اریج اس کے پاس آکر شرارت سے بولی تو عشفا مسکراتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

"آج عشفا آئی ہوئی ہے تو فاطمہ آپ ایسا کریں ڈنر میں اس کا ہی فیورٹ مینو رکھ لیں آپ تو جانتی ہیں ناں اس کی پسند مٹن بریانی، ریشمی کباب اور فروٹ ٹرائفل۔" چچی جان نے رات کے کھانے کے لیے فاطمہ بوا کو مینو بتایا، فاطمہ بوا کئی سالوں سے ان کے گھر تھیں کھانے کی ذمہ داری بھی ان ہی کی تھی اسفند، اریج اور حنان فاطمہ بوا کے ہاتھوں میں ہی پل کر جوان ہوئے تھے۔

"جی ضرور جیسا آپ کہیں۔" فاطمہ بوا مسکرا کر بولتے ہوئے فریج کی طرف بڑھیں اور چچی جان جو کچن میں کھڑی اسفند، اریج اور عشفا کے لیے چائے بنانے کی تیاری کر رہی تھیں، وہ ٹرالی گھسیٹ کر لان میں چلی آئیں جہاں ان تینوں نے ہلا گلا مچایا ہوا تھا۔

"چلو بچو جلدی سے آجاؤ تم لوگوں کی چائے تیار ہے ایک تو اتنے بڑے ہوگئے ہو پھر بھی بچوں کی طرح جھگڑتے ہو۔" انہوں نے سب کو آواز لگائی۔

"چچی جان آپ بیٹھیں میں سرو کرتی ہوں سب کو چائے۔" عشفا نے فوراً اٹھ کر انہیں کرسی پر بٹھایا اور خود سب کو چائے پیش کرنے لگی۔

"مما آپ کو پتا ہے یہ اسفند کتنا بڑا چیٹر ہے، اس نے جان بوجھ کر عشفا کو جتایا ہے۔" اریج جو اپنی ہار پہ اب تک منہ پھلائے بیٹھی تھی ماما کو شکایت لگاتے ہوئے بولی۔

"بھئی سچ کہوں تو عشفا کو کسی چیٹنگ کی ضرورت ہی نہیں وہ ہر مقابلہ اپنی قابلیت، ذہانت اور محنت کے ساتھ ہی جیتتی ہے۔" چچی جان نے تعریفی نگاہوں سے عشفا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"چچی جان تھینک یو سو مچ آپ ورلڈ کی بیسٹ چچی ہیں۔" مشفا خوشی سے چہکتے ہوئے بولی۔

"اور تم ورلڈ کی بیسٹ مکھن باز۔" مرتج چڑ کر بولی۔

"اور مما آپ...... آپ کی تو مشفا ہی لاڈلی ہے، مجھے تو بالکل ہی ناکارہ سمجھا ہوا ہے آپ نے۔" ابھی ہلکی پھلکی نوک جھونک جاری ہی تھی کہ اسفند کا فون بجا اور سب خاموش ہوگئے تھے۔ اس نے اسکرین نگاہوں کے سامنے کی تو وہ فاران بھائی کے نام سے جگمگا رہی تھی۔

"السلام علیکم! کیسے ہیں بھائی آپ؟" اسفند سیل فون کان سے لگاتے ہوئے بولا۔

"وعلیکم السلام، میں الحمدللہ ٹھیک ہوں تم سناؤ کیسے ہو اور کہاں ہو؟" وہ بشاشت سے بولے۔

"میں تو گھر آیا ہوا ہوں اور ہم اس وقت شام کی چائے انجوائے کر رہے ہیں۔"

"واہ...... اسے کہتے ہیں محبت، بس ہم بھی کچھ ہی دیر میں گھر پہنچ رہے ہیں پھر تفصیل سے بات کرتے ہیں۔" فاران بھائی خوش ہو کر بولے۔

"او کے چلیں پھر ٹھیک ہے اللہ حافظ۔" وہ الوداعی کلمات کہتا فون بند کرنے لگا۔

"کیا فاران بھائی آ رہے ہیں؟" فون بند ہوتے ہی ارتج نے سوال کیا۔

"جی ہاں فاران بھائی بھی کچھ ہی دیر میں گھر پہنچ رہے ہیں۔"

"واؤ...... بھیا بھائی آ رہے ہیں پھر تو آج کی شام ایک یادگار شام بننے والی ہے۔" ارتج نے خوشی سے چیخ ماری۔

"اف اتنی بڑی ہوگئی ہو ارتج تم اور حرکتیں دیکھی ہیں تم نے اپنی بالکل بچوں والی۔" چچی جان نے اسے گھورا۔

"اچھا اب بس بھی کریں ماما آپ بھی میری بہن کے پیچھے ہی پڑ جاتی ہیں۔ اس کے دم سے ہی تو رونق ہے اس گھر میں۔" اسفند نے لاڈ سے کہا۔

"بس تم دونوں بھائیوں نے مل کر ہی اسے بگاڑ رکھا ہے، خیر تم بتاؤ مشفا آج رات کے کیا پلان ہے تمہارا۔" انہوں نے خاموش بیٹھی مشفا کو مخاطب کیا۔

"کسی کوئی خاص مصروفیت تو نہیں، انٹرنشپ ایگزامز کے بعد اب تو بالکل فری ہوں۔"

"او...... واقعی پھر تو تم بھی آج یہیں رک جاؤ، بھیا بھابی بھی آ رہے ہیں تم بھی یہاں ہو عرصے بعد ہماری فیملی مکمل ایک ساتھ ہوگی ہے سچ بہت مزہ آئے گا۔" ارتج خوشی سے بولی۔

"نہیں پھوپھو اکیلی ہیں گھر میں اور پھر بابا ماما بھی طیبہ کا ایڈمیشن کرانے گئے ہوئے ہیں۔ واپسی پہ ان کا ارادہ حارث کے پاس رکنے کا ہے۔ ایسے میں، میں اور آصفہ پھوپو اکیلے ہی تھے گھر میں اب میں بھی یہاں آئی ہوں تو وہ تو بالکل اکیلی ہیں گھر میں۔" اس نے معذرت ظاہر کی۔

"تو بیٹا آصفہ کو بھی ساتھ ہی لے آتیں ناں گھر میں اکیلے تو تم دونوں ہی بور ہو رہے ہوگے۔" چچی جان چکن اسٹک منہ میں رکھتے ہوئے پرسوچ انداز میں بولیں۔

"ہاں اور تم تو پھوپو پہ قبضہ ہی کر کے بیٹھ گئی ہو، بھئی ہماری بھی پھوپو ہیں وہ، کبھی ہمارے ساتھ بھی وقت گزارنے دیا کرو انہیں۔" ارتج نے بھی جلدی سے کہا۔

"اچھا بس کرو...... سب میری سنو، میرے پاس ایک حل ہے جس سے سب کی مشکل آسان ہو سکتی۔" اسفند نے چائے کا آخری گھونٹ بھر کر کپ ٹیبل پر رکھا اور ڈرامائی انداز میں سب کو مخاطب کرتا بولا۔

"وہ کیا؟" مشفا اور ارتج ایک ساتھ تجسس سے بولیں۔

"ہم پھوپو کو بھی اپنے ساتھ لے آتے ہیں اور اگر انہوں نے انکار کیا تو ہم زبردستی انہیں لے آئیں گے۔ کیا کہتی ہو تم دونوں کیسا لگا پلان۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"واہ بھیا زبردست...... آپ تو بہت ذہین ہیں۔" ارتج خوش ہوتی بولی۔

"تو بس تم دونوں اب انہیں ویلکم کرنے کی تیاریاں کرو میں اور ماما جا کر انہیں لے آتے ہیں کیوں ماما ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں؟" اسفند نے سوالیہ نظروں سے ماما کی طرف دیکھا اور وہ بیٹے کی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکرائیں اور یہ مسکراہٹ ہی

ان کی ہاں تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

وہ اکیلے بیٹھی تو ماضی کے پچھتاووں نے ایک بار پھر انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ انہیں آج ماضی کی یاد شدت سے آرہی تھی۔ بیٹا بیٹی جوان سے ہمیشہ کے لیے چھین لیے گئے تھے تب مانی اور تانیہ دونوں ہی چھوٹے تھے جب ان کی علیحدگی ہوئی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے زندگی کو کس طرح کاٹا تھا یہ وہ ہی جانتی تھیں یا پھر ان کا اللہ پرانی یادوں اور بیتے لمحوں کی پرچھائیوں نے انہیں پھر سلگا دیا تھا۔ آج عشفا بھی گھر پر نہیں تھی تو وہ ماضی کی راکھ پھر سے کریدنے لگی تھیں۔

کاش زندگی میں کی گئی غلطیوں اور بری یادوں کو کتاب زیست سے مٹانا ممکن ہوتا پر یہ ناممکن ہے، پرانی یادیں اور غلطیاں ہمیشہ زندگی کا حصہ ہی رہتی ہیں۔ وہ پرانی تصویروں کے البم کھولے بیٹھی تھیں، تب ہی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"شاید عشفا واپس آگئی ہے۔" پہلا خیال یہ ہی آیا تھا ان کے ذہن میں انہوں نے تصویروں کے البم کو دوبارہ الماری میں قید کرکے دروازہ کھولا۔

"بھابی...... اسفند، آپ دونوں؟" وہ دروازہ کھولتے حیرت سے بولیں۔

"جی ہم دونوں اور ہم دونوں آپ سے بہت خفا بھی ہیں سن لیں آپ۔" اسفند ناراضی سے بولا۔

"بھابی آپ آئیں بیٹھیں اور اسفند بیٹا کیسی ناراضی؟" وہ ناسمجھی سے گویا ہوئیں۔

"آپ یاد کریں پھوپو، آپ آخری بار ہمارے گھر کب آئی تھیں، اتنے اتنے دن گزر جاتے ہیں لیکن آپ کو ہماری یاد ہی نہیں آتی۔"

"اوہ...... تو یہ بات ہے، بہت معذرت کے ساتھ لیکن دن اتنی جلدی گزر جاتا ہے کہ وقت ہی نہیں ملتا۔" وہ محبت سے مسکرائیں۔

"جانتا تھا آپ یہ ہی کہیں گی اس لیے ماما اور میں آج آپ کو خود لینے آئے ہیں اور اب ہم آپ کا کوئی ایکسکیوز نہیں سنیں گے۔" وہ لاڈ اور مان سے بولا۔

"لیکن بھابی گھر پہ کوئی بھی نہیں، میں ایسے کیسے جاسکتی ہوں آپ کے ساتھ؟" انہوں نے تاویل پیش کی۔

"آپ سمجھائیں ناں اسفند کو۔"

"میں جانتی تھی تم یہی کہو گی۔ اس لیے ہم پہلے ہی بھائی صاحب سے اجازت لے چکے ہیں، تم بس چلنے کی تیاری کرو۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" وہ ہار مانتے ہوئے بولی تھیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

"واہ بوا جو ذائقہ آپ کے ہاتھ کے بنے ریشہ کباب میں ہے وہ کسی میں بھی نہیں، انفیکٹ آپ کے ہاتھ کی پکی ہر ڈش بے حد لذیذ ہوتی ہے، میں جب بھی آپ کے ہاتھ کا پکا کھانا کھاتی ہوں تو مجھے اسکول کے دن یاد آجاتے ہیں جب آپ اسفند اور اریج کے ساتھ میرا بھی لنچ باکس تیار کرکے بھیجتی تھیں۔ سچ وہ دن بہت اچھے تھے۔" وہ کانٹے کی مدد سے کباب کھارہی تھی۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں فاطمہ بوا کے لیے محبت کے ساتھ عزت بھی چمک تھی اور فاطمہ بوا بے اختیار مسکرارہی تھیں۔

جب آپ کسی کے لیے محنت کرو اور وہ آپ کی محنت کو محبت سے سراہے تو آپ کی ساری تھکن سرشاری میں بدل جاتی ہے۔ جیسے اس وقت فاطمہ بوا خود کو یکدم ہلکا پھلکا محسوس کررہی تھیں۔

"اف...... عشفا کتنی چالاک ہو تم، اپنی ایسی باتوں سے سب کو اپنا بنالیتی ہو۔" اریج نے چکن بریانی سے انصاف کرتے عشفا کو چھیڑا۔

"میری پیاری بہن کچھ سیکھو تم بھی عشفا سے، اسے چالاکی نہیں دل جیتنے کا ہنر کہتے ہیں۔" فاران بھائی نے اس کے سر پہ پیار بھری چپت لگاتے سمجھایا۔

"کیا بھیا اب آپ بھی اس کو ہی سپورٹ کرنے لگے ہیں، مطلب اب میں مذاق بھی نہیں کرسکتی۔" اریج منہ بسورتے ہوئے بولی۔ وہ گھر میں سب سے چھوٹی تھی اس لیے اب تک اس کا بچپنا نہیں گیا تھا۔

"ہاں تو میں بھی تو مذاق ہی کر رہا ہوں میری مانو بلی۔" وہ محبت سے بولے۔ رات کا کھانا سب نے ہلکی پھلکی گپ شپ کرتے کھایا تھا۔

"بوا اب آپ بھی کھانا کھالیں کافی دیر ہوگئی ہے، مجیل آپ رہنے دیں میں اور اریج صاف کرلیں گے۔" عشفا نے فاطمہ بوا کے ہاتھ سے ڈسٹر لیتے ہوئے کہا۔

"جی بوا اریج صحیح کہہ رہی ہے، اب آپ بھی کھانا کھا کر آرام کریں۔" وہ کچن کی صفائی کر کے لاؤنج میں ہی آگئی تھیں۔ فاران بھائی اسفند اور بابا جان سیاست کے معاملات پر بات کر رہے تھے زوبیہ بھابی، پھوپو اور چچی سے قیمہ کریلے کی ریسپی ڈسکس کر رہی تھیں۔ بقول ان کے فاران اکثر ان سے قیمہ کریلے کی فرمائش کرتے ہیں لیکن ان سے کبھی اچھے نہیں پکتے۔

"اتنے عرصے بعد ہم سب ایک ساتھ جمع ہیں اور آپ بابا جان وہ ہی بورنگ ٹاپکس لے کر بیٹھ گئے ہیں۔" اریج صوفے کی ہتھی پر بیٹھ کر اپنے بابا کے کندھے پر بازو رکھے لاڈ سے بولی، جبکہ عشفا وہیں زوبیہ بھابی کے برابر بیٹھ گئی تھی۔

"اچھا تو بیٹا آپ ہی بتا دیں پھر کون سے انٹرسٹنگ ٹاپکس ڈسکس کیے جائیں۔" بابا مسکراتے ہوئے بولے۔

"انٹرسٹنگ ٹاپکس تو صرف ایک ہی ہوسکتا میرے لیے۔" وہ سوچتے ہوئے بولی۔

"اور وہ کیا؟" اسفند نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔ اس کی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ اس کا جواب پہلے سے جانتا ہے۔

"آف کورس میری تعریف کا۔" وہ شرارت سے بولتی کھل کھلا کر ہنس دی۔

"اف چاچو آپ دیکھ رہے ہیں ناں اسے کتنی شوق ہو رہا ہے اپنی تعارف سننے کا۔" عشفا نے چاچو کو مخاطب کرتے اسے چھیڑا اور وہ ہمیشہ کی طرح جھٹ سے برا مان گئی۔

"تم تو عشفا چپ ہی رہو تمہاری تو بنا بولے ہی تعریف ہو جاتی ہے بابا آپ کو پتا ہے یہ آپ کی لاڈلی کتنی ڈرپوک ہے صبح ایک ربڑ کی چھپکلی کیا گر گئی اس پر اس نے تو چیخ چیخ کر سارا گھر ہی سر پر اٹھا لیا۔" اس نے مزے لے لے کر صبح کا واقعہ بتایا، جب کہ عشفا بری طرح شرمندہ ہو رہی تھی۔

"اچھا اور یہ چھپکلی آئی کہاں سے تھی؟" انہوں نے ایک نظر عشفا پر ڈالتے بڑی سنجیدگی سے سوال کیا تو سب کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی تھی۔

"آ...... ہاں...... مجھے ابھی ابھی یاد آیا بابا آپ نے گرین ٹی تو پی ہی نہیں، میں لاتی ہوں۔" اریج بابا کی ڈانٹ سے بچتے ہوئے فوراً جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"بیٹھو اریج اور بتاؤ چھپکلی کہاں سے آئی تھی؟" انہوں نے سوال دوبارہ دہرایا۔

"وہ بابا دراصل میں نے ہی شرارت کی تھی۔" وہ ڈرتے ہوئے بولی تھی۔ وہ جانتی تھی عشفا سب کے ساتھ ساتھ بابا کی بھی بے حد لاڈلی تھی اور وہ اس کو اداس اور پریشان نہیں دیکھ سکتے تھے۔

"بیٹا اریج عشفا آپ کی چھوٹی بہن ہے اور بہت اچھی اور کلوز فرینڈ بھی جب آپ جانتی ہیں کہ وہ چھپکلی سے کتنا ڈرتی ہے پھر کیوں تنگ کرتی ہیں آپ عشفا کو۔" انہوں نے پیار سے اسے اپنے برابر بٹھاتے ہوئے سمجھایا۔

"جانتی ہیں جس چیز سے انسان کو بے حد ڈر لگتا ہو، خوف آتا ہو وہ اگر اس طرح اچانک سامنے آجائے تو انسان کی جان بھی جا سکتی ہے۔"

"جی بابا آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں آئندہ اسے تنگ نہیں کروں گی، مجھے سمجھ آگئی کہ کسی کے ساتھ ایسا مذاق نہیں کرنا چاہیے جس سے وہ تکلیف میں مبتلا ہو جائے۔" وہ سر ہلا کر سمجھداری سے بولی۔

"یہ کی ناں میری پیاری بیٹی والی بات اب جاؤ اور سب کے لیے گرین ٹی بنا کر لے آؤ تب تک ہم اپنی چھوٹی بیٹی سے کچھ باتیں کرلیں۔" انہوں نے عشفا کو اپنے پاس بلایا۔

"کیسی ہو عشفا بیٹے آپ؟" انہوں نے اپنے سامنے بیٹھی عشفا سے پوچھا۔

"الحمدللہ آپ کی دعاؤں سے بالکل خیریت سے

ہوں۔" وہ مسکرائی۔

"اور پڑھائی کیسی جارہی ہے؟"

"جی اللہ کا شکر ہے وہ بھی بہت اچھی جارہی ہے فورتھ ایئر اسٹارٹ ہوگیا ہے۔" وہ مسکراہٹ لبوں پہ سجائے فرماں برداری سے بولی۔

"ماشاء اللہ عشفا بیٹا دراصل مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے یا یہ کہہ لیں کچھ باتیں سمجھانی ہیں۔" وہ تمہید باندھتے ہوئے بولے جبکہ باقی سب اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے۔

"جی کہیں چاچو میں سن رہی ہوں۔"

"عشفا بیٹے بات کچھ یوں ہے کہ زندگی اتنی آسان چیز نہیں ہے، یہاں وہ ہی لوگ کامیاب رہتے ہیں جو اپنے ڈر اور خوف کو دل سے نکال کر انہیں اپنی طاقت بنالیں لیکن جو لوگ اپنے ڈر اور خوف کو وقت کے ساتھ ساتھ مزید مضبوط اور طاقتور بناتے ہیں پھر زندگی ان کے لیے بڑے بڑے امتحان تیار کرتی رہتی ہے، آزمائشیں ان کے دامن سے کسی جونک کی طرح چمٹ سی جاتی ہیں، آپ میری بہت اچھی اور پیاری بیٹی ہو میں نہیں چاہتا میری بیٹی کی راہ میں کبھی بھی، کوئی بھی مشکل آئے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں آپ اپنی زندگی سے ہر خوف کو نکال باہر کرو۔ زندگی کو کھل کر جیو پھر دیکھو وہ تمہیں کتنی حسین لگے گی۔" انہوں نے سمجھاتے ہوئے کہا اور عشفا نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

اس کی زندگی کے ہر مسائل، ہر مشکل پہ وہ اسے ایسے ہی سمجھاتے تھے۔ اس نے زندگی میں جو کچھ سیکھا تھا وہ ان ہی سے تو سیکھا تھا۔ وہ ایک بہترین گھرانے میں پیدا ہوئی تھی، سب کچھ بن مانگے ملا تھا پھر بھی اسے زندگی میں کسی کمی کا احساس ہر دم رہتا تھا۔ وہ احساس کیسا تھا اور کیوں تھا وہ نہیں جانتی تھی، بس وہ اس خالی پن کو زندگی سے ختم کرنا چاہتی تھی۔ کیسے یہ اس کو نہیں پتا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

لوٹنے چپ چاپ کر رستے بھی رہیں گے لاعلم
چھوڑ جائیں گے کسی روز نگر شام کے بعد

پھوپو، اریج، زوبیہ بھابی، فاران بھائی اور اسفند، وہ ان سب کے ساتھ شاپنگ پہ آئی ہوئی تھی جب اچانک سے اسے سر میں شدید درد محسوس ہوا اور وہ سر تھام کر رہ گئی۔ پھوپو اریج کے ساتھ تھیں اور وہ لوگ فٹ ویئر کی شاپ میں تھے جبکہ زوبیہ بھابی اپنے آنے والے ننھے بے بی کے لیے شاپنگ کررہی تھیں۔ وہ بک اسٹال پر کھڑی اپنے لیے کتاب دیکھ رہی تھی، اسفند بھی ساتھ میں ہی تھا جب اسے اچانک سے سر میں شدید درد اٹھتا محسوس ہوا تھا اور وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر رہ گئی۔

"عشفا کیا ہوا..... تم ٹھیک ہو؟" اس کے ساتھ کھڑا اسفند تشویش سے بولا۔

"بس تھوڑا سا سر میں درد محسوس ہورہا ہے۔" وہ نڈھال سی ہوکر بولی۔

"اچھا چلو کچھ کھالو شاید تھکن ہوگئی ہے، اچھا محسوس کرو گی۔" وہ فکرمندی سے بولا۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں تم پریشان نہ ہو۔"

"ایسے کیسے ٹھیک ہو، چہرہ دیکھو کیسے اترا سا گیا ہے۔" اسفند نے اس کے انکار کی ذرا پروا نہیں کی اور اس کے لاکھ انکار کے باوجود اسے فوڈ کورٹ میں لے آیا اور اب اس کے سامنے پائن ایپل جوس رکھ دیا تھا۔

"سب ٹھیک ہے نا عشفا، مجھے تم کچھ اداس لگ رہی ہو؟" اس نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"جی سب ٹھیک ہے۔" وہ جبراً مسکرائی۔ شاید اسے مطمئن کرنا چاہ رہی تھی لیکن وہ تو اسفند تھا، اس کے بچپن کا ساتھی وہ اتنی آسانی سے کیسے مطمئن ہوجاتا۔

"مجھے پتا ہے تم اداس ہو اور اپنی اس مصنوعی مسکراہٹ سے کم از کم مجھے تو مطمئن نہیں کرسکتی۔" وہ غصہ میں آنے لگا۔

"وہ دراصل آج میں چلی جاؤں گی واپس، تم سب کو بہت یاد کروں گی۔ بس یہی سوچ کر اداس ہورہی ہوں۔"

"ویسے تو میں تمہاری بات پہ اب بھی مطمئن نہیں ہوں لیکن اگر تمہارے اداس ہونے کی یہ ہی وجہ ہے تو اس اداسی کو چہرے سے ہٹا دو، کیوں کہ ہم تمہیں کبھی تنہا نہیں چھوڑیں

گے، چاہے کچھ بھی ہو جائے، ماما بابا، اریج، فاران بھائی، زوبیہ اور سب سے بڑھ کر میں، ہم سب کی زندگی میں تم بے حد اہم ہو عشفا تم ہماری زندگی کا ایک اہم حصہ ہو تم چاہے ہم سے کتنا ہی دور رہو، ہمیشہ ہمارے دل کے قریب رہو گی۔" وہ بولتے ہوئے رکا اور جوس کا ایک گھونٹ بھرا۔

"سب سے اہم بات یہ کہ مجھے تمہارے چہرے پہ اداسی بالکل پسند نہیں، اس لیے پلیز اداس مت ہوا کرو، تم ہنستی اچھی لگتی ہو اور اب اس لیے ایک بار پھر سچے دل سے مسکرادو۔"

"تھینک یو اسفند، میں اکثر سوچتی ہوں اگر تم میری زندگی میں نہیں ہوتے تو میرا کیا ہوتا؟ تم واحد شخص ہو جو بن کہے میرے دل کا حال جان لیتے ہو اور ہمیشہ میری ہر مشکل منٹوں میں حل کر دیتے ہو، تم دنیا کے سب سے اچھے دوست ہو۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی اور پھر اس نے جوس کا گلاس ختم کیا اور اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

کچھ لوگوں کا پیار ہمیں مکمل کرتا ہے لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا بس ساتھ ہی کافی ہوتا ہے، ہر مشکل، ہر پریشانی، ہر خوشی کے لیے اور اسفند بھی اس کی زندگی میں وہ ہی حیثیت رکھتا تھا۔ وہ عشفا کی زندگی کا فخر تھا اس کا مان تھا اس کا بہترین دوست۔

❀ ❀ ❀ ❀

"واہ لوگ تو بڑے فریش لگ رہے ہیں، لگتا ہے چھٹیاں بڑی اچھی گزر رہی ہیں؟" وہ پارکنگ میں گاڑی پارک کر کے مڑی ہی تھی کہ نعمان صدیقی اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور شرارت سے بھرپور لہجے میں بولا۔

وہ گلابی اور براؤن پرنٹڈ سوٹ میں بہت پیاری لگ رہی تھی آج موسم خوشگوار تھا، بادلوں نے سورج کو اپنی اوٹ میں لیا ہوا تھا اور خوشگوار ہوا کا ہر سو راج تھا۔

"میں تو ہر روز ہی فریش لگتی ہوں، یہ الگ بات ہے کہ تم نوٹ کبھی کبھی کرتے ہو۔" اس نے بھی نعمان کو اس ہی کے انداز میں جواب دیا تھا۔

"اچھا لیکن مجھے لگا کل کی شاپنگ کا اثر ہے، بڑے حربے کیے جا رہے تھے کل تو۔" اس نے معنی خیز انداز اپنایا۔

اس کی بات پر عشفا چونکی، نعمان کیسے جانتا تھا کہ کل وہ شاپنگ پہ گئی ہوئی تھی۔

"تمہیں کیسے پتا کہ کل میری کیا مصروفیات تھیں؟" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میڈم آپ کے لمحے لمحے سے واقف ہیں ہم، بس آپ ہی ہیں جو نظر انداز کیے جا رہی ہیں۔" وہ شاید آج فل موڈ میں تھا۔

"اگر تم سیدھی طرح بات نہیں کر سکتے تو کرتے ہی کیوں ہو، تمہیں کسی نے بتایا نہیں کہ باتوں کو گھمائے بغیر بھی گفتگو مکمل ہو جاتی ہے۔" اس نے نعمان کے انداز پر مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ساتھ ایک گریس فل سی خاتون بھی تھیں، وہ کون تھیں، تمہاری ماما؟" نعمان نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے پوچھا۔

"نہیں وہ میری پھوپو جانی ہیں۔" وہ ان کے ذکر پہ محبت سے مسکرائی۔

"اوہ اچھا اور ان کا کوئی بیٹا وغیرہ تو نہیں ہے ناں یار؟" نعمان نے شرارت سے کہا۔

"نہیں ان کی اپنے شوہر سے علیحدگی ہو چکی ہے، اٹھار سال ہو چکے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ ہی رہتی ہیں۔" وہ ایک دم سنجیدہ ہوئی۔

"سوری...... مجھے اس طرح کا سوال نہیں کرنا چاہیے تھا۔" اس نے اس کی اداس شکل دیکھتے ہوئے کہا۔

"اٹس او کے، یہ بتاؤ تمہاری ویکیشنز کیسی گزریں آگے کیا پلان ہیں اب تمہارے۔ ماسٹرز تو ختم ہونے ہے ناں تمہارا۔" عشفا نے بات بدلی۔

"ہاں سوچ رہا ہوں پاپا کا بزنس سنبھال لوں، بہت کر لیے عیش اب دل کرتا ہے زندگی سے اپنا حق کروں۔" اس نے گہری سوچ میں ڈوبے لہجے میں کہا۔

"تھینک گاڈ۔" عشفا نے سراہا۔

"تم کیا کرو گی، مزید تعلیم یا پھر شادی؟" نعمان

گے، چاہے کچھ بھی ہو جائے، ماما بابا، اریج، قاران بھائی، زوبیہ اور سب سے بڑھ کر میں، ہم سب کی زندگی میں تم بے حد اہم ہو عشفا تم ہماری زندگی کا ایک اہم حصہ ہو تم چاہے ہم سے کتنا ہی دور رہو، ہمیشہ ہمارے دل کے قریب رہو گی۔" وہ بولتے ہوئے رکا اور جوس کا ایک گھونٹ بھرا۔

"سب سے اہم بات یہ کہ مجھے تمہارے چہرے پہ اداسی بالکل پسند نہیں، اس لیے پلیز اداس مت ہوا کرو، ہم ہنستی اچھی لگتی ہو اور اب اس لیے ایک بار پھر سچے دل سے مسکرا دو۔"

"تھینک یو اسفند، میں اکثر سوچتی ہوں اگر تم میری زندگی میں نہیں ہوتے تو میرا کیا ہوتا؟ تم واحد شخص ہو جو بن کہے میرے دل کا حال جان لیتے ہو اور ہمیشہ میری ہر مشکل منٹوں میں حل کر دیتے ہو، تم دنیا کے سب سے اچھے دوست ہو۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی اور پھر اس نے جوس کا گلاس ختم کیا اور اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

کچھ لوگوں کا پیار ہمیں مکمل کرتا ہے لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا بس ساتھ ہی کافی ہوتا ہے، ہر مشکل، ہر پریشانی، ہر خوشی کے لیے اور اسفند بھی اس کی زندگی میں وہ ہی حیثیت رکھتا تھا۔ وہ عشفا کی زندگی کا فخر تھا اس کا مان تھا اس کا بہترین دوست۔

❁ ········ ❁ ········ ❁ ········ ❁

"واہ لوگ تو بڑے فریش لگ رہے ہیں، لگتا ہے چھٹیاں بڑی اچھی گزری ہیں؟" وہ پارکنگ میں گاڑی پارک کر کے مڑی ہی تھی کہ نعمان صدیقی اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور شرارت سے بھرپور لہجے میں بولا۔

وہ گلابی اور براؤن پرنٹڈ سوٹ میں بہت پیاری لگ رہی تھی آج موسم خوشگوار تھا، بادلوں نے سورج کو اپنی اوٹ میں لیا ہوا تھا اور خوشگوار ہوا کا ہر سو راج تھا۔

"میں تو ہر روز ہی فریش لگتی ہوں، یہ الگ بات ہے کہ تم نوٹ کبھی کبھی کرتے ہو۔" اس نے بھی نعمان کو اس ہی کے انداز میں جواب دیا تھا۔

"اچھا لیکن مجھے لگا کل کی شاپنگ کا اثر ہے، بڑے حرے کیے جا رہے تھے کل تو۔" اس نے معنی خیز انداز اپنایا۔ اس کی بات پر عشفا چونکی، نعمان کیسے جانتا تھا کہ کل وہ شاپنگ پہ گئی ہوئی تھی۔

"تمہیں کیسے پتا کہ کل میری کیا مصروفیات تھیں؟" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میڈم آپ کے لمحے لمحے سے واقف ہیں ہم، بس آپ ہی ہیں جو نظر انداز کیے جا رہی ہیں۔" وہ شاید آج فل موڈ میں تھا۔

"اگر تم سیدھی طرح بات نہیں کر سکتے تو کرتے ہی کیوں ہو، تمہیں کسی نے بتایا نہیں کہ باتوں کو گھمائے بغیر بھی گفتگو مکمل ہو جاتی ہے۔" اس نے نعمان کے انداز پہ مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ساتھ ایک گریس فل سی خاتون بھی تھیں، وہ کون تھیں، تمہاری ماما؟" نعمان نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے پوچھا۔

"نہیں وہ میری پھوپو جانی ہیں۔" وہ ان کے ذکر پہ محبت سے مسکرائی۔

"اوہ اچھا اور ان کا کوئی بیٹا وغیرہ تو نہیں ہے ناں یار؟" نعمان نے شرارت سے کہا۔

"نہیں ان کی اپنے شوہر سے علیحدگی ہو چکی ہے، اٹھارہ سال ہو چکے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ ہی رہتی ہیں۔" وہ ایک دم سنجیدہ ہوئی۔

"سوری...... مجھے اس طرح کا سوال نہیں کرنا چاہیے تھا۔" اس نے اس کی اداس شکل دیکھتے ہوئے کہا۔

"اٹس او کے، یہ بتاؤ تمہاری ویکیشنز کیسی گزریں اور آگے کیا پلان ہیں اب تمہارے۔ ماسٹرز تو ختم ہونے والا ہے ناں تمہارا۔" عشفا نے بات بدلی۔

"ہاں سوچ رہا ہوں پاپا کا بزنس سنبھال لوں، بہت کر لیے عیش اب دل کرتا ہے زندگی سے اپنا حق وصول کروں۔" اس نے گہری سوچ میں ڈوبے لہجے میں کہا۔

"تھینک گاڈ۔" عشفا نے سراہا۔

"تم کیا کرو گی، مزید تعلیم یا پھر شادی؟" نعمان نے وہی

سوال اس سے کیا اور اب وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بس اپنے سوال کے جواب کا ہی انتظار کر رہا تھا، جیسے وہ کچھ جاننا چاہ رہا تھا۔

"پتا نہیں ہم لڑکیاں جو سوچتی ہیں وہ ہوتا ہی کب ہے ہو سکتا ہے میں اپنا ایم بی اے کمپلیٹ کروں یا یہ بھی ہو سکتا ہے نا کروں، میری زندگی کے فیصلے میرے پاپا کرتے ہیں اور مجھے ان کے کیے گئے فیصلوں پر کبھی کوئی اعتراض نہیں ہوا۔" اس نے صاف دلی سے کہا۔

"اچھا ایک بات پوچھ سکتا ہوں تم سے عشفا؟ اگر تم جواب دینا چاہو۔" اس نے اجازت چاہی۔

"جی ضرور...... آج سے پہلے تو تم نے کبھی اجازت نہیں مانگی نعمان۔"

"کیوں کہ آج سے پہلے میں نے اس طرح کی بات پوچھی بھی نہیں، عشفا کیا تم محبت پر یقین رکھتی ہو؟ میرا مطلب ہے اگر ایک طرف تمہارے پاس محبت ہو، وہ محبت جو تمہیں پکار رہی ہو اور دوسری طرف تمہارے پاپا کا فیصلہ تو کس کا انتخاب کرو گی؟" اس نے عشفا کو دیکھتے ہوئے وہ بات پوچھ لی جو وہ بہت عرصے سے پوچھنا چاہ رہا تھا۔

"محبت کے بارے میں زیادہ تو نہیں جانتی، بس اتنا سمجھتی ہوں کہ یہ ایک احساس ہے جسے محسوس کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں محبت محسوس نہ کر سکے جو شخص اس کے سامنے اظہار کرنا اپنی محبت کی انسلٹ ہے۔ اس لیے میں محبت سے زیادہ اپنے پاپا کے فیصلوں کو ترجیح دوں گی۔ اگر کوئی ایسا لمحہ میری زندگی میں آیا تو۔" اس نے اپنے دل میں چھپے گہرے جذبات کا اظہار کیا، اس شخص کے سامنے جس کی آنکھوں میں اسے پہلی ہی نظر میں اپنے لیے محبت نظر آئی تھی۔

"میں پہلی ملاقات سے ہی تم سے کچھ کہنا چاہ رہا تھا، بس ہمیشہ صحیح موقع کا انتظار کرتا رہا لیکن آج تمہاری باتیں سن کر تمہارے جذبات محسوس کر کے مجھے لگتا ہے کہ آج بھی اگر میں خاموش رہوں گا تو بہت دیر کر دوں گا۔" وہ اتنا کہہ کر کچھ دیر کے لیے خاموش ہوا اور عشفا کو وہ لمحے بہت گراں گزرے تھے۔ دنیا میں سب سے قیمتی رشتہ احساس کا ہوتا ہے اور عشفا کا نعمان سے احساس کا تعلق ہی تو تھا۔

"میں نے تمہیں جب پہلی بار دیکھا تھا تب تو تم مجھ سے واقف بھی نہیں تھیں۔ اس وقت سے تم مجھے اچھی لگنے لگی تھیں۔ تم میری آنکھوں میں بسنے والا پہلا خواب، میرے دل میں جنم لینے والی پہلی خواہش ہو، میں نہیں جانتا میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں لیکن بس اتنا جانتا ہوں کہ تمہیں کسی اور کے ساتھ دیکھ کر مجھے تکلیف ہوتی ہے، مجھے لگتا ہے عشفا ارسلان صرف اور صرف نعمان صدیقی کی ہے صرف اور صرف۔" وہ خاموش ہوا اور اسے ہی دیکھنے لگا تھا۔

عشفا نے اپنی پلکیں جھکا لیں تھیں، اس کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ چکی تھیں۔ وہ جس طرح اسے دیکھ رہا تھا وہ نروس ہو رہی تھی۔ اس کی پلکوں کی جھالر حیا سے لرز رہی تھی۔

"تم کچھ کہو گی نہیں عشفا؟" نعمان نے اسے پکارا۔

"نعمان میں لیٹ ہو رہی ہوں، مجھے گھر جانا ہے۔" وہ بہت دیر بعد بولی اور بولتے ساتھ ہی اپنا بیگ اٹھا کر جانے کے لیے تیز تیز قدم اٹھائے، جیسے اگر وہ ایک لمحے کی بھی تاخیر کرے گی تو نعمان اسے روک لے گا اور وہ انکار نہیں کر پائے گی۔

❁ ❁ ❁ ❁

وہ بہت خوش تھی بہت زیادہ، یہ بات اس کا چہرہ دیکھ کر کوئی اجنبی بھی بتا سکتا تھا۔ نعمان اسے پہلی نظر میں ہی اچھا لگا تھا وہ بہت وجیہہ تھا لیکن عشفا کو نعمان کی وجاہت نے متاثر نہیں کیا تھا۔ نعمان کی خاص بات اس کا دل جیت لینے والا انداز تھا۔ وہ پورے ڈیپارٹمنٹ کی آنکھ کا تارا، سب کی پسند، سب کا لاڈلا تھا، عشفا کو یہ بات اپنی خوش قسمتی کا یقین دلانے کے لیے کافی تھی۔ گھر آنے کے بعد وہ فوراً اپنے کمرے میں آ گئی اور اب سونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ آج نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی کیونکہ اب ان آنکھوں میں نیند کی جگہ خوابوں نے لے لی تھی اور وہ اتنے حسین تھے کہ اس کا خود کا بھی دل نہیں چاہ رہا تھا سونے کا۔

کیوں تم اچھے لگتے ہو

سوال اس سے کیا اور اب وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بس اپنے سوال کے جواب کا ہی انتظار کررہا تھا، جیسے وہ کچھ جاننا چاہ رہا تھا۔

”پتا نہیں، ہم لڑکیاں جو سوچتی ہیں وہ ہوتا ہی کب ہے ہوسکتا ہے میں اپنا ایم بی اے کمپلیٹ کروں یا یہ بھی ہوسکتا ہے نا کروں، میری زندگی کے فیصلے میرے پاپا کرتے ہیں اور مجھے ان کے کیے گئے فیصلوں پر کبھی کوئی اعتراض نہیں ہوا۔“ اس نے صاف دلی سے کہا۔

”اچھا ایک بات پوچھ سکتا ہوں تم سے عشفا؟ اگر تم جواب دینا چاہو۔“ اس نے اجازت چاہی۔

”جی ضرور...... آج سے پہلے تو تم نے کبھی اجازت نہیں مانگی نعمان۔“

”کیوں کہ آج سے پہلے میں نے اس طرح کی بات پوچھی بھی نہیں، عشفا کیا تم محبت پر یقین رکھتی ہو؟ میرا مطلب ہے اگر ایک طرف تمہارے پاس محبت ہو وہ محبت جو تمہیں پکار رہی ہو اور دوسری طرف تمہارے پاپا کا فیصلہ تو کس کا انتخاب کرو گی؟“ اس نے عشفا کو دیکھتے ہوئے وہ بات پوچھ لی جو وہ بہت عرصے سے پوچھنا چاہ رہا تھا۔

”محبت کے بارے میں زیادہ تو نہیں جانتی، بس اتنا سمجھتی ہوں کہ یہ ایک احساس ہے جسے محسوس کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں محبت محسوس نہ کرسکے جو شخص اس کے سامنے اظہار کرنا اپنی محبت کی انسلٹ ہے۔ اس لیے میں محبت سے زیادہ اپنے پاپا کے فیصلوں کو ترجیح دوں گی۔ اگر کوئی ایسا لمحہ میری زندگی میں آیا تو۔“ اس نے اپنے دل میں چھپے گہرے جذبات کا اظہار کیا، اس شخص کے سامنے جس کی آنکھوں میں اسے پہلی ہی نظر میں اپنے لیے محبت نظر آئی تھی۔

”میں پہلی ملاقات سے ہی تم سے کچھ کہنا چاہ رہا تھا، میں ہمیشہ صحیح موقع کا انتظار کرتا رہا لیکن آج تمہاری باتیں سن کر، تمہارے جذبات محسوس کرکے مجھے لگتا ہے کہ آج بھی اگر میں خاموش رہوں گا تو بہت دیر کردوں گا۔“ وہ اتنا کہہ کر کچھ دیر کے لیے خاموش ہوا اور عشفا کو وہ لمحے بہت گراں گزرے تھے۔ دنیا میں سب سے قیمتی رشتہ احساس کا ہوتا ہے اور عشفا کا نعمان سے احساس کا تعلق ہی تو تھا۔

”میں نے تمہیں جب پہلی بار دیکھا تھا تب تو تم مجھ سے واقف بھی نہیں تھیں۔ اس وقت سے تم مجھے اچھی لگتی تھیں۔ تم میری آنکھوں میں بسنے والا پہلا خواب، میرے دل میں جنم لینے والی پہلی خواہش ہو، میں نہیں جانتا میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں لیکن بس اتنا جانتا ہوں کہ تمہیں کسی اور کے ساتھ دیکھ کر مجھے تکلیف ہوتی ہے، مجھے لگتا ہے عشفا ارسلان صرف اور صرف نعمان صدیقی کی ہے صرف اور صرف۔“ وہ خاموش ہوا اور اسے ہی دیکھنے لگا تو۔

عشفا نے اپنی پلکیں جھکالیں تھیں، اس کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ چکی تھیں۔ وہ جس طرح اسے دیکھ رہا تھا وہ نروس ہورہی تھی۔ اس کی پلکوں کی جھالر حیا سے لرز رہی تھی۔

”تم کچھ کہو گی نہیں عشفا؟“ نعمان نے اسے پکارا۔

”نعمان میں لیٹ ہورہی ہوں، مجھے گھر جانا ہے۔“ وہ بہت دیر بعد بولی اور بولتے ساتھ ہی اپنا بیگ اٹھا کر جانے کے لیے تیز تیز قدم اٹھائے، جیسے اگر وہ ایک سیکنڈ بھی تاخیر کرے گی تو نعمان اسے روک لے گا اور وہ انکار نہیں کر پائے گی۔

* * * *

وہ بہت خوش تھی بہت زیادہ، یہ بات اس کا چہرہ دیکھ کر کوئی اجنبی بھی بتا سکتا تھا۔ نعمان اسے پہلی نظر میں ہی اچھا لگا تھا، وہ بہت وجیہہ تھا لیکن عشفا کو نعمان کی وجاہت نے متاثر نہیں کیا تھا۔ نعمان کی خاص بات اس کا دل جیت لینے والا انداز تھا۔ وہ پورے ڈیپارٹمنٹ کی آنکھ کا تارا، سب کی پسند، سب کا لاڈلا تھا، عشفا کو یہ بات اپنی خوش قسمتی کا یقین دلانے کے لیے کافی تھی۔ گھر آنے کے بعد وہ فوراً اپنے کمرے میں آگئی اور اب سونے کی ناکام کوشش کررہی تھی۔ آج نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی کیونکہ اب ان آنکھوں میں نیند کی جگہ خوابوں نے لے لی تھی اور وہ اتنے حسین تھے کہ اس کا خود کا بھی دل نہیں چاہ رہا تھا سونے کا۔

کیوں تم اچھے لگتے ہو

وقت ملا تو سوچیں گے

سارا شہر
شناسائی کا دعویٰ دار تو ہے لیکن
کون ہمارا اپنا ہے
وقت ملا تو سوچیں گے

ہم نے اس کو لکھا تھا
کچھ ملنے کی تدبیر کرو
اس نے لکھ کر بھیجا ہے
وقت ملا تو سوچیں گے

موسم، خوشبو، باد صبا
چاند، شفق اور تاروں میں
کون تم جیسا ہے
وقت ملا تو سوچیں گے!

رات بہت گہری ہو چکی تھی، چاند اپنا آدھا سفر طے کر چکا تھا۔ کچھ ہی دیر میں سویرا ہونے کو تھا لیکن نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ بہت گہرا رشتہ تھا عشقا ارسلان سے نعمان صدیقی کا لیکن عشقا ارسلان اس رشتے سے بالکل ہی ناواقف تھی۔ آج اس نے کسی کمزور لمحے کی گرفت میں آ کر اس لڑکی کے سامنے اظہار محبت کر دیا تھا۔ جس سے اس کو شدید محبت تھی لیکن وہ کبھی اس سے اس کا اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ دونوں الگ راہوں کے مسافر تھے جن کی منزل کبھی ایک نہیں ہو سکتی تھی۔

عشقا ارسلان جس کے باپ سے اسے شدید نفرت تھی، ایسی نفرت جس سے کوئی واقف نہیں تھا، جو بے حد شدید تھی، سب کچھ جلا کر خاک کر دینے والی۔ وہ ڈرتا تھا کہ انتقام کی اس آگ میں اس کی محبت جل کر راکھ نا ہو جائے۔ وہ پوری کوشش کرتا تھا کہ خود کو عشقا سے دور رکھے مگر بے بس تھا اس کو دیکھتے ہی سب بھول جاتا تھا۔ عشقا کے چہرے کی معصومیت اسے اپنی طرف کھینچتی تو عشقا کی مسکان نعمان کو مزید اپنا دیوانہ بنا دیتی۔ وہ اس سے دور جانا چاہتا تھا کیوں کہ وہ آگ تھا تو عشقا موم کی گڑیا۔ اس کی تو صرف تپش ہی بہت تھی عشقا کو ختم کرنے کے لیے اور نعمان ایسا نہیں چاہتا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁
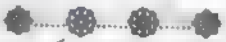
یہ عجب قیامتیں ہیں تری رہ گزر میں گزراں
نہ ہوا کہ مر مٹیں ہم، نہ ہوا کہ جی اٹھیں ہم

آج دوسرا دن تھا اور نعمان آج بھی یونی سے غیر حاضر تھا اسے تشویش ہوئی، وہ تو کبھی غیر حاضر نہیں ہوتا تھا آخر کیا وجہ تھی کہ اچانک سے وہ گم ہو گیا تھا۔ عشقا اس کے ڈیپارٹمنٹ آ گئی تھی۔

"السلام علیکم اشعر کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں نعمان آج کل کیوں نہیں آ رہے ہیں؟" عشقا نے نعمان کے بیسٹ فرینڈ اشعر سے پوچھا۔

"وعلیکم السلام، جی دراصل عشقا نعمان کو بخار ہو گیا ہے اس ہی وجہ سے وہ غیر حاضر ہے اور سیل بھی آف ہی ہے اس کا۔ آپ کو کوئی کام تھا تو مجھے بتا دیں، میں آج جاؤں گا اس سے ملنے۔" اشعر نے تفصیل سے جواب دیا۔

"جی کام تو کوئی نہیں ہے، شکریہ" وہ شکریہ کہتی واپس مڑ گئی جب کہ اشعر نے اسے بہت غور سے دیکھا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

شام میں وہ یونہی لان میں بیٹھی تھی۔ طبیعت عجیب بوجھل سی محسوس ہو رہی تھی۔ دل کا موسم اداس تھا تو چہرے پہ بھی پریشانی پھیلی تھی۔ اتنے عرصے میں نعمان کی عادت سی ہو گئی تھی اسے، اس کی اتنی طویل غیر حاضری نے اسے اداس کر دیا تھا۔ جو لوگ دل میں بستے ہیں نظر انہیں ہر سو اپنے سامنے دیکھنا چاہتی ہے اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو دل کی دنیا میں ہلچل سی مچ جاتی ہے۔ دل کچھ کرنے کو نہیں چاہتا۔

حارث اور طیبہ بھی آج کل گھر آئے ہوئے تھے اور انہوں نے ایک طوفان بدتمیزی مچا رکھا تھا۔ وہ ہر دفعہ ان کے آنے پر خوب مستی کرتی تھی ان کے ساتھ لیکن آج اس کے دل کا موسم ہی اداس تھا تو وہ کیسے کسی کے چہرے پر خوشی بکھیرتی۔ ہمارے آس پاس کے شاید ہر موسم ہمارے دل کے موسم کے محتاج ہوتے ہیں دل کا موسم اچھا ہو تو چلچلاتی دھوپ بھی ٹھنڈی پھوار سی لگتی ہے۔ طیبہ اور حارث عشقا جیسے مایوس ہو کر اب سنعیہ کا دماغ کھا رہے تھے۔

"اسفند بھائی..... عشفا آپی کو نا جانے کیا ہوگیا ہے، بالکل بدلی ہوئی لگ رہی ہیں، چہرے پر بارہ بجائے ہوئے ہیں اور جب ہم ان کے پاس گئے یہ کہنے کے لیے کہ پیاری آپی آپ ہمیں اپنی کار میں بٹھا کر کہیں سیر ہی کرالائیں تو کار کی چابی ہمیں تھمادی اور جب ہم نے احتجاج کیا تو ڈانٹ کے بھگا دیا۔ اب آپ بتائیں کوئی اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ ایسا کرتا ہے۔" وہ دونوں اسفند کے سامنے دل کی بھڑاس نکال رہے تھے، جوان کے ہی بلاوے پر یہاں آیا تھا۔

"بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو تمہاری باجی تو مجھے بھی آج تھوڑی تھوڑی پاگل لگ رہی ہیں۔" اس نے تیز آواز میں پاگل کہا کہ عشفا سن لے اور اس نے سن بھی لیا تھا لیکن پھر بھی کوئی تاثر نہیں دیا تھا۔ اسفند کو اس بار واقعی تشویش ہوئی تھی۔

"اریج، طیبہ، حارث تم لوگ کار میں بیٹھو اور یہ چابی مجھے دو، میں ابھی آرہا ہوں۔" اس نے سب کو آواز لگائی۔

"عشفا تم چل رہی ہو؟" وہ اس کے سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھتے بولا۔

"نہیں اسفند، میرا موڈ نہیں ہو رہا بالکل۔" اس نے بے زاری سے کہا۔

"میں نے موڈ کا تو پوچھا ہی نہیں، ٹھیک ہے نہیں جا رہیں تو نہ جاؤ لیکن اب جو سرپرائز ہما نے تمہارے لیے دیا ہے وہ میں ایسا کروں گا طیبہ کو دے دوں گا اور کار تو تمہاری ہم لے کے جا رہے ہیں اس کے لیے بہت شکریہ۔" وہ کہہ کر جانے کے لیے مڑا۔

"اسفند چچی جان نے اگر کچھ بھیجا ہے تو میرے لیے بھیجا ہے ناں تو طیبہ کو کیوں دو گے تم۔"

"میری مرضی میں ہما سے کہہ دوں گا کہ عشفا کو پسند نہیں آیا اس لیے میں نے طیبہ کو گفٹ کردیا۔"

"اسفند..... اب تم جھوٹ بولو گے؟" اس نے حیرت سے کہا۔

"ہاں اگر تم ہمارا دل توڑ سکتی ہو تو ہم بھی جھوٹ بول سکتے ہیں۔" اس نے شرارت سے کہا اور پورچ میں کھڑی کار میں آکر بیٹھ گیا۔

"اسفند رکو، میں آرہی ہوں دو منٹ میں تیار ہو کر۔" وہ دور سے چلائی اور سب نے خوشی سے ہرے کا نعرہ لگایا۔

وہ لوگ جب گھر سے نکلے تھے تب موسم بہت خوب صورت ہو رہا تھا۔ بادل آسمان پر چھائے ہوئے تھے۔ گہرے سیاہ بادلوں کی وجہ سے شام بہت حسین لگ رہی تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا بھی چل رہی تھی۔ اسفند ان سب کو لے کر سی ویو آگیا تھا۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی شروع ہو چکی تھی۔ کراچی میں موسم شاذ و نادر ہی اتنا حسین ہوتا تھا اور جب بھی موسم حسین ہوتا، لوگ اسے انجوائے ضرور کرتے تھے، اب بھی سمندر پہ لوگوں کا کافی رش تھا۔ حارث، طیبہ اور اریج اسفند کا ہاتھ پکڑ کر لہروں سے کھیلنے چلے گئے تھے۔ وہ لوگ اپنے ساتھ فٹ بال بھی لائے تھے اور اب پانی میں کھیل رہے تھے۔ موسم بے انتہا دلکش تھا جبکہ عشفا وہیں موجود چیئرز میں سے ایک پر بیٹھ گئی تھی۔ اسفند نے دور سے اسے آواز لگائی۔

"عشفا آجاؤ یار، بہت مزہ آرہا ہے۔" لیکن اس نے منع کردیا۔

"کیا ہے یار انجوائے نہیں کرنا تھا تو آئی ہی کیوں تھیں؟ اٹھو چلو۔" وہ بضد ہوا۔

"اسفند پلیز۔" اس نے بے چارگی سے کہا۔

"کوئی پلیز ولیز نہیں، چلو شاباش۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر سب کے پاس لے آیا۔

اپنوں کا ساتھ بھی ایک نعمت ہے جو ہمارے ہر درد، ہر پریشانی اداسی مٹانے کی اہلیت رکھتا ہے۔ وہ کچھ ہی دیر میں سب بھلا کر ان کے ساتھ انجوائے کر رہی تھی۔ وہ سب کھیل رہے تھے، انجوائے کر رہے تھے ان کے ساتھ نے کچھ دیر کے لیے عشفا کی اداسی بھی دور کردی تھی۔ حارث نے ایک زور کی کک ماری بال کو جس کی وجہ سے بال بہت دور چلی گئی تھی۔

"حارث تم نے اتنے زور کی کک لگائی ہے اب بال بھی

تم ہی لاؤ گے۔" طیبہ نے بال کو دور جاتا دیکھ کر کہا۔
"جی نہیں، اب تمہاری باری ہے، تم یا اریج آپی لائیں گی۔"
"لو ہیلو..... میں تم سب سے بڑی ہوں اس لیے بال تم اور طیبہ لاؤ گے، یہ میرا حکم ہے۔" اریج نے بڑے ہونے کا رعب جمایا۔ وہ ایسے ہی کرتی تھی بچوں کے ساتھ بچی بن جاتی اور جب کوئی کام کرنا پڑتا تو فوراً بڑی بن جاتی تھی۔ اسفند کافی لینے گیا تھا اور ان تینوں نے لڑنا شروع کر دیا تھا۔
"اچھا بس لڑنا بند کرو۔ بال میں لے آتی ہوں۔" عشفا نے جھگڑا ختم کرنے کے لیے کہا اور دور پڑی بال اٹھانے بڑھی تھی اور وہ تینوں ایک دوسرے پہ اب پانی اچھالنے لگے تھے۔ وہ بال اٹھا کر ان کو دے آئی اور اب ننگے پیر گیلی ریت پر چہل قدمی کر رہی تھی۔ ٹھنڈی ریت ایک عجیب سا سکون دے رہی تھی۔ اسے سمندر ہمیشہ سے پسند تھا۔ وہ جب بھی یہاں آتی تھی خود کو بہت پرسکون محسوس کرتی تھی۔ وہ ہمیشہ سے الگ مزاج کی رہی تھی۔ جب موڈ ہوتا تو بہت بولتی، بہت خوش ہوتی اور جب دل نہیں کرتا تو خاموشی اختیار کر لیتی تھی۔ اس کی کلاس فیلوز اسے مغرور سمجھتی تھیں جبکہ اس کی فرینڈ لسٹ میں صرف دو ہی انسان شامل تھے، اسفند اور اریج جو اس کو اس سے بھی زیادہ جانتے تھے۔ باقی لوگوں سے وہ ہمیشہ ایک فاصلہ رکھ کر ملتی تھی۔ وہ کبھی بھی کسی سے فرینک نہیں ہو پاتی تھی۔ کچھ لوگ اسے شرمیلی سمجھتے تھے جبکہ زیادہ تر مغرور لیکن اسے اس بات سے کبھی فرق نہیں پڑا تھا کہ کوئی اسے کیا سمجھتا ہے کیا نہیں۔ وہ اپنی ذات میں مگن بہت خوش تھی اور پھر اچانک کوئی اس کی زندگی میں آہستہ آہستہ اپنا مقام بنانے لگا تھا اور جس کے ہونے اور نہ ہونے سے اسے بہت فرق پڑ رہا تھا۔
"کیا ہوا ہے عشفا؟ اتنی اداس آج سے پہلے تم کبھی نہیں لگی۔" اسفند کب اس کے ساتھ چلنے لگا تھا اسے احساس ہی نہیں ہوا اس کی آواز پہ اپنے قدم روک کر عشفا نے کچھ دیر تک اسے خالی خالی نگاہوں سے دیکھا اور پھر واپسی کے لیے قدم بڑھا دیے۔
"اسفند لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں، جب ہم انہیں توجہ نہیں دیتے تو وہ ہماری طرف بھاگتے ہوئے آتے مگر جب ہم ان کے قریب آنے لگتے ہیں، انہیں اپنا سمجھنے لگتے ہیں وہ دامن چھڑا لیتے ہیں اور نظر انداز کرنے لگ جاتے ہیں۔" عشفا نے چلتے ہوئے کھوئے کھوئے سے لہجے میں کہا۔ اس کی آواز میں اسفند کو گھراؤ کہ محسوس ہوا تھا۔
"عشفا جب ہم کسی کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں تو وہ اس کی قدر بھی کرے، یہ ضروری تو نہیں ہے ناں۔ بس یہی بات ہوتی ہے تم یہ کیوں پوچھ رہی ہو، سب ٹھیک ہے ناں؟" اسفند نے عشفا کا چہرہ دیکھا۔
"ہاں جی سب کچھ ٹھیک ہے۔ ویسے لنچ کا کیا خیال ہے کہاں کرا رہے ہیں اسفند آج کچھ نیا ٹرائی کریں گے، کچھ دیسی جیسے کہ کسی ڈھابے ٹائپ ہوٹل میں تیکھا سا لنچ۔" اس نے ایک دم بات بدل کر ایکسائٹڈ ہو کر کہا۔
"عجیب دھوپ چھاؤں سا مزاج ہے تمہارا عشفا۔" وہ اس کے انداز پر مسکرا کر بولا۔
"تمہاری فرمائش سے انکار کر سکتا ہوں؟ یاد ہے بچپن میں تمہاری ان فرمائشوں نے مجھے پاپا سے کتنی ڈانٹ پڑوائی ہے۔" اسفند نے بیتے دنوں کو یاد کرتے کہا تو عشفا کو سب یاد آیا تو وہ بے اختیار مسکرا دی تھی۔
"ہاں سچ میں اسفند لیکن ساری غلطی تمہاری ہی ہوتی تھی، میں تو چھوٹی تھی لیکن تم تو بڑے تھے پھر کیوں میری الٹی سیدھی فرمائشیں پوری کرتے تھے۔" وہ مسکراہٹ دباتے آرام سے سارا الزام اسفند پہ ڈال گئی۔
"اچھا رکو تم ایک منٹ۔" اس نے بچوں سے بال لی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا، وہ ہنستی ہوئی بھاگ گئی تھی۔ کسی نے یہ منظر بہت غصے اور جلن کے ملے جلے تاثر سے دیکھا تھا مگر عشفا اس بات سے بے خبر اسفند سے دور بھاگتی چلی گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

پھر یوں ہوا کہ صبر کی انگلی پکڑ کر ہم
اتنا چلے کہ راستے حیران رہ گئے

وہ لائبریری میں بیٹھی نوٹس بنانے میں مگن تھی انگزامز

قریب تھا اور اسے اپنی پوزیشن برقرار رکھنی تھی۔
"ہیلو میڈم آج اتنے دن بعد میں یونہی آیا ہوں، بندہ خیر خیریت ہی پوچھ لیتا ہے لیکن نہیں لوگ تو یہاں پڑھائیوں میں اتنے مصروف ہیں کہ شاید انہیں ہمارے یہاں آنے کی خبر بھی نہیں ہوئی ہوگی۔" نعمان اسے ڈھونڈتا لائبریری میں آیا اور لہجے میں طنز بھر بولا تھا جواباً عشفا نے اسے جن نظروں سے دیکھا، انہوں نے نعمان کو شرمندہ کر دیا تھا۔ کیا نہیں تھا ان نظروں میں غصہ، نظر انداز کیے جانے کی تکلیف، شکوے شکایت۔
"اب کیا ان نظروں سے ہی جان لینے کا ارادہ ہے؟" وہ بھی نعمان تھا، مجال ہے کہ ذرا بھی شرمندگی کا احساس ہونے دیتا۔
عشفا نے بنا کچھ کہا اپنے نوٹس سمیٹے اور انہیں فائل میں رکھ لیے تھے۔ کتابیں بیگ میں رکھ کر وہ جانے کے لیے کھڑی ہوئی تھی۔
"عشفا ہوا کیا ہے یار، اس طرح کیوں کر رہی ہو۔" وہ اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہا تھا۔
"نعمان پلیز یہاں تماشا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی ہے پلیز میرا پیچھا چھوڑ دو۔" وہ جھٹکے سے مڑی اور غصے سے بولی۔ وہ ہکا بکا کھڑا اس کے تیور دیکھتا رہا جبکہ وہ چلی گئی تھی۔
نعمان جانتا تھا کہ اتنے دنوں کی غیر حاضری اور اس پہ اس سے رابطہ بھی کوئی نہیں، یہ بات عشفا کو ناراض کرنے کے لیے کافی تھی لیکن وہ اتنی ناراض ہوگی یہ اس نے نہیں سوچا تھا۔
"پلیز یار...... معاف کر دو ناں۔" وہ پارکنگ میں کھڑا اسی کا انتظار کر رہا تھا جب عشفا کو اپنی کار کی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ اس کی طرف دیکھ کر بولا۔
"معاف لیکن کس لیے نعمان۔" اس نے حیرانگی سے پوچھا۔ وہ اپنی کار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوئی۔ اس کے چہرے پہ اتنی اجنبیت دیکھ کر نعمان کا دل یک دم اداسی سے بھر گیا تھا۔
"عشفا اتنی اجنبی کیوں بن رہی ہو؟" وہ افسردہ لہجے میں بولا۔ عشفا کا دل اس کی آواز میں چھپی اداسی محسوس کر کے ایک لمحے کو پگھلا لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے خود کو سخت کر لیا تھا اور جب وہ بولی تو آواز میں چٹانوں سی سختی اور برف سی ٹھنڈک تھی۔
"ہم آشنا ہی کب تھے نعمان صدیقی۔"
"ہم دوست تھے عشفا، ہم دوست ہیں۔" اس نے آخری کوشش کی۔
"نہیں نعمان، ہم کبھی دوست نہیں تھے، ہم دوست نہیں ہیں۔" اتنا کہہ کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی چابی اگنیشن میں گھمائی اور لمحوں میں اس کی کار دھول اڑاتی نعمان کی نظروں سے اوجھل ہوگئی تھی۔ آج تین دن ہو گئے تھے عشفا کو ناراض ہوئے اور نعمان کے لاکھ منانے پر بھی وہ مان کر ہی نہیں دے رہی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

چلو محسن محبت کی نئی بنیاد رکھتے ہیں
خود پابند رہتے ہیں اسے آزاد رکھتے ہیں
ہمارے خون میں رب نے یہی تاثیر رکھی ہے
برائی بھول جاتے ہیں اچھائی یاد رکھتے ہیں
محبت میں کہیں ہم سے گستاخی نہ ہو جائے
ہم اپنا ہر قدم اس کے قدم کے بعد رکھتے ہیں

عشفا نے بہت تھکے ہوئے انداز میں لاؤنج میں موجود صوفے پر بیگ رکھا اور خود بھی وہیں بیٹھ گئی تھی۔ گرمی اور تھکن سے اس کا برا حال تھا۔ اکتوبر کا مہینہ چل رہا تھا پھر بھی شہر میں پھیلا حبس جان لیوا تھا۔ اس نے ریموٹ اٹھا کر اے سی کی کولنگ بڑھائی تھی۔
"آمنہ بوا پلیز میرے لیے ایک گلاس ٹھنڈا لیموں پانی تو لائیں۔" اس نے ملازمہ کو آواز لگائی۔
"یہ لیجیے بی بی جی...... آپ کا پسندیدہ لیموں پانی۔" کچھ ہی دیر میں وہ ٹھنڈے لیموں پانی کے گلاس کے ساتھ حاضر تھیں۔
"بوا، گھر میں اتنی خاموشی کیوں ہے، پھوپو کہاں ہیں؟"

اس نے لیموں پانی کا گھونٹ لے کر پوچھا۔

"جی وہ آج بی بی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے صاحب اس وجہ سے آج دیر سے ہی آفس گئے ہیں اور بیگم صاحبہ بھی صبح سے ان کے پاس ہی تھیں، ابھی کچھ دیر پہلے ہی ایک میٹنگ میں گئی ہیں۔" بوا نے تفصیل سے بتایا۔

"کیا پھوپو کی طبیعت خراب ہے؟" وہ فوراً لیموں پانی کا گلاس ادھورا چھوڑ کر ان کے کمرے میں بھاگی۔

"پھوپو جان کیا ہوا آپ کو؟" وہ ان کے پاس بیڈ پر بیٹھی اب فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں میری جان، تم آگئیں، کھانا کھالیا؟" انہوں نے اسے دیکھ کر فکر مندی سے پوچھا۔

"میں ابھی آئی ہوں۔ آپ کیوں پریشان ہورہی ہیں۔ میں کھانا کھالوں گی۔ آپ بتائیں اچانک سے کیا ہوا ہے؟" وہ فکرمندی سے بولی۔

"بس بیٹا کچھ لوگ زندگی سے پیارے ہوکر بچھڑ جائیں تو پریشانیاں اور اداسیاں زندگی کا مقدر بن جاتی ہیں۔"

"جو زندگی سے چلے جاتے ہیں تو کیوں کرتی ہیں انہیں یاد پھوپو جنہوں نے کبھی مڑ کر آپ کی خبر نہیں لی۔" وہ سنگدلی سے بولی۔

"بیٹا جو لوگ زندگی میں آکسیجن کی اہمیت رکھتے ہوں ان کو کبھی بھلایا جاسکتا ہے۔ تم کچھ نہیں جانتی میری جان تم نہیں سمجھ سکو گی۔" وہ یاسیت سے گویا ہوئی۔

"اچھا چھوڑیں بس، بہت زور کی بھوک لگ رہی ہے چلیں لنچ کرنے چلتے ہیں۔" اس نے بات بدلی۔

"نہیں عشفا مجھے بھوک نہیں ہے تم کھالو۔"

"اگر آپ کو بھوک نہیں ہے تو بس مجھے بھی نہیں کھانا۔" وہ ناراض ہوئی، وہ اس کی ضد دیکھ کر مسکرادیں۔ وہ بالکل انہی کی طرح ضدی تھی۔

"اچھا چلو کھانا کھاتے ہیں۔" انہوں نے ہار مان لی تھی۔

❁ ........ ❁ ........ ❁ ........ ❁

شام کے ملگجے سائے ہر سو پھیل رہے تھے۔ سورج کی تپش ختم ہوچکی تھی۔ وہ سو کر اٹھی تو کمرہ نیم تاریک تھا۔ کچھ دیر وہ یونہی لیٹی رہی اور پھر اٹھ کر کھڑکیوں سے پردے ہٹائے اور دوبارہ سے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔ کچھ دیر گزری تھی کہ اس کے سیل پہ رنگ ہونے لگی اس نے نمبر دیکھ کر یس کا بٹن دبایا۔

"السلام علیکم! کیسی ہو؟" اسفند کی کال تھی۔

"وعلیکم السلام، میں بالکل ٹھیک الحمدللہ آپ کیسے ہیں؟" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میں بہت اچھا، بہت پیارا تم جانتی تو ہو پھر کیوں پوچھ رہی ہو۔" وہ شوخ ہوا۔

"اچھا... لوگوں کو خوش فہمی کیسے ہوگئی۔" وہ مصنوعی انداز میں اچھا کو کھینچ کر بولی، گویا اس کا مذاق اڑایا ہو۔

"خوش فہمی چلو، حقیقت کو اگر تمہاری زبان میں خوش فہمی کہا جاتا ہے تو یوں ہی سہی۔" وہ شرارت سے بولا جبکہ اس کی بات پر عشفا کا قہقہہ بڑا بے ساختہ تھا۔

"کیا کوئی چڑیل تمہارے روم میں آگئی ہے؟" اسفند نے اسے چھیڑا جبکہ وہ بھی اس کی شرارت سمجھ گئی تھی، جب ہی فوراً بولی۔

"مجھے سمجھ میں نہیں آتا تمہیں اپنی فرینڈز یعنی چڑیلیں اتنی یاد کیوں آتی ہیں۔"

"ظاہری بات ہے وہ میری اکلوتی فرینڈ پلس کزن جو ہے یاد تو آئے گی ناں۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"اچھا بس یاد رکھنا اپنی بات اور اب مجھ سے بات نہ کرنا۔" وہ خفا ہوئی، جن پہ مان ہو وہ ہمیں منالیں گے ان سے ہم یوں ہی بات بے بات روٹھتے اور خفا ہوتے ہیں۔

"اچھا رکو ناں، تمہیں ایک بات بتانی تھی۔" وہ جلدی سے بولا۔

"بس مجھے نہیں سننا کچھ بھی۔" اس نے منہ بسورا۔

"دو مہینے بعد یعنی دسمبر میں تمہاری پیاری دوست ارتج شہباز کی رخصتی ہونے والی ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے اسے خوش خبری سنائی۔

"رئیلی...... واؤ یہ تو بڑی زبردست نیوز ہے۔" وہ بہت خوش ہوئی اور پل میں ساری خفگی بھول گئی۔ وہ کال منقطع کرتی سب کو بتانے بھاگی تھی۔ اکلوتی دوست کی شادی تھی

خوش ہوتا تو بنتا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

اس کو فرصت ہی نہیں وقت نکالے محسن
ایسے ہوتے ہیں بھلا چاہنے والے محسن

آج ایک ہفتہ ہو گیا تھا، عشفا نے اس سے بات چیت بالکل بند کر رکھی تھی۔ وہ سب سے اخلاق سے ملتی۔ لیکن جیسے ہی نعمان کو دیکھتی تو اس کا انداز سخت ہو جاتا۔ اب بھی وہ کینٹین میں موجود سارہ کے ساتھ بیٹھی تھی اور بہت اچھے سے مسکراتے ہوئے سارہ کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھی، جب وہ ان کے پاس آیا اور عشفا کی ہنسی غائب ہو گئی تھی۔

"سارہ...... آپ کو سر آزر اپنے آفس میں بلا رہے ہیں۔" اس نے سنجیدہ انداز میں سارہ کو سر آزر کا پیغام دیا تو وہ معذرت کرتی اٹھ کر چلی گئی جبکہ وہ وہیں عشفا کے پاس بیٹھ گیا۔

"مجھے صرف میرے ایک سوال کا جواب دے دو عشفا، پھر میں وعدہ کرتا ہوں تمہاری بنا اجازت تمہارے سامنے بھی نہیں آؤں گا۔" عشفا جو اسے وہاں بیٹھا دیکھ کر اٹھ کر جانے لگی تھی، نعمان کی بات سن کر پھر سے بیٹھ گئی تھی۔

"بولو۔" وہ سرد مہری سے بولی۔

"تم مجھے نظر انداز کیوں کر رہی ہو، میرا قصور کیا ہے، اس طرح کا رویہ کیوں ہے تمہارا؟" اس نے تھکے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"احساس دلانا چاہتی تھی تمہیں، ہو گیا احساس کہ کسی کو نظر انداز کرنا کتنی تکلیف دیتا ہے، ویسے تم سمجھتے کیا ہو خود کو پورا مہینہ غائب رہے تم، ایسی بھی کیا بات ہو گئی تھی کہ بندہ ایک میسج کر کے اپنی اطلاع بھی نہ دے سکے، نہیں احساس تھا کہ میں کتنی پریشان ہوں گی نہیں ناں پھر میں کیوں کروں تمہارا احساس۔" اس نے اتنے دنوں کا سارا غصہ اتارا، نعمان کے لبوں کو بڑی دلفریب مسکان نے چھوا تھا۔

"اف...... مجھے تو پتا ہی نہیں تھا کہ لوگ مجھے اتنا مس کریں گے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا تو عشفا کی باتوں نے بہت سے ان کہے جذبوں کا اظہار کر دیا تھا جنہیں محسوس کر کے نعمان بے اختیار مسکرا رہا تھا۔

"جن لمحوں، دنوں کی تم مجھ سے شکایت کر رہی ہو ناں عشفا ان لمحوں میں، میں نے بھی تمہیں بے حد یاد کیا لیکن کچھ مجبوریاں ایسی بھی ہوتی ہیں جو انسان کو باندھ دیتی ہیں۔ میں تم سے دل سے سوری کرتا ہوں پلیز مجھے معاف کر دو، آئندہ ایسا کبھی بھی نہیں ہوگا۔" وہ دونوں کانوں کو پکڑ کر بولا تو عشفا اس کے انداز پہ بے اختیار مسکرا دی تھی۔ ناراضگی کی دھند چھٹ گئی تھی، خوشیوں کا روشن آسمان چمک رہا تھا۔

"ویسے دوبارہ کبھی اس طرح خفا نا ہونا یار اپنا آپ اجنبی لگتا ہے۔" وہ محبت سے بولا تو مسکرا دی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

"اچھا تو دلہن صاحبہ، میرا مطلب ہے ہونے والی دلہن صاحبہ یہاں بیٹھی ہیں اور میں تمہیں سارے جہاں میں تلاش کرتی پھر رہی ہوں۔" عشفا نے اس کے برابر میں دھم سے بیٹھتے ہوئے کہا۔ چچا جان اور چچی جان کے ساتھ وہ کچھ دیر پہلے ہی آئی تھی۔ کل اریج کی شادی کی تاریخ طے ہونے کا فنکشن تھا اور چچا جان اس ہی وجہ سے ایک دن پہلے ہی لے آئے تھے۔

"ڈیٹ فکس میری ہو رہی ہے اور چہرہ تمہارا دو سو واٹ کا بلب بنا ہوا ہے، خیریت ہے ناں بہن؟" وہ بھی اریج تھی، مجال ہے جو ذرا بھی شرمائے، اس نے جھٹ سے جواب دیا۔

"ظاہر ہے میری پیاری سی کزن پلس دوست کی شادی ہو رہی ہے، چہرہ تو چمکے گا ہی ناں۔" اس نے ہنستے ہوئے اریج کو جواب دیا۔

"اہم...... اہم یہ کون ہے جو اپنے منہ میاں مٹھو، میرا مطلب ہے بی مٹھن بنی بیٹھی ہیں۔" عفان بھیا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے ان کی باتیں سنیں اور شرارت سے عشفا کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"بھیا اب کوئی سچ بولے گا تو وہ بھی مٹھن کہلائے گا۔" عشفا نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑ دیے تھے۔ عفان

بھائی کو بے اختیار اس کی شرارت سے بھرپور چہرے کو دیکھ کر ہنسی آ گئی۔

"ہاں تو مس اریج کا ظلم اب اس گھر میں یعنی کہ شہباز ولا میں اب صرف دو مہینے کی مہمان ہیں۔" عشفا نے آج ارادہ کر لیا تھا اسے تنگ کرنے کا۔

"جی نہیں، ایک مہینے اور صرف پندرہ دن۔" عشفا کا ساتھ دینے عفان بھائی نے بھی اسے چھیڑا۔

"کان کھول کر سن لیں آپ سب، یہ گھر میرا تھا اور میرا ہی رہے گا، میں اس گھر میں نہ کل مہمان تھی نا آج۔" اریج نے دوٹوک لہجے میں کہا لیکن وہ عشفا ہی کیا جو باز آ جائے۔

"اف کتنی خوش فہم ہیں میڈم..... چچ چچ۔" اس نے مصنوعی افسوس سے اسے دیکھا۔ اریج نے مدد طلب نظروں سے عفان بھائی کو دیکھا، وہ بھی عشفا کے ساتھی بنے مسکرا رہے تھے۔ اریج کی آنکھوں میں فوراً موٹے موٹے آنسو تیرنے لگے تھے۔

"عشفا، عفان بھائی کیوں تنگ کر رہے ہیں آپ دونوں میری بہن کو، اریج یہ گھر تمہارا ہے اور تم تو ہم سب کی جان ہو یار۔" اسفند جو کسی کام سے عفان بھائی کو ڈھونڈتے وہاں آیا تھا، بہن کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں کر پایا، فوراً اسے گلے لگاتے ہوئے بولا تو اریج اپنے پیارے بھائی کی سپورٹ پا کر فوراً کھل اٹھی تھی۔

"تو یار میں تو اریج کو بس یہی سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ زندگی میں آزادی کے دن بس کچھ ہی رہ گئے ہیں دل بھر کر انجوائے کر لو۔ کیوں عشفا ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں؟" عفان بھائی نے عشفا کی طرف دیکھ کر شرارت سے کہا۔

"بالکل، ہم تو اریج کو اپنے نادر و نایاب مشوروں سے نواز رہے تھے لیکن بھلائی کا تو آج کل زمانہ ہی نہیں ہے۔"

"عشفا تم ناں اپنے نادر و نایاب کو بس سنبھال کے ہی رکھو، کچھ دن میں تمہیں بھی ان کی ضرورت پڑنے والی ہے۔ کیوں بھیا صحیح کہہ رہی ہوں ناں؟" اریج کو بھی اب ایک مضبوط سہارا مل گیا تھا وہ کیسے خاموش بیٹھتی۔ اس لیے ذومعنی انداز میں عشفا کو چھیڑا لیکن وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

"عشفا کی تم فکر نہ کرو اریج اسے تو شادی کے بعد بھی دور نہیں جانا پڑے گا اور پھر میرے ہوتے ہوئے میری بہن کو کوئی تنگ کرے کیا میں برداشت کر سکتا ہوں۔" عفان بھائی کی آج فل سپورٹ تھی عشفا کو۔

"اچھا اور میں تو جیسی آپ کی بہن ہوں ہی نہیں۔ بس ٹھیک ہے اب۔" وہ ناراض ہوئی۔

"ارے یار...... مذاق کر رہے تھے ہم تو، ہم سب کی جان ہو، ایک تو پتا نہیں کہاں سے تم یہ موٹے موٹے آنسو لے آتی ہو ان خوب صورت آنکھوں میں بندہ تنگ بھی نہیں کر پاتا۔" عفان بھائی نے اریج کو روتے دیکھ کر فوراً اسے گلے لگایا جبکہ سب ہی مسکرا رہے تھے۔

بہن بھائی کا رشتہ شاید دنیا کا سب سے خوب صورت رشتہ ہے۔ کوئی بھائی اپنی بہن کی آنکھوں میں آنسو برداشت نہیں کر پاتا۔ بچپن سے لڑکپن تک بابل کے آنگن میں بہنیں، ہنس کھیل کر بڑی ہوتی ہیں بھائیوں کا خود سے بڑھ کر خیال رکھتی ہیں اور پھر وہ ان حسین رشتوں کو چھوڑ کے چلی جاتی ہیں انجان لوگوں میں نئی دنیا بسانے کے لیے۔

❁ ❁ ❁ ❁

کسی کی لاکھ باتیں ایک پل میں بھول جاتی ہیں
کسی کا ایک بھی جملہ پرانا یاد رہتا ہے

"واہ کچھ لوگ تو آج بہت خوب صورت لگ رہے ہیں، لگتا ہے سارا میک اپ کا کمال ہے۔" وہ لائٹ گرین گھیرے دار فراک پہنے نفاست سے تیار، مہمانوں کو کولڈ ڈرنکس سرو کر رہی تھی جب مہمانوں کے ساتھ بیٹھے اسفند نے کولڈ ڈرنک لیتے مدھم آواز میں اس کی تعریف کے ساتھ ساتھ اسے چھیڑا، اس کی آواز اتنی مدھم تھی جسے صرف عشفا ہی سن سکی تھی اور اندر ہی اندر تلملا کر رہ گئی تھی۔

"یہ بندہ مجال ہے کبھی ٹھیک سے تعریف کر دے۔" اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

"کیا ہوا، یہ تمہارے چہرے پہ ایک دم بارہ کیوں بج گئے؟" وہ غصے میں پیر پٹختی سیدھی اریج کے کمرے میں آئی اور اس کے برابر غصہ سے بیٹھ گئی۔ اریج نے غور سے اس کے

چہرے کی طرف دیکھا اور پھر پوچھا۔

"ہوا کیا ہے آخر، کیوں شعلہ جوالہ بنی بیٹھی ہو؟" اریج نے اپنی مسکراہٹ دبا کر پوچھا لیکن وہ عشفا سے اپنی مسکراہٹ پھر بھی چھپانے میں کامیاب نہیں ہو پائی تھی۔

"ہاں ہنسو تم دونوں بہن بھائی نے تو عہد کر لیا ہے میری کسی بات کو سیریس نہیں لینا۔" وہ غصے میں بولی اور کشن اٹھا کر اریج پہ پھینک دیا۔

"اچھا سوری یار، میں تو صرف مذاق کر رہی تھی ویسے بھی تم ہی کہتی ہو کہ میں اس گھر میں اب مہمان ہوں۔ یہ لمحے تو گزرتے جا رہے ہیں، کچھ ہی دنوں میں، میں تم سب سے دور چلی جاؤں گی تو ان لمحوں کی یادیں ہی تو رہ جائیں گی بس عشفا اور پھر نا جانے بعد میں وقت ہمیں دوبارہ اتنے خوب صورت لمحے دے گا یا نہیں۔ تم میری سب سے اچھی سہیلی، پیاری بہن ہو، تمہیں نہیں تنگ کروں گی تو کس کو کروں گی عشفا۔" اریج سنجیدہ ہوتے ہوئے اداسی سے بولی۔

"تم سیریس ہی ہو گئی ہو اریج، اتنی سیریس باتیں کرو گی تو میں رو دوں گی اور اتنی محنت سے کیا گیا میک اپ بھی خراب ہو جائے گا اور اسفند کے بچے کو پھر موقع مل جائے گا مجھے تنگ کرنے کا۔" اس نے اریج کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ اریج، اسفند اور عشفا تینوں میں ایک دوسرے کی جان تھی۔ مجال ہے کہ جو ایک دوسرے کی اداسی برداشت کر پاتے۔

"عشفا اسفند بھائی تم سے بے حد محبت کرتے ہیں، سب سے اچھی اور قریبی دوست ہو تم ان کی، اس لیے ہی وہ تمہیں تنگ کرتے ہیں ورنہ تو وہ کسی سے بھی فری نہیں ہوتے تم جانتی تو ہو۔ عفان بھائی، میں، پاپا، مما اور اسفند ہم سب کی جان ہے تم میں، تم ہماری زندگی کا ایک بہت اہم حصہ ہو، تمہیں کبھی ہم نے خود سے الگ نہیں سمجھا عشفا۔" اریج نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا اور بھائی کے سچے جذبوں سے آشنا بھی کرنا چاہا تھا۔

"جانتی ہوں میں اریج اور میں بھی تم سب سے بے حد محبت کرتی ہوں، بس مجھے اظہار کرنا نہیں آتا میری زندگی بھی تم سب کے بنا ادھوری ہے۔" وہ نم لہجے میں بولی۔

"اچھا تم نے مجھے باتوں میں لگا لیا، چچی جان کی مدد بھی کرنی ہے مجھے اریج۔" اس کا غصہ اتر کر موڈ فریش ہو چکا تھا، وہ فوراً کچن کی طرف بھاگی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁
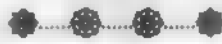
"زندگی میں سب سے زیادہ کیا ضروری ہے عشفا؟" وہ دونوں کینٹیریا میں بیٹھے چائے پی رہے تھے، جب باہر لان میں ہلکی ہلکی برسات ہو رہی تھی، اچانک سے نعمان نے اس سے پوچھا تھا۔

"زندگی میں سب سے ضروری مجھے لگتا ہے محبت ہے، رشتوں کی محبت، ان کا خلوص، ان کا اپنا پن ہے۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ سب سے ضروری چیز دنیا میں پُرخلوص رشتے ہیں جو آپ کی زندگی میں سب سے زیادہ لازم و ملزوم ہوتے ہیں۔ جو اللہ کا ہمیں دیا ایک خوب صورت تحفہ بھی ہے۔" اس نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب ہے بنا رشتے کے محبت کوئی معنی نہیں رکھتی۔" نعمان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"بنا رشتے کے محبت کا کوئی مقام نہیں ہے نعمان محبت رشتوں کی جگہ کبھی نہیں لے سکتی، رشتے محبت کے بنا بھی بہت قیمتی ہوتے ہیں لیکن محبت رشتوں کے بنا کچھ نہیں ہے۔"

"اور اگر تمہیں محبت اور رشتوں میں سے کسی ایک کو چننا پڑے تو کس کا ہاتھ تھاموں گی؟" نعمان نے دوٹوک انداز میں پوچھا۔

"نعمان کوئی بھی محبت میرے رشتوں کی جگہ نہیں لے سکتی۔ رشتے میرے لیے آکسیجن کی طرح ہیں جن کی وجہ سے میں زندہ ہوں، جو میرے لیے سب کچھ ہیں۔" اس نے ایک نظر نعمان کو دیکھا اس کے چہرے پہ پھیلی سنجیدگی دیکھی، جیسے وہ کچھ جان لینا چاہتا ہو اور پھر جب وہ بولی تو اس کا انداز بے لچک اور مضبوط تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اگر تمہیں تمہاری محبت نہ ملے تو تم پھر بھی خوش رہ سکتی ہو؟"

"نہیں نعمان یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ مجھے محبت نہ ملے، میں نے جس شخص کو اپنی ہر دعا میں اللہ سے مانگا ہو جس کا نام دعا کی صورت ہر لمحہ میرے لب پہ مسکان بکھیرتا ہو، جو میرے دل میں بستا ہو کیسے ممکن ہے کہ اللہ مجھے وہ عطا نہ کرے۔" وہ پُر یقین انداز میں کہتے ہوئے مسکرا دی۔

اور یہ سچ بھی تھا۔ ان دنوں اس نے یعنی عشفا ارسلان نے نعمان صدیقی کو ہر دعا میں رب سے مانگا تھا۔ سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، ہر پل، ہر لمحہ جو نام اس کے لب پہ تھا وہ نعمان صدیقی ہی تو تھا۔ یہاں تک کہ اب اس نے تہجد پڑھنا بھی شروع کر دی تھی، جب سے سنا تھا کہ تہجد کے وقت میں مانگی دعا رد نہیں ہوتی۔ وہ ان دنوں عشفا کی اولین خواہش بن گیا تھا۔

❀ ❀ ❀ ❀

رات کا پہر تھا، نیند عشفا کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی، نگاہیں مسکرا رہی تھیں اور دل خوب صورت خوابوں میں کھویا ہوا تھا۔ سردیوں کے ابتدائی دن تھے فضا میں ایک خوب صورت اور روح کو تراوت بخشنے والی خنکی بسی ہوئی تھی۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کی زندگی میں محبت یوں بھی دستک دے گی کہ دل کی دنیا ہی بدل جائے گی۔ وہ ان دنوں خوش تھی، بہت زیادہ اور بے حد۔ یوں لگتا تھا جیسے ہوا، خوشبو، بادل، درخت، شبنم سب اس کی خوشی میں خوش ہوں، مسکرا رہے ہوں، ان دنوں نعمان کا خیال اس کی روح میں رچ بس گیا تھا۔ نعمان کو سوچنا اس کی زندگی کا سب سے پسندیدہ مشغلہ تھا اور وہ خود عشفا ارسلان، اسے لگ رہا تھا کہ وہ بدل رہی ہے۔ ایک بے نام سی اداسی جو اکثر اس کے وجود کا احاطہ کیے رہتی تھی وہ اب دور ہو گئی تھی۔ اس کی جگہ اب خوشی نے لے لی تھی، وہ ہر لمحہ اپنی خوشیوں کے لیے دعا کرتی تھی، ایک خوف جو اکثر اس کے دل میں ڈیرہ ڈالے بیٹھ جاتا تھا کہ کہیں اس کی خوشیوں کو کسی کی نظر نہ لگ جائے۔ اسے اپنی محبت کی راہ میں کوئی رکاوٹ نظر نہیں آ رہی تھی۔ اسے یقین تھا پاپا مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ وہ میری محبت سے ضرور ملوا دیں گے۔ سب کچھ پرفیکٹ تھا۔ زندگی ان دنوں پھولوں کی ڈالی اور خوشیوں کا مسکن بن گئی تھی۔

❀ ❀ ❀ ❀

نیند اسفند کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی، آنکھیں مستقبل کے خواب بن رہی تھیں اس بات سے انجان سب ہی خوابوں کے مقدر میں تعبیر نہیں ہوتی۔ عشفا ارسلان اس کی بچپن کی محبت، اس کی زندگی کی اولین خواہش جس کا ہر روپ اک نئی روشنی لیے تھا، ایک معصوم، نازک خود میں گم لڑکی رشتوں کے لیے سب کچھ قربان کر دینے والی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے عشفا سے کب اور کس لمحے محبت ہوئی۔ اس کی محبت بچپن سے اس کے ساتھ تھی جسے اس نے کبھی عشفا پہ آشکار نہیں ہونے دیا تھا۔ وہ اسفند کی سب سے اچھی دوست تھی، ان سب کی زندگی کا ایک اہم حصہ، سب جانتے تھے کہ اسفند عشفا ارسلان سے کتنی محبت کرتا ہے لیکن انجان تھی تو صرف عشفا، جسے یہ دل تمام تر شدتوں سے چاہتا تھا۔ بچپن کا ہر ایک لمحہ چاہے وہ کھیل میں روٹھنا ہو یا روتے روتے مسکرانا اس کی آنکھوں میں آج بھی زندہ تھا۔ جس کا ہر دکھ، ہر تکلیف وہ بن کہے جان لیتا تھا، جس کے جذبوں کو عشفا نے بے لوث دوستی سمجھی تھی وہ جذبہ بے لوث محبت کا تھا۔

آج لائٹ گرین گھیر دار فراک میں وہ کسی حسین ریاست کی شہزادی سے زیادہ پیاری لگ رہی تھی، اسفند کی اٹھنے والی اک نظر پلٹنا بھول گئی تھی لیکن پھر اس نے خود کو سنبھالا اور اس کی تعریف کے ساتھ اسے تنگ کرنا نہیں بھولا تھا۔ ہمیشہ کی طرح اس نے اسفند کی شرارت پہ منہ پھلا لیا تھا۔ اسفند کو وہ لمحہ یاد کر کے بے اختیار ہنسی آتی تھی۔ کتنی معصوم تھی وہ، پل میں روٹھتی، پل میں مان جاتی سب کے چہروں پہ مسکان بکھیرتی، سب کو اپنا سمجھتی۔ اس کے دل نے بے ساختہ اس کی خوشیوں کے لیے دعا کی تھی۔ وہ پری اسفند کی زندگی اس کی جان اس کے وجود کا سب سے قیمتی حصہ تھی اور اس کی خوشیاں اسفند کے لیے اپنی خوشیوں سے بھی بڑھ کر تھی۔

❀ ❀ ❀ ❀

میرے دل میں
تمہارے قرب کی چاہت
مسلسل بڑھتی جارہی ہے
کہیں ایسا نہ ہو
کہ میں
کسی کمزور لمحے میں
اچانک ہی
تمہارے پاس آجاؤں
مگر اس بات کو تم
زیست کا عنوان مت کرنا

"تو نعمان صدیقی تمہیں عشفا ارسلان سے محبت ہوگئی اور محبت کے اس جذبے کا تم نے اس سے اظہار بھی کردیا۔" سمیر نے آئی بی اے ڈیپارٹمنٹ کے سامنے لان میں بیٹھے نعمان کو مخاطب کیا۔

"ہاں ہوگئی محبت۔" اس نے شکستہ لہجے میں جواب دیا۔

"ایک ایسی لڑکی سے محبت کیسے کرلی تم نے نعمان جو کبھی تمہارا نصیب نہیں بن سکتی؟" سمیر نے اس کے ٹوٹے اور ہارے ہوئے انداز کو محسوس کرکے سوال کیا۔

"محبت کی نہیں جاتی سمیر، یہ ہو جاتی ہے اگر یہ میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں کبھی اس سے محبت نہیں کرتا، یہ میرے اختیار سے قطعاً باہر تھا۔"

"تم اس کے بنا رہ سکو گے نعمان، اس لڑکی کے بنا جو تمہاری سوچ، تمہارے دماغ، تمہاری روح پہ قابض ہے۔" سمیر نے ایک لمبی خاموشی کے بعد دوبارہ پوچھا۔

"میں نے کب چاہا تھا کہ وہ میرے دل کے مقفل دروازے کھولے اور اس میں ایسے براجمان ہوجائے جیسے وہ روز اول سے اس کی مکین ہو مگر نہ میں نے اسے جان کر دل میں بسایا تھا، نہ ہی وہ اپنی مرضی سے میرے دل میں براجمان ہوئی اور رہی بات اس کے بغیر جینے کی تو ابھی اس بارے میں، میں نے کچھ نہیں سوچا، ہوسکتا ہے زندگی میرے لیے مثل بہار بن جائے۔" اس نے پرامید لہجے میں جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں امید کے دیے ٹمٹمائے، ابھی آغاز محبت تھی اور دل محبت کے ملن کے لیے پرامید تھا اور محبت کے علاوہ وہ سب کچھ فراموش کیے ہوئے تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

بہت ہی عارضی لگتے ہیں لمحے ہر مسرت کے
کلی بھی مسکراتی ہے تو آنکھیں بھیگ جاتی ہیں

آج نعمان کا یونیورسٹی میں آخری دن تھا۔ زندگی کے کچھ قیمتی سال وہ سب کراچی یونیورسٹی میں گزار کر اپنے ساتھ اَنگنت حسین یادوں کا تحفہ لے کر وہ آج یونیورسٹی سے جا رہے تھے۔ دوستی کے حسین رشتے اور اس حسین رشتے کی حسین یادیں نہ جانے اب ملاقات کب ہونی تھی۔ ہر چہرے پہ مسکان تھی مگر پھر بھی آنکھیں نم، زندگی کے چار خوب صورت سال گزار کر آج وہ لوگ یہاں سے پاس آؤٹ کر رہے تھے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں انہوں نے بہاروں کو مل کے خوش آمدید کہا، پت جھڑ میں درختوں کی شاخوں سے گرتے پتوں کے درد کو اپنے دل میں محسوس کیا اور پھر جب ان درختوں پہ نئے پتے نکلے تو سخت تپتی دھوپ میں ان پیڑوں کی ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ کر دوستی کی انمٹ یادیں اپنے دل میں محسوس کیں۔ ساون کی بارشوں کا لطف بھی اور انہوں نے سردی کے موسم میں نرم گرم دھوپ سے لطف اندوز ہوتے دن بھی یہاں ہی گزارے تھے اور اب وہ سب یہاں سے جارہے تھے تو دل اداس تھا۔

"تو آج تم یہاں سے جارہے ہو ہمیشہ کے لیے۔" وہ دونوں اس وقت کینٹین میں موجود تھے جب عشفا نے اداس لہجے میں کہا۔

"ہاں جانا تو تھا ہی ناں۔" وہ نگاہ چرا کر بولا۔

"نیکسٹ کیا پلان ہیں تمہارا؟" عشفا نے اس کے مستقبل کے بارے میں پوچھا۔

"میں ہائر اسٹڈیز کے لیے انگلینڈ جارہا ہوں عشفا۔" وہ کافی دیر بعد بولا، اس کی آواز میں خالی پن تھا۔ عشفا نے خالی خالی نگاہوں سے کچھ دیر تک اسے دیکھا، وہ کچھ بول نہیں پائی تھی۔

"میں لیٹ ہورہی ہوں نعمان مجھے جانا ہوگا۔" کافی دیر

بعد وہ بولی بھی تو بس یہ ہی۔ وہ نعمان سے جو سننا چاہ رہی تھی وہ نعمان نے کہا نہیں تھا۔ وہ اپنے محبت کے ڈاؤس کو یوں ہی درمیان میں ادھورا چھوڑ کے جانے کی بات کر رہا تھا۔ اس نے اپنے اور عشفا کے رشتے کے بارے میں ایک لفظ تک نا کہا تھا اور عشفا کو یوں اس کا نظر انداز کرنا بالکل اچھا نہیں لگا تھا آخر چاہتا کیا تھا وہ۔

"عشفا میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی، ابھی بیٹھو" وہ جانے کے لیے کھڑی ہوئی تو نعمان نے اسے روک لیا۔

"تم نے میرے بارے میں کیا سوچا ہے عشفا؟" نعمان نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے سوال کیا۔

"کیا مطلب......؟" عشفا کا دل یک دم دھڑکا تو مطلب وہ نظر انداز نہیں کر رہا تھا۔

"مطلب یہ کہ تم میرے بارے میں کیا سوچتی ہو، کیا تم اپنی زندگی کا سفر میرے ساتھ طے کرنا چاہو گی؟" وہ اسے پرپوز کر رہا تھا، بس انداز جدا تھا۔ بات وہی تھی۔ اس کے دل کی دھڑکن یک دم تیز ہوئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا دل ابھی باہر آجائے گا۔ حیا سے اس کے رخسار دہک اٹھے تھے۔ اس لمحے کا اس نے کب سے انتظار کیا تھا اور اب جو وہ لمحہ آیا تھا تو اس کی زبان خاموش ہوگئی تھی لفظ کھو گئے تھے، وہ چاہ کے بھی کچھ نہیں بول پائی تھی۔

"مجھے تمہارے جواب کا انتظار رہے گا عشفا بس کوشش کرنا، کہیں دیر نہ ہوجائے۔ تم میری محبت ہو عشفا، تمہیں میں زندگی میں ضرور حاصل کروں گا، چاہے مجھے اس کے لیے کچھ بھی کرنا پڑے۔" طویل خاموشی کو نعمان نے ہی توڑا اور پھر وہ کھڑا ہوگیا تھا۔ اس کے سنگ چلتے وہ اپنی خوش قسمتی پہ ناز اں تھی، ہر دل کی دھڑکن اس کا نصیب تھی۔ زندگی میں اس سے خوب صورت لمحہ کیا اور کوئی ہوسکتا تھا۔

محبت کیسی ہوتی ہے
محبت کر کے دیکھیں گے
محبت دکھ بھی دیتی ہے
محبت سکھ بھی دیتی ہے
محبت مر نہیں سکتی
محبت زندہ رہتی ہے
یہ ایک ایسا جذبہ ہے
جو دل ہی دل میں پلتا ہے
لیکن
اسے یہ کون سمجھائے
محبت کی نہیں جاتی
ہاں محبت خود ہی ہوتی ہے
محبت کیسی ہوتی ہے
محبت کر کے دیکھیں گے

❁......❁......❁......❁

وہ بہت خوش خوش گھر میں داخل ہوئی تھی۔ ڈرائنگ روم میں آتی آوازیں سن کر اس کے قدموں نے ڈرائنگ روم کا رخ کیا اور وہاں موجود چچا جان اور چچی جان کو دیکھ کر اس کی خوشی میں اضافہ ہوگیا تھا۔ وہ فوراً دوڑتی ہوئی اندر آئی اور چچی جان کے گلے لگ گئی۔ انہوں نے محبت سے اس کی پیشانی چومی پھر وہ چچا جان سے ملی انہوں نے دھیرے محبت سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر دعا دی۔

"کیسی ہیں چچی جان، اریج نہیں آئی؟" اس نے ادھر اُدھر دیکھ کر حیرت سے سوال کیا۔ پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ اریج چچا جان کے ساتھ نہیں آئی تھی۔

"ہاں بیٹا...... کل اسفند جا رہا ہے تو بس اس کی تیاریوں میں مصروف تھی اور اب ڈیٹ بھی فکس ہوگئی ہے تو اس کی تو وہ خود بھی گھر سے نکلنے میں شرماتی ہے۔" چچی جان نے اسے محبت سے دیکھتے جواب دیا۔

"تو کے چچی جان آپ بیٹھیں میں دومنٹ میں فریش ہوکر آتی ہوں پھر ہم سب ساتھ میں لنچ کریں گے۔"

"لنچ تو ہم کر چکے ہیں لیکن چائے تمہارے ہی ہاتھ کی پئیں گے۔" اس بار جواب چچا جان کی طرف سے آیا تھا۔ وہ مسکرا کر وہاں سے چلی گئی۔ مطلب آج کا دن تھا ہی بے حد حسین، خوشیوں سے بھرپور۔

❁......❁......❁......❁

نہ اس کو ہوئی خبر، نہ زمانہ سمجھ سکا

کا ویب ایڈریس اور تمام ای میل تبدیل ہوگئے ہیں۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

پرانے ویب اور ای میل ایڈریس پر مسلسل صارفین کی شکایات موصول ہو رہی تھیں۔ جس کی بنا پر ادارے نے اپنے ای میل ایڈریس تبدیل کر لیے ہیں۔ تمام سلسلوں کے الگ الگ ایڈریس اس پوسٹ میں لگائے جا رہے ہیں۔ براہ مہربانی اپنے پاس محفوظ کر لیجیے اور اپنے دوست احباب کو بھی اطلاع کر دیں۔

## نیا ویب ایڈریس یہ ہے

# www.naeyufaq.com

| | |
|---|---|
| info@naeyufaq.com | نئے افق، آنچل اور حجاب سے متعلق معلومات کے لئے ای میل ہے |
| editorufaq@naeyufaq.com | نئے افق کی کہانیاں، سلسلے اور معلومات کے لئے |
| editor aa@naeyufaq.com | آنچل کی کہانیاں، سلسلے اور معلومات کے لئے |
| editorhijab@naeyufaq.com | حجاب کی کہانیاں، سلسلے اور معلومات کے لئے |
| biazdil@naeyufaq.com | بیاض دل اور نیرنگ خیال |
| dkp@naeyufaq.com | دوست کا پیغام |
| yaadgar@naeyufaq.com | یادگار لمحے |
| ayna@naeyufaq.com | آئینہ کے لئے تبصرہ |
| bazsuk@naeyufaq.com | بزم سخن (شاعری) |
| alam@naeyufaq.com | عالم میں انتخاب شاعری منتخب شعراء کا کلام |
| shukhi@naeyufaq.com | شوخی تحریر (اقتباسات) |
| husan@naeyufaq.com | حجاب میں تبصرے کے لئے حسن خیال |

اپنی کہانیاں یونی کوڈ، ورڈ اور ان پیج پر ٹائپ کر کے ای میل کریں۔ اردو رسم الخط میں موصول ہونے والی کہانیاں قابل قبول ہوں گی۔
نئے افق، آنچل اور حجاب کے کام میں شریک ہونے کے لئے درست ای میل کا انتخاب کیجیے۔ بصورت دیگر ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔
تمام احباب سے گزارش ہے کہ نئی ای میل ایڈریس محفوظ کر لیں تاکہ بوقت ضرورت آپ کو کسی قسم کی دشواری نہ اٹھانا پڑے۔

میں چپکے چپکے اس پہ کئی بار مر گیا

نومبر کے آخری دن چل رہے تھے۔ اریج کی شادی میں کچھ ہی دن رہ گئے تھے۔ حارث اور طیبہ بھی گھر آئے ہوئے تھے۔ شادی کی تیاریاں اور ان سب کی مستیوں نے ایک ہنگامہ مچایا ہوا تھا۔ عشفا بھی بہت خوش تھی۔ اریج نے اپنی ساری شاپنگ عشفا کی پسند سے کی تھی۔ ابھی بھی وہ تینوں لان میں بیٹھے شام کی چائے انجوائے کر رہے تھے جبکہ مما کچن میں ان کے لیے اسنیک تیار کر رہی تھیں۔ چائے کے بعد ان کا ارادہ اریج کی طرف جانے کا تھا جہاں آج اسفند بھی چھٹیاں لے کر پہنچ رہا تھا۔ عشفا نے کباب کا پیس منہ میں رکھا ہی تھا کہ آمنہ بوا آگئیں۔

"بی بی آپ کو بڑے صاحب اپنے روم میں بلا رہے ہیں۔" انہوں نے اطلاع دی۔

"او کے میں آتی ہوں۔" اس نے چائے کا کپ رکھتے ہوئے انہیں جواب دیا۔

"جی پاپا آپ نے بلایا؟" وہ ان کے کمرے کا دروازہ بجا کر اور اجازت ملتے پہ اندر آئی تھی۔

"جی ہاں بیٹا آؤ میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا۔" انہوں نے اپنے پاس جگہ بناتے ہوئے کہا اور وہ پاپا کے برابر میں ہی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"ٹیسٹ کیسے ہوئے آپ کے عشفا؟" انہوں نے گفتگو کا آغاز کیا۔

"بہت اچھے پاپا ان شاء اللہ رزلٹ بھی بہت اچھا آئے گا۔"

"گڈ مجھے تم سے یہی امید تھی۔" انہوں نے شاباشی دی۔

"بیٹا میں آج آپ سے آپ کی زندگی کے اہم مسئلے پہ بات کرنا چاہ رہا ہوں۔" انہوں نے تمہید باندھتے کچھ توقف سے کہا۔

"جی کہیں پاپا۔" اس نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔

"آپ کو یاد ہے اس دن آپ کے چچا جان آئے تھے جب آپ یونیورسٹی سے آئی تھیں۔"

"جی پاپا۔" اس نے الجھن بھری نظروں سے دیکھتے سوال کیا۔

"بیٹا آپ کے چچا جان اس دن مجھ سے میری سب سے قیمتی متاع مانگنے آئے تھے وہ مجھ سے آپ کو مانگ رہے تھے۔" وہ اس کی کیفیت سے بے خبر کہہ رہے تھے۔

"آپ کے چچا چاہتے ہیں کہ آپ اور اسفند ایک مضبوط رشتے میں بندھ جائیں، آپ کو اپنی بیٹی بنا کر ہمیشہ کے لیے اپنے گھر لے جانا چاہتے ہیں اور بیٹا ہے میں نے انہیں ہاں کہہ دی ہے۔ وہ آپ کو بہت پیار دیں گے اور مجھے اسفند تو مجھے لگتا ہے آپ کے لیے اس سے بہتر کوئی جیون ساتھی ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ ہر طرح سے آپ کے لیے بہترین ہے۔ سب سے بڑھ کر وہ آپ کو بچپن سے جانتا ہے، آپ سے محبت کرتا ہے آپ اس کی خواہش ہو شہباز نے جب مجھ سے یہ بات کی تو سچ بتاؤں تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی تھی، یہ میری ہمیشہ سے خواہش تھی عشفا آپ میری سب سے پیاری بیٹی ہو۔ میرے دل کا ٹکڑا، میرا مان، میں نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے نا آپ کے لیے؟" وہ ٹھہر ٹھہر کے بول رہے تھے خوشی ان کے لفظوں کے ساتھ ساتھ چہرے سے بھی ہویدا تھی، جیسے یہ پروپوزل ان کی سب سے بڑی خواہش تھی۔ انہوں نے بڑے مان سے اس سے پوچھا اور پوچھا کیا تھا بس اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا۔

وہ جوان کی باتوں کے زیر اثر سن ہی بیٹھی تھی، ان کا مان، ان کی محبت کے آگے صرف اتنا ہی بول پائی تھی۔ اس پل نعمان کا خیال جیسے دل سے نکل سا گیا تھا۔

"جیسی آپ کی مرضی پاپا مجھے آپ کے فیصلوں پہ کیسے اعتراض ہو سکتا ہے۔"

"مجھے تم سے یہی امید تھی میری جان، شہباز چاہتا ہے کہ اریج کی مہندی کے فنکشن میں ہی تمہاری اور اسفند کی منگنی کا فنکشن بھی رکھ لیں۔ میں ابھی اسے خوشخبری سناتا ہوں۔" انہوں نے پرجوش انداز میں کہا، اس بات سے بے خبر کہ عشفا کے دل کی دنیا کس طوفان کی زد میں ہے۔

بچھڑ بھی جاؤں
میں تم سے
تو اداس مت ہونا
میں
تمہاری سوچ کے
جذبوں میں
بس جاؤں گا
تم
جب بھی
کسی کو سوچو گی
تو صرف
میں ہی تمہیں یاد آؤں گا

"عشفا میں نے کہا تھا تم سے کہیں دیر نہ ہو جائے۔ تم نے کیوں میری بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا اور پھر جب تمہارے پاپا نے تم سے بات کی تھی تب ہی انکار کیوں نہیں کیا تم نے؟" آج ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔ اس کو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے، زندگی یک دم بوجھ لگنے لگی تھی۔ اس نے خود کو اپنے کمرہ میں میں محدود کرلیا تھا، وہ کسی سے بات نہیں کررہی تھی نا ہی کسی کی کال ریسیو کررہی تھی۔ اسفند کی بھی ان دنوں میں لاتعداد کالز آچکی تھیں اور نعمان کی بھی لیکن وہ سب سے رابطہ ختم کیے بیٹھی تھی۔ آج بھی اتنے دنوں میں دل سے ہار کر اس نے نعمان کی کال ریسیو کرہی لی اور اسے ساری صورت حال سے آگاہ کردیا تھا۔

"نعمان میں نہیں کرسکی پاپا کو انکار، جتنا مان پاپا کے لہجے میں تھا اس کے آگے میں ہار گئی نعمان۔" وہ بولتے ہوئے رودی۔

"اچھا پلیز اب مت رو نہیں، تمہاری آنکھوں میں آنسو میں برداشت نہیں کرسکتا عشفا، پلیز مجھے اور تکلیف مت دو۔"

"اب کیا ہوگا نعمان؟ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا۔" وہ آنسو صاف کرکے بولی۔

"تم فکر نہ کرو، میں کچھ کرتا ہوں۔ خیال رکھنا اپنا۔" اس نے تاکید کرکے فون رکھ دیا۔ عشفا نہیں جانتی تھی اس کی خاموشی کتنے بڑے طوفان کا پیش خیمہ بننے جارہی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

رات کا پچھلا پہر ہے
ماتمی ملبوس اوڑھے
درد کی ان وادیوں سے
وحشتوں کے رستے سے
لڑکھڑاتی ڈگمگاتی
بال کھولے، بین کرتی
چاندنی کو ساتھ لے کر
میری جانب چل پڑی ہے
آرہی ہے
تیری یاد

"تو آج پھر وقت اور وہ شخص مجھ سے میری محبوب ہستی چھین رہا ہے کیوں آخر کیوں؟ جب میں سب چھوڑ کر زندگی کے دکھوں کو، نامرادیوں کو بھلا کر آگے بڑھنے لگتا ہوں تو یہ زندگی ایک بار پھر اپنی تمام تر اذیتوں کے ساتھ میرے سامنے آکر کھڑی ہوجاتی ہے۔ زندگی سے دکھوں کا خاتمہ آخر کب ہوگا؟ بس اب میں زندگی کو اور زیادتی نہیں کرنے دوں گا، اب اگر مجھے اپنا حق چھیننا پڑا تو چھین کر رہوں گا لیکن اب نعمان صدیقی ہار نہیں مانے گا، اب میں اپنی زندگی کو خود گزاروں گا۔" اس نے پختہ ارادہ کرتے خود سے کہا۔

"ایسے کیسے میری محبت مجھ سے کوئی چھین سکتا ہے۔ اب میں بتاؤں گا اس شخص کو کہ جدائی کا غم کیا ہوتا ہے، بچھڑنا کسے کہتے ہیں۔ آخر میں ہی سزا کیوں کاٹوں اسے بھی ملنی چاہیے اس کے گناہوں کی سزا اور میں دوں گا اسے یہ سزا پھر چاہے بدلے کی آگ میں جل کر۔ میری محبت فنا ہوتی ہے تو ہوجائے۔" وہ انتقام کی آگ میں بھڑ بھڑ جل رہا تھا اور اس کا ایک عمل بہت سی زندگیوں میں طوفان لانے والا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

تم کیا جانو محبت کے م کا مطلب
مل جاؤ تو معجزہ نا ملے تو موت

دن تیزی سے گزر رہے تھے تاریخ کی شادی میں صرف

تین روز رہ گئے تھے۔ جبکہ عشفا سب کچھ بھول کے خود کو کمرے میں قید کیے بیٹھی تھی۔ اریج بھی اب اس سے خفا ہو چکی تھی۔ چچی جان بھی بلا بلا کر تھک گئی تھیں جبکہ وہ بہانے بنا کر یا کہتی ان سے یہ کہ میری خوشیاں تباہ ہو رہی ہیں، میں کیسے دوسروں کی دنیا میں رنگ بھر سکتی ہوں۔

آج بھی کچھ دیر پہلے شہباز چاچو کا فون آیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ اب وہ اس کا کوئی بہانہ نہیں سنیں گے۔ وہ اسفند کو بھیج رہے تھے اسے لینے پاپا کا بھی یہی کہنا تھا کہ بیٹا اب بھی اگر آپ انکار کرو گی تو یہ بدتمیزی میں شمار ہوگا۔ مجبوراً اب اسے اپنی پیکنگ کرنا پڑ رہی تھی۔

"کیا بات ہے ڈیئر کزن آپ تو عید کا چاند بن گئی ہیں؟" اسفند اسے لینے آ گیا تھا اور اب وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔ عشفا نے اسے کوئی جواب نہیں دیا تھا اور اس کے برابر والی سیٹ پر بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا، خاموش کیوں بیٹھی ہو؟" اس کی خاموشی محسوس کر کے اسفند کو تشویش ہوئی لیکن اس بار بھی وہ خاموش ہی رہی۔

"یار پلیز کچھ تو بولو، کیوں پریشان کر رہی ہو؟"

"اسفند مجھ پر ایک احسان کریں گے پلیز خاموشی سے ڈرائیو کریں۔ میرے سر میں پہلے ہی بہت درد ہے آپ اپنی باتوں سے مزید نہ کریں۔" وہ غصے سے بولی۔

اسفند ایک لمحے کے لیے اس کی شکل دیکھتا رہ گیا یہ کون تھی، عشفا ارسلان نے تو آج تک بھی کسی سے اتنی بدتمیزی سے بات نہیں کی تھی۔ پھر وہ آج اسفند شہباز اپنے بیسٹ فرینڈ سے کیسے اس طرح بات کر سکتی تھی۔ اس کے بعد اس نے اس سے کوئی بات نہیں کی باقی کا راستہ خاموشی سے طے کیا تھا۔

"تم اتنی جلدی کیوں آ گئی عشفا، تمہیں تو رخصتی سے پانچ منٹ پہلے آنا چاہیے تھا۔" وہ سب سے مل کر اریج کے پاس آئی تھی۔ گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ اسے یہ گہما گہمی بالکل اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ اس لیے وہ سکون کے لیے سیدھی اریج کے کمرے میں آئی تھی لیکن یہاں بھی اریج کی تقریباً سب ہی کزن موجود تھیں۔ سکون کا تعلق تو دل سے ہوتا ہے اگر وہ ہی بے سکون ہو تو پھر لاکھ کوشش پہ بھی کہیں نہیں ملتا۔

"ٹھیک ہے تمہیں تو آنا ہی نہیں چاہیے تھا، آخر میرا رشتہ تم سے ہے ہی کیا۔" اس کی خاموشی دیکھ کر اریج کے طنز غصے میں بدل گئے تھے۔

"یار اب میں آ تو گئی ہوں تم غصہ کر کے بیوٹیشن کی محنت کا ستیاناس تو نہ کرو، ایک تو بے چاری نے اتنی محنت کی تم پہ۔" وہ بہ مشکل خود کو سنبھال کر ہلکے پھلکے لہجے میں بولی۔

"احسان عظیم ہے تمہارا محترمہ اور بیوٹیشن کی محنت کی تم فکر نہ کرو۔" اس کا غصہ کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

"اچھا یار سوری ناں اچانک سے طبیعت اتنی خراب ہو گئی تھی کہ دل کمرے سے باہر نکلنے کو بھی نہیں چاہ رہا تھا۔" وہ اس کے گلے میں بازو حمائل کرتے بولی۔

"کوئی پرابلم ہے تو شیئر کر لو مجھ سے نہیں تو بھائی سے ہی کر لو۔ اتنی کمزور لگ رہی ہو اور پھر اچانک سے طبیعت بھی خراب ہو گئی تمہاری۔" وہ ناراضی بھول کر تشویش سے بولی۔

"ارے نہیں، بس ایویں...... تم بتاؤ آج کا کیا پلان ہے؟" وہ چہرے پہ مسکان سجا کر بولی۔ وہ اس کی بچپن کی سہیلی تھی اور ایک ساتھ کھیلتے بچپن سے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا کتنی باتیں اور یادیں تھیں جو وہ پیچھے چھوڑ کر آ رہی تھی۔

"عشفا آج تو ہم سب نے ڈھولکی کا فنکشن ارینج کیا ہے، تم دیکھنا بہت انجوائے کرو گی اور ساری تھکن اور اداسی اڑن چھو ہو جائے گی۔" اریج کی خالہ زاد بہن فرح نے جواب کہا۔

"واؤ پھر تو بہت مزہ آنے والا ہے، نمرہ تمہاری تو ڈانڈیا پریکٹس بھی ہے ناں۔" عشفا نے خوش ہوتے اپنی ایک کزن کو مخاطب کیا۔

"جی عشفا آپی اور ہم مہندی والے دن ڈانڈیا بھی ارینج کریں گے، آپ ہمیں جوائن کریں گی؟" نمرہ نے پرجوش انداز میں پوچھا۔

"آہاں...... ٹرائی کروں گی، ورنہ تم تو جانتی ہو مجھے اتنی

خاص ڈائشیاں نہیں آتیں۔"

"تو کے ٹھیک ہے، اگر آپ جوائن کریں گی تو مزہ دوبالا ہوجائے گا۔" معشفا محض مسکرا کر رہ گئی۔ یہ مسکراہٹ بھی کتنے بھرم رکھ لیتی ہے۔ سب کو سب ٹھیک ہے کا گرین سگنل مل جاتا ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁

گیندے اور چنبیلی کے پھولوں سے لان کا کونا کونا سجا ہوا تھا۔ پھولوں کی مہک نے فضا میں ایک دلفریب سا تاثر قائم کیا ہوا تھا۔ آج ارتج کی مہندی کی تقریب تھی۔ وہ ڈارک گرین اور سلور کنٹراس کے بھاری کامدار لہنگے میں بے حد حسین لگ رہی تھی۔ کاظم اور ارتج دونوں اسٹیج پہ بیٹھے بے حد حسین لگ رہے تھے۔ کیونکہ کاظم حسین اپنی فیملی کے ساتھ کویت میں رہائش پذیر تھے اور شادی کی وجہ سے پاکستان آئے تھے تو دونوں کا فنکشن بھی ساتھ ہی ارینج کیا گیا تھا۔ نکاح تو ویسے بھی ان کا دو سال پہلے ہی ہوچکا تھا۔

مہندی کا فنکشن عروج پر تھا۔ ارتج کو تیار کرنے کی وجہ سے عشفا تھوڑی لیٹ ہوگئی تھی اور اب وہ کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑی اپنے میک اپ کو آخری ٹچ دے رہی تھی۔ وہ ٹی پنک شرارے میں گڑیا کی طرح لگ رہی تھی۔ ہاتھوں پہ لگی مہندی، جس کا رنگ گہرا سرخ آیا تھا، اس کی خوب صورتی میں اضافہ کررہی تھی۔

"معشفا کہاں رہ گئی ہو یار، مما اور تائی امی یاد کررہی ہیں تمہیں۔" جیولری اور میک اپ سے فارغ ہونے کے بعد اب وہ اپنے خوب صورت پیروں کو گولڈن نازک سی ہائی ہیل سینڈل میں قید کررہی تھی۔ وہ صوفے پہ بیٹھی سینڈلز کے اسٹریپس بند کررہی تھی۔ بال سارے ایک سائیڈ پر تھے جب اسفند اس کو ڈھونڈتا اندر آیا تھا۔ اس نے نظر اٹھا کر ایک لمحے کو اسے دیکھا تھا، دوسرے ہی پل وہ کھڑی ہوگئی تھی۔

"معشفا ارسلان، آج تو آپ کو اپنی نظر اتروا ہی لینا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو آپ کسی کی بری نظر کا شکار ہوجائیں۔" اس نے ستائشی انداز میں اسے دیکھ کر کہا۔

"کسی اور کی نہیں لیکن اسفند شہباز کی تو نظر ضرور لگ سکتی ہے مجھے۔" اس نے غصے سے کہا۔

"معشفا محبت کرنے والوں کی نظر نہیں لگتی کیونکہ ان کی نگاہ میں پیار ہوتا ہے حسد نہیں۔" وہ اس کے ساتھ چلتا گمبھیر لہجے میں بولا۔ وہ اس کو ایک نظر دیکھ کر رہ گئی۔ اسفند کریم کلر کی شیروانی پہنے اس کے ساتھ چلتا بے حد حسین لگ رہا تھا۔ اسٹیج پہ بیٹھے بزرگوں نے بے ساختہ دونوں کی نظر اتاری تھی۔ عشفا ارتج کے برابر میں بیٹھی تب ہی ارسلان احمد نے اسفند کو اسٹیج پہ بلایا۔

عشفا نے مہندی کی گولڈن خوب صورت پلیٹ سے مہندی اٹھا کر ارتج کے ہاتھ پہ رکھی اور پھر سامنے رکھے مٹھائی کے تھال سے مٹھائی اٹھا کر ارتج اور کاظم کو کھلائی، فوٹو سیشن ہورہا تھا، ساتھ میں مووی بھی بن رہی تھی اور تب ہی چچی جان اس کے برابر میں آکر بیٹھ گئیں اور انہوں نے اس کے نازک سفید مخروطی انگلی میں ارسلان احمد کی رضامندی سے اسفند کے نام کی انگوٹھی پہنادی تھی۔ فوٹو گرافر نے کیمرے کی آنکھ میں وہ لمحہ ہمیشہ کے لیے قید کرلیا تھا، جبکہ لان میں موجود تمام مہمانوں نے پر جوش انداز میں تالیاں بجائی تھیں۔ ایک ان چاہے رشتے میں بہت سے چاہنے والے رشتوں کی خواہش پہ وہ قید ہوگئی تھی۔ دل راضی نا ہو تو حسین رشتے بھی قید ہی تو لگتے ہیں۔ دل میں ایک ٹیس سی اٹھی اور آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁

وہ جا چکا مگر اب تک برستا رہتا ہے
اسی کا عکس شفق رنگ، میری شاموں پر

رات قطرہ قطرہ بھیگ رہی تھی، مہندی کا فنکشن اب بھی جاری تھا۔ وہ سب سے معذرت کرتی نسبتاً ایک الگ گوشے میں آکر بیٹھ گئی۔ وہی یکا یک اس کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔ تو آج اس کا نام اسفند شہباز کے نام سے جڑ گیا اور وہ کچھ نہیں کرسکی تھی، اسفند اس کی محبت نہیں تھا جو محبت تھا وہ بہت دور تھا اس کی منزل سے اس کے راستے بالکل جدا ہوگئے تھے اور ایسا کرنے والے اس کے اپنے تھے۔ جس پر اس کو مان تھا جنہوں نے کبھی اس کی خواہش کو رد نہیں کیا تھا۔

پر اس مقام پر آ کر وہ ان کی محبت سے ہار گئی تھی۔

”معشفا......“ وہ سوچوں کی وادیوں میں بہت دور نکل آئی تھی جب اسفند کی آواز نے اسے چونکایا۔

”جی۔“ اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

”تم یہاں سب سے الگ کیوں بیٹھی ہو، طبیعت ٹھیک ہے؟“ اس نے فکر مند لہجے میں پوچھا۔

”دل کچھ لمحے اکیلے بتانے کو چاہ رہا تھا۔“ وہ پھیکی ہنسی ہنس کر بولی اور غیر محسوس انداز میں اپنی انگلی میں موجود اسفند کے نام کی انگوٹھی گھمانے لگی۔

”تم خوش تو ہو ناں اس رشتے سے معشفا؟“ اسفند نے اس کے کھوئے انداز کو محسوس کر کے پوچھا۔

”یہ کیسا سوال ہے، یہ رشتہ بڑوں نے طے کیا ہے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ وہ بنا کسی احساس کے سپاٹ لہجے میں بولی۔ لہجہ خوشی سے خالی تھا۔

”میں نے پوچھا ہے تم خوش ہو معشفا؟“ اس نے معشفا کے جواب کو نظر انداز کر کے اپنا سوال دہرایا، اب کی بار وہ خاموش رہی تھی۔

”معشفا اس رشتے سے بھی پہلے ہمارے درمیان ایک اور رشتہ بھی موجود ہے اور وہ رشتہ ہے دوستی کا، تم نے آج تک مجھ سے کوئی بات نہیں چھپائی تو اب مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو، جو بھی بات ہے پلیز کہہ دو میں تمہیں اپنے تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔“ وہ اس کے اداس چہرے کو دیکھ کر بولا۔

”کیا تم خوش ہو معشفا؟“

”نہیں اسفند، میں خوش نہیں ہوں، میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں، بے حد، بے حساب اور میرے پاس وہ لفظ نہیں جن سے میں تمہیں اپنی محبت کی گہرائی بتا سکوں۔“ وہ بولتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

”ریلیکس یار آنسو بہانا ہر بات کا حل نہیں ہوتے، مجھے تم سے صرف ایک شکایت ہے کہ تم نے مجھ سے اتنی بڑی بات کیوں چھپائی، مجھ پہ اعتبار نہ کر کے آج تم نے مجھے بے مول کر دیا، اگر یہ بات پہلے ہی بتا دیتیں تو آج مجھے تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں خوشی کی چمک دکھتی۔“ وہ خود پر ضبط کیے بولا۔

”آئی ایم سوری اسفند، مجھے لگا کہ تم میری فیلنگ سمجھ نہیں سکو گے۔“ وہ اس کے خلوص پہ شرمندہ ہوئی۔

”میں سمجھ نہیں سکوں گا معشفا؟ میں اسفند شہباز جس نے معشفا ارسلان کو ہر قدم پہ سپورٹ کیا، ہر موڑ پہ ساتھ دیا، جس کی ہر خواہش میں نے اپنی خواہش سے زیادہ اہم سمجھی، آج وہ یہ کہہ رہی ہے تم نے اپنی زندگی کی اتنی بڑی حقیقت اس لیے مجھ سے چھپائی کہ میں سمجھ نہیں سکوں گا۔“ وہ تکلیف سے کہتا استہزائیہ انداز میں ہنس دیا گویا خود کا ہی مذاق اڑا رہا ہو۔

”آئی ایم سوری اسفند۔“ وہ شرمندگی سے گویا ہوئی۔

”تمہارے یہ الفاظ کیا میری تکلیف کا مداوہ کر سکتے ہیں معشفا۔“ اس نے زخمی نظروں سے اس کی طرف دیکھا، معشفا کی شرمندگی میں اضافہ ہو گیا تھا۔ حقیقتاً وہ اس کا سچا دوست تھا۔ ورنہ اس انکشاف پر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً رسوائی اس کے حصے میں آتی۔

”خیر تم نے اس رشتے سے ابو کو انکار کیوں نہیں کیا؟ جب تم کسی اور کو پسند کرتی ہو تو......“ اسفند شہباز اس سے اتنی محبت کرتا تھا کہ اس کے چہرے پہ پھیلے شرمندگی کے رنگ بھی اسے تکلیف دے رہے تھے۔

”پاپا کا مان تھا اور ان کے انداز میں اتنا یقین تھا کہ میں ان کی بات سے انکار ہی نہیں کر پائی۔ پاپا کی محبت کے آگے میں ہار گئی تھی اور پھر کوئی بھی محبت میرے پاپا کی محبت کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہے۔“ اس نے شکست خوردگی سے کہا۔

”تو پھر پاپا کے لیے اس رشتے کو قبول نہیں کر سکتیں ہو ل سے خوش نہیں ہو سکتی ہو۔“ اس نے امید سے دیکھا۔ اس پل اگر وہ اسفند کا چہرہ دیکھ لیتی تو جان جاتی کہ سامنے کھڑا شخص اس سے کتنی شدید محبت کرتا ہے۔

”قبول کر چکی ہوں لیکن خوشی کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ اگر دل ہی مر جائے تو لب بھلا کیسے مسکرا سکتے ہیں اسفند، خوشی میرے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔“ اس کی آواز میں گہری مایوسی تھی۔

"تم اداس نہ ہو عشفا میں پاپا اور تایا ابو سے بات کروں گا۔ تمہیں اپنے دل کو مارنا نہیں پڑے گا، تم دل سے مسکراؤ گی۔ مجھ پہ یقین رکھو۔" اس نے خود کو مضبوط کرتے اسے یقین کی ڈور تھمائی۔

"سچ اسفند۔" وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرائی۔

"ہاں بالکل سچ اب میں تمہارے چہرے پہ اداسی نہ دیکھوں۔ مسکراؤ اور سارے غم بھلا دو، شادی انجوائے کرو، میں سب ٹھیک کردوں گا۔" وہ پریقین لہجے میں بولا۔

"تھینک یو۔" وہ خوشی سے کھلتی جانے کے لیے مڑی تھی جب اچانک اسے کچھ یاد آیا۔

"اسفند...... آئی ایم سوری اس دن جب تم مجھے لینے آئے تھے تو میں نے تم سے بہت بدتمیزی سے بات کی تھی۔" وہ خجالت سے بولی، جواباً وہ مسکرادیا بنا کچھ کہے۔ اسفند شہباز کے لیے عشفا ارسلان کے سو گناہ بھی معاف تھے۔

ہم سے محبت کی تشہیر نہ ہوسکی
بس اتنا جانتے ہیں تجھے چاہتے ہیں ہم

❁ ❁ ❁ ❁

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ تیزی سے گزرتا ہی جارہا تھا، صبح کی سفیدی پھیلنے میں کچھ ہی دیر رہ گئی تھی۔ صرف لفظوں کا نہیں احساس کا رشتہ تھا اس کا عشفا ارسلان سے، دل کی ہر بات بن کہے جان لیتا تھا لیکن آج احساس ہوا تھا کہ اس رشتے میں تو عشفا ارسلان دور دور تک کہیں نہیں تھی۔ اس کے جذبے، اس کی محبت یک طرفہ تھی۔ عشفا ارسلان کے لیے تو تعلق بے غرض محبت کا نہیں بلکہ بے لوث دوستی کا تھا، وہ تو کسی اور کی محبت میں گرفتار تھی اور اس کی جدائی میں مرتو سکتی تھی لیکن اس کے بغیر جی نہیں سکتی تھی۔

"لیکن کیا ہوا اگر وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی، میرے لیے اپنی محبت ہی کافی ہے یہ احساس ہی کافی ہے کہ میری محبت کو اس کی محبت مل جائے۔" وہ خود سے گویا ہوا آنکھوں میں ٹھہرا آنسو اس کے عارض پہ آ گیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

ناشتے کی میز پر سب موجود تھے۔ ماحول میں ایک بے نام سی اداسی چھائی ہوئی تھی، ناشتہ سب برائے نام کررہے تھے۔ سب ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے کہ کہیں ہم کمزور نہ پڑ جائیں۔ آج اریج شہباز کا اس گھر میں آخری دن تھا، آج اس کی رخصتی تھی، وہ ہمیشہ کے لیے کسی اور کی دنیا میں رنگ اور خوشیوں کی مہک بسانے جارہی تھی، سب کی لاڈلی گھر بھر کی رونق۔ بیٹیاں تو ہوتی ہی پرائی ہیں اور وہ تو اس گھر کی اکلوتی اور بے حد لاڈلی بیٹی تھی۔

شہباز احمد بہ مشکل اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔ بیٹیوں کی رخصتی ماں باپ کے لیے سب سے مشکل مرحلہ ہوتا ہے لیکن وہ اس امید پہ کہ ہم جس کے ساتھ اپنے جگر کے ٹکڑے کو رخصت کررہے ہیں وہ اسے ہم سے بھی زیادہ پیار اور محبت دے گا اپنی متاع جان کو جگر گوشے کو رخصت کردیتے ہیں۔

ان کی نظر میں اریج کے بچپن کے دن آ گئے تھے۔ ابھی کل ہی کی تو بات لگتی تھی جب وہ اپنی توتلی زبان میں فرمائش کیا کرتی تھی اور اب ایک دم سے ہی اتنی بڑی ہوگئی تھی کہ انہیں اس کو اس گھر سے رخصت کرنا پڑ رہا تھا۔ یہ سوچ کر دل اداس ہوگیا تھا اور آنکھوں میں نمی در آئی تھی۔

"پاپا......" اریج ایک دم سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آئی اور شہباز صاحب کو بیڈ پہ اداس بیٹھے دیکھ کر ان کے قریب بیٹھ گئی۔

"کیا بات ہے پاپا آپ اداس ہیں۔"

"نہیں تو۔" وہ ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑ کر بولے۔

"آپ رو رہے تھے؟"

"نہیں بیٹا بس یونہی۔"

"پاپا...... آپ کچھ چھپا رہے ہیں۔" اس نے معصومیت سے کہا تو شہباز صاحب نے اس کو سینے سے لگا لیا اور بے اختیار ہی آنسو آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔ اریج بھی ان کی اداسی جیسے سمجھ گئی تھی۔ وہ بھی باپ سے دوری کا سوچ کر رونے لگی تھی۔ ماحول ایک دم سے اداس ہوگیا تھا۔ شہباز احمد نے خود کو بڑی مشکل سے سنبھالا اور اریج کو خود سے الگ

کر کے اس کے آنسو صاف کیے۔

"پگلی...... اپنے ساتھ مجھے بھی رلاتی ہو۔" وہ مسکرا کر بولے۔

"آپ میرے جانے سے اداس ہیں ناں پاپا؟"

"ہاں۔" وہ اعتراف کر گئے۔ "اب جاؤ تمہاری ماں بھی کچن میں کھڑی رو رہی ہوگی۔" انہوں نے کہا تو اریج مصنوعی غصہ کرتی کمرے سے نکل گئی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

وہ اپنے کمرے میں گلاس ونڈو کے پاس کھڑا تھا جو کہ لان کے پچھلے حصے میں کھلتی تھی۔ اس کی نظروں کا محور آم کا وہ پیڑ تھا جو بچپن میں اریج، عشفا اور اس نے مل کر لگایا تھا۔ جس پیڑ پہ لگنے والے پھل پہ تینوں نے مل کر پارٹیز کی تھیں۔ اس کی نظروں کے سامنے وہ جھولا تھا جو اریج نے ضد کر کے عفان بھائی سے لگوایا تھا۔ جہاں گرمی کی دوپہروں میں وہ دونوں ماما سے چھپ کر جھولا جھولتے تھے۔ یادیں ہوا کے جھونکے کی طرح اسے چھو چھو کر گزر رہی تھیں۔ وقت اتنی جلدی گزر گیا تھا اور آج اس کی لاڈلی اور بے حد پیاری بہن رخصت ہو کر جا رہی تھی۔ وہ آنسو ضبط کا بند توڑ کر چپ چاپ اس کے گالوں پہ پھسل گئے تھے۔

"بھیا......" وہ نا جانے اور کتنی دیر کھویا رہتا کہ اریج نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے پکارا۔ اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ کب وہ آ کر اس کے برابر میں کھڑی ہوگئی تھی۔ اسفند نے ایک نظر بہن کا چہرہ اور سرخ آنکھیں دیکھیں اور دوسرے ہی لمحے اس نے اریج کو گلے سے لگا لیا تھا۔ ضبط کے تمام بندھن ٹوٹ گئے تھے اور اریج پھوٹ پھوٹ کے رو دی تھی۔ اسفند اس کا سب سے پیارا بھائی اور دوست تھا جو شاید دنیا کا سب سے اچھا بھائی تھا۔

"اچھا بس کرو یار، تم نے تو مجھے بھی رلا ہی دیا۔" اس نے اریج کو الگ کرتے اس کے آنسو صاف کیے۔

"دیکھنا، تمہیں کاظم اتنا پیار دے گا کہ تمہیں ہم یاد بھی نہیں آئیں گے۔" وہ نم آنکھوں سے مسکرایا۔

"کوئی بھی دوسرا شخص خون سے جڑے رشتوں کی جگہ نہیں لے سکتا اور اب تو آپ کی زندگی میں بھی کوئی بہت خاص شامل ہو گیا ہے۔ مجھے تو ڈر ہے کہ اس کی محبت میں آپ مجھے ہی بھول نہ جائیں۔" وہ شرارت سے بولی اور وہ اذیت سے مسکرا کر رہ گیا، وہ جو آج تک ہر بات بہن سے شیئر کرتا آیا تھا آج اس کے اتنے خاص دن پہ کیسے اس سے اپنے دل کا حال کہتا۔ بہن کے چہرے پہ تو اسے بس خوشی دیکھنا تھی اور ویسے بھی اب محبت کا درد تو ساری عمر ساتھ رہنا تھا۔

"اریج یار ہم لیٹ ہو رہے ہیں پالر کے لیے جلدی کرو۔" عشفا عجلت میں کہتی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

اریج تیار ہو گئی تھی۔ دلہن بن کے اس پہ بڑا روپ آیا تھا۔ ڈل ریڈ کلر کے بھاری کامدار شرارے میں وہ کسی خوب صورت گلاب کے پھول سی حسین لگ رہی تھی جبکہ عشفا کو اب بیوٹیشن فائنل ٹچ دے رہی تھی۔ وہ اس وقت سلور کلر کی بے حد خوب صورت فراک میں ملبوس تھی جو کہ اسفند ہی نے اس کے لیے پسند کی تھی۔ اریج نے محبت اور ستائش سے عشفا کو دیکھا جو کہ اس کے پیارے بھائی کے دل کا پہلا ارمان، پہلی خواہش تھی۔ عشفا بھی تیار ہو گئی تھی اور اسفند دونوں کو لینے آ گیا تھا۔

کارپٹ پہ چلتے دلہن کا شرارہ سنبھالتے، وہ ہر نگاہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ سب نے اسے ستائش سے دیکھا تھا، وہ اس وقت بے حد حسین لگ رہی تھی۔ اسفند نے بس ایک نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر فوراً نگاہ جھکالی تھی۔ وہ تو اسفند کو ہر روپ میں پریوں کے دیس سے آئی شہزادی لگتی تھی لیکن اب وہ اس کی نہیں رہی تھی۔ جب اس کا دل ہی کسی اور کے لیے دھڑکتا تھا تو اسے دیکھنے کا کیا فائدہ تھا اور پھر سب کی دعاؤں کے سائے میں اریج رخصت ہو گئی تھی۔ ہر آنکھ نم تھی ہر لب پہ دعا اور عشفا اس کے آنسو رکے نہیں رک رہے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁

دوسرے دن ولیمے کی تقریب تھی۔ وہ لوگ ابھی ہال پہنچے تھے، وہ فوراً آگے بڑھ کر اسٹیج پر بیٹھی اریج کے پاس

آئی تھی۔ صرف ایک دن کی جدائی نے دونوں کے درمیان اتنی باتیں جمع کردی تھیں۔ وہ اس سے باتوں میں مصروف تھی اریج کل والی اریج سے یکسر مختلف نظر آرہی تھی۔ بات بات پر ہنستی اور مسکراتی اور تب ہی عشفا کا موبائل وائبریٹ ہونے لگا تھا۔ اس نے فون اٹھا کر اسکرین دیکھی تو نعمان کالنگ سے اسکرین جگمگا رہی تھی۔ اس نے کال کاٹ کر فون دوبارہ رکھ دیا لیکن کچھ ہی دیر میں کال پھر سے آنے لگی۔

"عشفا شاید کوئی اہم کال ہے، ریسیو کرلو یار۔" اریج نے مشورہ دیا اور وہ معذرت کرتی اسٹیج سے اتر آئی تھی۔

"عشفا کیا تم اس وقت مجھ سے مل سکتی ہو، مجھے تم سے بہت اہم بات کرنی ہے۔" دوسری طرف موجود نعمان نے اس کے ہیلو کے جواب میں عجلت میں کہا۔

"اس وقت تو میں کزن کے ولیمے کے فنکشن میں بزی ہوں نعمان...... خیریت ہے ناں سب اتنی جلدی کیا ہے؟" وہ اس کے انداز پہ پریشان ہوتی بولی۔

"بس یار کچھ دیر کے لیے مل لو، ابھی تو خیریت ہے بعد میں شاید نہ ہو۔" وہ پریشانی سے کہتا اسے بھی پریشان کرگیا۔

"لیکن نعمان میں اس وقت کیسے مل سکتی ہوں؟"

"یار مجھ پہ اعتبار کرو۔ میں تمہیں لینے آرہا ہوں، آجانا میرے ساتھ ورنہ تمہاری مرضی۔" اس نے اتنا کہہ کر کال منقطع کردی۔

پندرہ منٹ گزر چکے تھے۔ وہ شش و پنج میں مبتلا تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا عشفا ابھی فیصلہ بھی نا کرپائی تھی کہ آیا اس کے ساتھ جائے یا نہیں اور وہ پہنچ بھی گیا تھا۔ اس کی دوبارہ کال آئی۔ وہ کچھ سوچ کر ہال سے باہر آگئی تھی۔ سامنے ہی نعمان اپنی کار سے ٹیک لگائے اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔ اس کو دیکھ کر وہ ڈور کھول کر گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔ عشفا کچھ سوچ کر کار کے اندر بیٹھ گئی۔ گاڑی کے اندر مکمل خاموشی تھی۔ پانچ منٹ بعد نعمان نے گاڑی ایک کافی کارنر کے سامنے روک دی تھی۔

"نعمان جلدی بتاؤ کیا بات ہے؟ میں نے کسی کو بتایا بھی نہیں ہے۔ وہاں سب پریشان ہورہے ہوں گے۔" نعمان نے ویٹر کو اورنج جوس کا آرڈر دیا تب عشفا اسے ٹوکتے بولی۔

"بتا رہا ہوں یار، پہلے یہ تو پی لو تم نے چہرے پہ ایسے تاثر قائم کیا ہوا ہے کہ جیسے میں تمہیں بھگا کے لے آیا ہوں۔" اس نے جوس کی طرف اشارہ کیا اور اپنا گلاس لبوں سے لگالیا۔

"کسی بات نہیں ہے نعمان، بس مجھے ٹینشن ہورہی ہے۔" اس نے جوس کا گھونٹ بھرا۔

"اچھا بتاؤ...... ہمارے پرابلم کا کیا بنا، انگیجمنٹ کینسل ہوئی۔"

"نہیں انگیجمنٹ تو کینسل نہیں ہوئی لیکن مجھے امید ہے سب ٹھیک ہوجائے گا۔" اس نے اپنے ہاتھ میں موجود انگوٹھی کو دیکھا۔

"انگیجمنٹ ہوگئی، کل شادی بھی ہوجائے گی تم تب بھی کہنا سب ٹھیک ہوجائے گا۔" وہ برہم ہوا۔

"نعمان پلیز......" اس کا جملہ لبوں پہ ہی رہ گیا اسے اچانک بہت زور کا چکر آیا تھا۔

"نعمان میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے پلیز مجھے ڈراپ کردو۔" وہ بمشکل کہتی سیٹ سے سر ٹکا گئی۔

وہ اس وقت گہرے سبز کلر کے بھاری کامدار سوٹ میں ملبوس تھی۔ بالوں کی آبشار اس کے کمر پہ بکھری ہوئی تھی جبکہ دو آوارہ لٹیں اس کے رخسار کو چھو رہی تھیں۔ اسے ایک بار پھر زور کا چکر آیا اور آنکھیں بند ہوگئی تھی اور دوسرے لمحے وہ بے ہوش ہوگئی تھی جبکہ نعمان نے سیٹ بیلٹ باندھ کر ڈرائیونگ شروع کردی تھی۔ عشفا ایک غلط قدم اٹھا چکی تھی، وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کرچکی تھی اور اب سزا اسے بھگتنی تھی۔

(ان شاءاللہ آئندہ حصہ آئندہ ماہ)

اپنی پلکوں کے دریچوں میں چھپا لے مجھ کو
حسنِ تدبیر سے تقدیر بنا لے مجھ کو
مجھ کو محسوس کرے گا نہ کوئی تیرے سوا
عشق کی لاج ہوں سانسوں میں بسا لے مجھ کو

"وہ چاہتوں کا سمندر ہو یا بارشوں کا پانی مجھے اس سے کوئی لینا دینا نہیں، سمیہ تم پلیز اس کی وکیل بن کر میرے پاس مت آیا کرو۔" اس کی بہترین دوست اور شیراز کی محبتوں میں گندھی بہن سمیہ آج پھر اپنے اکلوتے بھائی کا رشتہ لے کر آئی تھی اور اس پر ایک امتحان کی سی کیفیت تھی وہ پچھلے چھ ماہ سے بارہا انکار کررہی تھی مگر شیراز تھا کہ ہر حال میں اسے پانے کی ضد کیے ہوئے تھا ایسے میں وہ اس کے انکار کو کوئی اہمیت دے ہی نہیں رہا تھا اس کا کہنا تھا کہ سبین یونیورسٹی کے دنوں میں اسے شدید محبت کرتی تھی اور اس کی محبت کبھی ختم نہیں ہوسکتی......نہ ہی سبین کی محبت اتنی عارضی تھی کہ اس کے ذرا سے برے رویے اسے ختم کردیں...... سبین کے ہر بار کے انکار کے باوجود سمیہ بھائی کے بار بار مجبور کرنے پر چلی آتی تھی اور آج بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

"اپنے بھائی کو کہہ دیں وہ جس محبت کے لیے امید لگائے بیٹھا ہے وہ کہیں دفن ہوگئی ہے، پلیز پھر اس بارے میں بات کرنے مت آنا یہ میری تم سے گزارش ہے۔" سبین کا لہجہ بہت تھکا ہوا سا تھا۔ سمیہ اس کی حالت سمجھتی تھی مگر بھائی کی ضد کے آگے بھی مجبور تھی۔

"میں جانتی ہوں میری باتیں آپ کے لیے اذیت کا سبب بنتی ہیں لیکن مجھے اس سے محبت نہیں رہی......" ذرد لہجے میں کہتی وہ رخ موڑ گئی۔

"سبین پلیز سوچ لو شاید کوئی گنجائش نکل ہی آئے کیونکہ تم دونوں کی زندگی کا سوال ہے۔" سمیہ نے اپنی سی آخری کوشش کی۔

"گنجائش؟ رشتے بچانے کے لیے تو گنجائش نکالی جاسکتی ہے مگر محبت ختم ہونے کے بعد گنجائش نہیں نکالی جاسکتی اور جب گنجائش نکالی تھی ناں سمیہ اس وقت تمہارا بھائی منہ موڑ گیا تھا اس کی محبت وقتی ثابت ہوئی تھی تب اسے میرے آنسو، میرا دکھ نظر نہیں آیا تھا، اب تم کہتی ہو کہ میں گنجائش نکالوں ممکن ہی نہیں ہے ایسا، محبت میرے دل میں اب رہی ہی نہیں، وہ جذبہ جو کبھی مجھے بے اختیار کردیا کرتا تھا اب وہ مجھ میں ہے ہی نہیں۔" وہ آہستہ سے کہتی سمیہ کو کسی اور ہی دنیا میں کھوئی ہوئی لگی۔ سمیہ نے آزردگی سے اس کو دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

اذیت کی نئی لہر دل میں سرایت کررہی تھی شیراز وہ تھا جس کی وہ کبھی شدید خواہش کیا کرتی تھی جو اس کی سب سے پہلی اور آخری دعا ہوا کرتا تھا وہ اسے نظر انداز کرتا تھا اور اب وہی انسان تھا جو شدت سے اس خواہش مند تھا اور اس کو باعزت طریقے سے اپنا چاہتا تھا اور اس کے لیے اب ایسا ممکن نہ رہا تھا۔

"اب جب تم میری محبت کے طلب گار ہو تو میرا دل خاموش ہے، کوئی جذبہ دل میں سر اٹھاتا ہی نہیں، کوئی خواہش، کوئی خواب تم سے جڑا ہوا ہی نہیں ہے تو پھر میں تم پر نگاہ ڈالوں تو کیوں؟ تم جو کبھی دل کی لو لین خواہش تھے اب

اس کے لیے اجنبی ہو اور میرے لیے کسی اجنبی کی سمت دیکھنا مناسب نہیں اور نہ ہی کسی اجنبی کے جذبات کی تسکین کرنا میرے اصولوں میں شامل رہا ہے۔" سبین سمیعہ کے جانے کے بعد آئینہ کے سامنے کھڑی سوچ رہی تھی مگر پہلی محبت کی یہ خامی ہوتی ہے کہ وہ دل سے محو نہیں ہوتی آپ چاہے لاکھ جدائی چاہتے ہوں مگر اس کی آہٹ ہمیشہ آپ کے دل کے کسی کونے سے اٹھتی ضرور ہے۔ پہلی محبت کی چاہت کے رنگ کبھی نہیں اترتے ہیں پر یہ باتیں وہ نہیں جانتی تھی یا شاید جاننا نہیں چاہتی تھی۔

وہ تھکے ہوئے انداز میں بیڈ پر لیٹ گئی اور آنکھیں بند کیں تو ماضی بن کر آنکھوں میں اتر آیا تھا اور اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گیا تھا۔

◆......◆......◆......◆

یہ یونیورسٹی کا دور تھا یعنی اس کی محبت کا خوب صورت دور جب وہ شیراز کے عشق میں پور پور ڈوبی ہوئی تھی پر شیراز کے دل میں اس کے لیے محبت جیسا جذبہ کہیں کسی کونے میں بھی موجود نہ تھا اگر موجود بھی تھا تو وہ اسے پہچان نہ پایا تھا وہ ان لوگوں میں سے تھا جو چاہے جانا پسند کرتے ہیں، لوگوں کی نظروں میں رہنا جن کی پہلی چاہ ہوتی ہے، وہ خوبرو اور وجیہہ شخصیت کا مالک تھا، پوری یونیورسٹی میں اس کے چرچے تھے۔ وہ شیراز کو لے کر کسی خدشے کا شکار کبھی نہیں ہوئی تھی کہ اس کی محبت عبادت جیسی تھی لیکن پہلی بار وہ کرب سے تب گزری جب اس نے شیراز کو کالج کینٹین میں فائنل کی لڑکی کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف دیکھا اور پھر وہ اس کے ساتھ مصروف نظر آنے لگا وہ خود کے بنائے گئے خوابوں کے محل کو کرچی کرچی ہوتے دیکھتی رہی اور شیراز کے قہقہے اس کے خوابوں کی توہین کرتے رہے۔ آج کل یونیورسٹی میں یہ جوڑی ہاٹ کپل کے نام سے مشہور تھی اور سبین تھی کہ دل ہی دل میں خون کے آنسو بہا رہی تھی، اس کے دل میں شیراز کے لیے صرف اور صرف محبت تھی مگر شیراز شاید سمجھ نہیں پایا تھا اور اس کو اپنی ذات کی توہین کسی طور منظور نہ تھی...... وہ خاموش رہی اور شیراز سے بہت دور رہنے لگی اور شیراز چند دن بعد اس کے پاس لوٹ آیا تھا۔

"کیا ہوا..... آج وہ لڑکی کہاں ہے؟" وہ سبین کے پاس آیا تو سبین نے نادانستہ پوچھا جبکہ اس کا ایسا ارادہ نہیں تھا، وہ اس پر اپنے احساسات ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"بور ہوگیا ہوں یار۔" شیراز کے لہجے میں بیزارت تھی اسے شدید دکھ پہنچا۔

"تم ایسا کیسے کرسکتے ہو شیراز؟ لڑکی کوئی کیم ٹھوری نہ ہے کہ جس سے تم کھیل کر بور ہوجاؤ گے۔" اس نے انتہائی دکھ سے کہا تھا اور شیراز اسے سنجیدہ دیکھ کر مسکرا دیا۔

"دیکھو بی یہاں کی لڑکیاں بھی مطلب پرست ہیں ان کے فیشن پورے کرواتے رہو تو ساتھ چلتی ہیں ورنہ نئی راہوں کی سمت سفر شروع کردیتی ہیں سو لڑکوں کے لیے بھی وہ ایک سگریٹ سے زیادہ نہیں ہوتیں کہ جب تک ان کا ذائقہ منہ کو ملتا رہے وہ پیتے رہتے ہیں اور جب ختم ہوجائے تو پھینک دیتے ہیں اب ہر لڑکی تمہارے جیسی تو نہیں ہوتی نہ منزل مقصود جیسی...... کہ جس کے پاس تھک ہار کر جب جا ہو چلے آؤ وہ صرف آپ کی امانت ہوتی ہے۔" شیراز اس کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا اس کے اس انداز پر وہ ہنس دی۔

"شیراز کیا رشتہ صرف ایک لڑکی ہی نبھاتی ہے مرد کا اس میں کوئی رول نہیں ہونا چاہیے؟" وہ اسے اشاروں میں کچھ سمجھانا چاہتی تھی لیکن وہ فی الحال کچھ سمجھانے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"چھوڑ دو...... شادی تو میں تم سے ہی کروں گا اور مجھے پتا ہے تم مجھے ہمیشہ سنبھالو گی۔" وہ ایک آنکھ دبا کر شرارت سے بولا تھا اور سبین کی روح تک میں سکون اتر گیا تھا پھر اسے کوئی بات یاد نہیں رہی تھی۔

❖ ❖ ❖ ❖

وہ ایک بے وقوف عورت تھی، وہ تھی ہی ایسی کہ شیراز اگر غلطی کرکے معافی مانگ لیتا اس کی اہمیت بتاتا تو وہ فوراً پگھل جاتی ہو دل میں محبت کی آنچ کچھ ہی پل میں جلنے لگتی۔ وہ بھی ہر عورت کی طرح چاہتی کہ وہ جس مرد سے محبت کرتی ہے اسے کسی کی طرف جانے نہ دے اور اگر وہ جاتا ہے تو یہ اس کی سب سے بڑی شکست ہوگی۔ شیراز نے اس کے ساتھ محبت کے کئی وعدے کیے اور وہ اس کی محبت میں سب بھول گئی، اس کی تمام تر غلطیاں بھی اور شیراز کو دیتا کا درجہ دے دیا وہ جو بھی کہتا اس کا کہا حرف آخر ہوتا اور جو اس کی پہنچ سے دور ہوتا وہ شیراز حق جتا کر زبردستی بس وصول لیا کرتا تھا اور وہ محبت کے نام پر سب کیے جاتی، سب دیئے جاتی کہ شیراز کا اسے حق جتانا اچھا لگتا تھا...... کچھ وقت اور سرکا اور شیراز کسی اور لڑکی کی زلفوں کا اسیر ہوگیا ایسے میں سبین نے ہر وہ ممکن کوشش کی جو شیراز کو اس کی سمت لاسکتی تھی مگر وہ ازیل گھوڑا بنا رہا اور اس کو نظر انداز کرتا رہا تھا اسے شیراز کے رویئے سے تکلیف پہنچی تھی اور اس رات وہ اس کی باتوں کو یاد کرکے دیر تک روتی رہی تھی۔

وہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اللہ پاک کے حضور دعا کرنے لگی تو گرم سیال آنکھوں سے بے اختیار رواں ہوگئے تھے۔

"میرے مالک کیا تو نہیں جانتا کہ اب مجھ میں سکت باقی نہیں رہی؟ ایک لڑکی محبت ایک ہی بار کرسکتی ہے یہ تو تو جانتا ہے ناں؟ پھر کیوں مجھے عذاب میں مسلسل رکھا ہوا ہے کوئی شخص میری زندگی کو امتحان گاہ کیسے بنا سکتا ہے، مان لیتی ہوں اللہ جی کہ مجھ سے غلطی ہوئی پر میں وہ غلطی اب دہرانا نہیں چاہتی۔ پلیز اللہ جی شیراز کو مجھ سے دور کردیں کبھی اسی کی دعا مانگی تھی آج اسی سے دوری کی دعا مانگ رہی ہوں، اللہ جی پلیز مجھے اس اذیت سے نکال لیں پلیز اللہ جی۔" روتے ہوئے اس کی ہچکی بندھ گئی تھی اور پھر سبین کو جیسے سکون مل گیا تھا اور وہ دیر تک یوں ہی روتی رہی تھی۔

❖ ❖ ❖ ❖
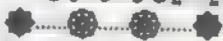
"سبین بخاری...... پھر کیا سوچا ہے تم نے، کیا تم مجھے ایک موقع دو گی کہ میں تمہاری زندگی میں خوشیاں اور تمہارے چہرے پر مسکان لاسکوں؟" حمزہ مما کی کزن کا اعلیٰ عہدے پر فائز پڑھا لکھا بیٹا جسے سبین کی اداسی میں ڈوبی صورت سے محبت ہوگئی تھی لیکن اب سبین کو اس کی محبت کی ضرورت نہیں تھی۔

اسے حمزہ قابل اعتبار لگا تھا، وہ دنیا سے بہت الگ تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی جس کی بنا پر سبین زیادہ دیر تک اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکی تھی، اس کے چہرے پر سنجیدگی کی جگہ شرارت تھی۔ وہ خاموشی سے اس کے سامنے سے ہٹ گئی تھی۔ وہ کب تک گھر میں رہا اور مما بابا سے کیا باتیں کرتا رہا اس کو خبر نہیں ہوئی تھی لیکن یہ لڑکے جال بچھانے کو یوں ہی معصوم بن جایا کرتے ہیں اپنا ماضی کھول کر سامنے رکھ دیتے ہیں کہ دھوکہ تو دے رہا ہوں مگر سچائی کی بنیاد پر دوں گا سبین کو چاہیے وہ لاکھ معصوم لگتا ہو مگر وہ اسے ایک بھی موقع نہیں دینا چاہتی تھی وہ جب جب گھر آتا تھا وہ اپنے کمرے میں چھپ جایا کرتی تھی وہ اس سے بات کرنا نہیں چاہتی تھی

کہ اس کا موڈ کسی بھی اجنبی سے بات کر کے خراب ہو جایا کرتا تھا۔ شیراز جب تک اس کے ساتھ تھا وہ سب سے ہنسی مذاق کرتی تھی مگر اس کے بعد اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا اور پھر وہ اتنی لاچار تو نہیں تھی کہ کوئی اور اسے خوش رکھنے کی کوشش کرنے کی اجازت مانگے وہ کب خود کو کسی پر پرت در پرت کھلنے دینا چاہتی تھی، وہ بھلا اپنے غموں کی تشہیر کب کرنا چاہتی تھی لیکن وہ بے بس تھی...... جو بھی ہوا تھا بہت اچانک تھا شدید محبت کے جواب میں ملنے والی بے اعتنائی و بے رخی آپ کی ذات کو زہر زہر کر گئی تھی، خود پسندی پھر آپ کا پسندیدہ کھیل ہو جایا کرتا ہے مگر وہ اپنوں کے لیے خود کو کوئی تکلیف نہیں دے رہی تھی مگر ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ مکمل کر مسکرا رہی تھی۔ حمزہ کے جانے کے بعد مما اس کے کمرے میں آئیں تو وہ بیڈ پر نیم دراز تھی۔ مما نے اس سے حمزہ سے شادی کا ذکر کیا تھا وہ خاموش رہی۔ حمزہ سب جانتا تھا لیکن وہ سمجھتا تھا کہ کسی کے ماضی کو دیکھ کر اس کے مستقبل کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے اگر آپ اس قابل ہیں کہ کسی کو اپنے ساتھ لے کر چل سکیں تو اس کا مطلب واضح ہے کہ اس کا مستقبل آپ کے ساتھ ہوگا ماضی کی جھلک یقیناً مستقبل قریب میں نہیں ہوگی ساتھ ہی وہ یہ بھی جانتا تھا کہ بکھرے ہوئے لوگ جب سمٹنے پر آتے ہیں جہاں بھر کے غم سمیٹ لیتے ہیں...... وہ خود بکھرنے سے ڈرتا تھا سو نبین کا انتخاب کیا تھا جسے نبین نے کوئی اہمیت نہیں دی تھی آج پھر مما نے رات کے کھانے پر ان کی فیملی کو مدعو کیا تو وہ بھی ساتھ ہی چلا آیا تا۔ نبین سب کو ایک جگہ جمع دیکھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ مما کے اشارے پر حمزہ اس کے پیچھے آیا تھا۔

"حمزہ میں تمہاری زندگی کو مشکل نہیں بنانا چاہتی کیا یہ بہتر نہیں تم سکون کی زندگی گزارو؟" اس نے بے بسی سے پوچھا تو حمزہ نے نفی میں گردن ہلا کر چہرے کے نقوش معصوم سے بنائے وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔

"تو میں ہاں سمجھوں؟" حمزہ بھنویں چڑھائے مسکرا رہا تھا وہ گردن نفی میں ہلا گئی۔ حمزہ ایک نگاہ نبین پر ڈال کر واپس چلا گیا اس رات پھر وہ بہت دیر وہیں کھڑی ماضی سے حال تک کا سفر کر آئی لیکن اب اس کی سوچوں میں حمزہ بھی تھا جس کے لیے اس کے دل میں کوئی جگہ نہیں تھی...... وہ اول روز سے اسے پسند تھا لیکن ایسے نہیں جیسا حمزہ اسے پسند کرتا تھا اس کے دل میں شیراز کے سوا اور کوئی آتا اس کے جانے کے بعد بھی۔

"میں نہیں مل سکتی۔" وہ مختصر کہہ کر فون بند کر دینا چاہتی تھی پر شیراز نے عاجزی سے فوراً کہا۔

"پلیز آخری بار مل لو میں اس کے بعد بالکل بھی تنگ نہیں کروں گا تمہاری قسم نبین۔" اور وہ پگھل گئی تھی اتنی سنگ دل تھوڑی تھی، شیراز جانتا تھا وہ بے وقوف سی تھی وہ اس کے سامنے ہوگا تو وہ انکار کی جرأت ہی نہیں کر پائے گی۔

"ٹھیک ہے میں کل آ رہی ہوں۔" وہ کہہ کر فون بند کر گئی وہ جانتی تھی اسے کہاں جانا ہے اس لیے جگہ کا نہیں پوچھا تھا۔ نبین اس سے ملنے کے کا سوچ کر ہی خوف زدہ ہوئی تھی وہ جانتی تھی کہ وہ کمزور پڑ جائے گی لیکن وہ ایک بار پھر اسے موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔

"لیکن اگر وہ ازالہ کر گیا تو......؟ وہ تمہارے سامنے ہاتھ جوڑ کر بیٹھ گیا تو تم فرار کی راہیں ڈھونڈ پاؤ گی؟ وہ ہمیشہ ہی ایسا کرتا آیا تھا اور اس بار بھی ایسا کر گیا سامنے آنے پر تم پگھل گئی تو کیا پھر اسے اپنی محبت بخشو گی؟" کسی نے اس کے اندر سے سوال کیا۔

"محبت تو وہ جذبہ ہے جو عمر گزر جانے کے بعد بھی پکارے تو دل اس کی سمت پلٹنے کو للچانے لگتا ہے...... پھر وہ تو عشق تھا میرا۔"

"لیکن مجھے آخر تک ہمت بنائے رکھنی ہے، میں جھک نہیں سکتی، پلٹ نہیں سکتی۔" وہ خود ہی سے جرح کر رہی تھی، خود ہی جوابات بھی تیار کر رہی تھی۔

وہ مما کو بتا کر گھر سے نکل آئی تھی۔ انہوں نے کوئی سوال نہیں کیا تھا کیونکہ انہیں نبین پر پورا بھروسا تھا۔

راستے میں ہزار خدشے دل میں پناہ لیتے رہے، وہ سب کو نظر انداز کرتی بالآخر کیفے تک پہنچ ہی گئی تھی۔ وہ ابھی گاڑی کا دروازہ کھول کر نکلی ہی تھی کہ شیراز مسکراتا ہوا اس تک آیا تھا۔ وہ خاموش رہی مسکرا بھی نہ سکی جبکہ نبین کے مقابلے میں شیراز بہت پرجوش تھا اسے سامنے دیکھ کر اس کی باچھیں کھل گئی تھی، شیراز اس کا ہاتھ تھامے اب کیفے کی جانب بڑھ رہا تھا باہر کی سردی نبین کو محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اس کے دل میں کوئی

ہلچل نہیں ہوئی تھی۔ اس نے ایک میز تک پہنچ کر کرسی کھینچ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے بیٹھ گئی اور وہ بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

"تم سوچ بھی نہیں سکتی تمہیں یہاں اپنے ساتھ دیکھ کر میں کتنا خوش ہوں...... اتنا خوش میں پہلے کبھی نہیں ہوا۔" وہ قدرے توقف کے لیے خاموش ہوا۔

"تم میں جادو ہے جب جب ساتھ ہوتی ہو دنیا بھلا دیتی ہو۔" اس نے کہا تو وہ مسکرا دی کس جذبے کے تحت وہ نہیں جانتی تھی لیکن شیراز کو یک گونہ سکون ملا تھا۔

"تمہاری مسکراہٹ آج بھی ویسی ہی ہے کہ مد مقابل کو چاروں شانے چت کردے، یہ کشش بہت خاص لڑکیوں میں ہوتی ہے اور میں جانتا ہوں میری پری بہت خاص ہے۔" وہ دل و جان ہتھیلی پر نکال کر رکھ دینا چاہتا تھا۔

"مرد اس وقت عورت کے سامنے اپنی ذات فنا کردینے کو تیار ہوتا ہے اور جب تو وہ بری طرح اس کے عشق میں الجھ گئی ہو اور جب وہ اس کو حاصل کرلیتا ہے بے پروائی سے اپنی سمت پلٹ جاتا ہے۔" کبھی کی کہی شیراز کی بات سبین کے ذہن کے پردے پر نمودار ہوئی تو استہزائیہ مسکراہٹ اس کے لبوں پر ٹھہر گئی ایسا کچھ نہیں ہوا تھا جیسا وہ سوچ کر یہاں آئی تھی کہ محبت نئی انگڑائی لے لے گی...... سبین نے کافی کا مگ لبوں سے لگا کر اسے بغور دیکھا۔

"تم بھی بولو ناں کب سے میں ہی بول رہا ہوں...... تمہیں سننے کو ترس گیا ہوں، یار یہ عشق بری بلا ہے اس بار لگتا ہے جان نہیں چھوڑے گا۔" وہ کہہ کر خود ہی ہنس دیا، سبین نے پرسوچ نگاہیں شیراز پر جمائی کافی کا مگ میز پر رکھتے ہوئے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کردیں۔

"مجھے لگا تھا کہ میں تم سے ملوں گی تو میرے جذبات کا شور میرے اندر کے سکون میں تلاطم برپا کردے گا، مگر شیراز یہاں موت کا سکون ہنوز طاری ہے مطلب جانتے ہو ناں؟ محبت تم پر اب بھی عنایت کرنے کا دل نہیں رکھتی۔" وہ بہت خاموشی سے سیاہ شیشوں کے پار باہر کی سمت دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں اپنی غلطیوں کی معافی مانگ چکا ہوں تا عمر ازالہ کرنے کو تیار ہوں، باخدا اب کبھی کوئی غلطی سرزد نہیں ہوگی۔" وہ اس کی آنکھوں میں مثبت جواب تلاش کررہا تھا اور وہ خاموش تھی لبوں سے مگ لگا کر کافی کا آخری گھونٹ بھرا اور مگ میز پر رکھ کر اسے دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

"کچھ غلطیوں کے ازالے ممکن نہیں ہوتے شیراز، وقت ان پر مرہم تو رکھ دیتا ہے مگر ان رشتوں کو بحال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ دل کے رشتے صرف اعتماد اور بھروسے پر ہی جڑے ہوتے ہیں۔" سبین نے بغور شیراز کی آنکھوں میں دیکھ کر بات کی تو وہ تڑپ گیا اور فوراً سبین کے ہاتھ تھام کر شدت سے جکڑ لیے تھے۔

"یقین مانو سبین تمہارا عشق اب انتہاؤں کو چھو رہا ہے...... تم میری آنکھوں میں دیکھ سکتی ہو، میں مجنوں بن گیا ہوں، شاعری کرنے لگا ہوں، یار پلیز ایک بار تو لوٹو میری جانب...... ہر گلہ دور کردوں گا۔" اس نے کہا تو سبین کو کوفت سی ہونے لگی وہ یہ سب سننا نہیں چاہتی تھی۔

"جس شخص کو میری آنکھوں میں آنسو دیکھنے سے نفرت ہوگئی تھی، جسے زندگی جینے کے لیے ہر آزادی میں دینے کو تیار تھی، جو میرے ہزار وعدوں کے باوجود مجھے بے بسی میں چھوڑ گیا تھا تو اب میں کیسے یقین کرلوں کہ اب اس شخص کو مجھ سے عشق ہوگیا ہے، وہ شاعری کرنے لگا ہے وہ بھی میرے لیے؟ کیسے یقین کرلوں شیراز اور فرض کرو گر یقین کر بھی لوں تو کیا حاصل؟ میرے بس میں اب تم سے محبت کرنا ہے ہی نہیں۔" وہ ازلی بے نیازی ہر بات کے آخر میں بس یہی کہتی تھی کہ محبت اب باقی نہیں رہی اور شیراز اس کے لہجے کی سختی محسوس کرتے ہوئے ایک بار پھر مایوس ہوگیا تھا لیکن وہ ابھی ہارنا نہیں چاہتا تھا، وہ آس پاس بغور نگاہیں دوڑا رہی تھی تب ہی اس مطلوبہ شخص نظر آیا تو اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا...... شیراز اسے اشارہ کرتے دیکھ کر چونکا وہ ایک خوبرو نوجوان تھا جواب مسکراتے ہوئے انہی کی سمت آرہا تھا۔

"شیراز ان سے ملو یہ حمزہ ہیں...... اگلے ہفتے ہماری منگنی ہے اور حمزہ آپ تو جانتے ہی ہیں انہیں۔" سبین مسکرا کر تعارف کا مرحلہ طے کیا۔

"انہیں کون نہیں جانتا...... ان کی تو بہت شہرت ہے ماشاء اللہ۔" شیراز اس یونیورسٹی کا گولڈ میڈلسٹ تھا...... حمزہ بھی اسے اسی حوالے سے جانتا تھا حمزہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو وہ مسکرا کر ملا۔ سبین نے دیکھا کہ حمزہ کے لہجے میں بہت نرمی تھی وہ اسے شیراز کے ساتھ دیکھ کر بالکل بھی غیر

معمولی انداز میں پیش نہیں آیا تھا وہ حیران ہوئی تھی یہ بھی حمزہ کا امتحان لینے کا اس کا ایک طریقہ تھا اور وہ اس میں کامیاب رہا تھا۔

"ایک محبت کے بعد دوسری محبت پر طبع آزمائی کررہی ہو یقیناً اس بار کامیاب رہو گی۔" ایک سلگتا ہوا جملہ شیراز اس کی طرف پھینک کر چلا گیا تھا اور وہ ہنس دی۔

"یہ اس کی حقیقت تھی۔" وہ حمزہ سے کہتی مسکرا رہی تھی حمزہ اب خاموش تھا سبین پھر سے میز پر بیٹھ کر کافی کا آرڈر کررہی تھی حمزہ بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے سبین...... کیا ایسا ہوتا ہے جیسا شیراز نے کہا۔" حمزہ کے چہرے پر اب بھی سنجیدگی تھی۔

"پہلی ناکام محبت دوسری کامیاب محبت کی ضمانت نہیں ہوتی کیونکہ محبت ہر بار اپنے اسلوب بدل لیا کرتی ہے، یہ نئے انسان کے ساتھ نئی فہرست بھی تیار رکھتی ہے، محبت میں کبھی بھی ایک سا تجربہ نہیں ہونا چاہیے۔ تم نے جان بوجھ کر میرا ساتھ مانگا تھا اگر تمہیں ابھی یا بعد میں کوئی بھی مسئلہ ہوتا تو اس کے ذمہ دار صرف تم ہوگے مجھے اب کسی بھی شے سے فرق نہیں پڑتا لیکن شاید تمہاری عزت مجھے تم سے محبت کرنا بھی سکھادے لیکن کوئی وعدہ نہیں کررہی...... تمہارے اور مما کے لیے میں اتنا کررہی ہوں کہ اپنے ماضی سے باہر نکل کر ایک نئی زندگی کی شروعات کرنا چاہتی ہوں، تم جانتے ہو شیراز کس قدر پیچھے پڑا ہوا ہے لیکن میں اس کی سمت نہیں پلٹ رہی جبکہ اب یہ ایک اچھا تجربہ بھی ہوسکتا ہے۔" جب تک کافی آئی وہ کہتی رہی اور حمزہ اپنا مگ اٹھاتے ہوئے اسے بغور سن رہا تھا۔

"سبین تم نے شیراز کی بات مان کیوں نہیں لی، صرف انا کی خاطر؟" اس نے پوچھا تو سبین نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"کھوکھلی ہوگئی ہے اس کی محبت، کسی طور اب میرے اندر نہیں پنپ سکتی، عورت اپنی محبت اور اپنی ذات کی انتہا درجے کی تذلیل کرنے والے کو کبھی بھول کر بھی پھر سے محبت نہیں کرسکتی، پھر سمجھوتا ہوتا ہے جبکہ میرے پاس اس سے بہتر آپشن موجود تھا سو میں سمجھوتا کیوں کرتی؟ اور کہتے ہیں ناں حمزہ کہ اگر مرد پلٹنا چاہے تو اس کا ہاتھ تھام کر روکا جاسکتا ہے لیکن اگر عورت پلٹنا چاہے تو اسے نہیں روکا جاسکتا کہ وہ پلٹنے سے پہلے ہی جاچکی ہوتی ہے تو یہ بات سو فیصد درست ہے۔" سبین نے کچھ بے پروائی اور کچھ سنجیدگی سے کہا تو وہ اس کے اس بچپنے سے کہنے پر مسکرادیا۔

"جب آنٹی نے مجھے کہا تھا کہ سبین نے تمہیں بلایا ہے گڈ نیوز ہے وہ اگلے ہفتے منگنی کے لیے ہاں کرچکی ہے اور ابھی شاپنگ کے لیے جانا ہے اور آپ کو کیفے سے لینا ہے تو یقین جانیے تب میں بوکھلا گیا تھا سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ جو پاؤں میں پہنتے ہیں اسے جوتا کہتے ہیں یا جراب، جس سے بال بناتے ہیں اسے برش کہتے ہیں یا پالش...... مما کو شک تھا کہ میں پاگل ہونے کے قریب ہوں خوشی سے۔" وہ موضوع بدل کر اسے مسکراتے دیکھنے کی چاہ میں بونگیاں مارنے لگا تو سبین آج پہلی بار دل سے مسکرائی تھی۔

"جب آپ نے مجھے شیراز کے ہمراہ دیکھا تو کسی قسم کا ردعمل کیوں نہیں ظاہر کیا؟" وہ نہ جانے کیا جاننا چاہ رہی تھی، حمزہ مسکرادیا۔

"جب آپ نے میرا تعارف اس سے کروایا تو سارے شکوے دھل گئے۔" وہ کچھ پل کے لیے رکا اور پھر گویا ہوا۔ "اور مجھے یقین تھا کہ آپ میری طرف بڑھی ہیں تو ماضی کو پیچھے چھوڑ کر ہی بڑھی ہوں گی۔" وہ مسلسل مسکراہٹ لبوں پر سجائے ہوئے تھا، وہ اس لڑکے کے اعتماد پر مسکرادی تھی۔

"مجھے یقین ہے کہ میری محبت تمہارے اندر مرجھاتے ہوئے محبت کے پودے میں نئی اور مضبوط کونپلیں پھوٹنے کی وجہ بنے گی۔" حمزہ نے اس کی سیاہ جھیل سی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو وہ شرارتاً ہنس دی۔

"اور جتنے یقین سے آپ کہہ رہے ہیں ناں مجھے یقین ہے کہ سچ کہہ رہے ہیں۔" وہ سنجیدگی سے کہہ کر حمزہ کو گنگنانے پر مجبور کرگئی تھی۔

"تم ہی ہو محبوب میرے، میں کیوں نا تمہیں پیار کروں۔" وہ جھینپ کر گاڑی میں جابیٹھی اور اس کے لبوں پر آسودہ سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

قسط نمبر 8

اُم ایمان قاضی

کاش میں اک چاند، تُو اک تارا ہوتا
آسمان پر اک آشیاں ہمارا ہوتا
دور بہت سے تمہیں لوگ تکتے رہتے
تمہیں چاہنے کا حق صرف ہمارا ہوتا

"مجھے تو حیرت ہو رہی ہے آپ کی سوچ پر اور بے وقت کے اس تقاضے پر..... معاف کیجیے گا آپ کے اس رویے سے تو لگ رہا ہے کہ جیسے آپ کسی ایسے ہی حادثے کے انتظار میں تھیں کہ وہ وقوع پذیر ہو اور آپ مجھے پکڑ کر آیت سے بیاہ دیں۔ یہ کوئی موقع ہے نکاح کا وہ بھی ایسی نازک صورت حال میں، بے فکر رہیں کہیں بھاگا نہیں جا رہا میں..... اسے ملنے تو دیں، پتا تو لگنے دیں ساری صورت حال کا۔" صفیہ تائی کی بے وقت راگنی پر وہ تلخ ہو گیا۔

"جب میں نے کہہ دیا کہ وہ لڑکی میری بہو نہیں بنے گی تو نہیں بنے گی۔ کوئی فون نہیں آیا کسی رقم یا تاوان کا...... خط بھی چھوڑ دیا سمجھو اپنی مرضی سے گئی ہے اور کبھی نہیں آنے کی تو بس پھر کس چیز کا انتظار ہے۔ میں کہے دے رہی ہوں موحد کہ جب خاندان میں ایک جوان جنازے کے وقت ایک نکاح ہو سکتا ہے تو لڑکی کے بھاگ جانے پر نکاح روک دینا کہاں کا انصاف ہے، مجھے کل کی تاریخ میں تمہاری شادی کرنی ہے اور آیت کے ساتھ کرنی ہے۔ ولیمہ بے شک بعد میں ہوتا رہے گا۔ میں نہ نہیں سنوں گی۔ اگر ایسا کوئی خیال دل میں ہے تو آئندہ مجھے ماں مت کہنا۔" غصے میں کہتی وہ وہاں سے اٹھ گئیں۔ موحد ہاتھوں میں سر تھام کر رہ گیا پھر اسی انداز میں اٹھ کر اماں جی کے کمرے میں آ گیا جہاں وہ نڈھال سی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں۔ تسبیح پر ان کے ہاتھوں کی انگلیوں کی اضطراری حرکت ان کی پریشانی کو ظاہر کر رہی تھیں۔ موحد کی آہٹ پر چونک کر سیدھی ہوئیں۔ اس نے ان کے قریب بیٹھتے ہی صفیہ تائی کی ضد اور اصرار کا بتاتے ہوئے مدد طلب کی۔ طویل سانس لے کر انہوں نے تسبیح ایک طرف رکھی اور پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"دیکھو بیٹے، بعض مرتبہ تقدیر ہم پر ایسے ایسے فیصلوں کا بوجھ لاد دیتی ہے جسے ہم چاہیں یا نہ چاہیں عمر بھر ڈھونا ہی ہوتا ہے۔ حالات و واقعات کی ترتیب میں شجر کی قسمت ہی اس کے مخالف جا کھڑی ہوتی ہے تو ایک میں اور تم اسے حق پر سمجھیں تب بھی اس کے حق میں کھڑے ہونے کے لیے ہمارے ہاتھ خالی ہیں۔ مجھ بد نصیب کو دیکھو کہ پتا نہیں کیسی آزمائش ہے کہ جان سے پیاری پوتی کی عزت خطرے میں ہے اور جگر کے ٹکڑے پوتے کا دل اجڑ رہا ہے، رسوائی دہلیز پر کھڑی ہمارا منہ چڑا رہی ہے اور ہم کچھ بھی نہیں کر پا رہے۔" وہ سسکیں تو موحد نے بے بسی سے ان کو دیکھا۔

"تمہاری ماں تم سے پہلے میرے پاس آئی تھی ابھی اور فیصلہ نہ صرف سنا کر گئی ہے بلکہ اس پر تمہارے باپ کی تصدیق کی مہر بھی ثبت کر کے گئی ہے۔ تمہاری اماں جی اب تمہاری مدد کرنے سے قاصر ہے میرے بچے۔" وہ دکھ سے بولیں۔ موحدان کو دکھی دیکھ کر مزید کچھ بھی نہ کہہ سکا تھا۔

❋ ❋ ❋ ❋

"کیا آپ نے مجھے ابھی تک معاف نہیں کیا۔" اس کی آواز پر وہ چونکیں مگر بولی کچھ نہیں، بس ایک طویل سانس لے کر رہ گئیں۔ آمنہ بے قراری سے آگے بڑھی اور ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

"جواب کیوں نہیں دے رہیں، ڈانٹیں، کوسیں، گالیاں دیں، ماریں مگر کچھ تو بولیں..... آپ کی یہ چپ مجھے بے چین کر رہی ہے۔" وہ رو رہی تھی۔

"میں اس وقت صرف یہ چاہتی ہوں کہ برسوں سے بنائی عزت کو تم جس بے دردی سے جا کر محبت نامی آگ میں جھونک آئی ہو، اس آگ کی تپش کو اس دہلیز پر آنے سے پہلے تمہیں یہاں سے رخصت کر دوں۔ تمہاری اماں جہاں بیمار ہیں مگر تمہارے ابا اور بھائی کو جیسے میں نے مطمئن کیا ہے میں ہی جانتی ہوں، اجمل اس طرح فوری شادی کے حق میں نہیں ہے، وہ تو خود لڑکے سے مل کر تسلی کرنا چاہتا ہے، وہ تو میں نے اماں جہاں کا حوالہ دے کر ان دونوں کو مطمئن کر دیا کہ وہ اپنی بیماری سے پہلے سب جہان بین کر چکی ہیں، نہ جانے کتنے نوافل پڑھ کے دعا کرتی ہوں کہ اس خفیہ شادی کی خبر کسی تک پہنچنے سے پہلے تم اس کے گھر سے رخصت جاؤ۔" وہ کہہ کر منہ پر دوپٹا رکھ کر سسک پڑیں۔ آمنہ نے ان کے پاؤں پکڑ لیے۔

"اللہ کی قسم اماں، میرا ارادہ اور نیت بالکل صاف تھی۔ میں نے تو اس سے کبھی چوری چھپے ملنے کا سلسلہ بھی نہیں رکھا۔
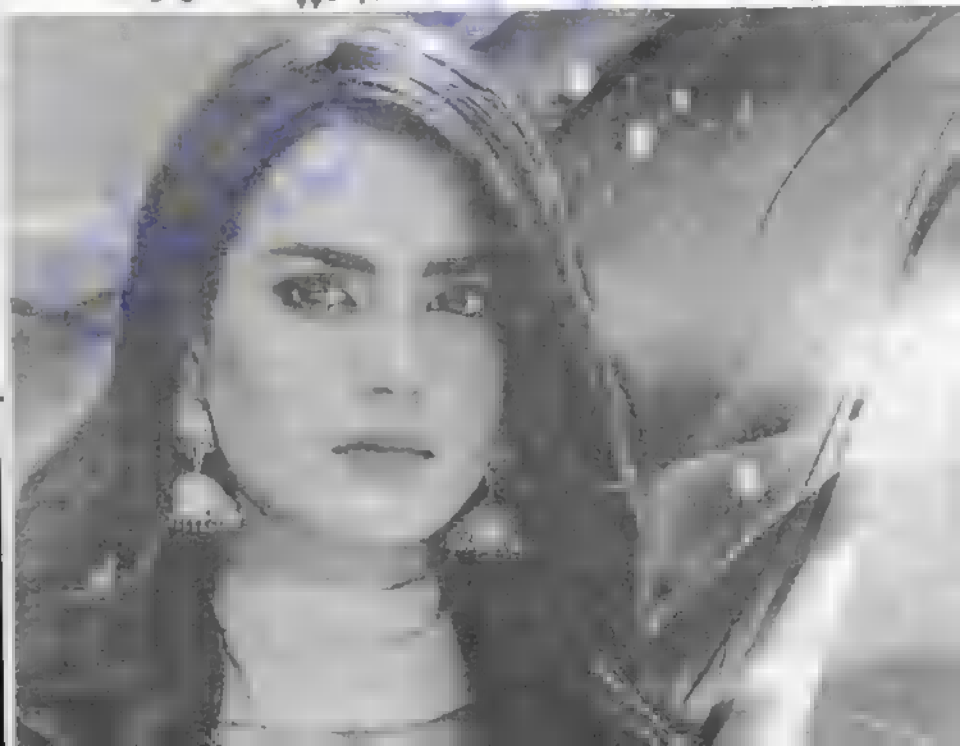
اس نے ایک دو بار اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا میں نے اس کو بری طرح سے جھڑک دیا تھا...... پھر وہ شادی کی بات کرنے لگا، باعزت طریقے سے اپنانا چاہتا تھا مجھے اس کی نیت اچھی لگی اور وہ بھی دل کو اچھا لگا تھا مگر...... مگر میں نے پھر بھی اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی تھی۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"وہ تو منتہا کی موت نے ہم سب کو توڑ دیا، خوف زدہ ہوگئیں اس پر آپ کی اور اماں جہاں کی ضد نے کہ اسی جگہ شادی کرنی ہے جہاں منتہا کی بات طے ہوئی تھی نے میرے اندر نجانے کون سی بغاوت بھر دی تھی، میں خود نہیں جانتی...... پتا نہیں کیسے یہ سب ہوگیا۔"

"تمہاری نیت تھی یا نہیں مگر تم نے وہ سب کچھ کیا جو غلط ہے اور غلط کام ہمیشہ ایسے ہی غیر ارادی طور پر ہوتے ہیں...... شیطان ایسے ہی کمزور لمحوں کا فائدہ اٹھا کر اپنی مرضی کا کام لے لیتا ہے۔"

"آپ مجھے معاف کردیں بس، اللہ کے واسطے معاف کردیں...... آپ کی ناراضی مجھے سکون سے سونے نہیں دیتی۔" "ماں کا دل اولاد کے لیے بہت کشادہ ہوتا ہے کہیں نہ کہیں معافی کی گنجائش نکال ہی لیتا ہے۔

"مجھ سے معافی کی بجائے اللہ سے معافی مانگو، ماں باپ کی نافرمانی سے وہ ناراض ہوتا ہے، میری معافی سے کیا ہوگا، اگر وہ پاک ذات ہی ناراض ہوجائے، اس کی ناراضی ہی ہے کہ تمہاری ساس اس رشتے اور شادی پر راضی نہیں ہے...... تمہارے رشتے کے لیے آنے والی خواتین نجانے کون ہیں؟ وہ تمہیں لے جائے گا تو پتا نہیں کیا کچھ سہنا پڑے گا اور کب تک...... جاؤ میری فکر چھوڑ کر اپنے آنے والے کل کی فکر کرو اور دعا کرو...... تمہارے ابا آنے والے ہیں۔ اب جاؤ یہاں سے تمہیں روتا دیکھ کر کئی سوال ان کے ذہن میں جم لیں گے اور میں نہیں چاہتی کسی قسم کا شک ان کے ذہن میں آئے۔" انہوں نے سنجیدگی سے کہا تو آمنہ آنسو صاف کرتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

❁......❁......❁......❁

"کیا ہوگیا ہے اماں، آپ ٹھیک تو ہیں ناں؟ کیسے گرگئیں؟" وہ پریشانی سے بولتا ان کے قریب آیا۔ بھائی نے کال کرکے بتایا تھا کہ اماں باتھ روم میں سلپ ہوکر گر گئی ہیں۔ وہ انہیں ہسپتال لے کر آیا تھا۔ ڈاکٹر نے فریکچر بتاتے ہوئے ٹانگ پر پلستر چڑھا دیا تھا اور بیس دن کا مکمل آرام بتایا تھا۔ اس کے گھر آنے تک وہ بھائی کے ساتھ واپس آگئی تھیں، یہ اور بات تھی ان کی ناراضی اب بھی برقرار تھی اور ناعمہ اور بڑے بیٹے کے ذریعے ان کا اس سے تقاضا یہی تھا کہ وہ اس چوری چھپے والے نکاح کو فوراً سے پیشتر ختم کردے اور ان کا اصرار بڑھتا ہی جارہا تھا۔ اسی بات سے بچنے کے لیے وہ زیادہ سے زیادہ وقت اپنی شاپ پر گزارنے لگا تھا اور رات گئے گھر آتا تھا۔ آمنہ کی امی سے اس کی دو تین بار تفصیلی بات ہوئی تھی۔ انہوں نے آخری بار جب اس کو بلایا تھا تو کہا تھا کہ شادی کی تاریخ لینے جب آئے تو اپنے بھائی، بھابی کو ہی ساتھ لے آئے اور باپ تو ویسے ہی ان کا وفات پاچکا تھا لیکن ماں اگر نہیں مان رہی تھیں تو اس کے کہنے نے کی کوئی مناسب وجہ سوچ کر آئے کیونکہ اس دن آمنہ کے ابا اور بھائی بھی موجود ہوں گے، وہ حامد اور اس کی بیوی اور ماں کو ساتھ لے کر آگیا تھا۔ حامد اس کا بہترین دوست تھا۔ اس کی ماں اس بات کے لیے راضی نہیں تھیں مگر نجانے حامد نے ان کو کیسے منایا کہ وہ بادل نخواستہ آگئی تھیں اور انہیں لڑکے کی خالہ کے طور پر متعارف کرایا گیا تھا۔ اگرچہ مردانہ اور زنانہ مہمان خانے الگ الگ تھے پھر بھی سلطانہ تائی نے تایا اور اجمل کو بتادیا تھا کہ لڑکے کی اماں کی اچانک طبیعت خراب ہوگئی تھی سو لڑکے کی خالہ اور بھائی تاریخ لینے آئے ہیں۔

اس دن تو اماں جہاں بھی آکر بہت تھوڑی دیر کے لیے مہمانوں کے ساتھ بیٹھی تھیں کہ تایا جان نے اصرار کیا تھا مگر وہ شاید دوا کے زیر اثر تھیں کہ بس تھوڑی دیر ہی بیٹھ کر اٹھ گئی تھیں اور وائے قسمت کہ آج ہی اس نے حامد اور اس کی ماں اور

بیوی کو بھیجا تھا اور آج ہی اماں کی ٹانگ کی ہڈی فریکچر ہوگئی تھی۔ جس وقت اسے حامد نے تاریخ ملنے کی خوش خبری سنائی تھی اس کے بعد سے بھائی کے ذریعے اماں کے ساتھ ہونے والے حادثے کی اطلاع ملی تھی سو اس دن کے بعد یہ ان کی پہلی باضابطہ ملاقات تھی۔ ورنہ تو وہ صبح اماں کو سلام کرکے نکلتا تو رات کی خبر لاتا تھا وہ بھی یہ جانے بغیر کہ وہ اس کا سلام سن کر جواب دیتی بھی ہیں کہ منہ پھیر لیتی ہیں۔

"نامیہ...... اس سے پوچھو کہ اس نے اس غلطی سے چھٹکارا پایا یا نہیں جس نے میری راتوں کی نیند اڑا رکھی ہے...... اگر نہیں تو پھر اس سے کہو، ہماری نظروں سے دور ہوجائے۔" نقاہت سے کہتے ہوئے وہ آنکھیں موندے ہوئے تھیں، نامیہ نے ایک نظر اپنی ساس اور دوسری دیور پر ڈالی۔

"ابھی آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، ابھی اس بات کو یہیں پر رہنے دیں بعد میں بات کرلیں گے۔" وہ نرمی سے بولتا ہوا ان کے قریب آیا اور ان کے پاس بیٹھ کر ان کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ماں کا دل تھا، لاڈلے کا لمس پا کر گداز ہوگیا۔ انہوں نے آنکھیں کھولیں جو آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

"کماں جہاں کی پوتی جیسی چراغ لے کر ڈھونڈوں تب بھی نہ ملے، میری خوش نصیبی کہ انہوں نے اپنے منہ سے مجھے رشتہ کے لیے کہا، میری بدنصیبی کہ میری اولاد ہی میری فرماں بردار نہیں ہے۔ لمحہ لمحہ یہ سوچ کر مرتی ہوں کہ اپنی پیرو مرشد کو عمر بھر کیا منہ دکھاؤں گی۔" انہوں نے ایک آس سے کہا۔

"اماں...... آپ سے تو ایک التجا کی گئی ہے جسے قبول کرنا یا رد کرنا آپ کے اختیار میں ہے مگر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو گواہ بنا کر ایک رشتہ جوڑ چکا ہوں، اسے کیسے توڑ سکتا ہوں۔ مجھے نہیں آپ کو سوچنے کی ضرورت ہے، ہاں آپ کو لاعلم رکھا، آپ کو دکھ ہوا، اس کے لیے میں ہزار بار معافی مانگنے کو بھی تیار ہوں اور آپ بھی مجھے اس غلطی کے لیے معاف کردیں اور اسے قبول کرلیں۔" اس نے التجا کی تو انہوں نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور اپنا رخ دوسری طرف پھیر لیا۔ اسی کوشش میں وہ کراہ کر رہ گئیں کہ ٹانگ میں تکلیف ہوئی تھی، وہ ان کو سنبھالنے کو آگے بڑھا۔

"نامیہ اس سے کہو یہاں سے چلا جائے۔ مجھے اس کے یہاں ہونے سے تکلیف پہنچ رہی ہے۔" وہ کھڑا ہوگیا، بے بسی سے ماں اور بھابی کو دیکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ نامیہ تاسف سے اپنی ساس کو دیکھ کر رہ گئی۔ دونوں فریقین میں سے کوئی ایک بھی اپنی ضد سے ہٹنے کو تیار نہیں تھا۔

❁......❁......❁......❁

یشعرہ پریشانی سے اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی، پچھلی بار جب حسن آیا تھا تو وہ عبدالحنان کو ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا تھا اور آج اجمل لے کر گیا تھا مگر عبدالحنان کا رویہ دن بدن عجیب اور چڑچڑا ہوتا جارہا تھا۔ وہ گھنٹوں چپ چاپ لیٹا رہتا، یشعرہ خود سے ہی بولتی، کبھی تو اس کی باتوں کا ہاں ہوں میں جواب دے دیتا، کبھی چیخ کر اس سے اپنے کمرے اور زندگی سے نکل جانے کا کہہ کر رلا دیتا تھا کہ وہ اس رویے کو کس طرح سب سے چھپائے ہوئے تھی یہ صرف اس کا دل جانتا تھا کہ اس کے گھر والوں کو بھنک پڑنے کی دیر تھی کہ وہ بھی اس رشتے کو فوری ختم کروانے پر زور دیتے پھر کل شام سے شجر کی گمشدگی کے بارے میں سوچ سوچ کر اس کا دماغ پھٹنے لگا تھا۔ بے تابی سے وہ کبھی آیت کو فون کرکے شجر کے متعلق کچھ پتا چلنے کی بابت سوال کرتی تو کبھی موحد اور فجر کو مگر کسی نے بھی تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اڑ کر اپنے گھر پہنچ جائے اور دکھ کی اس گھڑی میں ان کے ساتھ کھڑی ہو پھر ابھی ابھی موحد نے کال کرکے اس کو ماں کی ضد اور فرمائش کا بتاتے ہوئے مدد طلب کی تھی اس نے اس کی پریشانی میں اور اضافہ کردیا تھا۔ اس کو پتا تھا کہ اگر اماں (صفیہ تائی) ایسا کرنے کا ارادہ کرچکی ہیں تو ضرور ہی اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنائیں گی کہ وہ شجر کو زیادہ پسند نہیں کرتی تھیں۔

ہر وقت اس کی حرکتوں سے نالاں رہتی تھیں اور کئی بار اس بات کا اظہار کر چکی تھیں کہ وہ موحد کی ضد کے آگے ہار مان گئیں ورنہ وہ اپنی مرحومہ بہن کی نشانی (آیت) کو اپنی بہو بناتیں اور اب جب وہ ٹھان چکی تھیں تو کیونکر شعرہ کی مان لیتیں جس سے وہ پہلے کی عبدالحنان کی زندگی میں واپس چلے جانے پر خفا تھیں۔

"اللہ میاں جی، پلیز پلیز شجر جلدی واپس آجائے نہیں تو اماں جی کے گھر کا شیرازہ بری طرح سے بکھر جائے گا، میرے بھائی کا دل ٹوٹ جائے گا۔" وہ ہر پل یہی دعا کر رہی تھی، فون کی بیل پر وہ چونکی۔ اجمل کی کال تھی۔ اس نے کہا تھا کہ جلدی میں وہ عبدالحنان کی حال ہی میں ہونے والی ٹیسٹ کی رپورٹ گھر بھول گئے تھے اب ڈاکٹر سے ملنے سے پہلے وہ ان کی تصاویر بنا کر اس کے نمبر پر واٹس ایپ کردے۔ شعرہ نے موبائل بند کر کے میز پر رکھا اور متلاشی نظروں سارے کمرے میں دیکھا مگر عبدالحنان کی فائل کہیں نظر نہیں آرہی تھی جو صبح اس نے خود دراز سے نکال کر میز پر رکھی تھی۔ میز کی دراز میں مطلوبہ فائل دیکھتے ہی اس نے طویل سانس لیتے وہ نکالی، بے اختیار اس کی نظر فائل کے نیچے رکھے ہوئے کچھ کاغذات پر پڑی تو اس نے بلا ارادہ ہاتھ بڑھا کر ان کو اٹھالیا۔ اگلے ہی پل وہ ساکت رہ گئی کہ وہ طلاق کے پیپر تھے۔

"تو کیا وہ مجھے طلاق دینے والا ہے؟" اس سوچ کے ذہن میں آتے ہی اس کے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا۔ کانپتے ہاتھوں سے پیپر زمین پر گر پڑے تھے۔ اس پل اسے اجمل کی کال، عبدالحنان کی فائل سب کچھ بھول گیا تھا۔

"نہیں عبدالحنان...... اب کی بار آپ کے ظالمانہ فیصلوں کی بھینٹ نہیں چڑھوں گی میں......" روتے ہوئے اس نے عبدالحنان کو مخاطب کیا تھا۔
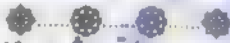
بالآخر صفیہ تائی کی ضد اور آیت کی سازش رنگ لے آئی تھی اور شجر کے اغواء سے تیسرے دن موحد اور آیت بندھن میں بندھ گئے تھے اور نکاح کے بعد ایک فریق اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہا تھا اور دوسرے فریق کو لگتا تھا کہ دنیا خالی خالی سی ہے اور وہ ایک منجمد سی کیفیت میں تھا۔ آج ہی تو ان کی شادی کا دن تھا۔

"وعدہ کرو کہ شادی والی رات ہم دونوں لانگ ڈرائیو پر جائیں گے۔"

"اور اماں جی سے جوتے کھائیں گے۔" اس کے ترنت جواب دینے پر وہ باقاعدہ خفا ہوگئی تھی۔

"سچ ہی کہتی ہوں میں، جس کی شادی تم جیسے سڑیل سے ہو، اس کو کسی ساس اور نند کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔" اس کے جل کر کہنے پر وہ بے ساختہ ہنستا چلا گیا تھا۔

"تم بھی ناں شجر...... اپنی طرز کا ایک انوکھا پیس ہو دنیا میں۔"

"ہاں تو اب بھی وقت ہے، جان چھڑا سکتے ہو اس انوکھے پیس سے، ابھی تو صرف شادی کی ڈیٹ فکس ہوئی ہے۔" وہ خفا ہی ہوگئی تھی۔

"ارے واہ...... ایسے ہی جان چھڑا لوں، اتنی منتوں، مرادوں اور ترلوں کے بعد اس لیے تمہیں پایا ہے کہ جان چھڑا لوں تم سے۔ اچھا بابا تمہاری محبت میں جہاں اتنے تکالیف اٹھائے ہیں وہاں ایک اور سہی، ٹھیک ہے چلے چلیں گے شادی والی رات آئسکریم کھانے لانگ ڈرائیو پر اور کچھ؟" وہ مسکرا کر اس کے خفا خفا چہرے کو دیکھ کر بولا تھا۔

"ماننا ہی تھا تو میرا اتنا خون جلانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"اچھا بھئی، اب اس پر جرمانہ عائد کردو۔ مجھے پتا ہے کہ جب تم نے کوئی اوٹنگی بونگی بات منوانی ہوتی ہے، ایسے ہی ناراض ہو جاتی ہو...... بتاؤ کیا چاہیے؟" وہ جیسے اس کے اندر اتر کر اس کی ہر سوچ کو پڑھ لیا کرتا تھا۔

''گول گپے کھانے ہیں ابھی اور اسی وقت وہ بھی اماں جی سے چوری چھپے کیونکہ ان کی طرف سے سخت پابندی ہے۔''

''او کے مل جائیں گے آدھے گھنٹے بعد آ کر کچن کے لیفٹ کیبنٹ سے اٹھا لینا۔''

''سنو......'' شجر نے اس کو جاتے ہوئے روکا تو موحد نے رک کر اس کا شرارت سے چمکتا چہرہ دیکھا۔

''تمہیں یہ تو پتا چل ہی جاتا ہے کہ میں تم سے اپنی کوئی فرمائش منوانا چاہ رہی ہوں مگر تمہاری محبت پر یقین تب آئے گا جب یہ بھی جان جاؤ گے کہ وہ فرمائش کون سی ہے۔''

''باپ رے...... اس مرحلے تک پہنچنے میں بیس پچیس سال تو لگ ہی جائیں گے۔'' وہ مصنوعی ڈرنے کی اداکاری کرتا ہوا بولا تو شجر کتنی ہی دیر ہنستی ہی رہی تھی۔

موحد جیسے کسی ٹرانس سے باہر آیا تھا۔ نکاح ہوتے ہی وہ اندر رکا نہیں تھا۔ باہر لان میں آ گیا تھا۔ اندر اتنی گھٹن تھی کہ باہر کا خنک موسم بھی اس کی کیفیت کو دور کرنے میں ناکام رہا تھا۔

''کہاں چلی گئی ہو شجر...... کیوں کیا تم نے ایسا؟ وہ سب سچ ہے جو سب گھر والے کہہ رہے ہیں؟ پھر مجھے یقین کیوں نہیں آ رہا، میرا دل کیوں تمہاری حمایت پر تلا ہے۔ ایک بار آ جاؤ شجر، ایک بار آ کر سچ بتاؤ کہ میرے دل کو کچھ تو قرار نصیب ہو۔'' نم گھاس کو اپنے پاؤں سے کریدتا وہ مسلسل اذیت سے گزر رہا تھا اور اپنی اس کیفیت کو وہ کوئی نام دینے سے قاصر تھا۔ ایک لمحے کو بھی اس کو اپنے کمرے میں انتظار میں سرشار بیٹھی آیت کا خیال نہیں آیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

''ہاں سنو...... اب تم اس کو چھوڑ دو یا رکھ لو، مجھے اب اس سے کوئی غرض نہیں رہی، میرا آج موحد سے نکاح ہو گیا ہے، اب تم مجھے بھول کر بھی کال کرنے کی غلطی مت کرنا۔''

''واہ بھئی...... نکاح نے تمہاری ٹون ہی بدل دی، اب میں سمجھا کہ تم نے مجھے اس فعل کے لیے کیوں اکسایا تھا اور میں سمجھتا رہا کہ کزن ہونے کے ناتے تمہیں میری بے عزتی ناگوار گزری ہے تم اس پر غصہ ہو، اب سمجھ میں آیا کہ تم نے تو ایک تیر سے دو شکار کر لیے...... خیر مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں، بس اب شجر سے میری شادی تم نے کرانی ہے، کسی بھی قیمت پر...... سمجھ ہی ہو ناں کسی بھی قیمت پر......''

''ہاں ہاں سمجھ گئی۔ وہ آ تو جائے، ذرا حالات بھی معمول پر آ جائیں پھر دیکھتی ہوں کہ کیا کرتا ہے، ابھی ہتھیلی پر سرسوں جمانے مت لگ جاؤ اور یاد رہے کہ مجھے خود سے کال مت کرنا۔'' وہ جان چھڑانے والے انداز میں بولی اور کوئی اور بات سنے بغیر کال منقطع کر دی تھی۔ زندگی کے اس موڑ پر جس کو اس نے اپنی تدبیر اور محبت سے پایا تھا، پوری طرح محسوس کرنا چاہتی تھی، موحد کی زندگی کا حصہ بننا اس کی زندگی کا ایسا خواب تھا جسے اس نے اپنے منصوبے سے پروان چڑھایا تھا اور اس نے اس کی تعبیر پانے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔

''تم غلطی تھیں شجر، تم جو یہ کہتی تھیں کہ قسمت میں لکھا ضرور ملتا ہے تو ڈیئر قسمت میں ملنے والی شے کی بھی حفاظت کرنی پڑتی ہے ورنہ تدبیر سے انسان جو بھی چاہے حاصل کر سکتا ہے چاہے وہ کوئی چیز ہو یا پھر جیتا جاگتا انسان...... اب مجھے ہی دیکھ لو کچھ دن پہلے تک کون کہہ سکتا تھا کہ شادی کی تاریخ کسی اور سے طے ہو رہی ہے اور دلہن کوئی اور بنے گی، موحد کو پا لیا ہے تو ایک دن اس کی محبت بھی پا لوں گی۔'' وہ دل ہی دل میں شجر سے مخاطب تھی، صفیہ تائی ہی اسے موحد کے کمرے تک چھوڑ کر گئی تھیں۔

''ہم بھی وہ پریشان ہے...... مجھے تم پر یقین بھی ہے اور امید بھی کہ تم اسے سنبھال لو گی، اس کو کبھی بھی گزری محبت کا

طعنہ مت دینا اور ابھی تو بالکل بھی نہیں، تازہ تازہ چوٹ ہے اس کو بھرنے کے لیے وقت درکار ہوگا بار بار کی یاد دہانی زخم کو ہرا رکھتی ہے۔"

"میں سمجھتی ہوں اماں۔" وہ سر جھکا کر بولی۔

"شاباش مجھے تم سے یہی امید تھی۔ اللہ جانتا ہے کہ میں نے تمہیں ہمیشہ اپنی دوسری بیٹی سمجھا ہے۔ آپی اور ماجد بھیا کی وفات کے بعد جب میں تمہیں اس گھر میں لے کر آئی تھی، اسی وقت دل میں مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ تمہیں ہی اپنی بہو بناؤں گی وہ تو حالات ہی ایسے بن گئے تھے اور موحد کی ضد..... خیر جو بھی ہوا اچھا ہوا، خوش رہو جیتی رہو۔" طویل سانس لے کر وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور آیت کے سر پر ہاتھ رکھ کر وہاں سے چلی گئی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁
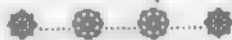
"یہ..... یا ہے عبدالحنان؟" اس نے دراز سے نکلنے والے کاغذ اس کے سامنے رکھ دیئے..... دن میں مسلسل روتے رہنے کے باعث اب بھی آواز بھاری سی تھی مگر اب اس کے سامنے وہ بالکل پرسکون تھی۔

"دیکھ تو لیے ہیں تم نے اور میں تمہیں بتا بھی چکا ہوں اپنا ارادہ پھر بھی پوچھنے کا کوئی مطلب تو نہیں رہ جاتا۔" اس کی طرف دیکھے بغیر عبدالحنان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اچھا آج یہاں بیٹھ کر ایک بات طے کرلیں مجھ سے۔" کچھ لمحے اس کو دیکھنے کے بعد وہ پوری طرح اپنا مقدمہ لڑنے کو میدان میں اتری۔ اس کے اس طرح کہنے پر وہ چونکا اور خاموشی سے اس کی طرف دیکھا۔

"ابھی..... کچھ دن..... جب تک آپ کا آپریشن نہیں ہوجاتا اور آپ مکمل صحت یاب نہیں ہوجاتے..... اس بات کو یہیں پر چھوڑ دیں کہ میں نے آپ کی زندگی میں رہنا ہے یا نہیں.....“ نہیں کہتے ہوئے دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا تھا۔

"اس پر سوچنا نہیں، بات بھی نہیں کرنی..... اس کے بعد..... اور میں نے مکمل صحت یاب تو قیامت تک نہیں ہونا۔" اس کی بات کاٹ کر وہ پھر سے پہلے والے موڈ میں بولا۔

"میں تو قیامت تک آپ کے ساتھ ہر صورت میں، ہر حالت میں چلنے کو تیار ہوں عبدالحنان۔" وہ بیچارگی سے بولی۔

"مگر میں نہیں۔" اس نے فوراً جواب دیا۔

"میں اس بارے میں سوچوں گی عبدالحنان، میں وعدہ کرتی ہوں مگر آپ بھی وعدہ کریں کہ کم از کم اس بار اپنے ہر فیصلے میں مجھے شامل ضرور کریں گے بھلے وہ فیصلہ میرے خلاف ہی کیوں نہ ہو، بس ایک فیور ہی تو مانگ رہی ہوں آپ سے کہ جیسے ہی آپ اپنے معمول پر آئیں گے۔ ہم دونوں بیٹھ کر بات کریں گے اس مسئلہ پر.....“ وہ اسے بہلانے کے انداز میں بولی۔

"ماں جہاں نے آپ کے ساتھ ہونے والے حادثے کو ابتداول پر نہیں لیا اب آپ کے رویے اور ذہنی حالت کو دل سے لگا کر بستر سے لگ گئی ہیں۔ میرا نہیں تو ان کا سوچ لیں آپ کا اس وقت ایسا فیصلہ دکھ دے گا، یہ تو سوچیں۔"

"اور کبھی ایسا ہی وہ چاہتی تھیں تو میں راضی نہیں تھا اور اب جب میں..... واہ میرے مالک تو بھی کیسے اور کب دلوں کے فیصلے بدل دے، کوئی نہیں جانتا۔" وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے..... مجھے تمہاری شرط منظور ہے مگر یہ طے ہے میرا آپریشن کامیاب ہو یا ناکام، میں ایک معذور انسان عمر بھر کے لیے زندگی سے بھرپور ایک لڑکی کو اپنے ساتھ باندھ کر کبھی نہیں رکھوں گا۔" زور زور سے کہہ کر وہ گہرے سانس لینے لگا۔

"اچھا...... اچھا آپ غصہ مت کریں نہ پریشان ہوں، ڈاکٹر نے اسٹریس لینے سے منع کیا ہے۔" یشفرہ آگے بڑھ کر اس کی پیٹھ سہلانے لگی تھی۔

❁......❁......❁......❁

"رات گئے وہ اپنے کمرے میں آیا تو دروازہ کھولتے ہی زندگی میں خاموشی سے در آنے والی وہ تبدیلی نئے سرے سے رگ رگ میں اذیت بھر گئی جسے پچھلے کئی گھنٹوں سے بھلائے وہ فقط شجر کے لیے پریشان تھا۔ صرف یہی سوچتا رہا تھا کہ وہ کہاں ہوگی اور دعائیں کرتا رہا تھا کہ وہ جہاں بھی ہو خیریت سے ہو...... دروازہ کھلنے کی آواز پر غنودگی میں جاتی آیت چونک کر سیدھی ہوئی۔

"کپڑے تبدیل کر کے سو جاؤ۔" بیڈ کے دوسرے سرے پر بیٹھ کر جوتے اتارتا ہوا وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔ اس کا ایسا رویہ ہی آیت نے سوچ رکھا تھا پھر بھی دل خوش فہم نے کچھ خواب دکھا ہی دیے تھے۔ جن کی انگلی تھام کر وہ اس کے ساتھ کافی دور تک کا سفر طے کر آئی تھی۔ سو ایک پل کو موحد کا رویہ دل میں ملال کی لہر جگا گیا کہ اس وقت اس کے تن پر سجا خوب صورت شرارہ سوٹ وہ بڑے دل سے صفیہ تائی کے ساتھ جا کر خود ہنگامی بنیادوں پر لے کر آئی تھی، گھر میں کسی کا بھی موڈ خوش گوار نہیں تھا مگر صفیہ تائی نہیں چاہتی تھیں کہ اس کے دل میں زندگی کے سب سے اہم دن کی حوالے سے کوئی شکوہ نہ رہ جائے ہاں یہ کہ اب اس نے دل لگا کر خود ہی کیا تھا۔ حالات چاہے جو بھی ہوں، عام لڑکی کی طرح اس کے دل میں بھی اپنے شریک سفر کی طرف سے سراہے جانے کے ارمان موجود تھے مگر اس کو سلیپر پہن کر تکیہ بغل میں دبائے باہر جاتا دیکھ کر پریشان ہوگئی۔

"آ ہم...... موحد کو...... تم کہاں جا رہے ہو؟" اس کی پکار پر وہ رکا تھا پر مڑا نہیں۔

"بے فکر رہو، گھر چھوڑ کر نہیں جا رہا...... بہت گھٹن ہے یہاں اس لیے چھت پر جا رہا ہوں۔" کہہ کر وہ کمرے سے چلا گیا تھا۔ آیت نے دوسرا تکیہ اٹھا کر فرش پر پھینک دیا۔

"بیڑہ غرق ہو تمہارا شجر، میرے اس خاص دن پر بھی میرا شوہر مجھے نہیں تمہیں سوچ رہا ہے لعنت ہو تم پر، میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔" اس نے جو سوچا تھا کہ موحد کے ہر رویے کو کھلے دل سے قبول کرے گی، اسے محبت دے گی اور اس کا ہر رویہ سہے گی مگر آج شادی کی پہلی ہی رات اس کی بے رخی اور بے زاری نے اس کے وجود میں شرار بھر دیے تھے۔

"میں نے تم سے شجر کو تو چھین لیا ہے موحد، جلد ہی اس کی یادیں بھی چھین لوں گی یہ میرا وعدہ ہے تم سے اور خود سے۔" کچھ ہی دیر بعد وہ آئینے کے سامنے بیٹھی اپنے وجود کو زیورات کی قید سے آزاد کرتی اپنے آپ سے وعدہ کر رہی تھی۔

❁......❁......❁......❁

"اماں جہاں...... بہت دنوں سے آپ سے بات کرنا چاہ رہی تھی لیکن نجانے کیا ہو گیا ہے ہمارے گھر کو، کیسی حالت ہو گئی ہے آپ کی، کسی بدنظر نے سب کچھ تلپٹ کر کر رکھ دیا ہے آپ کی حالت سنبھلنے میں آ رہی ہے نہ ہی گھر کے بگڑتے حالات۔" نڈھال اور بالکل خاموش بیٹھی اماں جہاں آج کافی دنوں بعد غنودگی کی کیفیت سے باہر تھیں مگر بہت ہی تھکی تھکی سی مگر سلطانہ تائی کو اتنا ہی غنیمت لگا تھا کہ وہ آمنہ کی شادی بلکہ رخصتی کے لیے تاریخ طے کر چکی تھیں بس اماں جی سے رسمی اجازت درکار تھی۔ سو آہستہ آہستہ ساری صورت حال کہہ سنائی۔

"نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے، جتنی جلدی ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے، کال کر کے ہماری طرف سے مریم (اماں

جی) کی طبیعت پوچھ لینا.....بشرہ بتا رہی تھی کہ اچانک طبیعت خراب ہوگئی تھی۔ پروگرام ملتوی کرنا پڑا اور ہاں عنایت بی کے گھر پھل وغیرہ بھجوا دینا ہماری طرف سے، عبدالحنان کے پاس جانا چاہ رہے تھے ہم لیکن اتنی سی دیر میں ہی تھک گئے......دوا دے دو ہمیں، ہماری طبیعت پھر سے خراب ہو رہی ہے۔" اتنی سی بات میں ہی ان کی سانس پھولنے لگی اور چہرہ پسینے سے شرابور ہو گیا۔ سلطانہ تائی نے کمرے سے باہر نکل کر زور زور سے اجمل اور آمنہ کو آوازیں دینا شروع کیں۔ اپنے کمرے سے بشرہ گھبرائی ہوئی نکل تھی۔

"کک......کیا ہوا تائی جان......خیریت تو ہے؟"

"بشرہ......جلدی کرو اماں جہاں کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ مجھے نہیں پتا ایسی حالت میں ان کو کیا دوا دینی ہوتی ہے، اجمل نے کچھ کہا تو تھا مگر مجھے پریشانی میں یاد نہیں آ رہا۔" وہ اس کے ساتھ تیز تیز چلتے ہوئے اماں جہاں کے کمرے کی طرف آتی ہوئی بولیں۔ بشرہ نے تیزی سے صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے میز سے بی پی آپریٹس اٹھایا اور اماں جہاں کا بلڈ پریشر چیک کرنے لگی تھی۔

❁......❁......❁......❁

"تم......" صفیہ تائی کی نظر اس پر سب سے پہلے پڑی تھی۔ پہلے پہل تو ان کے دماغ نے اس حقیقت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا مگر چند لمحوں بعد جب حقیقت کا ادراک ہوا تو چیل کی تیزی سے بڑھ کر اس کے پاس آئیں۔

"آ گئیں تم......بس چار دن ہی رکھ سکا وہ تمہیں، دعویٰ تو بڑے بڑے کر کے گئے تھے۔" وہ نفرت سے بولیں۔

"تائی......ہم......میں......ام......اماں جی کہاں ہیں؟ مجھے اماں جی کے......پاس جانا ہے۔" حالات واقعات کی چکی میں پسی ہوئی شجر سے تائی کا یہ انداز برداشت نہ ہو سکا تھا۔ وہ تو ویسے ہی بھوک، ڈر، خوف اور اب تک کئی خدشات سے لڑتے ہوئے اتنی نڈھال تھی کہ اسے اماں جی کی پرشفقت گود کی کمی کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔

"ہمم......اس وقت تمہیں جانا بھی وہیں چاہیے، ابھی تو کسی نے ناشتا بھی نہیں کیا، بڑی مشکل سے سب معمول کی طرف آئے ہیں تو صبح صبح میں ان سب کو یہ خبر نہیں دینا چاہتی......ابھی کچھ دیر وہیں اماں جی کے کمرے میں ہی رہنا۔" وہ اس کا بازو پکڑ کر اماں جی کے کمرے کی طرف لے جاتے ہوئے بولیں۔ کچن میں سدرہ بچی کے ساتھ مومنہ اور نجمہ تھیں اور آیت کو انہوں نے خود ہی ابھی جگایا نہ تھا۔ انہوں نے شکر کیا کہ ابھی جز وقتی ملازمہ کی آمد نہیں ہوئی تھی اور اماں جی جب سے شجر غائب ہوئی تھی اپنے کمرے سے نکلتی ہی نہ تھیں۔

"یا اللہ اب یہ مصیبت کیوں واپس آ گئی......اس کی آمد اب زیادہ دیر چھپنے والی نہیں، مجھے سب کو بتانا ہوگا، ویسے بھی بشرہ کے ابا نے آج پھر تھانے جانا ہے، مالک میری مدد فرما......موحد نے میری بات مانی ہوتی تو کل ان کو اسلام آباد بھجوا دیتی۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی منصوبے بناتی کچن کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

❁......❁......❁......❁

کمرے کا دروازہ آیت نے کھولا تھا۔

"کیسی ہو میری جان؟ خوش رہو، جیتی رہو......" شجر کو بھول کر وہ فی الحال آیت کو گلے لگائے کھڑی تھیں پھر آگے بڑھ کر انہوں نے کھڑکیوں سے پردے ہٹائے۔

"تم دونوں تیار ہو جاؤ میں ناشتہ بھجواتی ہوں......موحد واک کے لیے چلا گیا ہوگا نماز کے بعد......تم سے بہتر تو کوئی نہیں جانتا اس کی روٹین کو۔" وہ قصداً مسکراتی ہوئی اس کی طرف مڑیں۔

"جی آپ چلیں میں تیار ہوتی ہوں اور موحد تو رات یہاں سویا ہی نہیں۔" وہ تھوڑا سا رکی اور پھر آئینے کے سامنے

جا کر اپنے ریشمی بالوں پر کنگھا کرتے ہوئے بولی تو صفیہ تائی کے ماتھے پر سلوٹیں نمودار ہوئیں۔

''یہاں نہیں تھا تو پھر کہاں گیا؟ کہاں سویا وہ...... میں نے خود اسے کمرے کی طرف آتے دیکھا تھا۔'' وہ تشویش سے بولیں۔

''ہاں وہ آیا تو تمہارے کمرے میں، چند منٹ بہ مشکل ٹھہرا ہوگا۔ مجھے سونے کا کہہ کر اپنا تکیہ اٹھا کر چلا گیا تھا۔'' اس نے نارمل انداز میں کہا اور برش واپس سنگار میز پر رکھ کر ان کے قریب آ گئی۔

''آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں میں ہوں ناں...... سب دیکھ لوں گی۔ ابھی پہلے یہ سب کچھ قبول کرنا بہت مشکل ہوگا۔ ہمیں ایسی حالت میں اس کا خیال رکھنا ہے، اس کا ساتھ دینا ہے، وہ یہیں گھر میں ہی ہوگا، آپ کچھ بھی مت پوچھیے گا اس حوالے سے۔'' اس نے ہمیشہ کی طرح ان کو نئی راہ دکھائی تھی۔

''ٹھیک ہے...... مجھے تمہاری سمجھداری پر پہلے بھی کوئی شبہ نہیں تھا اور اب بھی یقین ہے کہ تم اپنی سمجھداری سے اسے اپنی طرف مائل کر لو گی۔'' وہ ایک طویل سانس کھینچتی ہوئی بولیں۔ آیت مسکرائی۔ صفیہ تائی کا ایک پل کو جی کیا کہ اسے شجر کی واپسی کا بتائیں مگر کچھ سوچ کر وہ اسے جلدی تیار ہونے کا کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی تھیں۔

❁......❁......❁......❁
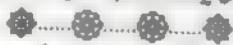
ناشتے کی میز پر سب ہی تھے۔ بہت دن بعد، حسب معمول جن خواتین کی ناشتہ بنانے کی باری تھی وہ ناشتہ بنا کر میز پر لگا چکی تھیں اور صفیہ تائی کی کوششوں سے آج وہ سب آ گئے تھے ورنہ ناشتہ تو بنتا ہی تھا...... کوئی کرتا تھا، کوئی نہیں۔ اماں جی تو اسی دن سے اپنے کمرے میں ہی رہتی تھیں وقت آ باد رہنے والا لاؤنج کی ویرانی کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا...... فجر بھی مومنہ کے پاس جا دھمکتی تو کبھی اماں جی کے پاس، مومنہ بہت مصروف رہنے لگی تھی کہ وہ گھرداری میں پوری طرح دل لگانے کی کوشش کر رہی تھی سو اس کی باری نہ بھی ہوتی کام کی پھر بھی سدرہ چچی، اماں جی، صفیہ تائی سب کو خوش کرنے میں لگی رہتی...... اماں جی افسردہ سی تسبیح کیے جاتیں یا خاموش لیٹی کچھ سوچتی نظر آتیں۔ ایسے میں فجر کو آج معمول کے مطابق سب کچھ دیکھ کر زرا ڈھارس ہوئی تھی۔ ہاں بھی سنوری آیت بہت بہت چہک رہی تھی۔ بار بار کھانے کی مختلف چیزیں اٹھا کر موحد کے آگے رکھتی وہ پتا نہیں خوش تھی یا خوش نظر آنے کی اداکاری کر رہی تھی۔ موحد بہت خاموش تھا۔

''آج تھانے چلنا ہے...... ایک ڈیڈ باڈی ملی ہے...... اس کی شناخت کے لیے بلایا ہے۔'' بڑے تایا جنہوں نے ناشتہ برائے نام کیا تھا۔ چائے کی پیالی پر نظر جمائے نہایت سنجیدگی سے بولے تو جو جہاں تھا وہیں تھم گیا تھا۔ فجر کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ اس نے اپنی بے ساختہ نکلنے والی چیخ کو منہ پر ہاتھ رکھ کر روکا تھا۔ مومنہ نے ہراساں ہو کر سب کو دیکھا۔ آیت کا چہرہ سپاٹ تھا جب کہ موحد کی سانسیں جیسے تھم گئی تھیں۔ سب کے تاثرات پڑھتی تائی صفیہ کے ماتھے پر سلوٹیں ابھر آئیں۔

''ایسے خوش قسمت ہم کبھی بھی نہیں رہے۔'' انہوں نے سر جھٹک کر کہا تو سب ہی اس غیر متوقع بات پر بری طرح چونکے۔

''مطلب کیا ہے اس بات کا؟'' بڑے تایا نے ناگواری سے اپنی نصف بہتر کو دیکھا۔

''مطلب یہ کہ......'' انہوں نے سب کو دیکھتے ہوئے اپنی بات میں ڈرامائی وقفہ دیا۔

''وہ واپس آ گئی ہے گھر۔''

''کون گھر آ گئی ہے؟'' بڑے تایا پہلے بیزاری سے بولے مگر پھر بجلی کی تیزی سے اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''کون گھر آ گئی ہے؟'' ان کے لہجے میں غصہ در آیا تھا۔

"وہی جو اس وقت بڑے غصے سے خط پھینک کے گئی تھی اور اب دکھادی ہوگی اس خبیث نے ہری جھنڈی تو آ گئی واپس، اماں جی کے کمرے میں ہے، پتا تو ہے کہ اب بھی جو جھوٹی سچی سنائے گی۔ سب یقین کریں گے، ان کی بھی بہت حمایتی ہیں اس کے اس گھر میں......" مگر صفیہ تائی کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی سوائے آیت کے وہ سب اماں جی کے کمرے کی طرف دوڑ پڑے تھے۔ آیت نے بے ساختہ صفیہ تائی کی طرف دیکھا گویا مدد طلب کررہی ہو دوسرا اس کو موحد کا سب سے پہلے اماں جی کے کمرے کی طرف جانا بری طرح کھلا تھا۔ وہ اب بھی اس کے دل میں پوری شان سے براجمان تھی آیت جانتی تھی مگر کیا ہوتا جو اس پل وہ ایک لمحہ کو رک کر نئی نویلی دلہن کے بارے میں ہی سوچ کر تھم جاتا...... سوچیں اور جذبات تو کیا ہی تھمتے جب وہ قدم ہی نہ روک پایا۔

"فکر مت کرو۔ اب وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔" آیت چونکی، صفیہ تائی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نرمی سے کہا۔

"آؤ چلیں...... اماں جی کے کمرے میں دیکھیں تو کیا کہتی ہے بے غیرت۔"

"آپ جائیں...... میں اس وقت اسے نہیں دیکھنا چاہتی۔" آیت ان سے بول کر اپنے کمرے میں چلی گئی، صفیہ تائی تاسف سے اس کی طرف اس وقت تک دیکھتی رہیں جب تک وہ ان کی نظروں سے اوجھل نہ ہوگئی پھر گہری سانس لے کر اماں جی کے کمرے کی طرف چل دی تھیں۔

❁......❁......❁......❁

"شش...... آہستہ بولو، شور مت کرو، بڑی مشکل سے سوئی ہے، نیند کی گولی دی ہے اسے۔" ان سب کو ایک ساتھ کمرے میں دیکھ کر اماں جی چونکی نہیں تھیں مگر سب کے منہ ایک لمحے کے لیے ضرور بند ہوگئے تھے۔ جو کئی سوال پوچھنے کے لیے کھلے تھے۔

"باہر چلو تم سب لوگ میں وہیں آرہی ہوں۔" انہوں نے سوئی ہوئی شجر پر چادر درست کی اور اپنی چپل پہنتے ہوئے بولیں۔ کچھ بولنے کی کوشش کرتے بڑے تایا نے لب بھینچ لیے۔ موحد کی پیاسی نظریں اس کے چہرے کا طواف کرنے لگیں۔ فجر اور مومنہ بے حد خوش جب کہ صفیہ تائی اور بڑے تایا کے علاوہ باقی سب لوگوں کے چہروں پر حیرانگی کا تاثر تھا، بہر حال اس گھر میں اماں جی کا حکم حرف آخر ہوتا تھا۔ سو سب ہی لاؤنج میں آکر بیٹھ گئے اور بے چینی سے اماں جی کا انتظار کرنے لگے۔ وہ بھی شاید یہ بات جانتی تھیں، اس لیے انہوں نے بھی آنے میں مزید تاخیر نہیں کی تھی۔

"مجھے معلوم ہے تم سب لوگ وہ سب کچھ جاننے کے لیے بے چین ہوگے جو مجھے شجر نے بتایا ہے۔" وہ بیٹھتے ہی بولیں۔

"مجھ پر تو اپنی بچی کو صحیح سلامت، باعزت واپس دیکھ کر سجدہ شکر واجب ہوگیا ہے۔ میں اس پاک ذات کا ہر سانس کے ساتھ شکر بجالاؤں تب بھی ناکافی ہے کہ اس نے ہماری عزت بھی رکھ لی اور میری بچی کی عزت بھی محفوظ رہی۔" ان کی تمہید پر صفیہ تائی نے باقاعدہ پہلو بدلا کہ اماں جی کے منہ سے ادا ہوتے الفاظ کے ساتھ ساتھ وہ موحد کے چہرے کا بدلتا رنگ اور کل رات ہونے والے اپنے فیصلے پر پچھتاوا محسوس کرسکتی تھیں۔

"تاہم جتنا وہ مجھے بتا پائی ہے اس سے مجھے تو یہی لگا ہے کہ وہ لوگ جو بھی تھے وہ کسی اور کے دھوکے میں ہماری بچی کو لے گئے تھے اور پتا چلنے پر کہ وہ مطلوبہ لڑکی نہیں ہے، اسے واپس چھوڑ گئے ہیں۔ اسے جہاں رکھا گیا وہاں سوائے ایک نقاب پوش کے نہ کوئی آیا نہ گیا۔ وہ بھی دن میں دو بار صرف کھانا دینے کے لیے آتا تھا اور شجر کے ہزار پوچھنے پر بھی اس نے کچھ نہیں بتایا کہ وہ کون ہے اور انہوں نے اسے کیوں اغوا کیا ہے؟ آج صبح اسی شخص نے کہا کہ وہ اسے واپس

چھوڑنے جارہا ہے اس لیے وہ کسی شور یا گڑبڑ سے گریز کرے۔ اس نے شجر کی آنکھوں پر پٹی باندھی اور یہاں سے تین اسٹاپ چھوڑ کر ایک سنسان جگہ پر چھوڑ گیا۔ اس کے پاس تو ٹیکسی کا کرایہ دینے کے بھی پیسے نہیں تھے۔ اپنی بیش قیمت انگوٹھی دے کر وہ ٹیکسی پر یہاں پہنچی ہے۔ میرے پروردگار کا لاکھ کرم ہے کہ ہماری بچی صحیح سلامت ہمارے پاس ہے مگر وہ ٹھیک نہیں ہے ابھی۔ اتنے دنوں کی پریشانی اور خوف نے اس کی ذہنی حالت عجیب کردی ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ گھر کا ہر فرد اس کی ہر ممکن دلجوئی کر کے اسے واپس زندگی کی طرف لانے میں میری مدد کرے گا۔ اس نے جو کچھ بتایا، میں نے لفظ بہ لفظ آپ سب کے گوش گزار کردیا۔ میری درخواست ہے کہ اس ناخوشگوار حادثے کا نہ اب اس گھر میں ذکر ہو نہ شجر کے سامنے......"

"پھر بھی اماں جی، کوئی نشانی، کوئی ایسا سراغ جو وہ بتا سکے تاکہ ہم ان ظالموں کو سزا دلوا سکیں تاکہ کل ہماری یا کسی کی بچی کے ساتھ ایسا کچھ نہ ہو، اس لیے اس سے تفصیلی بات کرنا ضروری ہے۔" بڑے تایا جو کچھ دیر قبل شجر کی خبر ملنے پر غصے میں تھے اب ذرا ڈھیلے پڑ کر بولے۔

"نہیں بیٹا...... ہمیں ہماری بچی سے مطلب ہے۔ وہ اب ہمارے پاس ہے، ہمیں کسی سے کوئی لینا دینا نہیں اور ویسے بھی جو لوگ ایسے کام کرتے ہیں وہ اپنے پیچھے کوئی سراغ نہیں چھوڑتے۔ تم اپنے دوست ڈی ایس پی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کو مناسب لفظوں میں بتا دینا۔" اماں جی کا انداز دوٹوک اور قطعی تھا۔

"اچھی کہانی ہے...... تو اس خط کا کیا ہوا جو وہ پھینک کر گئے تھے۔" صفیہ تائی نے طنزاً کہا۔

"بس کریں امی...... شجر کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ یقیناً سچ کہہ رہی ہے۔" موحد کے اس طرح کہنے پر صفیہ تائی جل ہی تو گئیں۔

"ہوسکتا ہے وہ خط بھی اسی لڑکی کے گھر والوں کے لیے چھوڑا گیا ہو جس کو وہ لوگ اصل میں اغوا کرنا چاہتے تھے اور غلطی سے ہماری شجر کو لے گئے، اماں جی ٹھیک کہہ رہی ہیں ہمارے لیے اہم یہ ہے کہ ہماری بہن بہ حفاظت، باعزت گھر واپس آگئی ہے، وہ بھی اس صورت جب باہر کسی کو پتا بھی نہیں چلا ورنہ برسوں میں بنی عزت لمحوں میں خاک ہوجاتی۔ اس بات کو یہیں دفن کردیں۔ لڑکی ذات سے جڑی معمولی سے معمولی بات بھی اس کی آنے والی زندگی میں بڑے بڑے مسائل پیدا کرسکتی ہے۔" ایان نے سنجیدگی سے کہا۔

"ایان ٹھیک کہہ رہا ہے۔ مالک شجر سمیت ہر بچی کا نیک نصیب کرے۔ اماں جی آپ نے صبح صرف چائے پی تھی۔ اب ناشتہ کرلینا چاہیے آپ کو۔" سدرہ چچی اٹھتے ہوئے بولیں۔ اماں جی نے پھیکا سا مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ سدرہ چچی موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے سومنہ اور فجر کو اماں جی کے ناشتے اور دوپہر کے کھانے کی ہدایات دیتے ہوئے باہر نکل گئیں۔

"ٹھیک ہے اماں جی پھر اجازت میں ڈی ایس پی صاحب سے مل کر آتا ہوں۔" ایان اور بڑے تایا بھی اجازت لیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اور جوان...... تمہاری چھٹی کب تک ہے؟" انہوں نے بالکل خاموش بیٹھے موحد سے پوچھا۔

"کل سے جوائن کرنا ہے۔" وہ نظریں جھکائے جھکائے بولا۔

"چلو پھر شام میں مل بیٹھ کر ولیمے کا پروگرام سیٹ کرلیتے ہیں۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ موحد نے اذیت سے آنکھیں میچیں۔ جس بات کو وہ قصداً بھلائے بیٹھا تھا، بڑے تایا نے وہ یاد دلا کر اسے جیسے برزخ میں دھکیل دیا تھا۔

"پہلے تو تم نے مزید چھٹیاں لینے اور دلہن کو کہیں لے جانے اور گھمانے سے منع کردیا کہ گھر میں پریشانی ہے......

اب جب پریشانی پتا نہیں گئی ہے یا آئی ہے، تم مزید چھٹیاں لو اور آیت کو کہیں لے کر جاؤ۔" صفیہ تائی "پریشانی" پر زور دے کر کہتی ہوئی اس کے پاس آئیں۔

"مت بھولو کہ تم اب ایک گھر بار والے ہو اور ابھی تمہاری شادی کو صرف ایک دن ہوا ہے، جاؤ اپنے کمرے میں اور گھر کے مسئلے مسائل ہمارے لیے چھوڑ دو۔" وہ مزید اس کو وہاں بیٹھا رہنے نہیں دینا چاہتی تھیں۔

"تمہاری ماں ٹھیک کہہ رہی ہے میرے بچے جاؤ اپنے کمرے میں تھوڑا آرام کرلو۔" اماں جی شفقت سے بولیں، موحد نے زخمی نظروں سے ان کو دیکھا اور بادل نخواستہ اٹھ گیا۔ اس کے جانے کے بعد اماں جی نے ایک طویل سانس لی۔ ایان اٹھ کر ان کے قریب آیا اور بالکل پاس بیٹھ گیا۔

"آپ خود ہی تو کہتی ہیں کہ سب کچھ ویسے ہوتا ہے جیسے ہماری تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے، وہ مالک کائنات جانتا ہے کہ کب، کیسے، کیا کرنا ہے اور کس کے ساتھ کرنا ہے۔ اسی میں ہی اس کی کوئی حکمت اور مصلحت چھپی ہوتی ہے...... آپ کو دونوں طرف کا محاذ سنبھالنا ہے، موحد کو بھی سمجھانا ہے اور شجر کو بھی، حقیقت فیس کرنے کی ہمت دینی ہے۔"

"شکریہ میرے بچے، مجھے اس وقت ایسی ہی کسی ڈھارس کی ضرورت تھی۔ دعا کرنا کہ میں اس آزمائش میں پوری اتروں اور اپنے بچوں کو ان کی دلی خوشی کے ساتھ زندگی گزارتا دیکھوں، بشرہ کو فون کر کے بتا دو، وہ وہاں پریشان بیٹھی ہے۔ شوہر کو اس حال میں چھوڑ کر روز روز آنا ممکن نہیں مگر میں جانتی ہوں کہ اس کا دل ہر وقت یہاں کے مسئلے، مسائل میں اٹکا رہتا ہے۔ میں ذرا شجر کو دیکھ لوں۔" وہ اٹھتے ہوئے بولیں تو ایان سر اثبات میں ہلا کر رہ گیا۔

"شکر میرے مالک...... مشکل سے مشکل دنوں میں بھی اچھی خبر دے کر تو اس منجمد زندگی کے جمود کو توڑ دیتا ہے۔ بے شک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔" دوسری طرف مومنہ سے شجر کی واپسی کی خبر سن کر بشرہ نے بے ساختہ شکر ادا کیا۔

"وہ کیسی ہے مومنہ...... ٹھیک تو ہے ناں؟" اس نے بے تابی سے پوچھا، دوسری طرف مومنہ نے صبح کا سارا واقع من وعن کہہ سنایا، اس کا آنا...... اماں جی کا سب کو بلا کر اس بارے میں بات کرنا اور یہ کہ ابھی ان میں سے کسی کی شجر سے بات نہیں ہو پائی ہے کہ اماں جی نے اسے سکون کی دوا دے کر سلا دیا تھا اور اب وہ پہلی فرصت میں اماں جی کی ہدایت کے پیش نظر اس کو بتا رہی تھی۔

"کیا ہوتا مومنہ اگر گھر والوں نے موحد کی نکاح میں جلدی نہ کی ہوتی، شجر کو پتا چلے گا تو کیا گزرے گی اس پر اور موحد کی حالت تو تم نے مجھے بتائی ہی ہے۔" وہ یاسیت سے بولی۔

"کس انسان کی قسمت اس کو اگلے لمحے کیا دکھانے والی ہے اگر قبل از وقت پتا چل جائے تو وہ انسان ناخوشگوار لمحوں کو اپنی زندگی میں آنے ہی نہ دے اور کچھ تدبیر کرے...... ان کی قسمت میں بھی یہی لکھ دیا گیا ہوگا...... آپ کی امی کی خواہش ہے کہ کل یا پرسوں موحد کے ولیمہ کی تقریب رکھی جائے اور اس کے بعد موحد اور آیت کہیں گھومنے چلے جائیں۔"

"ان حالات میں یہی بہتر ہوگا شاید۔" مومنہ کی بات سن کر وہ طویل سانس لیتی ہوئی بولی۔

"گھر میں سب کیسے ہیں؟ اماں جہاں کی طبیعت اب کیسی ہے اور عبدالحنان بھائی کا آپریشن کب تک متوقع ہے؟"

"دعا کرو مومنہ...... ایک کے بعد ایک امتحان دونوں گھروں کو درپیش ہیں، پتا نہیں ہمارے گناہوں کی سزا ہے یہ یا اللہ ہمارا ظرف آزما رہا ہے۔ اماں جہاں کی حالت دن بدن بگڑ رہی ہے۔ عبدالحنان ہیں تو اپنے علاج کے حوالے سے

عجیب سے رویے کا مظاہرہ کررہے ہیں جیسے اپنی زندگی میں کچھ بھی اچھا ہونے کی امید کو اب کھو بیٹھے ہوں...... نہ میری بات پر توجہ دیتے ہیں نہ ڈاکٹر سے تعاون پر آمادہ ہیں...... وہ تو آپریشن کے لیے بھی رضامند مشکل سے ہوئے ہیں وہ بھی اماں جہاں کے اصرار پر مگر ٹانگ کا زخم ابھی آپریشن کی اجازت کا متحمل نہیں...... ہاں ان مشکل بھرے دنوں میں تازہ ہوا کے جھونکے کی مانند یہ خبر بھی ہے کہ آمنہ کی شادی متوقع ہے بالکل قریبی دنوں میں۔" یاسیت سے بولتے ہوئے آخر میں اس نے اپنا لہجہ قصداً خوشگوار بنایا۔

"ارے واہ...... بہت اچھی خبر ہے یہ تو، کہاں اور کس سے؟" مومنہ نے خوش ہوکر پوچھا۔

"تفصیل تو مجھے نہیں پتا مومنہ، تم جانتی تو ہو کہ دونوں گھروں کے ماحول میں زمین آسمان کا فرق ہے، اماں جی کے گھر ہر عام و خاص بات ہر فرد کو بتا کر اور پوچھ کر کی جاتی ہے وہاں رہتے ہوئے تمہیں اندازہ ہوگیا ہوگا اور یہاں کا ماحول بھی مجھ سے بہتر جانتی ہو کہ ضروری سے ضروری بات بھی عین وقت پر پتا چلتی ہے خواہ وہ اسی متعلقہ شخص کے حوالے سے کیوں نہ ہو...... رات سلطانہ تائی ہمارے کمرے میں آئی تھیں تو عبدالحنان کو بتایا کہ اماں جہاں یہ رشتہ بہت دن پہلے طے کرچکی تھیں۔ وہ تو حالات ایسے ہوگئے کہ فوری شادی کا نہ سوچا جاسکا مگر اب لڑکے والوں کا سادگی سے رخصتی کا تقاضا ہے اور تایا جان اور اماں جہاں بھی یہی چاہتے ہیں۔"

"چلیں جہاں اور جس سے بھی ہو...... پاک پروردگار اس کا نیک نصیب کرے اور اسے ازدواجی زندگی کا سکھ اور دونوں جہاں کی خوشیاں عطا فرمائے۔"

"آمین...... کل عبدالحنان کا ڈاکٹر کے پاس وزٹ ہے، کوشش کروں گی اسی دوران اماں جی کے پاس چکر لگاؤں اور شجر سے بھی مل لوں...... اڑ کر آنے کو دل کررہا ہے اس وقت مگر عبدالحنان کی طبیعت اور اماں جہاں کی حالت، مناسب نہیں لگتا کہ سلطانہ تائی اور آمنہ کے سر ساری ذمہ داری سونپ کر خود میکے کے لیے نکل جاؤں۔"

"ٹھیک کہا آپ نے شجرہ، یقیناً آپ کی سوچ بہت اچھی ہے، اماں جہاں کے گھر میں آپ جیسی معاملہ فہم اور سلجھی ہوئی سوچ والی بہو کی ضرورت تھی، اللہ پاک آپ کے اور ہمارے گھر کی مشکلات آسان فرمائے...... میں انتظار کروں گی آپ کا۔" مومنہ نے چند ہی جملوں کے بعد کال منقطع کردی۔ حسن، شجرہ کی درخواست کے پیش نظر اب ہفتے میں ایک چکر عبدالحنان کے پاس لگالیا کرتا تھا اور اس کی آمد واقعی عبدالحنان کے موڈ پر اچھا خاصا خوشگوار اثر ڈالتی تھی۔ اس وقت بھی وہ دونوں بیٹھک میں تھے۔ شجرہ موبائل رکھ کر سلطانہ تائی کے پاس کچن میں مدد کی غرض سی آ گئی تھی۔

❁......❁......❁......❁

"موحد...... مجھے گھر آئے پورا ایک دن گزر گیا اور تم اب آرہے ہو اور میں...... مجھے تو گزرے ان تین دنوں میں پتا چلا کہ میں تم سب سے، اس گھر سے، یہاں بسنے والوں سے کتنی محبت کرتی ہوں۔" جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا تجر بھاگ کر اس تک پہنچی اور بے تابی سے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے تھے۔ موحد کا دل کٹ کر رہ گیا اور اماں جی نے بے ساختہ آنکھیں چرالی تھیں۔

"اور تو اور مجھے تائی جان کی ڈانٹ تک یاد آئی تھی، اماں جی کی شفقت بھری گود، فجر سے لڑائی، تایا جان کی پیار بھری نصیحت کا ایک ایک پل میرے لیے ان مشکل حالات میں نجات کا ذریعہ تھا۔" اس کا ہاتھ پکڑے وہ اسے صوفے تک لے آئی۔ اسے بٹھا کر خود وہ اس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔ موحد مسمرائز سا کھنچا چلا آیا تھا۔

"پتا ہے موحد...... اتنا بڑا حادثہ ہوگیا میرے ساتھ پھر بھی...... پھر بھی مجھے اپنے اللہ پر پورا بھروسا تھا کہ وہ مجھے محفوظ رکھے گا۔ اس نے زندگی میں کبھی میرے ساتھ برا نہیں کیا تو وہ اتنے بڑے امتحان سے مجھے نہیں گزارے گا، مجھے یقین

تھا پھر تم سب کی محبتوں کا مان تھا میرے پاس کہ جو کچھ بھی ہو جائے زندگی کے ہر دکھ سکھ میں میرے اپنے میرے ساتھ کھڑے ہوں گے اور دیکھ لو میرے اللہ نے میرا گمان نہیں توڑا۔ میری امید قائم رکھی۔"

"شجر......" اماں جی نے بے ساختہ اسے ٹوکا۔

"جی اماں جی۔" وہ بے ساختہ ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"بیٹا اب تم گھر آ گئی ہو مالک کے کرم سے، تم بھی ہو اور اس گھر کے مکین بھی تو یہ سب باتیں تو چلتی رہیں گی تمہارا کھانا مومنہ رکھ کر گئی ہے، ٹھنڈا ہو رہا ہے پہلے کھا لو پھر بات کر لینا۔"

"بس اماں جی، آپ سب سے ملنے کی خوشی اتنی ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا...... آؤ موحد اکٹھے کھانا کھائیں۔ کتنے دن سے کچھ کھایا ہی نہیں سوائے پانی کے چند گھونٹ حلق میں اتارے ہیں، پھر باہر چل کے سب سے ملتے ہیں، اس حادثے نے میرا پیار سب کے لیے جیسا دگنا کر دیا ہے۔ میں سب کو دیکھنا چاہتی ہوں...... بات کرنا چاہتی ہوں۔" وہ ایک بار پھر موحد کو صوفے سے ہاتھ پکڑ کر اٹھاتی اپنے ساتھ اماں جی کے پاس بیڈ پہ آ گئی۔ جہاں ابھی کچھ دیر قبل ہی مومنہ کھانے کی ٹرے رکھ گئی تھی۔ اماں جی کے دل سے بے ساختہ نکلا۔

"مالک...... یہ کیسی آزمائش ہے؟ میں اس میں سے کیسے گزروں گی، کیسے بتاؤں شجر کو موحد اور آیت کی شادی کے بارے میں۔" موحد کا بجھا بجھا، تاریک چہرہ الگ ان کا دل چیر رہا تھا۔

"تمہارا منہ کیوں پھولا ہوا ہے؟ کیا میں یہ سمجھوں کہ تمہیں میرے آنے کی ذرا بھی خوشی نہیں ہوئی۔" اس کی مسلسل چپ پہ وہ چہک کر بولی تو موحد نے بے اختیار ایک طویل سانس لی۔ ایک نظر اماں جی کو دیکھا اور اس سے مخاطب ہوا۔

"ایسی کوئی بات نہیں، تمہارے واپس آنے سے ہم سب بہت خوش ہیں...... بعض دفعہ ہماری ضد ہمیں بہت سی مشکلات سے ہم کنار کراتی ہے، ہو سکتا ہے تم اس دن پارلر نہ جاتیں تو شاید یہ سب کچھ نہ ہوا ہوتا۔" وہ عجیب سے انداز میں بولا۔ شجر کا نوالے کی طرف بڑھتا ہاتھ وہیں رک گیا۔

"نہیں بیٹا...... ایسا نہیں ہوتا تو ویسا ہو جاتا، یہ سب تو ہم انسانوں کے اپنے دل کی تسلی کے لیے حیلے بہانے ہیں، ورنہ ہونا تو وہی ہوتا ہے جو کاتب تقدیر درج کر چکا ہوتا ہے۔" اماں جی نے یاسیت سے کہا۔

"لیکن موحد کو میری کسی بات پر اعتراض نہ ہو، ایسا تو ہونا ناممکن ہے، اب یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اپنی زندگی کے سب سے خوب صورت اور سب سے اہم دن پر میں تجربہ آیت سے لیپا پوتی کرا لیتی جن کو ابھی تک خود لپ اسٹک لگانا تک نہیں آتی، وہ تو کم بخت نہ جانے کس کو اٹھانے آئے تھے اور کسی اور کی غلطی فہمی میں مجھے اٹھا کے لے گئے اور ہمارا سارا پروگرام اور پلاننگز چوپٹ کر دیں۔ چلو اس بار تمہاری مان کر تمہیں خوش کر دوں گی اور گھر پر ہی تیار ہو جاؤں گی اپنی کسی فرینڈ کو بلا کر...... اب یہ لٹکا ہوا منہ ٹھیک کرو اور کھانا کھاؤ میرے ساتھ ذرا اچھے نہیں لگ رہے۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں بولی تو موحد نے خود پر بہ مشکل ضبط کیا۔

"میں کھا چکا ہوں، تم کھاؤ...... باقی باتیں بعد میں۔" اس کے بعد وہ رکا نہیں تھا کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔

"اس کو کیا ہوا اماں جی؟ اب مقررہ تاریخ پر اس کی شادی نہیں ہوئی تو میری بھی تو نہیں ہوئی ناں، میں کوئی رو رہی ہوں اس کی طرح، حالانکہ کتنے مشکل حالات سے گزر کے آئی ہوں میں...... آج نہیں تو کل ہو جائے گی شادی بھی۔" وہ اسی مگن انداز میں پوری رغبت سے کھانا کھاتے ہوئے اماں جی سے موحد کے گم صم رویے کا شکوہ کر رہی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁
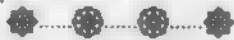
"مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔" کچھ دیر ان کے پاس بیٹھنے اور ان کی طبیعت کچھ بہتر دیکھ کر اس نے

کچھ سوچ کر کہا۔

"اس ایک بات کے علاوہ جو میں سننا نہیں چاہتی ہر بات کر سکتے ہو تمہاری اس بات پر میرا جواب جو کل تھا وہ آج ہے، میں گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی کو بہو نہیں بنا سکتی نہ ہی میری زندگی میں وہ اس گھر کی دہلیز پار کر سکتی ہے۔" ان کا لہجہ دو ٹوک اور ناراضی سے بھرپور تھا۔

"ٹھیک ہے..... اپنا بہت خیال رکھیے گا۔ مجھے یہی ضروری بات کرنی تھی بس۔" وہ پھیکا سا مسکرا کر اٹھا اور ان کے ہاتھ کا بوسہ لے کر باہر نکل گیا۔ عنایت بی نے بے ساختہ گہری سانس لے کر دل ہی دل میں اس آوارہ لڑکی سے بیٹے کی جان کے چھٹکارے کی دعا کی۔ وہ ہونٹ چباتا ہوا کچن میں ناعمہ کے پاس چلا آیا۔

"کیا ہوا..... کیا کہا اماں نے؟" چولہا بند کرتے ہوئے اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"بات شروع ہونے سے پہلے ہی ختم کردی۔" وہ افسردگی سے بولا۔

"پھر اب کیا کرو گے۔"

"آنے والے جمعہ کو رخصتی کا دن طے ہوا ہے بھابی آمنہ کے گھر والوں کے بھی اپنے مسائل ہیں وہ بھی جلد از جلد رخصتی چاہتے ہیں..... یہاں اماں بھی اپنی ضد پر اڑی ہیں اور اس کو کسی طور یہاں لانے کے لیے راضی نہیں ہیں۔ ابھی تو ایک دوست سے کرائے کے مکان کے لیے بات کی ہے پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ آپ تو ساتھ چل رہی ہیں ناں رخصتی والے دن۔"

"ضرور چلوں گی..... اگرچہ میرے اس قدم سے میرا اپنا گھر داؤ پر لگ سکتا ہے مگر میں جانتی ہوں نہ تمہاری نیت غلط تھی نہ ارادہ..... بس اماں نے اس بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنالیا ہے اور تمہیں اپنے بھائی کا تو پتا ہی ہے وہ وہی سننا اور دیکھنا پسند کرتے ہیں جو اماں چاہتی ہیں مگر فکر مت کرو، اگر تمہارے ارادے نیک ہیں تو ایک نہ ایک دن وہ مان جائیں گی۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"شکریہ بھابی..... آپ نے مجھے کبھی بہن کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ مجھے اب پتا چل رہا ہے کہ آپ کے مشکل دنوں میں کسی کے تسلی بھرے الفاظ اور پر شفقت لہجہ آپ کو کتنا مضبوط کردیتا ہے۔"

"ارے میرے بھائی، شرمندہ مت کرو، میں نے تو تمہارے بھائی کو بھی قائل کرنے کی بہت کوشش کی۔ بس میں تو اس لڑکی کے لیے پریشان تھی جو ساری کشتیاں جلا کر تمہارے ساتھ یہاں تک آئی اور میں نہیں چاہتی تھی کہ اماں کی جذباتی باتوں اور ضد کے بعد تم اس کا ساتھ چھوڑ دو۔"

"ناعمہ....." عنایت بی کی آواز آتے ہی ناعمہ جی اماں آئی کہتی کچن سے باہر چلی گئی اور اس کو بھابی کی باتوں سے ایک بار پھر جذباتی سہارا ملا تھا اور اماں کے مایوس کن رویے کے بعد اس نے خود کو ایک بار پھر مضبوط تصور کیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

"تائی جان..... میری پیاری تائی جان....." ان کو دیکھ کر وہ بھاگ کر آتی بے تابی سے ان سے آن لپٹی کہ ایک پل کو صفیہ تائی خود ساکت رہ گئیں۔

"میں تو جانتی ہی نہیں تھی کہ میں آپ سے اتنی محبت کرتی ہوں کہ گزرے ان تین دنوں میں آپ کا کہا گیا ایک ایک لفظ یاد کیا میں نے اور ہر پل خود سے وعدہ کیا کہ بس شجر بہت ستالیا تائی جان کو..... اب جیسا وہ کہیں ویسا ہی کرنا ہے۔" وہ ان سے الگ ہوتی ہوئی بولی۔

"جیتی رہو۔" بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا۔

"یشعرہ کیسی ہیں آپ؟ اور ہمارے دولہا بھائی......" خوشی سے چہکتی ہوئی وہ اب صفیہ تائی کے پیچھے آنے والی یشعرہ سے مل رہی تھی مگر نہ جانے کیا ہوا کہ یشعرہ اس کے گلے لگتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"ارے ارے...... یشعرہ ڈیئر لگتا ہے مجھے اس گھر میں سب سے زیادہ مس آپ نے کیا...... مجھے دیکھیں کیسے اتنے بڑے حادثے کو کول گیوں والے گھٹے پانی کی طرح خوشی خوشی پی کر آپ کے سامنے کھڑی مسکرا رہی ہوں۔ وہ سب میرے لیے بھی بہت ڈراؤنا، بہت خوفناک اور جان لیوا تھا۔ میں اتنا روئی کہ اپنی پوری زندگی میں نہیں روئی ہوں گی مگر میرے اس آزمائش سے گزر جانے کی خوشی اس مشکل پر حاوی ہوگئی ہے۔ میں وہ سب بھول جانا چاہتی ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ آپ سب بھی مجھے وہ سب بھولنے میں میری مدد کریں۔" اس کے تسلی دینے پر یشعرہ نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے سر ہلایا۔

"یہ بتاؤ تم کیسی ہو؟ تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں دی ناں انہوں نے...... تمہارا رونا اور ہماری دعائیں ہی پروردگار کی بارگاہ میں قبولیت پا گئیں...... واقعی ہمیں وہ ناخوشگوار دن بھول کر اس احساس سے خوش ہونے کی ضرورت ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہو، ہمارے پاس ہو۔" یشعرہ قصداً مسکرائی۔

"ویسے اماں جی، میری ہمیشہ سے خواہش تھی کہ میری شادی بڑی دھماکہ کی دار قسم کی ہو، کچھ یادگار، ہلا گلا، ایڈونچر ایسا ہو جو ہمیشہ یاد رہ جانے والا ہو، دیکھیں تو کیسا ایڈونچر ہو گیا مگر میں خود اس ایڈونچر میں بری طرح پھنس گئی، کاش کہ میں نے جس طرح آپ سب کو یاد کیا، پل پل سب کی محبت کو محسوس کیا، میں ان احساسات کو دیکھ اور محسوس کر سکتی جب آپ سب کو میرے اغواء کی خبر ملی ہوگی۔"

"تم اور تمہاری یہ عجیب حسرتیں...... دشمن پر بھی وہ قیامت خیز گھڑیاں نہ گزریں، جو تمہاری غیر موجودگی میں ہم پر گزریں۔" یشعرہ عجیب سے انداز میں بولیں، اماں جی بھی اس کی بے تکی بات پر سر جھٹک کر رہ گئیں۔

"مومنہ اور تحریم تو بھاگتے دوڑتے مجھ سے دو تین بار مل گئی ہیں کہ آج کچن میں سعدیہ چچی کے ساتھ ان کی باری ہے مگر بیا آیت محترمہ کدھر گم ہیں، ایک بار بھی نہیں آئی، ماموں کے گھر تو نہیں گئی ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے ملنے نہ آئی۔" اس نے روئے سخن صفیہ تائی کی طرف موڑا جو اماں جی کے پاس بیڈ پر ان کے بالکل سامنے سر جھکائے خاموش بیٹھی تھیں۔ جب کہ وہ اور یشعرہ صوفہ پر تھیں، صفیہ تائی نے فیصلہ کن انداز میں سر اوپر اٹھایا، اماں جی کا دل ایک لمحے کو ڈوب کر ابھرا تھا۔

"اماں جی نے لگتا ہے تمہیں کچھ بھی نہیں بتایا؟" انہوں نے ایک نظر اماں جی پر ڈال کر گردن موڑ کر شجر سے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا تائی جان...... کیا نہیں بتایا اماں جی نے مجھے؟" وہ ناسمجھی سے ان کو دیکھ کر بولی۔ اماں جی ملتجی نظروں سے صفیہ تائی کو دیکھ رہی تھیں اور یشعرہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ شجر کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا تھا۔

"جو لوگ تمہیں اغواء کر کے لے گئے تھے، انہوں نے گھر والوں یعنی ہمارے لیے ایک تحریر بھی چھوڑی تھی۔" پھر انہوں نے من وعن وہ تحریر اسی انداز میں سنا دی۔ شجر اب بھی کچھ نہ سمجھی تھی۔

"کچھ عرصہ پہلے تک تمہارے نام پر نامعلوم خط اور تحائف کا سلسلہ چلتا رہا تھا، اب ہم نے اگر یہ سمجھا کہ یہ سب تمہاری ایما پر ہوا ہے تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے، سوکل شادی کے مقررہ دن پر جب لوگوں کی طرف سے باز پرس ہونے لگی بارات کے فنکشن کے حوالے سے کہ مایوں کا فنکشن ہمیں اماں جی کی طبیعت خرابی کا بہانہ بنا کر ملتوی کرنا پڑا تھا۔ بارات کے لیے کیا کرتے، کہاں جاتے گھر کی بات گھر میں رہ جائے اور تمہارے اس طرح چلے جانے کا شبہ بھی

کسی کو نہ جلنے پائے ہم نے چند قریبی لوگوں کی موجودگی میں موحد اور آیت کا نکاح کر دیا اب تم آ گئی ہو تو اس حقیقت کو جتنی جلدی ممکن ہو قبول کرلو، تمہارے لیے بھی اچھا ہوگا اور ہمارے لیے بھی...... کل شام تک ان دونوں کا ولیمہ متوقع ہے۔ امید ہے کہ تم کھلے دل سے یہ سب قبول کرو گی۔" بہت آرام سے یہ سب کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"امید ہے کہ تم اب اس بات کا خیال رکھو گی کہ موحد اب شادی شدہ ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے تم پر یہ دن تمہاری بے وقوفیوں اور بے تکی خواہشات کی وجہ سے آیا ہے اور انسان اپنی غلطیوں سے ہی سیکھتا ہے اور جو نہیں سیکھتا وہ پھر زندگی کے سفر میں خالی ہاتھ رہ جاتا ہے۔" انہوں نے اس کے پاس آ کر نصیحت کی۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور جیسے آئی تھیں ویسے ہی چلی بھی گئیں۔ شفرہ میں اس وقت شجر کا سفید پڑتا چہرہ دیکھنے کی بالکل ہمت نہیں تھی مگر اس نے اپنے ہاتھ میں دبے اس کے ہاتھ کو سرد پڑتا محسوس کیا تھا۔

"اماں جی......" کافی دیر بعد اس کے منہ سے سرگوشی کی صورت نکلا پھر اس کا سر لڑھک کر شفرہ کے کندھے سے ٹک گیا۔ اتنے بڑے حادثے کے بعد مضبوطی سے قدم جمائے رکھنے والی شجر زندگی کا یہ زوردار دھکا سہہ نہیں پائی تھی۔

"شجر...... میری بچے۔" اماں جی کی آنکھوں سے درد آنسوؤں کی صورت بہہ نکلا تھا۔

❁......❁......❁......❁

"یہ مجھ سے کیا ہوگیا؟" بالوں میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کو پھنسائے وہ اذیت کی انتہا پر تھا۔

"اس کا چہرہ، اس کا لہجہ، اس کی باتیں سب چیخ چیخ کر کہہ رہے تھیں کہ وہ سچ کہہ رہی ہے۔ وہ آج بھی ویسی ہی سادہ اور معصوم ہے جیسی کل تھی...... اوہ اماں آپ نے اپنی ممتا کا کیسا خراج وصول کیا مجھ سے کہ تین زندگیاں برباد کردیں...... کیوں میں ایک کاغذ کے ٹکڑے پر لکھی جھوٹی تحریر کے بہکاوے میں آ گیا۔" اس کے سامنے ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا اور اس کے اندر بھی جس میں سوالات کا ایک تلاطم برپا تھا۔

"جب اسے پتا چلے گا تو وہ تو شاید مر ہی جائے گی...... اس کو تو اس گھر سے اتنا لاڈ اتنا پیار ملا کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتی کہ اس کے پیچھے وہی اس پر جان نچھاور کرنے والے اس کے پیارے اس کے دل کی دنیا اجاڑ دیں گے، میرے اللہ......" اس نے شجر کی اس تکلیف کو پوری شدت سے محسوس کیا تھا۔

"کیا اب پوری زندگی ایسے ہی گھسٹتے اور تڑپتے گزرے گی۔" اس سوچ کے آتے ہی وہ اضطراری طور پر کھڑا ہوگیا۔ اس کا دل کیا کہ ہمیشہ کے لیے خود کو سمندر کی گہرائیوں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لیے پرسکون ہو جائے کیونکہ آگے جو زندگی وہ جینے والا تھا، اس کے سامنے موت اسے ایک آسان رستہ لگ رہی تھی۔

❁......❁......❁......❁

وہ ان کے سینے پر سوار تھی...... اس کے بوجھ سے زیادہ ان کا دم اس کے ہاتھ میں موجود بوتل تھی جس میں سے سرخ رنگ کا مشروب وہ ان کے منہ میں زبردستی انڈیلنے والی تھی۔ خوف سے ان کی آنکھیں پھٹ گئیں اور سانس کہیں حلق میں دب کر رہ گئی تھی۔

"اس مشروب کو جانتی ہیں ناں آپ...... آپ سے زیادہ بھلا کون جانتا ہوگا اس قاتل زہر کو جسے پلا کر آپ لمحوں میں ہنستے کھیلتے لوگوں کو اذیت ناک موت کی بھٹی میں دھکیل دیتی ہیں۔" وہ عجیب طرح سے مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ اسے روکنا چاہ رہی تھیں مگر ان کی آواز ان کا ساتھ دینے سے قاصر تھی۔ وہ کہنا چاہتی تھیں کہ وہ ان کے اوپر سے ہٹ جائے پر زبان تھی کہ ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

"اگر میں ایسا نہ کروں تو آپ کو کیسے پتا چلے گا کہ اس موت کی تکلیف کیسی ہوتی ہے جو زبردستی کسی پر مسلط کردی

جائے۔" اس نے مزہ لینے والے انداز میں کہا پھر مسلسل ان کی طرف دیکھتے ہوئے اس بوتل کا ڈھکن کھول کر بوتل کو ان کے لبوں سے لگادی۔ انہوں نے ہونٹ بھینچ لیے۔ وہ مشروب ان کے بند ہونٹوں سے پھسلتا ہوا گردن تک چلا گیا۔ انہوں نے نفی میں سر ہلا کر گویا اس سے آنکھوں ہی آنکھوں میں التجا کرنے کی کوشش کی تھی۔ بے بسی ہی بے بسی کا عالم تھا جس نے ان کی آنکھوں کو پانی سے بھر دیا تھا۔

اس نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر ان کے دونوں گالوں کو زور سے بھینچا۔ درد سے ان کی آہ نکل گئی۔ اگلے پل وہ گاڑھا سرخ محلول ان کے حلق میں اتر گیا تھا۔ زہر کی طرح کڑوا وہ سیال ان کی زبان کے ساتھ ساتھ حلق کو بھی جلا رہا تھا...... یقیناً وہ جہاں جہاں سے گزر رہا تھا وہاں وہاں ان کو آگ بھڑکتی محسوس ہورہی تھی۔ اب وہ ان کے سینے سے اتر کر بالکل پاس بیٹھی ان کی تکلیف کا مزہ لیتے ہوئے مسکرا رہی تھی...... انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی گردن پر رکھ کر اس اذیت کو روکنا چاہا ان کی آنکھیں باہر کو ابل آئیں۔ وہ اپنی موت کی اس تکلیف کو پوری شدت سے محسوس کررہی تھیں۔ وہ جان کنی کے عالم میں تھیں۔

"سنتھیا......" ان کے منہ سے نکلا اور اس کے ساتھ ہی ان کی آنکھ کھل گئی۔ پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ یقیناً وہ خواب دیکھ رہی تھیں مگر بیدار ہونے کے بعد ان کی کیفیت وہی تھی۔ ان کی تکلیف ویسی تھی جیسی انہوں نے ابھی خواب میں برداشت کی تھی۔ قدرتی نیند تو عرصہ ہوا، خواب ہوگئی تھی۔ دوائیوں کے ذریعے آنے والی مصنوعی نیند میں بھی وہ کچھ عرصہ سے ان کے ہمراہ تھی۔ ہر بار وہ ان کی اذیت ناک موت کا نیا طریقہ سوچ کر آتی تھی۔ گلے کو مسلتے ہوئے وہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

"بس میری شروع سے ہی خواہش تھی کہ اپنی مرحومہ بہن کی بچی کو ہمیشہ اپنے پاس رکھوں اور پھر میرے مالک کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے یہ دن دکھایا...... جہاں تک بات ہے شجر کی وہ بھی ہماری اپنی بچی ہے۔ اس کا بھی ان شاء اللہ اچھا ہی ہوگا جو ہوگا۔ آپ چلیں ناں دلہن دلہا کے ساتھ تصویریں بنوالیں اور کھانا تو ٹھیک طرح سے کھایا ناں آپ نے؟" وہ صفیہ تائی تھیں جو موحد کے ولیمے میں خاندان کے لوگوں کو مطمئن کرتی پھر رہی تھیں کیونکہ جو قریبی تھے وہ تو سب بچیوں سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ موحد کی شادی شجر کے ساتھ ہورہی تھی۔ مایوں کا فنکشن اماں جی کی طبیعت کی وجہ سے ملتوی ہوگیا تھا۔ اسی وجہ سے رخصتی سادگی سے کی گئی تھی۔ اور پھر ولیمہ میں سب کو بلایا گیا تھا مگر شجر کی جگہ آیت کو دلہن بنے بیٹھا دیکھ کر کھد بد تو سب کو ہی لگی تھی۔ اماں جی بہت چپ چاپ اور نڈھال سی تھیں اور ولیمے میں شرکت بھی برائے نام کرپائی تھیں، یوں خاندان والوں کے نزدیک ایک بات تو سچ ثابت ہوگئی تھی کہ اماں جی واقعی بیمار تھیں، کچھ ایسے ہی سوالات کے جوابات سدرہ چچی اور خاندان کے دوسرے افراد کو بھی لوگوں کو دینے پڑ رہے تھے مگر وہ سب یہ بات جانتے تھے کہ لوگ بس کچھ دیر ہی ایک موضوع پر بات کریں گے پھر بات کو اپنے مطلب کے معانی پہنا دیں گے سو گھر کا ہر فرد تحمل سے ہی لوگوں کے سوالات کے جوابات دے رہا تھا اور واقعی لوگ مطمئن ہوئے یا نہیں، اب سب کھانے کی طرف متوجہ تھے۔

"یہ...... یہ آیت کیسے یہاں؟ شجر کی شادی نہیں تھی؟ اور شجر نظر بھی نہیں آرہی...... مومنہ اور بشرہ بھابی بھی بہت مصروف ہیں، ان سے پوچھیں کہ کیا معاملہ ہے یہ؟" کچھ ایسی ہی حیرت کا اظہار آمنہ کی طرف سے بھی ہوا تھا جو سلطانہ تائی کے ساتھ ابھی ابھی ولیمے کی تقریب میں پہنچی تھی۔

"بیٹوں کی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش میں ماں باپ بے چارے کیا کیا نہیں کرتے۔ کیا کچھ نہیں دیکھنا اور سہنا

پڑتا ان کو..... اب تو کسی بات سے حیرت ہی نہیں ہوتی۔ بس وہ مالک مہربان، ہم سب کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے اور ہر بیٹی کا نصیب اچھا کرے۔" سلطانہ تائی کا لہجہ بے تاثر تھا۔ واقعی ان کے گھر میں جو حالات گزر رہے تھے، اس کے سامنے تو یہ کچھ بھی نہیں تھا آمنہ بھی ان کی بات پر شرمندہ سی ہوگئی۔ اسی پل مومنہ نے ان کو دیکھ لیا اور اسی طرف چلی آئی۔

"اماں جہاں کیوں نہیں آئیں تائی اماں، ان کی طبیعت کیسی ہے اب؟" دونوں سے ملنے اور سلام دعا کے بعد وہ بے تابی سے بولی۔

"وہ ٹھیک نہیں ہیں بیٹا، نہ ہی ان کی حالت ایسی ہے کہ وہ زیادہ دیر بیٹھ سکیں، ان کی شفایابی کی دعا کیا کرو اور آ کر کسی روز مل جاؤ ان کو..... تم تو شادی کے بعد اپنا گھر ہی بھول گئی ہو۔"

"پروردگار ان پر اپنا کرم کرے..... میں جلد آؤں گی تائی اماں، بس مصروفیات کچھ ایسی رہی ہیں پچھلے دنوں کہ چاہنے کے باوجود بھی نہ آ سکی اور خیر سے آمنہ کو رخصت کرنے کی تیاریاں ہیں، بشریٰ بتا رہی تھیں، رخصتی پر تو آنا ہے ناں ہم نے۔" مومنہ مسکرا کر بولی آمنہ نے اس کی بات کے جواب میں سر جھکا لیا تھا جب کہ سلطانہ تائی پھیکا سا مسکرا کر چپ رہیں۔

"آپ لوگ کھانا کھائیں میں ذرا مہمانوں کو دیکھ لوں۔"

"مومنہ..... شجر نظر نہیں آ رہی اور تجر بھی کچھ چپ چپ سی ہے بلکہ ایک بار کے بعد وہ مجھے نظر ہی نہیں آئی دوبارہ۔" مومنہ آمنہ کی بات پر چونک کر مڑی۔

"ہاں..... شجر کا تو تمہیں پتا ہے کہ وقت بے وقت الٹی سیدھی چیزیں کھاتی رہتی ہے۔ رات ہی فوڈ پوائزننگ ہو گیا اس کو..... تجر بس تھوڑی دیر کو آئی تھی۔ اب اس کے پاس ہے۔" اس نے جھوٹ گھڑا۔

"اور یہ آیت..... دلہن میرا مطلب ہے؟" سلطانہ تائی کی تنبیہی نظروں نے اس کے سوال کو روک دیا۔

"یہ باتیں بعد میں ہوں گی آمنہ، ابھی ذرا مہمانوں کو دیکھ لوں۔ امی جان اور صفیہ تائی اکیلی ہیں۔" نرمی سے کہہ کر وہ دوسری طرف بڑھ گئی۔

"تم باز نہیں آئیں؟" سلطانہ تائی کا لہجہ سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔

"کیا تمہیں نہیں پتا کہ ٹوہ لینا سخت ناپسند کیا گیا ہے؟" وہ مزید ناگواری سے گویا ہوئیں۔

"بخدا اماں، میرا مقصد ٹوہ لینا نہیں تھا، شجر اور موحد بھائی کی آپس میں دلی وابستگی اور رشتے کو مدنظر رکھتے ہوئے ذہن میں ایسے سوال آئے تھے۔" وہ آہستہ سے بولی سلطانہ تائی نے ہنکارا بھرنے پر اکتفا کیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

"اماں جی....."

"میری جان..... میری بچے، میں یہیں ہوں تمہارے ساتھ تمہارے پاس۔" اماں جی اس پر جھکیں اور کچھ پڑھ کر پھونکتے ہوئے کہا۔

"میں ٹھیک ہوں اماں جی..... آپ فکر مت کریں۔" وہ آہستہ سے اٹھ کر بستر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"شجر تم اٹھ گئیں..... کیسی طبیعت ہے اب؟" کمرے کا دروازہ کھول کر تجر اندر آئی اسے بیٹھا دیکھ کر بے تابی سے بولتی اس کے پاس آئی۔

"ٹھیک ہوں تجر لیکن آپ دونوں کو اس وقت فنکشن میں ہونا چاہیے تھا، تائی جان کا اکلوتا بیٹا ہے موحد..... ان کی خوشی میں شریک ہونا چاہیے اور شاید اپنی حالت کی وجہ سے میں آپ دونوں کو یہاں روک کر ایک بار پھر تائی اماں کو دکھ

دینے کا باعث بن گئی ہوں۔" اس کی آواز بھرائی۔

"شجر...... میری بچی، مجھے معاف کردینا، میں چاہنے کے باوجود یہ سب ہونے سے نہ روک سکی۔" اماں جی کے یاسیت سے کہنے پر شجر سیدھی ہوکر بیٹھی۔

"کماں جی...... میری پیاری اماں جی، میری جان بھی آپ پر قربان، میں جانتی ہوں آپ کی محبت کو میں یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ نے واقعی اپنی پوری کوشش کی ہوگی لیکن آپ خود ہی تو کہتی ہیں کہ جو ہمارے بخت کا حصہ نہ ہو پھر ساری دنیا بھی زور لگالے ہمیں نہیں مل سکتا کیونکہ وہ ہمارا ہوتا ہی نہیں...... آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت ہے نہ معافی مانگنے کی، میں تو پوری رات رو رو کر یہ دعا کرتی رہی کہ مالک مہربان مجھے اتنا ظرف اور ہمت دے کہ میں اس حقیقت کو قبول کرسکوں، میں اس فنکشن میں شریک ہوکر تائی اماں آیت اور موحد کو بتاسکوں کہ قسمت میں یہی لکھا تھا، سو ہوکر رہا...... مجھے کسی سے کوئی گلہ نہیں لیکن میں کیا کروں اماں جی ایسا سوچنے سے ہی میرا دل پھٹنے لگتا ہے، مجھے ان پر نہیں خود پر غصہ ہے، میں کیا کروں...... میں ان کو کیسے بتاؤں گی کہ شجر حاسد نہیں ہے نہ ہی کم ظرف۔" اس نے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے کہا۔ نجر نے اسے گلے سے لگالیا۔

"نہیں شجر، تم نہ حاسد ہو نہ کم ظرف...... تم جیسی خوب صورت سوچ اور انمول دل والے لوگ تو دنیا میں رہے ہی کہاں ہیں، تم کچھ بھی سوچ کر خود کو مت تھکاؤ۔ ہماری دعائیں اور نیک خواہشات تمہارے ساتھ ہیں پھر وقت بھی تو ہے ناں بڑے سے بڑے زخم پر بھی مرہم رکھ دیتا ہے، شاباش چپ ہوجاؤ میں تمہارے لیے کچھ کھانے کے لیے لاتی ہوں...... تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا۔ ٹھیک ہے ناں۔" نجر اپنے آنسو پونچھتی ہوئی اس سے الگ ہوئی تو سوں سوں کرتی شجر نے بھی اثبات میں سر ہلایا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁
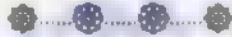
"اماں جی، وہ جتنا بھی خود کو بہادر ظاہر کرے، ہے تو نازک سے احساسات کی مالک، جس نے اپنی عمر کی انیس بہاروں میں غم کا نام سنا اور پڑھا ہے...... اب یکے بعد دیگرے یہ سب کچھ جو اس پر گزر رہا ہے وہ سہہ نہیں پائے گی آپ اسے چند دن کے لیے میرے ساتھ میرے گھر بھیج دیں آمنہ کی شادی بھی ہے اور پھر اس کے بعد میں وہاں خود کو بہت اکیلا محسوس کروں گی...... عمر بھر کوئی کسی اور جگہ یا کسی اور کے گھر نہیں رہ سکتا لیکن کچھ دن اس گھر سے دور رہنا اس وقت شجر کو بھی جذباتی سہارا دے گا اور موحد بھی اپنی زندگی میں سیٹ ہونے کی کوشش کرے گا ورنہ میں نے دیکھا ہے کہ شجر کے اندر جتنا بھی درد ہے وہ اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے ہے مگر میرا بھائی......" یشرہ کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

"اماں جی...... وہ مرد ہوکر ٹوٹ گیا ہے، اس کی زندگی کے سب سے اہم دن پر اسے دیکھ کر میرا دل کٹ کر رہ گیا، جب میں نے اس کی خالی ویران آنکھیں اور جذبات سے عاری چہرہ دیکھا، شاید اس نے یہ سوچ کر آیت کو قبول کیا کہ جب شجر بے وفائی کرسکتی ہے تو وہ کیوں نہیں اپنی زندگی میں آگے بڑھ سکتا مگر اب شجر کی زبانی سب کچھ سن کر، اس کو دوبارہ دیکھ کر اس کی سوئی ہوئی محبت تو جاگ گئی ہے...... اسے کھو دینے اور اس پر اعتبار نہ کرنے کا ملال بھی اس کو ہوگیا ہے، وہ دونوں جب تک ایک دوسرے کے سامنے رہیں گے آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔"

"تم نے جو کہا بالکل ٹھیک کہا بچے، اب اس گھر کے حالات کبھی بھی ویسے نہیں ہوسکتے جیسے پہلے تھے...... پتا نہیں میرے بچے اب کبھی دل سے خوش ہو پائیں گے یا نہیں، کاش تمہاری ماں نے ضد نہ کی ہوتی۔ وہ تو جیسے انتظار میں تھی کہ کوئی بھول چوک ہو اور وہ اس رشتے کو توڑ کر اپنی من پسند جگہ پر رشتہ جوڑ لے...... شجر کی ضد میں اس نے اپنے بیٹے کے دل کی خوشی کو بھی فراموش کردیا۔"

"اب جو ہو گیا سو ہو گیا اماں جی، پروردگار کا کوئی بھی کام مصلحت کے بغیر نہیں ہوتا، بس ہم انسان اس کا فہم نہیں رکھتے...... ایسا ہونا اس گھر کے نصیب میں تھا تو ہوا ناں، وہ آگے بہتری اور آسانی لائے گا ان شاء اللہ، شجر کی کسی اچھی جگہ شادی ہو جائے گی، ہو سکتا ہے وہ شخص اس کے لیے میرے بھائی سے زیادہ بہتر ہو۔ موحد بھی سنبھل جائے گا...... ابھی تو چوٹ نئی نئی ہے۔ اس لیے زیادہ تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔"

"ہم......" اماں جی نے ہنکارا بھرا۔

"پھر آپ کا کیا خیال ہے کہ میں کچھ دن شجر کو لے جاؤں اپنے ساتھ...... میں گھر سے ہی یہ سب سوچ کر آئی تھی۔

"ٹھیک ہے میں اس سے پوچھ لوں پھر تمہیں بتاتی ہوں۔"

"اس سے میں خود بات کر لوں گی ماں جی، امید ہے وہ میری بات مان جائے گی ویسے بھی ان حالات و واقعات نے اسے بہت سمجھدار بنا دیا ہے۔" بشریٰ کے کہنے پر اماں جی نے سر ہلا دیا پھر کچھ سوچ کر وہ چونکیں۔

"بشریٰ...... تمہارا دیور اجمل، اس کا کچھ سوچا سلطانہ نے یا نہیں۔"

"جو آپ سوچ رہی ہیں...... میں نے بھی ویسا سوچا تھا مگر ایک دن سلطانہ تائی نے باتوں باتوں میں بتایا کہ وہ اپنے بھائی کی بیٹی کو بہو بنانے میں دلچسپی رکھتی ہیں۔"

"بس اب میری ایک ہی خواہش ہے کہ اپنی بچی کو اپنے گھر بار کا کر کے ہنستا بستا دیکھوں۔"

"ان شاء اللہ اماں جی۔" بشریٰ نے اماں جی کو تسلی دی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

وہ اس طرح ایک دوسرے کو اچانک سامنے دیکھ کر ساکت رہ گئے تھے۔ نجر اسے زبردستی چھت پر کھینچ لائی تھی جو ان کی شرارتوں کے منصوبوں کا مرکز تھی۔ وہ گھنٹوں یہاں بیٹھ کر باتیں کرتیں، چاندنی راتوں اور سردیوں کی نرم گرم دوپہروں میں یہیں بیٹھ کر لڈو کی بازی لگائی جاتی تو کبھی کیرم کی، کبھی آئسکریم کے مزے اڑائے جاتے تو کبھی مالٹے اور آم زیادہ کون سی بار کھائے گی کے مقابلے ہوتے، اس کا دل تھوڑا بہل جائے گا، یہی سوچ کر نجر اسے یہاں لائی تھی اور اسے بٹھا کر وہ کچھ کھانے پینے کو لانے اور بشریٰ اور مومنہ کو بلانے کا کہہ کر گئی تھی۔

شجر چودھویں کے چاند کو خالی نظروں اور خالی دل کے ساتھ دیکھ رہی تھی، جب وہ اوپر آیا تھا کہ وہ دن سے اندر کی گھٹن کو نکالنے اور اپنے ملال کا ماتم منانے کی سب سے مناسب جگہ اسے یہی لگی تھی جہاں وہ دن اور رات کا بیشتر حصہ گزار رہا تھا۔ اس وقت بھی ویسے سے واپسی پر کپڑے تبدیل کیے بغیر وہ اوپر آیا تھا، دل و دماغ اس پل جس اذیت کا شکار تھے اس کا واحد حل اسے یہی نظر آیا کہ وہ کھلی فضا میں اکیلا کچھ دیر لمبے لمبے سانس لے سکے مگر آتے ہی وہ ساکت رہ گیا تھا۔ شیروانی کے اوپر کے بٹن کو کھولنے کی کوشش کرتے ہاتھ وہیں تھم گئے تھے۔ شجر سیدھی ہو بیٹھی اگرچہ اس کو دیکھ کر دل ایک بار پھر ڈوب کر ابھرا تھا مگر موحد کی تو آنکھیں بھر آئیں۔ وقت نے کتنی دوریوں کو ملا کر ان کے بیچ لا کھڑا کیا تھا۔ زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ وہ دونوں خاموش تھے اور دل میں کہنے کو لاکھوں باتیں تھیں مگر زبان میں سکت نہ رہی تھی کہ ان کا اظہار کر سکے۔

"اف شجر...... تم بول بول کر تھکتی نہیں ہو...... نجر صحیح کہتی ہے کہ شادی سے پہلے یہ حال ہے تو شادی کے بعد تمہارے کانوں اور دماغ کا سخت امتحان شروع ہوگا۔"

"تو میرے بھائی میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ شادی سے ایک دو ماہ پہلے مقوی غذاؤں خصوصاً بادام اور اخروٹ کی خوراک کا پورا کورس ضرور کر لینا۔" اسے اس طرح چپ دیکھ کر موحد کو نجر کی کچھ عرصہ پہلے کہی گئی ایک بات یاد آ گئی تھی۔

"بتا ہے موحد، جب تک تم مجھے خود اپنی شادی کا جوڑا دلانے نہیں لے جاؤ گے...... میں کوئی اور لباس نہیں پہنوں گی۔ جمعی بات ہے سیدھی ماننا ہے تو مانو ورنہ اپنا راستہ ناپو۔"

"اف میرے اللہ، تمہاری یہ بے تکی اور اوٹ پٹانگ فرمائشیں ناں میری زندگی کو کتنا مشکل بنانے والی ہیں اندازہ ہو رہا ہے مجھے۔" مایوں سے دو دن پہلے اس نے اس کی فرمائش سن کر سر پیٹ لیا تھا۔

گزرے وقت کی خوب صورت یادیں تھیں جواب صرف یادیں ہی رہ گئی تھیں...... ان کھٹی میٹھی دل فریب لڑائیوں نے اب کبھی بھی ان کی زندگی کا حصہ نہیں بننا تھا۔ شجر کی آنکھوں کے ساتھ دل بھی جلنے لگا۔ موحد ہولے ہولے قدم بڑھاتا ہوا اس کے مقابل والی کرسی پر جیسے تھک کر بیٹھ گیا تھا۔

"کیسے ہو موحد؟" اس نے بہ مشکل خود پر قابو پا کر پوچھا۔ اسے خود پر حیرت ہو رہی تھی کہ وہ کتنی بہادر تھی اور وہ بہت کچھ سہہ سکتی تھی کہ جب ہی تو مزید گویا ہوئی۔

"شادی مبارک ہو...... موحد۔" آواز ذرا سی لڑکھڑائی تھی۔

"تمہارے ساتھ ایسا کیوں ہوا شجر؟" اس کی آنکھیں سرخ اور لہجہ بھرایا ہوا تھا۔

"تم بہت اچھی ہو شجر، یقیناً بہت بہادر اور ہمت والی بھی کہ اس حقیقت کو مان بھی لیا اور اب بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے مبارک باد بھی دے رہی ہو۔ میں ایسی ہمت کہاں سے لاؤں۔ ایسا قیامت کا جگرا کہ تمہارے بے گناہی بھی روز و شب کی طرح واضح ہو اور میں پھر بھی اپنی زندگی کی ساتھی کے طور پر تمہیں نہیں کسی اور کو دیکھوں...... دو دن سے میں جب جب یہ سوچتا ہوں تو میری سانسیں گھٹنے لگتی ہیں، پوری زندگی کیسے گزاروں گا؟" اس نے ایسے دلگیر انداز میں کہا کہ شجر کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا، دکھ اس کے کہنے کو اب کچھ بھی نہ بچا تھا کہ یہی اس کے دل کی آواز بھی تھی جو وہ کہہ رہا تھا۔

"مگر میں نے فیصلہ کر لیا ہے...... میں آیت کو طلاق دے دوں گا تم میرے ساتھ......"

"نہیں۔" شجر نے اس کی بات مکمل نہیں ہونے دی تھی۔ اس کی ایسی حالت شجر کو برداشت نہیں ہو رہی تھی مگر ایسی بات بھی وہ گوارا نہیں کر سکتی تھی۔

"نہیں موحد...... میں جانتی ہوں کہ تم بالکل سچ کہہ رہے ہو کہ میں بھی اسی راہ کی مسافر ہوں جس کے تم...... مگر یہ بھی سچ ہے کہ اس شادی کو اگر اس پل روک سکتے تھے تو وہ بھی تم ہی تھے۔ تم پر کسی نے گن پوائنٹ پر یہ نکاح نہیں پڑھوایا تھا۔ اب تم چاہتے ہو کہ ایک غلط قدم کے بعد دوسرا غلط قدم اٹھاؤ گے اور میں تمہارا ساتھ دوں گی تو تم غلط ہو...... اس شادی سے ہم تین لوگ متاثر ہوئے ہیں لیکن زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر ہم تینوں سنبھل جائیں گے مگر اب جو تم کہہ رہے ہو اس کے بعد نجانے کتنی مزید زندگیاں متاثر ہوں گی اور پھر وہ نجانے سنبھال بھی پائیں یا نہیں...... اس خاندان کو ایک گہرا دکھ میری ذات کے سبب ملا...... چاہے اس میں میرا قصور تھا یا نہیں پر حقیقت تو یہی ہے ناں...... اب کسی اور بڑے غم کا سبب میں نہیں بننا چاہوں گی وہ بھی دانستہ۔" دل درد سے چلا رہا تھا مگر اس کے چہرے پر قطعیت تھی اور لہجے میں مضبوطی۔

"میں نے اپنے ماں باپ کو نہیں دیکھا، اس گھر نے مجھے محبت، اعتماد، سکون سب کچھ دیا...... میں ان سب احسانات کو نہیں لوٹا سکتی مگر میں ان کو دکھ، ذلت اور رسوائی بھی نہیں دے سکتی...... یہ حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی بھی مرد اس دل میں تمہاری جگہ شاید کبھی نہ لے سکے مگر یہ بھی سچ ہے کہ تائی اماں کو مجھ سے ہزار اختلافات ہوں، بھلے وہ مجھے کبھی بھی بہو نہ بنانا چاہتی تھیں مگر انہوں نے مجھے ایک ماں کی کمی کبھی نہیں محسوس ہونے دی، زندگی گزارنے کا ہر اچھا، برا طریقہ میں

نے ان سے سیکھا اور میں اپنی ماں کو کیسے اتنا بڑا دکھ دے سکتی ہوں۔" اس کی آواز بھرائی۔

"کاش وہ بھی تمہارے بارے میں ایسا ہی سوچ لیتیں جیسا تم سوچ رہی ہو۔" وہ یاسیت سے بولا۔

"کوشش کرنا موحد کہ اب...... ہم دونوں کے درمیان یہ موضوع بھی زیر بحث نہ آئے۔ دعا کروں گی کہ پروردگار تمہیں سکون دے...... تم بھی میرے لیے دعا کرنا۔" کہہ کر وہ اپنی کرسی سے اٹھی تھی۔ اسی پل مومنہ اور بشرہ دونوں اوپر آئیں مگر ان دونوں کو مقابل دیکھ کر چونک گئی تھیں۔

"تم یہاں ہو موحد؟ امی تمہیں نیچے پوچھ رہی تھیں۔" بشرہ نے اسے جتایا۔

"میں بھی اس کو یہی کہہ رہی تھی بشرہ کہ زندگی کے اس اہم دن پر اس کو آیت کے ساتھ ہونا چاہیے، اپنی بیوی کے ساتھ۔" شجر کا لہجہ ہموار اور پرسکون تھا۔ موحد نے زخمی نظروں سے اسے دیکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جی...... میں جا ہی رہا تھا۔" وہ آہستہ سے بولا اور ان کی نظر سے دور ہو گیا۔

"تم بہت خوب صورت سوچ اور دل کی مالک ہو شجر، مجھے یقین ہے اور میری دعا ہے کہ تمہیں تمہارے حصے کی مکمل اور بھرپور خوشیاں ملیں۔" بشرہ نے کہتے ہوئے کرسی سنبھالی تھی۔

"واقعی بشرہ، میں شجر کو ایک لاابالی، کھلنڈری اور لاپروا قسم کی لڑکی سمجھتی تھی مگر یہ بہت بہادر، مضبوط اور حساس ہے اور ساتھ ساتھ معاملہ فہم بھی، جو لوگ دل کے سچے اور کھرے ہوتے ہیں ان کی راہ میں بھلے کتنے ہی کانٹے کیوں نہ ہوں ان کی منزل بہت روشن اور خوب صورت ہوتی ہے۔" مومنہ نے بھی پورے خلوص سے کہا۔

"آپ دونوں خود بھی بہت اچھی ہیں، اس لیے آپ کی سوچ بھی دوسروں کے حوالے سے ویسی ہی ہے۔" شجر پھیکا سا مسکرائی۔

"ہیلو...... ہیلو...... شجر کے پسندیدہ پکوڑوں اور املی کی چٹنی کے ساتھ نجر حاضر ہے۔" دور سے ہی نجر ٹرے سنبھالتی بولتی ہوئی آ رہی تھی۔ وہ تینوں مسکرا دیں۔

مومنہ، بشرہ، نجر اور شجر اکٹھے آیت کے پاس آئی تھیں، ایک لمحے کو اس کو دیکھ کر آیت کا چہرہ سیاہ پڑ گیا مگر جلد ہی اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔

"شکر ہے تم لوگوں کی شکل تو دیکھنے کو ملی ورنہ دلہن میں ہوں اور پروٹوکول کسی اور کو دیا جا رہا ہے۔" اپنی کھولن کو وہ زبان پہ آنے سے روک نہ سکی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے آیت دراصل اماں جی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، ہم لوگ وہیں تھے۔"

"شادی کی بہت مبارک ہو آیت، میں آنا چاہ رہی تھی ولیمہ پر مگر طبیعت بہتر نہیں تھی یقیناً دلہن بن کر تم بہت خوب صورت لگ رہی ہو گی۔" شجر نے ایک بار پھر دل بڑا کیا۔

"خیر مبارک...... اللہ نظر بد سے بچائے، تم سناؤ کیا چکر تھا، تم کیوں گئی؟ اور گئی بھی تھیں تو اپنی مرضی سے اپنی پسند کے بندے کے ساتھ زندگی بھی گزارتیں ناں...... واپس کیوں آ گئیں، کیا اس نے تمہیں چھوڑ دیا؟ اس وقت تو بڑے بڑے دعوے کر کے گئی تھی۔" آیت نے طنزاً کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں آیت...... وہ ایک غلط فہمی کے باعث ہونے والا حادثہ تھا بس...... ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اب اس گھر میں ہیڈ کر نہیں ہو گا...... ناگوار یادوں کو کھرچنے سے صرف زخم ہی تازہ ہوتے ہیں۔" بشرہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"جی وہ تو ٹھیک ہے مگر یہ خطوط اور تحائف کا سلسلہ کافی عرصے سے جاری تھا تو اسی کی روشنی میں اگر سب نے یہ سوچا تو کسی کا قصور تو نہیں ہے پھر یہ فیصلہ بھی تو اسی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ اب یہ تو اللہ جانتا ہے یا پھر شجر ہی جانتی ہے کہ یہ اس کی

نادانی تھی یا دل لگی۔" وہ اسی بات کو ہی سب پر ٹھونسنے پر مصر تھی جو اس سے پہلے تایا جان اور تائی جان کے دماغ میں ڈال دی تھی۔

"آیت...... ہمیں شجر پر اعتبار ہے کہ وہ کچھ بھی ایسا نہیں کرسکتی پھر یہ ایک سازش اور شرارت بھی تو ہوسکتی ہے کسی کی۔" یشعرہ کا لہجہ ناگواری لیے ہوئے تھا۔

"سازشیں اور منصوبے تو بڑے بڑے لوگوں کے خلاف کی جاتی ہیں یشعرہ جب کہ شجر ایک عام سی لڑکی ہے اور ویسے بھی غیر جانبداری کسی بھی معاملے میں ہو معاملات اور گھر ہستی کو خراب کرتی ہے...... مجھے اب نہ شجر سے مطلب ہے نہ اس کے اغوا سے، میں بس یہ چاہتی ہوں کہ موحد کے سامنے یہ ہمدردی کے راگ ہر وقت نہ الاپے جائیں اور جس طرح اس کی غلطیوں پر ہر بڑا چھوٹا پردہ ڈالنے کی کوشش کررہا ہے...... میرا گھر بھی بنانے اور بسانے میں دلچسپی کا مظاہرہ کیا جائے، میرا کیا قصور؟ صرف اتنا کہ میں نے اس خاندان کی عزت کی ڈوبتی ناؤ کو سہارا دیا اس وقت جب یہ سب کچھ بھول کر اس شخص کے پیچھے چلی گئی تھی۔ ہر کوئی اس کے پیچھے لگا ہوا ہے، اس کا دل رکھا جارہا ہے، تسلیاں دلاسے دیئے جارہے ہیں، میرا ساتھ کون دے گا؟" اس نے ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوڑا تو شجر نے آیت کے اس جارحانہ رویے پر ہراساں نظروں سے سب کی طرف دیکھا اور پھر کھڑی ہوگئی۔

"میں اماں جی کے پاس جارہی ہوں۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"شادی کے بعد گھر بنانا اور بسانے کی ذمہ داری عورت کے سر ہوتی ہے تمہارے سامنے اس وقت سارے حالات تھے، اگر انکار کرنا تھا تو اس وقت کرتیں اب شجر کو طعنے تشنے دے کر اپنی اور دوسروں کی زندگی مشکل مت کرو، تم ان دونوں کی دلی حالت، جذبات اور رشتے سب سے واقف تھیں اور انکار کا حق بھی رکھتی تھیں، اب اس حقیقت کو پوری طرح قبول کرو اور اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم حالات اور موحد کو اپنے حق میں کیسے کرتی ہو اور میں امید کرتی ہوں کہ تم آئندہ شجر کو کسی بھی گزری بات کا حوالہ نہیں دو گی۔" یشعرہ سب کہہ کر کھڑی ہوگئی، ان کے ساتھ مومنہ اور فجر بھی۔

"یشعرہ ٹھیک کہہ رہی ہیں آیت، جو حالات و واقعات گزرے ہیں ان میں شجر نے سمجھداری اور بڑے پن کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایسے میں تمہارا یہ رویہ بالکل بھی مناسب نہیں تھا۔" فجر نے بھی کہا، مومنہ البتہ خاموش رہی مگر اس کی نظریں اور چہرے کے تاثرات بتارہے تھے کہ وہ بھی ان دونوں سے متفق ہے۔ اس کے بعد وہ تینوں کمرے سے باہر نکل گئی تھیں۔

"ہمم...... آ گئیں بڑی اس بی بی کی حمایتی بن کر سب کی سب؟ میں نے بڑی مشکل سے موحد کو پایا ہے، اب کسی کو یہ رشتہ خراب کرنے کی اجازت نہیں دوں گی۔" وہ بڑبڑا کر زہر خند لہجے میں بولی تھی۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ شمارے میں)

قرۃالعین سکندر

سپنوں سے دل لگانے کی عادت نہیں رہی
ہر وقت مسکرانے کی عادت نہیں رہی
یہ سوچ کر کہ کوئی منانے آئے
اب ہم میں روٹھ جانے کی عادت نہیں رہی

بعض دکھ انسان کو اندر تک ختم کردیتے ہیں اور بسا اوقات لحظہ لحظہ انسان ہر گزرتے دن کے ساتھ گھائل ہوتا جاتا ہے۔ ایسے ہی کسی درد سے نائمہ گزر رہی تھی۔ شادی کے بعد زندگی نے اسے ایسے حادثات سے دوچار کردیا تھا کہ وہ محوحیرت تھی۔ زندگی کے ان نئے رنگوں سے آگاہی نئی نئی تھی۔ نائمہ اپنے خیالات میں مگن رہنے والی ہنس مکھ اور لاپروا سی لڑکی تھی، ہروقت شوخ وشنگ طبیعت لیے مسکراتی رہتی۔ زندہ دلی اس کی شخصیت کا خاصہ تھی۔ اس کی شادی خاندان سے باہر ہوئی تھی۔ اس کے والدین کی پختہ سوچ تھی کہ خاندان لڑکی سے ہی بنتا ہے۔ لڑکی بیاہ کر جس گھر جاتی ہے وہاں اپنی نیک فطرت اور اچھی روش سے ایک نیا خاندان آباد کردیتی ہے۔

نائمہ کی شادی اچھے کھاتے پیتے گھرانے میں طے پائی تھی۔ غزالی آنکھوں والی، گلاب کی پنکھڑیوں جیسے ہونٹ اور لہراتی زلفوں نے اسے آنے والے رشتے کی غرض سے اپنے دامن میں جیسے الجھا سا لیا تھا۔ انہیں ہر لڑکے والوں کی طرح ایک خوب صورت سلیقہ شعار کم عمر لڑکی درکار تھی اور نائمہ ان خوبیوں پر پوری اترتی تھی۔

صابرہ بیگم اور عادل صاحب نے اپنی لاڈلی پیاری بیٹی رخسانہ کا عندیہ لیا۔ رخسانہ نے نائمہ کو دیکھتے ہی گرین سگنل دے دیا تھا پھر آناً فاناً سارے مراحل خودبخود طے ہوتے چلے گئے تھے۔ شادی کی تاریخ طے کی گئی اور شادی کی تیاریاں عروج پر پہنچ گئی تھیں اور وہ رخصت ہوکر شرجیل احمد کی زندگی میں داخل ہوگئی تھی۔

نائمہ کا دل ہر پیا دیس بیاہنے والی لڑکی کی مانند سہما ہوا تھا۔ ان گنت خیالات کی یلغار لیے وہ سرخ لہنگے میں دلہن بنی سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اس کی لرزتی پلکوں تلے کچے خوابوں کی بہار تھی۔ ان کچے سپنوں کے پورے ہونے کی آس پنہاں تھی۔ شرجیل ایک پڑھے لکھے باشعور شخص تھے۔ کم از کم تصاویر میں تو وہ خاصے ڈیسنٹ لگ رہے تھے۔ سب سے بڑھ کر کہ شادی کے بعد نائمہ نے اپنے میاں کے ساتھ بیرون ملک ہی قیام پذیر ہوجانا تھا۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نائمہ کی والدہ رابعہ بیگم نے اس رشتے کے لیے جھٹ ہامی بھرلی تھی۔ ایک تو لڑکا کماؤ پوت تھا، دوسرا سسرال کے لوگ یہیں پاکستان میں رہائش پذیر تھے مگر چونکہ شرجیل کی ملازمت کی نوعیت ایسی تھی کہ وہ بیرون ملک ہی مقیم تھا اور نائمہ اس کے ساتھ چلی جاتی۔

"بہت جلد ہم اپنی بھابی کو بلالیں گے۔ آپ بس شادی

کے لیے ہاں کردیں۔ شرجیل تو کہتا ہے میں جہاں ہوں وہاں تو اس بات کی تو جھنجھٹ ہی نہ ہوگی کہ وہ بلا کر نہیں دے رہا۔ یوں بھی ہم کون سا اس کو میاں کے پاس جا کر رہنے سے منع کریں گے۔ ہماری تو اپنی آرزو ہے کہ شرجیل کی تنہائی دور ہو جائے۔ وہ وہاں اکیلا رہتا ہے۔ بیاہ کر نائمہ آجائے گی تو پھر شرجیل اور نائمہ اکٹھے ہی رہیں گے۔" رخسانہ اکلوتی نند تھی اور اس لیے تمام معاملات میں پیش پیش تھی۔ اس کی رائے کو حتمی رائے قرار دیا جا رہا تھا۔ جب سارے معاملات حل شدہ تھے تو انکار کا تو جواز ہی نہ تھا۔

"اگلے ماہ شرجیل پاکستان آ رہا ہے بس اس کے آتے ہی شادی ہوگی اور پھر اس نے ایک دو ماہ بعد واپس جانا ہوگا۔ آپ تسلی رکھیں وہ جائے گا تو ہی نائمہ کو بلائے گا ناں۔ میری اپنی بھی بیٹی ہے اور میں بیٹی والوں کے خدشات کو بخوبی سمجھتی ہوں۔ اس لیے آپ بالکل بے فکر ہو جائیں۔" صابرہ بیگم نے قطعیت سے کہا تو ان کے بول تسلی بن کر رابعہ کے دل میں پیوست ہو گئے تھے پھر دونوں فریقین کی باہمی رضا مندی سے بالآخر نائمہ بیاہ کر شرجیل کے آنگن کو پھولوں کی سی خوشبو سے سجانے آ گئی تھی۔

وہ حجلہ عروسی میں شرمائی ہوئی بیٹھی تھی جب خاصا وقت گزر جانے کے بعد بھی اسے احساس ہوا کہ شرجیل نہیں آئے اور وہ کمرے میں ہنوز ایک ہی کیفیت میں اکیلی بیٹھی ہے۔ اس کی کمر تختہ ہو گئی تھی۔ اتنے دن سے بے خوابی کا شکار رہی تھی۔ ایک نئی منزل پر جانے کی بے صبری اور خوف دونوں اس کی ذات پر مسلط تھے۔ اب جا کر جب وہ اپنی اصل منزل تک آ گئی تھی تو اس کا شریک سفر ہی غائب تھا۔ اس نے کن انکھیوں سے کمرے کا طائرانہ جائزہ لیا۔ خوب صورت پینٹنگ سے مزین دیواریں اور ڈیکوریشن پیس نظروں کو مسحور کر رہے تھے۔ گلاب کی پتیوں سے بیڈ کو سجایا گیا تھا۔ سارا کمرہ گلاب کی مہک سے معمور تھا۔ اس نے گہری سانس لے کر گلاب کی مہک کو اپنے اندر جذب کیا۔

بیڈ روم سے نیم رنگ پردوں کا رنگ تھا۔ یوں ہی جائزہ لیتے لیتے اس کی نگاہ وال کلاک پر جا کر ٹھہری گئی۔ رات کے

تین بج رہے تھے۔ ابھی تک شرجیل کمرے میں نہیں آئے تھے ابھی وہ یہ سوچ رہی تھی کہ اچانک شرجیل کمرے میں آن وارد ہوئے۔ شرجیل کے آتے ہی وہ ایک دم بوکھلا کر سمٹ کر بیٹھ گئی۔ شرجیل نے اس کی اس حرکت کو مسکرا کر دیکھا تھا۔

"بہت معذرت، باتوں باتوں میں پتا ہی نہ چلا کہ وقت کتنا گزر گیا ہے اور پھر آپ تو جانتی ہیں میں پورے دو سال بعد پاکستان آیا ہوں۔ آتے ساتھ ہی شادی کا جھنجھٹ شروع ہوگیا اور پھر سفر کی تھکان۔ اب جا کر کچھ پرسکون ہوا ہوں۔ تو امی باجی اور سمیر کے ساتھ بیٹھا تھا۔" وہ خوش اخلاقی سے وضاحت کر رہا تھا۔ اس کا لہجہ بالکل صاف اور سادہ تھا مگر نائمہ کا ذہن ایک ہی بات پر جیسے اٹک گیا تھا۔ ایک ہی نکتہ پر "شادی کا جھنجھٹ" تو کیا شرجیل اس شادی سے خوش نہیں ہیں۔ اس نے واہمہ کو اپنے دل میں جگہ دی۔

"آپ سوچ رہی ہوں گی کہ کس کون سی باتیں تھیں آپ کو معلوم ہی ہے جب ایک عرصہ کے بعد سب اکٹھے بیٹھیں تو ماضی کے قصے بچپن کی یادیں دل و دماغ پر دستک دیتی چلی آتی ہیں۔ ایک تسلسل سے واقعات کا تانا بانا دماغ میں بننے لگا اور ہم سب اپنے ماضی کی یادوں کو کنگھالتے چلے گئے۔" نائمہ فقط اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی۔

"ارے یاد آیا میں بھی کتنا بھلکڑ ہوں۔ یہ آپ کے لیے۔" شرجیل نے ہنس کر اس کے سامنے ایک گولڈن ڈبیا سی رکھ دی۔ اس نے متعجب نظروں سے اسے دیکھا۔

"ارے لے لیں ناں۔ مجھ سے پلیز یہ فلمی توقعات مت رکھیے گا کہ میں اب یہ رنگ آپ کی انگلی میں پہناؤں گا پھر بوسا لوں گا۔" شرجیل کی بات پر اس کا چہرہ یک لخت گلنار ہوگیا تھا۔ شرم سے سر مزید جھک گیا تھا۔

"دیکھیں میں ایک پریکٹیکل آدمی ہوں، اس طرح کی خوابی و خیالی باتیں مجھے خاصی آکورڈ لگتی ہیں۔" شرجیل نے شفافیت سے کہا مگر نائمہ کے اندر چھن سے جیسے کچھ ٹوٹ سا گیا تھا۔

"اچھا اب جلدی سے اٹھیں۔" شرجیل رات کے پچھلے پہر نجانے اسے کہاں جانے کو کہہ رہے تھے۔ وہ کسمسائی۔ رات کے وقت اور تھکاوٹ سے چور بدن، پھوڑا اپنا جسم اس پر نیا فرمان وہ خاموشی سے مردہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"امی جان کے پاؤں دباتے ہیں چل کر اتنے عرصے تو ان سے دور رہا۔ خدمت نہ کر سکا۔ اب آپ آ گئی ہیں تو مل کر ہی خدمت کریں گے ناں۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولا تو وہ شرجیل کے قدموں کی پیروی کرتے ہوئے ساس کے کمرے تک آ گئی۔ وہ نیم دراز تھیں، ان دونوں کو آتا دیکھ کر قدرے سیدھی ہو کر بیٹھ گئیں۔

"ارے میرا بیٹا جاؤ اب سو جاؤ کیوں گھوم رہے ہو اس وقت، ایک تو میرا بیٹا ناں دیوانہ ہے میرا اور میرے بنا اسے قرار کہاں آتا ہے۔" فخر ان کے لہجے سے چھلک رہا تھا۔

پھر شرجیل نے ایک پاؤں ماں کا اس کی گود میں دھر دیا اور دوسرا خود دبانے لگا۔ ساس، بہو کے چہرے کے تاثرات بغور ملاحظہ کر رہی تھی۔ ہر ماں کی طرح وہ بھی بہو سے خار رکھتی تھی۔ اس خیال کے تحت کہیں وہ آتے ہی ان کے اکلوتے کماؤ پوت سے انہیں الگ نہ کر دے کیونکہ سمیر ابھی زیر تعلیم تھا اور گھر خرچ شرجیل ہی کی آمد سے ہوتا تھا۔

"نہ جانے کیوں پاؤں بے تحاشا درد کر رہے تھے۔ حالانکہ شادی کے تمام فنکشن میں، میں نے ایسا کوئی خاص کام نہیں کیا۔" چاہ کر بھی صابرہ بیگم کو نائمہ کے چہرے پر غصہ کی جھلک نہ دکھائی دی۔ البتہ مضمحل سا وجود لگ رہا تھا۔ سست روی سے پاؤں دباتی ہوئی وہ خاصی تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔

"تم بیکار ہی بیوی کو لے آئے۔ اس کا دل نہیں تھا تو رہنے دیتے کیسے بے دلی سے بیٹھی ہے۔" ماں کی بات پر شرجیل بری طرح چونکا اور دوسری جانب نائمہ گھبرا کر زور زور سے پاؤں دبانے لگی، پہلا دن تھا اور پہلا تاثر ہی وہ خراب نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔

"تم جاؤ کمرے میں میں آتا ہوں۔" اچانک شرجیل کا لہجہ اجنبیت سے بھرپور ہوا۔ وہ تھکے قدموں سے واپس آ گئی۔ کمرہ بدستور خاموشی لیے تھے۔ وہ بے دلی سے بیڈ پر نیم دراز ہوگئی تھی۔ اب ہمت نے جیسے جواب دے دیا

تھا۔ یوں ہی تکیے سے ٹیک لگائی تو کمر کتا راحت سا محسوس ہوا مگر اسے لمحہ بھی نہ لگا نیند میں جانے کے لیے۔ صبح اس کی آنکھ کس شور سے کھلی تھی۔ اس نے ہڑبڑا کر دیکھا تو شرجیل کمرے میں نہ تھے۔ یعنی وہ آئے ہی نہ تھے اور وہ ساری رات ایک ہی کروٹ سوتی رہی تھی۔ اس لیے جسم اکڑا ہوا تھا۔ اس نے آوازوں پر غور کیا۔ بے ہنگم آوازوں میں ایک چنگھاڑ سی تھی۔

"ارے تم اور تمہاری وہ نئی نویلی بیوی دونوں رات کو کیا ڈرامہ رچا رہے تھے۔ ماں کی بہت فکر ہے ناں تم کو۔ ابھی ہفتہ گزرے گا کہ ماں کی بجائے اس کو بلا لو گے اپنے پاس۔ یہ سب ڈرامے بازیاں ہیں۔ تم دونوں مل کر میری سادہ اور نیک فطرت بہن کو تو چکمہ دے سکتے ہو مگر مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے۔ جتنی نیک پروین بن رہی ہے ناں تمہاری بیوی دو دن میں اس کی اصلیت سامنے آ جائے گی۔ نرا ڈھکوسلہ ہے۔" یہ اس کی اکلوتی نند کی نشتر چبھوتی آواز تھی وہ سن سی بیٹھی رہ گئی۔

وہ فطرتاً نرم مزاج تھی اور اس طرح کے لڑائی جھگڑے سے کتراتی تھی۔ کجا یہ کہ آج تو موضوع بحث ہی اس کی ذات تھی۔ وہ گھبرا کر دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ جیسے دروازے کے پیچھے آسیب کھڑے ہوں۔

"باجی آہستہ بولیں اندر بھابی سن لیں گی۔ آج تو ان کا اس گھر میں پہلا دن ہے۔ آج تو ان کو بخش دیں۔ آگے تو ساری زندگی پڑی ہوئی ہے۔ بعد کے لیے بھی چند طعنے تشنے بچا کر رکھ لیں۔" یہ سمیر تھا اس کا اکلوتا دیور جو اس کے حق میں لب کشائی کر رہا تھا مگر وہ تو اس وقت اتنی زیادہ ہراساں تھی کہ اس کے سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں سلب ہو گئی تھیں۔

"تم چھوٹے ہو خاموش رہو، تمہاری چونچ کیوں ہر وقت ہر کسی کے لیے ہمدردی میں کھل جاتی ہے۔" رخسانہ آپا کا غصہ دیدنی تھا۔

"اب جاؤ اپنی بیگم کو جگاؤ اور کہو کہ باہر آ جائے۔ اگر اس کی صبح ہو گئی ہو تو بقول خدا کا صبح کے دس بج گئے ہیں اور محترمہ ابھی تک گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہی ہیں۔" تب ہی کمرے میں شرجیل سپاٹ سا چہرہ لیے اندر داخل ہوا اور جیسے ہی شرجیل کی نظر نائمہ پر پڑی تو وہ ٹھٹک گیا کیونکہ اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

"اب یہ کیا نیا ناٹک ہے، مجھے رونے دھونے اور واویلا کرنے والی عورتیں زہر لگتی ہیں۔ تم اپنے یہ آنسو میرے سامنے نہ ہی بہاؤ تو اچھا ہے کیونکہ مجھ پر ایسی باتوں کا ہرگز اثر نہیں ہوگا۔" شرجیل نے بے حد کھردرے لہجے میں کہا تو نائمہ نے جلدی سے اپنا چہرہ صاف کر لیا۔ اسے تو یہی سمجھایا گیا تھا۔

"شوہر جیسا کہے تم من و عن ویسا ہی کرنا اس بات کو اپنے پلے سے باندھ لو۔ اب وہی تمام معاملات میں تمہارا مختار کل ہے۔" یہ اس کی ماں کی آواز تھی جو بازگشت بن کر اس کے کانوں میں گونجی تھی۔

"اب اٹھو باہر آؤ اور جا کر سب کے درمیان بیٹھو اور یہ کیا ابھی تک تم نئی نویلی دلہن بنی بیٹھی ہو۔ اب تم یہاں کوئی مہمان نہیں ہو۔ تمہارا اپنا گھر ہے۔ اس لیے اس تکلف کی دیوار کو تمہیں خود ہی گرانا ہوگی۔" شرجیل کی بات پر وہ اپنا لہنگا سمیٹتی اٹھی اور واش روم میں ایک بالکل سادہ کاٹن کا سوٹ لیے گھس گئی تھی۔

شاور لینے کے بعد وہ قدرے تازہ دم ہو گئی تھی۔ کل سے اب تک ہونے والے تمام واقعات ایک فلم کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہے تھے۔ فریش ہو کر وہ باہر آ گئی۔ سب کے چہرے ایک ساتھ اس کی جانب گھومے تھے۔ سب کی نظروں کا محور وہی تھی۔ وہ گھبرائی سی سلام کر کے ساس کے پاس بیٹھ گئی۔

"لو آ گئی آپ کی چہیتی بہو، ناشتہ اب کوئی غلام تو اسے لا کر دینے سے رہا۔ میں خود یہاں مہمان ہوں۔ اس کا تو یہ اپنا گھر ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ ابھی سے عادت ڈال لے۔" رخسانہ کی زبان تیزی سے چل رہی تھی۔

"جی آپا میں خود بنا لیتی ہوں۔" وہ ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بی بنو اپنے لیے ہی نہ بنانا بلکہ ہم سب کے لیے بھی تیار کرو ناشتہ ہم سب ہی ناشتے کے انتظار میں اب تک

بھو کے بیٹھے ہوئے ہیں۔" سراسر استہزائیہ انداز میں کہا گیا۔

"میرا خیال ہے امی ناشتہ لے کر آئیں گی۔ انہوں نے کہا تھا کہ ناشتہ ان کی جانب سے آج آئے گا۔" اس نے دبی دبی زبان میں کہا۔

"ایک بات بہو بیگم ذرا دھیان سے سن لو۔ اس گھر میں ساری باتیں رخسانہ کی ہی مانی جاتی ہیں۔ جب اس نے کہہ دیا کہ جاؤ جا کر ناشتہ بناؤ تو یہ سب بحث و تکرار فضول ہے اور لایعنی ہے۔ تم جاؤ جا کر چائے تو بناؤ۔ آ گئے تمہارے گھر والے تو دیکھا جائے گا۔" نائمہ نے ساس کی بات پر سر تسلیم خم کر دیا اور سمیر نے اس کے چہرے کو تاسف سے دیکھا تھا۔

ایک نئی نویلی دلہن کے خواب مگر خوف کے سائے تلے اپنے آنگن کو یاد کر کے دوسرے گھر کی دہلیز پر آتی ہے اور اگر اس کے تمام خواب چکنا چور ہو جائیں تو وہ اندر سے ٹوٹ کر رہ جاتی ہے۔ اگر اس کے خاوند کا آسرا اور اس کی حمایت حاصل ہو تو وہ کٹھن سے کٹھن مرحلہ اور دریا آسانی سے پار کر جاتی ہے مگر اس کو تو اس شخص کی بھی محبت یا فقط ایک نگاہ التفات میسر نہ ہوئی تھی جو اس کی عمر بھر کا ساتھی اور غم خوار ٹھہرا تھا۔

"آیئے بھابی! میں کچن تک آپ کی رہنمائی کرتا ہوں۔" سمیر نے فضا کے بوجھل پن کو دور کرنے کے لیے خوش دلی سے کہا اور بھابی کو لے کر کچن کی جانب چل دیا تھا۔

"بھابی تھوڑا صبر سے کام لیں۔ شرجیل بھائی بہت اچھے ہیں بس ذرا کانوں کے کچے ہیں۔" اس نے مسکرا کر بتایا۔ ان نامساعد حالات میں ایک سمیر کی مسکراہٹ بھی اس کے لیے حوصلہ بخش ثابت ہوئی تھی۔

جس طرح ڈوبتے کو تنکے کا سہارا حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح اسے سمیر کے دو بول تسلی کے جیسے نئی امید دلا گئے تھے۔ پھر وہ تیزی سے کچن میں اندازے سے مطلوبہ اشیاء تلاش کر کے ناشتے کی تیاری میں جت گئی تھی۔ رخسانہ نے اتنا بھی نہ کیا کہ اس کو اشیاء ہی بتا دیتی کہ کون سی شے کہاں رکھی ہوئی ہے۔ یہ اس کا سسرال میں پہلا دن تھا اور اس کی ماں کہا کرتی تھیں۔

"سب سے پہلے سسرال میں جا کر تم نے میٹھا بنانا ہے اور اس کے بعد تم نے باقاعدہ سارے کام کرنے ہیں دیکھو اگلے گھر کی ذمہ داریاں اٹھانے میں تم ہرگز نہ ہچکچانا اور کچھ سمجھ نہ آئے تو بلا جھجک اپنی ساس سے پوچھ لینا۔" ماں نے تو اتنی نصیحتیں کی تھیں۔

وہ جانتی تھی کہ واپسی کا راستہ بند ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بیوہ تھیں۔ ان کا سارا انحصار خود ان کے بیٹے پر تھا جو شادی شدہ تھا اور جس کی ڈور اب اس کی بیگم کے ہاتھ میں تھی۔ وہ جس طرح چاہتی رخ موڑ دیتی تھی۔ اب رابعہ بیگم نہیں چاہتی تھیں کہ ان کی بیٹی واپسی کی کوئی راہ باقی رکھے بلکہ وہ تو خود کو خوش قسمت تصور کرتی تھیں کہ اتنا اچھا رشتہ ان لوگوں کو گھر بیٹھے مل گیا تھا۔ جس کی خاطر لڑکی والے بے پناہ پاپڑ بیلتے نظر آتے ہیں۔ جتنی دیر میں وہ ناشتہ بنا کر فارغ ہوئی اتنی دیر میں اس کی والدہ اور بھابی نادیہ بھی کھانا لے کر آ گئی تھیں ایسا پُر اہتمام ناشتہ لانے میں ظاہر ہے تھوڑی سی بے خبری تو ہو ہی جایا کرتی ہے اور پھر ان کے ذہن میں یہ بھی تھا کہ شادی سے اگلے دن سب دیر سے ہی اٹھیں گے مگر یہاں سب ناشتے کی میز پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔ وہ اپنی جگہ شرمساری ہو رہی تھیں۔

"ارے اتنی دیر کر دی آپ نے لگتا ہے آپ اور آپ کی بیٹی دیر تک صبح سونے کی عادی ہیں جب تک دن چڑھے سورج نہ اگ آئے۔" رخسانہ آپا کی زبان کے سامنے کوئی خندق نہ تھی۔

"ارے اپنی کترنی بند کرو۔" نائمہ کی امی کا بھونچکا چہرہ دیکھ کر صابرہ نے اپنی بیٹی کو سرزنش کی۔ اتنی جلدی سارے حقائق سے پردہ اٹھ جانا کسی طور مناسب نہ تھا۔ تب ہی مصلحت وہ نرم روش اپنا رہی تھیں پھر جو ناشتہ صابرہ بیگم لائی تھیں سب نے سیر ہو کر کھایا اور خود نائمہ ہونق بنی اپنا بنایا ناشتہ دیکھتی رہ گئی تھی۔ اتنی خواری کے بعد اس ناشتے کی کوئی وقعت نہ رہی تھی کیونکہ اس کے میکے سے سارے لوازمات سے پُر لذیذ اور خستہ ناشتہ جو آ گیا تھا۔

وہ سر جھکا کر تاسف سے دل مسوس کر رہ گئی۔ چند گھڑیوں کے لیے جب بھابی کو موقع ملا فوراً کریدنے

گئی تھیں۔

"تم خوش تو ہو ناں اور شرجیل کیسا لگا تمہیں؟"

"شرجیل؟" وہ ناسمجھی سے دیکھ کر رہ گئی۔ شرجیل سے کہاں بات چیت ہو پائی تھی اور جتنی ہوئی تھی وہ دل مسوس کر رہ گئی تھی۔ کس کو بتاتا اپنا ہی مذاق اڑانے کے مترادف تھا۔ یوں بھی وہ کسی پر اتنی جلدی سے جذبات آشکار نہ کیا کرتی تھی۔ اس کا دل سمندر کی مانند وسیع تھا۔ وسیع الظرفی بھی تو تھی جو وہ اپنی بھابی کا ناروا سلوک سہتی آئی تھی اور اب یہاں اپنی نند کی زبان درازی سن کر بھی خاموش تھی۔ یہ خموشی اس کا مقدر بن گئی تھی کیونکہ مجبوریوں کا سودا تو اسی دن ہو گیا تھا جب اس کے والد کا روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا تھا۔ جمع جوڑ کا کوئی کلیہ، کوئی قاعدہ اس کی زندگی میں لاگو نہ ہوتا تھا۔ سب تفریق ہی تفریق تھا۔
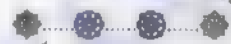
آنے والے دن اس کے لیے سخت آزمائش لیے ہوئے تھے۔ اسے ایک ایسی زندگی گزارنے پر مجبور کیا جا رہا تھا جس میں اس کی اپنی مرضی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ اسے کہا جاتا اٹھ جاؤ تو وہ اٹھ جاتی اور بیٹھنے کو کہا جاتا تو بیٹھ جاتی کہ اس میں اس کے خاوند کی رضا بھی شامل تھی۔ وہ سب کو خوش کرتے کرتے خود ہلکان ہو گئی تھی۔ بقول آپا۔

"میری مانو گی تو آباد رہو گی۔" نائمہ کے چہرے پر صدیوں کی تھکان اتر آئی تھی۔ اکثر کھانا پکاتے ہوئے گہرے مراقبے میں گم ہو جاتی۔ اگر یوں نہ ہوتا اور یوں ہو جاتا تو پھر لاحاصل سے حاصل تک کا سفر خیالوں کی پروان میں طے کرتی حال میں لوٹ آتی تھی۔ یہ گھر اس کے لیے روز اول کی مانند اجنبیت لیے بالکل پرایا تھا۔

رفتہ رفتہ وہ کاغذ اور قلم کا سہارا لینے لگی۔ ڈائری پر دن بھر کی روداد رقم کر کے ڈائری کو بستر کے نیچے گدے کے تلے چھپا دیا کرتی تھی۔ کوئی غم گسار نہ رہا تھا تو اس نے ڈائری کو ہی اپنی سہیلی بنا لیا تھا۔ ایک رات وہ اپنی زندگی کی نامرادیوں کے قصے قلم بند کر رہی تھی جب آہٹ پر دیکھا تو شرجیل کھڑے تھے۔ وہ بری طرح گھبرا گئی تھی۔ تیزی سے ڈائری کو کتابوں کی اوٹ میں رکھ دیا تھا۔

"کیا کر رہی ہو رات کے اس پہر سوئی نہیں اب تک؟" شرجیل کا لہجہ پرتجسس لیے ہوا تھا۔

نائمہ کا دل چاہا کہ وہ بھی پوچھے کہ وہ رات کے اس لمحے اپنی بیوی کو تنہا چھوڑ کر کہاں رہ گیا تھا اور پھر رات گئے اس پہر اسے کمرے میں آنا کیسے یاد آ گیا۔ کہنے کو ان دونوں کا نکاح کے مقدس بولوں میں بندھا ایک مضبوط رشتہ تھا مگر درحقیقت اس کی وقعت محض کاغذ کے ایک ٹکڑے سے زیادہ نہ تھی۔ گھر تب بنتا ہے جب عورت راضی ہو۔ جب تک دنیا کی کوئی بھی عورت مرد کا پیار بطور بیوی حاصل نہ کر پائے گی تب تک مرد کا گھر مکان ہی رہے گا گھرانہ تب ہی بنتا ہے جب دونوں فریقین باقاعدہ ازدواجی تعلق میں بندھتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے مرد وعورت کے مابین یہ رشتہ فرض اور حق کے ساتھ بے حد خوب صورتی سے باندھا ہے۔ کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر۔ شوہر اگر بیوی کو محبت سے رکھے اور قدر کرے تو نہ صرف شوہر کا مقدر بن جائے بلکہ بیوی اس کے اہل خانہ کی بھی محبت اور پیار سے خدمت کرے گی مگر شرجیل شاید ان بدقسمت مردوں میں شامل تھا جو ماں اور بہنوں کے کہے میں آ کر نیک فطرت بیوی کی قدر کھو کر نہ صرف اپنا گھر خراب کرتے ہیں بلکہ شادی اور نکاح جیسے مقدس بندھن کو بھی بدنام کر کے رکھ دیتے ہیں۔

"میں کتاب کی ورق گردانی کر رہی تھی۔" اس نے اپنے آنسو چھپاتے ہوئے بہانہ تراشا۔

"اچھا میری ماں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے تکلیف ہوتی ہے۔ سارا دن کمرے میں گھسی رہتی ہو اور کیا یہ کتابیں میری ماں اور بہن سے بھی اچھی ہیں؟" ہر بات میں ایک منفی پہلو تراشنا شاید شرجیل کا خاصہ بن گیا تھا۔ وہ کسمسا کر رہ گئی۔ وہ کب دن بھر اتنی فارغ رہتی تھی کہ اپنی ساس کے پاس بیٹھتی۔ اب تو قرآن اور اذکار کے لیے بھی اس کے پاس فرصت کے لمحات میسر نہ تھے۔ ورنہ اس سے قبل وہ باقاعدہ اس کے لیے خاصا وقت صرف کیا کرتی تھی۔ شرجیل اس سے اکھڑا اکھڑا سا رہتا تھا مگر بہت جلد یہ عقدہ بھی کھل

ہی گیا تھا۔

شرجیل کا پہلے نکاح ہو گیا تھا سدرہ سے جو کہ اس کی کزن بھی تھی پھر کچھ وجوہات کی بنا پر نکاح ٹوٹ گیا تھا اور شرجیل ابھی تک دلی طور پر اس سے وابستگی کے بندھن میں بندھا ہوا تھا۔ وہ چاہ کر بھی اپنے دل کی مسند پر نائمہ کو بٹھا نہیں پا رہا تھا۔ اگرچہ وہ دیکھ رہا تھا کہ نائمہ ایک سلجھی ہوئی طبیعت کی لڑکی ہے۔ اس کی والدہ اور بہن کی تلخ و ترش باتوں کو بھی نظر انداز کر جاتی ہے پھر اس نے نائمہ کی آنکھوں میں اپنا واضح عکس چھلکتا دیکھا تھا مگر جب بھی وہ اپنے قدم نائمہ کی جانب بڑھانے لگتا تھا، اس کی نظروں میں سدرہ کا چہرہ جھلملانے لگتا اور نائمہ کی کرب ناک مسکراہٹ اب اکثر اس کے ہونٹوں کا احاطہ کیے رہتی تھی۔

* * * *

دو ماہ بعد شرجیل کو واپس چلے جانا تھا اور نائمہ مسلسل اداسی کی لپیٹ میں تھی۔ وہ جیسا بھی تھا اس کے سر کا تاج تھا اور پھر وہ ایک مشرقی لڑکی بھی تھی۔ جسے آخر وقت تک نباہ کرنا ہوتا ہے۔ ابھی ایک ماہ باقی تھا۔ یا ایک ماہ اس کے لیے عذاب کی مانند گزر رہا تھا۔ بارہا اس کا دل چاہا کہ ایک بار سہی اپنی امی سے دل کا احوال کہہ دے مگر پھر اس نے خود کو پست حوصلہ پایا کیونکہ وہ ٹوٹ جاتی۔

”لیکن امی مجھے مورل سپورٹ کر سکتی ہیں۔“ اس کا انجام کیا ہوگا یا تو اماں اسے گھر واپس بلا لیتی اور وہاں بھی بھابی کے طعنے مقدر بنتے اس لیے بہتر یہی تھا کہ بھابی کے ساتھ ساتھ دنیا کی تیز چبھتی نظروں کی زد میں آئے بغیر بس صبر و شکر سے زندگی کے دن گزر لے پھر شرجیل سے اسے بے پناہ محبت ہو گئی تھی اور اس سے جدائی کا خیال ہی اس کے لیے سوہان روح تھا۔

ایک شام وہ نہا کر آئینے کے سامنے بیٹھی بال سلجھا رہی تھی، دن بھر کے تھکا دینے والے کاموں کے بعد اس نے اپنے ملگجے حلیے پر نگاہ ڈالی تو سوچا کہ شاور لے کر تازہ دم ہو لے پھر چائے بھی تیار کرنی تھی۔ ابھی وہ بال سلجھا رہی تھی جب عقب سے آئینے میں اس کی نگاہوں کا تصادم شرجیل سے ہوا۔ شرجیل اس کی لمبی زلفوں کو مبہوت سا ہو کر دیکھ رہے تھے۔ اول تو شروع دن سے وہ اداسی کا پیکر بنی رہی نہ اوڑھنے پہننے کی جانب رغبت ہوئی اور نہ ہی نند اور ساس نے اتنا موقع ہی دیا۔ آج جب شرجیل نے غور کیا تو اسے نائمہ کا شیح چہرہ بے حد اپنا اپنا سا لگا۔ نائمہ اس کی وارفتگی پا کر شرمگیں انداز سے نظریں جھکا گئی تھی۔ وہ زیر لب مسکرا، یہ اس کی اپنی بیوی اور اس کا غرور تھی، کوئی غیر نہ تھی جس پر حق جتائے بغیر عمر تمام کر دیتا۔ اس نے اس کے چہرے پر آئی ہوئی لٹوں کو اس کے کانوں کے پیچھے اڑسا، اس کے ہاتھوں کا لمس پوروں میں چھپی محبت کی آگ قطرہ قطرہ نائمہ کو پگھلانے لگی تھی۔ تب ہی اس خوب صورت خواب کو صابرہ بیگم کی دلخراش آواز نے چکنا چور کر دیا تھا۔

”کہاں دفعان ہو گئی ہو اب شام کا ایک کپ چائے بھی نصیب ہوگا کہ نہیں۔“ ماں کی کرخت آواز شرجیل کو ہوش میں لے آئی تھی۔ وہ ایک دم گھبرا کر کمرے سے باہر نکل گیا مبادا اس کی ماں اس کی اس چوری کو پکڑ ہی نہ لے۔ نائمہ اتنی گھبرائی کہ اس کا سانس دھونکنی کی مانند چلنے لگا تھا آج پہلی مرتبہ شرجیل نے اسے محبت سے دیکھا تھا۔ اس کا رواں رواں اس احساس سے جھوم رہا تھا۔ وہ سرشاری مگن انداز میں کچن میں آ گئی تھی۔ آج اسے ساس کی پکار بھی گراں نہ گزری تھی۔ وہ گہری سوچ میں مدغم چائے بنا کر، شامی کباب ٹرے میں سجائے باہر آ گئی تھی۔ صابرہ بیگم نے گہری نگاہ اس کے سراپے پر ڈالی۔

”یہ تمہیں سر شام نہانے کی کیا سوجھی اور یہ کھلے بال کچھ تو شرم لحاظ کرو، جوان دیور ہے گھر میں، بے شرمی کی انتہا ہے۔“ ساس کی چبھتی ہوئی نظروں میں تنفر کی واضح لکیریں تھی۔ صابرہ بیگم نے شرجیل کو گاہے بگاہے نائمہ کو دیکھتے ہوئے تاڑ اور وہ اس وقت سخت برافروختہ ہو رہی تھی۔ غصہ دیدنی تھا۔ اس لیے الفاظ کا چناؤ خوب سوچ سمجھ کر کیا گیا تھا۔ نائمہ خوشی سے پھولی نہ سمائی کمرے میں آ گئی تھی۔ رات کے کھانے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔

”امی آج میری طبیعت کچھ خراب سی لگ رہی

ہے۔'' شرجیل نے سست آواز میں کہا تو صابرہ بیگم فکر مند سی ہوگئیں۔

''کیا ہوا؟ آؤ ادھر سو جاؤ۔'' ہمیشہ کی طرح صابرہ بیگم نے اسے پاس سلانے کی کوشش کی، ہر رات کی طرح اس رات بھی وہ اسے رات گئے کمرے میں جانے کی اجازت دینے کی خواہاں نہ تھیں۔

''بھئی آج تو مجھے بھی سونے دو کمرے میں۔ بیگم جب سے شرجیل کی شادی ہوئی ہے تم تو مجھے روزانہ دوسرے کمرے میں سلانے لگی ہو۔ کیا ہوگیا ہے؟ اسے جانے دو۔ جاؤ بیٹا۔'' آج باپ کی بات پر وہ جھٹ اٹھ کر کمرے میں آ گیا تھا۔ نائمہ بے فکری سے بیڈ پر لیٹی چھت کو تک رہی تھی۔ اس کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ شرجیل آج وقت پر کمرے میں آ جائیں گے۔ شرجیل نے کمرے میں آ کر اسے پکارا تو وہ گھبرا کر سیدھی ہوئی اور وہ اسے محبت سے دیکھتے ہوئے پوری سچائی سے بولا۔

''نائمہ ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔ سراسر سارا قصور میرا ہی ہے کہ تمہاری قدر نہ کر سکا۔ اگرچہ ابھی بھی بہت دیر نہیں ہوئی، میں نے سدرہ کے بعد شاید یہی سمجھا کہ میرے دل میں محبت کا خانہ اب سدا خالی رہے گا مگر تم نے اپنی محبت اور وفا سے یہ خانہ پھر سے آباد کر دیا، میں خود سے لڑتے لڑتے اب تھک سا گیا ہوں۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں تمہاری محبت میں گرفتار ہو گیا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے عام لڑکیوں کی طرح آتے ساتھ ہی گھر پر قابض ہونے کے خواب نہیں دیکھے میری ماں اور بہن کا احترام کیا، کسی بات پر اف تک بھی نہ کیا، صبر سے سب سنتی رہی، ایک لڑکی جب بیاہ کر اگلے گھر آتی ہے تو اسے پہلا سبق یہی سکھانا چاہیے کہ اپنی زبان کو ان بتیس دانتوں میں چھپا کر رکھے تب ہی نئی جگہ بس سکتی ہے۔ جس طرح تم میرے دل میں بسی ہو، اب اس گھر میں بھی ان شاء اللہ تا عمر رہو......'' وہ بولتے ہوئے رکے۔

وہ نائمہ کے بدلتے ہوئے تاثرات کو دیکھ کر حیران بھی ہو رہے تھے کہ وہ انتہا کی بدگمان ہوگئی تھی اور شاید سمجھتی تھی کہ شرجیل اس کو تا عمر اپنائیں گے ہی نہیں اور اب نائمہ کے چہرے پر خوشی اور دبا دبا جوش پھیلا ہوا تھا۔ انہوں نے بلاآخر اسے سرپرائز دے ہی دیا۔

''مجھے تمہیں یہ بتانا تھا کہ میں اگلے مہینے اکیلا نہیں جا رہا بلکہ تم بھی میرے ساتھ چل رہی ہو۔'' اور نائمہ کی آنکھیں خوشی سے چھلکنے لگیں۔

''مگر کیسے؟'' اس نے دھیرے سے پوچھا۔

''میں نے خاموشی سے سارا کام کر لیا ہے، شکر ہے کہ اللہ نے میری سن لی پھر جاتے ساتھ ہم امی اور بابا کو بھی بلا لیں گے۔'' شرجیل نے محبت سے اس کا ہاتھ تھاما۔ اس کا ہاتھ برف ہو رہا تھا اور تسلسل سے آنسو بہہ رہے تھے۔

''تم تو شاید کبھی اپنے حق کے لیے نہ بولتیں اگر اس دن میں تمہاری ڈائری نہ دیکھ لیتا، تمہارے لفظ لفظ نے میری آنکھیں کھول دیں، یقین جانو اپنی جگہ مجرم سا بن گیا تھا۔ تم نے مجھے میرا اصل چہرہ دکھا دیا تھا اور تب ہی میں ضمیر کی عدالت میں جا کھڑا ہوا تھا اور خود کو قصوروار پایا۔ رہی بات اماں کی تو وہ دل کی بہت اچھی ہیں آپا کی باتوں میں آ جاتی ہیں جب ہم ہی سب چلے جائیں گے تو آپا اپنا گھر گرہستی سنبھال لیں گی۔ یوں بھی شادی شدہ عورتوں کو اپنے گھر کو توجہ سے سنوارنا چاہیے نہ کہ میکے میں مستقل ڈیرا ڈال دیں اور دخل اندازی کریں۔'' شرجیل سرتاپا بدل گئے تھے کیونکہ ان کا دل بدل گیا تھا اور اس دل میں نائمہ کا بسیرا ہو گیا تھا۔

انہوں نے محبت سے نائمہ کے ہاتھ کو ہونٹوں سے چھوا۔ یہ وہی شرجیل تھے جن کا کہنا تھا کہ میں محبت پر یقین نہیں رکھتا مگر نائمہ نے اپنی نیک روش سے انہیں محبت میں زیر کر دیا تھا۔

عنایشہ حسرا

کشش تو بہت تھی میرے پیار میں لیکن
کیا کروں کوئی پتھر پگھلتا ہی نہیں
اگر خدا ملے تو اس سے اپنا پیار مانگوں گی
پر سُنا ہے وہ مرنے سے پہلے کسی سے ملتا ہی نہیں

عشیل کی آنکھیں اندرونی کرب کے گہرے احساس سے لہو رنگ تھیں..... مہندی کے خوب صورت رنگ سے سجی ہتھیلیاں سامنے کیں۔

"اُف یار تمہاری مہندی کا رنگ کتنا گہرا اور خوب صورت ہے لگتا ہے ساس بہت چاہے گی۔" منہاز کی آواز قریب سے ابھری۔

"اور شوہر کا تو جواب ہی نہیں۔" ہتھیلیوں میں کرن کا چہرہ جگمگایا۔ دکھ کے احساس سے ہتھیلیاں سمیٹ لیں۔

یقین..... قیاس میں بدل گئے تھے سر اٹھا کر اوپر دیکھا بادل گہرے ہو رہے تھے فضا میں اس کی زندگی کی طرح حبس تھا۔ بارش کے آثار تھے آسمان بھی اس کی قسمت پر نوحہ خوانی کررہا تھا۔ اس کی تقدیر کو سرخ کے بجائے زرد رنگ لگ گیا تھا۔

"شوہر کی محبت..... شوہر ہی اس کا نہیں تو محبت کیسی..... اور جب رشتہ قبولیت کا نہ ہو تو پھر رشتہ کیسا؟" آنکھوں کی سطح بھیگنے لگی تو سر جھٹک کر دائیں جانب گھمایا۔

اس کی شادی کو تین ماہ ہوئے تھے۔ فرحان احمد آفس کے کام سے فیصل آباد گئے تھے۔ سب گھر والے پھوپو کے گھر پھوپا فصیح احمد کو دیکھنے گئے تھے۔ ان کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ عیشل بی جی کے ساتھ گھر میں اکیلی تھی۔ بی جی اپنی دوائی لے کر آرام کررہی تھیں۔

کس قدر کرب و دکھ کی بات تھی کہ عیشل گیلانی جیسی تعلیم یافتہ گریس فل اور خوب صورت لڑکی سے فرحان احمد کو محبت ہی نہ ہوئی۔ اس کی محبت تو وہ غریب لڑکی تھی جسے اس کی والدہ محترمہ نے ناپسند کردیا تھا اور کتنے آرام سے شب وصل والے دن فرحان احمد نے اسے لفظوں کے چابک مار کر کہہ دیا تھا۔

"اب میں آزاد ہوں، میں اپنی محبت کو حاصل کرلوں گا تم ماما کی پسند ہو اور انہیں ہی مبارک ہو۔" دلہن بنی عیشل گیلانی فلم جیسی اس سچویشن پر ساکت سی رہ گئی تھی۔

"بھلا حقیقت میں ایسے ہوتا ہے کیا؟" اس کا زرتار روپ سامنے قدِ آدم شیشے میں زمیں بوس ہوگیا تھا۔

وہ سب کہہ کر اپنی مردانگی دکھا کر صوفے پر لیٹ کر سو گیا تھا۔ اس کا حلق سوکھ گیا تھا۔ گلا خشک، آنکھیں بے یقین سی ساکت۔ اس کی مہندی لگی ہتھیلیاں تپنے لگیں۔ اس کے ان دیکھے خواب مر گئے تھے۔ صبح اس کی نندوں نے اس کے کمرے سے باسی پھولوں کو سمیٹا تو اس میں

سٹ کر خوابوں کی راکھ بھی جل گئی۔

محبت نہ ہو تو تعلق بھی اہمیت نہیں رکھتے۔ کس منہ سے امی بابا کو خاندانی، بااخلاق، پڑھے لکھے فرحان احمد کی کہانی سناؤں۔ جگ ہنسائی، ذلت اور رسوائی، لوگ کیا کہیں گے؟ لوگ..... ہمیں لوگوں کی کتنی پرواہ ہوتی ہے ناں۔ وہ چاپ چاپ روتی رہی۔

ہوا میں نمی کا احساس ہوا، بھیگی ہوا اس سے ٹکرائی بارش اس کی نم پلکوں کا ساتھ دینے چلی آئی تھی۔ درختوں پر پرندوں کی ٹولیاں اترنے لگیں، سدا بہار کے پودے دھیرے دھیرے بھیگ رہے تھے۔ ہوا میں پھولوں، مٹی اور خشک پتوں کی مہک تھی۔ اس کا دل درد سے بوجھل تھا۔ فرحان احمد نے اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔

اس کا فیصلہ سنے بغیر اور اس کا فیصلہ..... سر اٹھا کر اس نے آسمان کو دیکھا بوندیں اس کے چہرے پر گرنے لگیں۔ ٹپ..... ٹپ..... ٹپ..... آنکھوں کا پانی بھی بارش کے پانی میں شامل ہو گیا۔ اس کا دل اس کی خوشیوں کا قبرستان بن گیا تھا اور وجود نوحہ خوانی کر رہا تھا۔ بظاہر وہ زرتار، بہو تھی تو عروس تھی، اس گھر کی بہو بیگم تھی۔ ریحانہ احمد کی خوشیوں کا مرکز تھی۔ نندوں کی بھابی تھی اور ذیشان کی پیاری بھابی..... ایک جیٹھ باہر ہوتے تھے ان کی باتوں میں بھی محبت، احترام اور عزت تھی۔ صرف فرحان نے اسے قابل عزت نہیں سمجھا تھا۔

اسے اپنی محبت عزیز تھی۔ اس کے آنسو تواتر سے گر رہے تھے۔ خاموشی، سناٹا، برستی بارش، تنہائی اور بہتا کاجل اس کا وجود نوحہ کناں تھا خود پر۔

❁ ❁ ❁ ❁

”عیشل طبیعت ٹھیک ہے بیٹا؟“ اسے لاؤنج میں سست سے انداز میں بیٹھے دیکھ کر ریحانہ احمد رکیں وہ اور نگارا بھی ابھی باہر سے آئی تھیں۔

”جی..... مما.....“

”کھانا کھایا؟“

”جی..... کھالیا آپ کو دیر ہو گئی؟“

"ہاں..... حمید بھائی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اللہ خیر کرے، فرحان نہیں آیا؟"
"نہیں۔"
"کب تک کا کہہ گیا ہے آنے کا۔" معروف سے انداز میں سوال کیا گیا۔
"سگنل نہیں مل رہے موسم کی خرابی کی وجہ سے ہوسکتا ہے ابو کو بتایا ہو۔ میرا اسیل بھی چارج نہیں ہے۔"
"لو کے..... تم کمرے میں چل کر لیٹو میں حبیبہ سے کہہ کر دودھ کا گلاس بھجواتی ہوں۔" دھیرے سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ عیشل نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ گئی۔ ریحانہ احمد حبیبہ کو آواز دینے لگیں۔
"جی آنٹی۔" وہ بوتل کے جن کی مانند حاضر ہوئی تھی۔
"عیشل کو گرم دودھ دواوٹین ڈال کر۔"
"جی۔" وہ الٹے قدموں چلی گئی۔ ریحانہ بی جی کے کمرے میں آئیں وہ ریحانہ کو دیکھ کر اٹھنے لگیں۔
"حمید کیسا ہے اب؟"
"طبیعت ٹھیک نہیں ہے آئی سی یو میں ہیں۔"
"اللہ خیر کرے..... کون ہے اسپتال میں؟"
"الیاس اور رضا ہیں باجی تو گھر چلی گئی تھیں، موسم ٹھیک نہیں ہے ان کی بھی طبیعت خراب تھی آپ نے کچھ کھایا؟"
"ہاں دلیہ کھایا ہے، ابھی حبیبہ دودھ دے کر گئی ہے۔"
"آپ آرام کریں۔" ان کے بیڈ کا کمبل ٹھیک کر کے ان پر ڈالا اور کمرے سے باہر آگئیں۔ تسبیح کے دانے گراتی بی جی حمید کی صحت کے بارے میں سوچنے لگیں۔
"اللہ اسے زندگی دے۔"

✿.....✿.....✿.....✿

عیشل کو صبح اٹھنے کی عادت ہمیشہ سے تھی۔ دادی اس سے بہت خوش تھیں۔ ہمیشہ دعا دیتی تھیں کہ صبح اٹھنے والی لڑکیاں ہمیشہ تروتازہ رہتی ہیں، ان کی زندگی مکمل طور سے خوشحال ہوتی ہے، وہ ہی سگھڑ اور سلیقہ مند ہوتی ہیں، بہت کچھ سیکھنے کے لیے ان کے پاس بہت وقت ہوتا ہے اور یہ حقیقت بھی تھی عیشل کو کوکنگ، کٹنگ بہت اچھی آتی تھی اور مصنوعی پھول تو بہت اچھے بناتی تھی، گلاس پینٹنگ میں جان ڈال دیتی تھی، کمپیوٹر کا کیڑا بھی تھی۔ کالج کی چھٹیاں وہ انہی کاموں کو سیکھنے میں گزارتی تھی۔ دادی کے لیے وہ روشن مثال تھی۔ اپنی سب پوتیوں اور نواسیوں کو اسی کی مثال دیتی تھیں۔

کچھ "ہونہہ" کہہ کر گزر جاتی، کچھ جل کر خاک ہو جاتیں اور کچھ جلے کس دیتیں۔ نمبر بڑھ جاتی ہیں بس اور عیشل کی یہ سب اپنی دلچسپیاں تھیں۔ اسے کسی دوسرے کی بات سے کوئی غرض نہیں تھی۔ وہ دادی کو ان کی پسند کی چیزیں پکا پکا کر کھلاتی، اپنی ہنر کاریاں دکھاتی۔ دادی کا سیروں خون بڑھ جاتا تھی۔

"اللہ سب بچیوں کو ایسا سلیقہ شعار کردے۔"
"میری سمجھ میں نہیں آتا تم دادی سے ایسی کیا باتیں کرتی ہو کہ ختم نہیں ہوتی۔" برابر میں چاچو کا گھر تھا اپنے گھر کے پڑوس سے علینہ انہیں دیکھتی تھی واک کرتے تو چڑ کر پوچھتی۔
"ہائے..... اتنا مزا آتا ہے تم بھی آجایا کرو۔"
"اللہ معاف کرے۔ میرے اندر بوڑھی روح نہیں۔"
عیشل حیران ہو کر اسے دیکھتی۔
"نہیں..... علشبہ ایسے نہیں کہتے، بوڑھے لوگ بہترین تجربہ گاہ ہوتے ہیں، ان کی نگاہ تجزیاتی ہوتی ہے ان سے ہی تو ہم باریک بینی سے زندگی کو سیکھتے ہیں ورنہ وقت تو سکھاتا ہی ہے۔"
"ملانی بی اب لیکچر دیں گی۔" علشبہ عدم دلچسپی کا اظہار کرتی موبائل دیکھنے لگتی اور عیشل حیران رہ جاتی۔

دادی کی بیٹھک میں اس کو مرچیں کیوں لگتی ہیں۔ اس کی نگاہ میں حقیقت میں اولڈ از گولڈ تھی۔ صبح اٹھنے کی عادت اس کی یہاں بھی تھی۔ نماز پڑھ کر تلاوت کرتی۔ فرحان سوتے رہتے وہ باہر آجاتی۔ لان میں واک کرتی، پودوں پھولوں کے پاس سے گزرتے تسبیح خوانی کرتی رہتی۔ دن کی روشنی پھیلنے لگتی کچن میں آجاتی۔ دو کپ چائے بناتی

ٹرے میں رکھتی ساتھ سلائس، جام، بوائل انڈے رکھ کر بی جی کے کمرے میں آجاتی۔ یہاں اسے دادی کا پرتو مل گیا تھا بی جی بہت جلد اس کی بہترین دوست بن گئی تھیں۔

"اللہ خوش رکھے، سہاگن رہو کامیاب رہو۔" وہ مسکراتی رہتی باتیں کرتی رہتی۔ بی جی کو فرحان کی قسمت پہ رشک آتا تھا۔

"کتنی نیک سیرت بیوی ملی ہے، قسمت والا ہے فرحان، ورنہ فرحان کے کرتوت تو ایسے نہ تھے۔ آدم بیزار خشک مزاج، بدلحاظ اور منہ پھٹ۔" پھر ایک آس جگمگاتی کہ عیشل اسے سدھار لے گی۔

"انسان جانور نہیں ہوتے جنہیں سدھارا جائے سیکھنے کی صلاحیت بھی ہونی چاہیے۔"

ناشتہ کے بعد وہ دادی کے کمرے میں ٹی وی پر تلاوت لگا لیتی۔ وہ مگن ہو کر سنتی رہتی یہاں تک کہ ریحانہ بیگم دروازہ کھول کر اندر آجاتیں۔

"عیشل......" ریحانہ حیرانی سے کہتی۔

"کیا وقت ہو رہا ہے اور تم یہاں ہو، فرحان اٹھ گیا اسے آفس جانا ہوتا ہے بیٹا بابا کے ساتھ۔ اس کے پاس رہا کرو، تیاری میں، ناشتے میں ساتھ ساتھ۔" وہ انہیں دیکھتے ہی بیڈ سے اترتی اور بی جی پر کمبل ٹھیک کرتی ہوئی کہتی۔

"بس جا رہی تھی ماما...... بی جی کے گھٹنوں میں درد تھا دبانے لگی تو وقت کا خیال نہیں رہا۔" ساتھ ہی ساتھ ٹی وی کا سوئچ آف کر کے برتن اٹھائے اور بی جی کو سونے کا اشارہ کر کے جانے لگی تو ریحانہ بیگم دونوں ہاتھوں سے اس کے بازو پکڑ کر مسکرا کر اسے دیکھنے لگیں۔

"شادی کے یہ دن صرف شوہر کے ساتھ گزارنے کے ہوتے، یادگار اور دلچسپ...... ایک دوسرے کو سمجھنے کا بہترین موقع ملتا ہے۔" وہ خاموشی سے ان کو دیکھتی رہی۔ ریحانہ بیگم نظریں چرا گئیں۔ انہیں اپنے بیٹے کی ہر "ادا" کا علم تھا۔

شادی سب کچھ "سنوار" دیتی ہے ان کا ایمان تھا۔ ابھی اس کی شادی کو صرف چار ہفتے ہی ہوئے تھے۔ اور وہ سدا کی بدلحاظ، بے مروت بھی نہیں تھی کہ کہہ سکتیں۔

"ممّا...... جو ہمارے ساتھ وقت نہ گزارنا چاہے اس کا کیا۔" سہولت بھرے انداز سے "جی" کہہ کر ذرا سا مسکرا کر ان کے قریب سے گزر گئی۔

ذرا سی مسکراہٹ بعض اوقات آنسوؤں کے سمندر سے گزر آتی ہے۔ بڑا مشکل ہوتا ہے دل کا درد چھپا کر مسکرانا...... زندگی ویسی کیوں نہیں ہوتی جیسی ہم گزارنا چاہتے ہیں۔ جیسی ہماری خواہش ہوتی ہے۔ کچن میں آ کر ٹرے رکھ کر گہرے گہرے سانس لیتی وہ اندر سے خود کو نارمل کر رہی تھی۔ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں سے آنکھیں سہلائیں اور دوپٹا ٹھیک کر کے اپنے بیڈ روم میں آگئی۔

فرحان، ڈریسنگ روم سے نکل رہے تھے۔ ایک نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے قدرے آور آئینہ کے آگے کھڑے ہو کر بیلٹ باندھی، کالر ٹھیک کر کے ٹائی لگائی، بال سنوارے، اسپرے کیا اور بیڈ کے کنارے بیٹھ کر موزے پہننے لگے۔ ہر چیز مکمل تھی ان کے پاس۔ اپنی تیاریاں وہ خود بہتر جانتے تھے عیشل جان گئی تھی کہ انہیں کسی "دوسرے" کی ضرورت نہیں تھی۔ آگے بڑھ کر کمبل سمیٹ کر الماری میں رکھ دیا، بیڈ ٹھیک کر کے کشن اور تکیے ترتیب سے رکھے۔ بھیگا ہوا تولیہ، پھیلایا اور وہ تک سک سے تیار کھڑے سنگار میز کے آگے اپنا جائزہ لیتے، گھڑی باندھ رہے تھے، فرحان کے چہرے پر بڑی گہری مسکراہٹ تھی مونچھوں کے نیچے بھرے بھرے ہونٹ کسی خوب صورت خیال کا عکس دے رہے تھے۔ عیشل نگاہ چرا کر خود کو مصروف ظاہر کرنے لگی۔ میز کے قریب آ کر اپنا سیل اٹھا کر چیک کرنے لگی۔ دادی کا سلام کا پیغام دیکھ کر مسکرا دی۔

تبھی فرحان احمد اس کے بے حد قریب آ کر جھکے کہ عیشل جھجک کر پیچھے ہوئی۔ جھک کر اس نے اپنا موبائل اور چارجر اٹھایا اور بے نیازی سے پلٹ کر آفس بیگ کی جانب گیا کھولا اور اپنی چیزیں چیک کرنے لگا۔ عالم بے خیالی میں دادی کے دعا بھرے سلام میں اس نے جانے

کیا بھیج دیا تھا۔ دوبارہ چیک کرنے لگی۔

فرحان احمد ایک بار پھر اپنا تنقیدی جائزہ لے کر آفس بیگ اٹھا کر باہر نکلنے لگے۔ لامحالہ اسے بھی تقلید کرنی تھی۔ موبائل دوبارہ میز پر رکھ کر دوپٹا ٹھیک کرتی سنگار میز کے آگے رکی۔ بال سنوارے اور اسپرے اٹھا کر اسپرے کیا ہلکا سا لپ گلوس لگایا پل میں نکھر گئی۔ خوش شکل تو تھی ہی ایک نگاہ غلط آئینہ پر ڈال کر باہر بھاگی۔ معلوم نہیں ہم ”جھوٹ“ کیوں بولتے ہیں۔

”دوسروں کو خوش دیکھنے کے لیے رشتوں کے لحاظ مروت کے لیے، تعلقات کو رنجشوں سے بچانے کے لیے یا دلوں کو مطمئن کرنے کے لیے، رشتوں کو بچانے کے لیے لیکن پھر...... ہمارا دل ہم دوسروں کے لیے اتنا سوچتے ہیں، خیال کرتے ہیں قدر کرتے ہیں تو دوسروں کے دلوں میں ”ہم“ کہاں ہیں؟“ نگاہ اٹھا کر فرحان کو دیکھا۔

جو ابو کے برابر رکھی کرسی پر ناشتہ کرنے کے لیے بیٹھ رہے تھے۔ ابو اور بڑے بھائی اویس بھی تھے۔ میز پر ناشتہ لگا ہوا تھا۔ مما ابو کو سرو کر رہی تھیں۔ عیشل فرحان کے برابر خالی کرسی پر بیٹھ گئی...... وہ کیا سرو کرے اور کس کو کرے...... فرحان اپنی پلیٹ میں فرائی انڈا اور سلائس لے چکے تھے بلکہ ناشتہ شروع بھی کر دیا تھا۔ اویس بھائی اور صبا بھابی ایک پلیٹ میں کھاتے تھے۔ اس نے فرحان کے لیے چائے نکالی، فرحان نے دودھ کا گلاس اٹھایا...... چائے کا مگ اپنے آگے کر کے وہ سلائس اٹھانے لگی۔ بعض اوقات لوگ حقیقی منظروں سے نگاہ کیوں چرا لیتے ہیں۔ مما اور صبا بھابی کو دیکھا۔ زبردستی کا مسلط ہونا دل بھرنے لگا۔ آنکھ بھیگنے لگی۔

”جب آپ کا دل درد سے بھر جائے اور آنکھوں میں آنسو آ جائے تو اپنے رب سے باتیں کر لیا کرو وہ سب جانتا ہے مگر آپ سے سننا چاہتا ہے۔“ نماز ظہر سے پہلے جانے عیشل کیوں روئی کہ نماز ظہر پڑھنا مشکل ہو گئی۔ اس کے بعد سوگئی۔

”ماں باپ تو اچھے فیصلے کرتے ہیں خوش، مطمئن رہنے کی دعائیں کرتے ہیں پھر فیصلے غلط کیوں ہو جاتے ہیں۔ راستے دشوار کیوں ہو جاتے ہیں۔ راستہ منزل کیوں نہیں ہوتا۔ اظہار کس سے کرے، بیاں کس سے کرے۔ سب کو منظر نامہ نظر کیوں نہیں آتا۔“ رات چہل قدمی کرتے ہوئے کتنی ہی سوچیں اس کے ہم راہ سفر کرتیں۔

نظر چرا کر سب کیوں خاموش تھے۔ زندگی ایسی نہیں ہوتی۔ زندگی کو ایسے نہیں گزرنا چاہیے۔

ایک غلط فیصلے کے ساتھ ساری عمر سفر نہیں کیا جا سکتا، اس کو اپنی ہمت، قوت، اعتبار اور اعتماد کو جمع کر کے اک فیصلہ کرنا تھا۔

زندگی پر اس کا بھی حق تھا۔

❁....❁....❁....❁
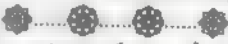
بے حد خاموشی سے شام کو بی جی کے عقب میں آ کر بیٹھی۔ وہ انہماک سے ٹی وی چینل کی جانب متوجہ ہو کر ڈاکٹر قاسم شاہ کا لیکچر سن رہی تھیں۔ وہ ایسے روح افزا بیانات دادی کے ساتھ بیٹھ کر بھی سنتی تھی اور پھر لحہ بہ لحہ تبصرہ...... دادی اور بی جی نظر چرا کر تسبیح کے دانے گراتی دھیرے دھیرے سر ہلاتی اور بی جی کو دیکھتیں۔ دو مختلف لوگ اور ایک جیسا نقطۂ نگاہ۔

کیا یہ بھی فرحان کے خیالات جانتی ہوں گی۔

”عیشل...... تم......“ دھیمی سی خوشبو نے انہیں چونکایا۔

”جی...... فارغ تھی آ گئی۔“

”ہاں یہ اسپیکر مجھے بہت پسند ہیں۔“

”ہاں مجھے بھی ان کا نقطۂ نظر اچھا لگتا ہے۔“ پروگرام ختم ہو گیا اور آواز ہلکی کر دی...... اس کی جانب گھوم کر بیٹھیں۔

”فرحان آ گیا کیا؟“

”نہیں۔“

”تم فرحان کے ساتھ باہر نہیں جاتیں؟“ عیشل نے ایک خاموش نگاہ ان پر ڈالی۔

”شادی کے شروع کے دن ایسے ہی ہوتے ہیں خوب صورت اور یادگار...... ایک دوسرے کے قریب آنے کا

بہترین موقع، درگزر کرنے کا بہترین معاملہ، محبت اور دوستی مضبوط کرنے کا بہترین رشتہ۔" جانے کیوں وہ اتنا تبصرہ کرنے لگیں۔

"ہوں۔"

"میں فرحان کو بھی سمجھاؤں گی۔"

"بی جی...... بعض اوقات سمجھانے سے کچھ نہیں ہوتا اور طے کیے فیصلے بھی بدلتے نہیں ہیں۔" بی جی نے نگاہ اٹھا کر اس کے چہرے کو دیکھا جہاں نہ دلہناپے کی چمک تھی، نہ آنکھوں میں شوہر کے آنے کا انتظار اور نہ ہی کوئی شوخ مسکراہٹ۔

"اک بات پوچھوں بی جی؟" انہوں نے نگاہ چرائی۔

"زندگی میں ایسے فیصلے کیوں کیے جاتے ہیں جہاں قسمت کے ستارے نہیں ملتے؟" کمرے میں گہری خاموشی پھیل گئی۔ نظر سب آرہا تھا بس ایک اس لمحے سے نگاہ چرا رہے تھے سب۔

"ہائے فرحان...... تو نے کس مقام پر لا کر کھڑا کر دیا؟ اتنی اچھی لڑکی...... تو نے ٹھکرا دی۔"

"یہ فیصلے قسمت سے ہوتے ہیں، فرحان تھوڑا جذباتی ہے جوں جوں وقت گزرے گا سنبھل جائے گا۔" لمحہ بھر کو نگاہ اٹھا کر بی جی کو دیکھا۔

"وقت گزرنے سے انسان سنبھلتا نہیں ہے، اس کے فیصلے میں پختگی آتی ہے فرحان کبھی نہیں بدلیں گے، ان کی سوچ میں، میں نہیں ہوں۔" بی جی نے گہرا سانس لیا۔

"میں بہت باشعور اور سمجھدار ہوں، بے شک گھر میں بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی ہوں مگر ایک نگاہ سے پہچان لیتی ہوں محبت بھی...... نفرت بھی...... لاتعلق بھی اور بیگانگی بھی۔" وہ دھیرے دھیرے بول رہی تھی اور بی جی کے اندر دکھ اترنے لگے تھے۔

"مجھے کچھ لینی نہیں آتی بی جی مگر...... یہ بھی تو ٹھیک نہیں ہے، میں جس کے حوالے سے ہوں وہ ہی میرے لیے بے حوالہ ہے تو پھر میں کہاں ہوں اور کیوں ہوں؟ اپنے اندر کی عزت نفس کو برقرار رکھنا چاہتی ہوں۔" وہ یہ سب نہیں کہنا چاہتی تھی مگر جانے کیوں بے ارادہ بول گئی۔ بی جی کا کوئی قصور نہیں تھا وہ ان سے کیوں کہہ رہی تھی، وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی اور بی جی کا ہاتھ اس کے بالوں میں ٹھہر گیا تھا۔

"معاف کردیں بی جی مجھے یہ معاملہ کسی سے تو ڈسکس کرنا تھا ناں تو آپ سے زیادہ کون اہم تھا۔" خاموش انگلیاں اس کے بالوں میں تیرنے لگی تھیں۔ دھیرے سے ان کا ہاتھ اٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور چوم کر ہاتھوں میں دبا لیا۔

عیشل کی نم آنکھوں کا دکھ انہوں نے اپنے دل پر محسوس کیا اور دل سے محسوس کی ہوئی چیز گہرا اثر چھوڑتی ہے۔

❁......❁......❁......❁

"ماما پلیز۔" فرحان نے دوٹوک لہجہ اختیار کیا۔

"اب آپ مجھے جذباتی طور پر بلیک میل نہیں کرسکتیں آپ کو خاندانی شریف اور من پسند بہو چاہیے تھی وہ آپ کے پاس ہے اب میں آپ کی اور بات نہیں مانوں گا۔"

"فرحان......" وہ غصہ ہوئیں۔

"اسے حق زوجیت میں لو۔" راحیلہ بیگم نے دوٹوک انداز کہا تو فرحان ایک لمحہ کے لیے گڑبڑا گیا۔

"ماما...... یہ میرے لیے مشکل ہے۔"

"تو میرے لیے بھی یہ مشکل ہے کہ میں تمہیں بیٹا کہوں۔" انہوں نے منہ پھیر لیا۔

"تو پھر آپ نے میری پسند سے شادی کیوں نہیں کرائی؟"

"کیونکہ وہ غیر مسلم تھی۔"

"ماما...... وہ میری خاطر مسلمان ہو رہی تھی۔"

"فرحان مذہب کسی کی خاطر نہیں بدلا جاتا ہے اور نہ قبول کیا جاتا ہے یہ لمحہ بھر کی کہانی نہیں کہ منہ کا ذائقہ بدلا تو سب بدل گیا۔ یہ تو کردار اور شخصیت کا معاملہ ہے مگر تم نہیں سمجھو گے۔" بی جی بھی اندر آئیں تو فرحان خاموش ہو گیا۔

""تم اپنے معاملات زندگی بدلو، اس سے پہلے کہ میں تمہارے بابا سے تمہاری شکایت کروں...... تم جانتے ہو ان کا غصہ۔"

""آپ کب تک مجھے جذباتی طور پر بلیک میل کرتی رہیں گی۔" وہ زچ ہوا۔

""جب تک تم سدھر نہیں جاتے۔" فرحان احمد پاؤں پٹخ کر کمرے سے نکل گیا تو راحیلہ بیگم سر پکڑ کر بیٹھ گئیں اور بی جی تاسف بھرے انداز میں بہو کو دیکھتی رہ گئیں۔

جس نے سب ٹھیک ہو جائے گا کہہ کر یہ سودا کیا تھا مگر بعض اوقات جو دکھ رہے ہوتے ہیں وہ بھی ٹھیک نہیں ہوتا اور فرحان کو قابل ترین ٹیچر ٹھیک کرسکتا تھا نئی نویلی دلہن نہیں...... ٹیچر بھی اگر اس کی پسند کا ہوتا۔

عیشل بھی حق بجانب تھی وہ یہاں کسی کو سدھارنے کے لیے نہیں آئی تھی۔

بی جی کی باتوں نے ریحانہ بیگم کو حواس باختہ کردیا تھا ایک فکر تھی جو ان کے دامن سے لپٹ گئی۔ ان کا خیال، دعویٰ اور سوچ سب باطل ہوگئی تھیں، فرحان ڈھیٹ تھا وہ خود کو بدلنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اسے خوب صورت، خوب سیرت، ہنرمند، پڑھی لکھی عیشل اچھی نہیں لگی تھی۔ اسے وہی انٹر پاس موٹی ناک ناٹے قد والی فرحت پسند تھی جو اس کے ساتھ بالکل نہیں جچتی تھی۔

اگر مسلم ہوتی تو وہ فرحت کو بہو بنا لیتیں۔ انہوں نے بے چارگی سے بی جی کو دیکھا اور آنسو صاف کرنے لگیں جو بہنے لگے تھے۔ بی جی گہری سوچ میں غلطاں تھیں۔

❀......❀......❀......❀

""تم کیا ماما کے کان بھرتی رہتی ہو، سکون سے نہیں رہا جاتا تم سے؟" عیشل جو بڑے انہماک سے میگزین دیکھ رہی تھی اس کی آواز پر وہ چونکی۔ فرحان اس کے سر پر کھڑے تھے اور ان کی شعلہ بار نگاہیں اس پر جمی تھیں۔

""اور کیا دوں میں تمہیں...... وہ جس پر تمہارا حق ہی نہیں......" فرحان کا لہجہ بدتہذیبی لیے ہوئے تھا۔

""کیا ہے تم میں جو میں تمہاری محبت میں مبتلا ہو جاؤں؟" وہ اسے گھورتے ہوئے گستاخی سے بولا تو عیشل کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔

""دل اک بار محبت سے بھرتا ہے بار بار نہیں۔" انگلی اٹھا کر اس نے وارننگ دی۔

""آئندہ میں ماما کی ناراضی نہ دیکھوں...... تمہیں یہاں اسی طرح رہنا ہوگا۔" عیشل سرد نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔

فرحان نے ماں کا سارا غصہ اس پر اتار دیا تھا۔ بے عزتی کے خیال سے اس کا وجود آنسو بننے لگا مگر اسے ضبط کرنا تھا اور ضبط بھی قیامت کا۔ وہ سر جھٹک کر پلٹا اور بالکونی میں جا کھڑا ہوا...... عیشل نے اس کو دیکھا وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا وہ پڑھی لکھی باشعور، سمجھ دار لڑکی تھی۔ جو دوسروں کی عزت وحرمت کا پاس رکھ رہی تھی جواب میں اسے کیا مل رہا تھا۔ حقارت، تذلیل، ذلت آمیز رویہ نہیں...... وہ بیڈ سے اتری وہ اس رویہ کی حق دار نہیں تھی۔ اس کے صبر اس کی خاموشی کا فرحان ناجائز فائدہ اٹھا رہے تھے۔

""مسٹر فرحان احمد۔" اس کے پیچھے بالکونی کے دروازے پر کھڑے ہو کر اسے مخاطب کیا۔ باہر رات کا اندھیرا تھا، ماحول میں باسی پھولوں کی مہک تھی۔ صبح سے کھلے کھلے سر ہلاتے پھول اس پہر زمین بوس تھے۔

""مسٹر فرحان احمد۔" برابر کی بالکونی میں فرحان کے بڑے بھائی جو سگریٹ پی رہے تھے اس کی آواز اور لہجے پر چونکے۔

""میں عیشل ترمذی ہوں جو بھیک لینا نہیں دینا پسند کرتی ہوں، جو لنگر لوٹتی نہیں لٹاتی ہے، مجھے بھی شوق نہیں ہے کسی ایسے شخص کی محبت پانا جو میرا ہے ہی نہیں...... آپ جیسا مرد میرے قابل نہیں ہوسکتا۔" عیشل نے دل کی بھڑاس نکالی تو فرحان جھٹکے سے پلٹا تو اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

""میں تمہیں طلاق دے سکتا ہوں۔" اس نے جواباً خونی نگاہوں سے دیکھا۔

"آپ جیسے مرد سے یہ ہی توقع کی جاسکتی ہے، میں آپ سے خلع کا مطالبہ کرتی ہوں۔" صبر کی انتہا ختم ہوچکی تھی۔

وہ اٹھارویں صدی کی صابرہ شاکرہ نہیں تھی جو شوہر کی ذلت سہے، شوہر پرانی محبت کے آسیب میں مبتلا ہو اور وہ انتظار کے دیپ جلاتی رہے اور شوہر عمر کے آخر میں اپنی زندگی کے سارے عیش و ثواب کما کر آئے معافی مانگے اور بیوی باوفا ہونے کا ثبوت دے، سسک سسک کے زندگی گزارے، دن و رات کا حساب بھی نہ لے اور روتے ہوئے گلے لگ جائے...... نہیں...... وہ ایسا نہیں کرسکتی تھی۔

پلٹ کر کمرے میں آئی اور ڈریسنگ روم میں چلی گئی ذیشان بھائی ہکابکا اپنی بالکونی میں کھڑے رہے پیچھے صبا بھی کھڑی تھیں اسے دیکھ کر اندر آ گئے۔

"فرحان سے اس درجہ بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔"

"ہاں...... بہت اچھی لڑکی ہے عیشل، فرحان غلطی پر ہے۔ اف...... بی جی، مما، پاپا اور خاندان...... فرحان عیشل کی خاموشی اور صبر کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے، زیادتی کررہا ہے وہ۔"

"ہوں۔"

"اب کیا ہوگا؟" صبا فکر مند لہجے میں بولی تو ذیشان اسے دیکھ کر رہ گئے تھے۔

❁......❁......❁......❁

اسے یہاں نہیں رہنا چاہیے۔ اپنی حقارت اور تذلیل کا احساس شدت سے ہورہا تھا۔ اس نے تو ماما سے بات ہی نہیں کی تھی۔ وہ ماں تھیں انہیں سب نظر آرہا تھا۔ وہ فرحان کو اگر سمجھا رہی تھیں تو عیشل کا قصور نہیں تھا اور فرحان اتنے ناسمجھ بھی نہیں تھے۔

صبح وہ بی جی کو ناشتہ دے کر خاموشی سے باہر نکل آئی۔ کتنی دیر لان میں ٹہلتی رہی، فرحان کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی، پہلے بی جی نے پھر ریحانہ بیگم نے اس کی خاموشی کو محسوس کیا۔ کافی دیر بعد لاؤنج میں آئی اور ایل ای ڈی کا ریموٹ اٹھالیا۔

"عیشل دیکھو فرحان تیار ہوگیا تو بلاؤ اسے آفس کو دیر ہورہی ہے اس کے بابا پوچھ رہے ہیں۔"

"جی......" وہ دھیرے سے اٹھی اور بی جی کے کمرے میں آ گئی۔ فرحان ڈائننگ روم میں آرہا تھا نک سک سے تیار آفس بیگ لیے ماتھے پر شکنیں لب بھینچ کر اسے نظر انداز کرکے بی جی کے کمرے میں جاکر عیشل کو دیکھا اور آگے بڑھ گیا۔ اتنی دیر میں ذیشان ماں کو سب بتاچکے تھے۔ ان کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ ناشتہ کی میز پر عیشل کی جگہ خالی ہی رہی تھی۔

"فرحان......" ریحانہ بیگم نے قطعی لہجے میں پکارا اور فرحان نے نگاہ اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"عیشل کہاں ہیں؟"

"بی جی کے کمرے میں۔" وہ کہہ کر ناشتہ کرنے لگے۔

"کیوں......؟"

"اسے بلا کر پوچھ لیں۔" اس نے بے رخی سے کہا۔ اس لہجے پر وقار احمد نے بیٹے کو دیکھا اس کی پیشانی پر شکنیں تھیں۔

"کیا ہوا فرحان، کوئی مسئلہ ہے کیا یا ہماری بہو سے لڑائی ہوگئی؟" وقار احمد دھیرے سے ہنس دیے۔

"بہت اچھی لڑکی ہے۔ قدر کرنا اس کی۔" فرحان کا ہاتھ رک گیا۔

"بابا۔" نظریں ماں کی طرف اٹھی وہ سرزنش بھرے انداز میں اسے دیکھ رہی تھیں۔

"بولو......" لفظ فرحان کے اندر رہ گئے، چہرہ گھمالیا۔

"آفس کا کوئی مسئلہ ہے کیا؟" بابا اس کی جانب ہی متوجہ تھے۔

"موسم کی تبدیلی کی وجہ سے طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"خیال رکھو اپنا، آج میرے دوست ڈاکٹر رضا آفس آئیں گے ان سے مل لینا...... چیک کرلیں گے تمہیں۔"

"بابا......" وہ زچ ہوا۔

"بابا میں بڑا ہوگیا ہوں اور مجھے بچوں کی طرح ہینڈل

مت کریں۔"

"اولاد جتنی بھی بڑی ہوجائے والدین کے لیے بچہ ہی رہتی ہے تم خوش قسمت ہو کہ تمہیں ایسے والدین ملے ہیں۔" صبا بھابی مسکرائیں۔

"یہ تو پیدائشی بڑا ہے، اپنے فیصلے اپنی من مانی سے کرتا ہے۔" ریحانہ بیگم نے شاکی لہجے میں، تب ہی بی جی آگئیں۔

"آئیے بی جی...... ناشتہ کیا؟"

"ہاں کرلیا عیشل کے ساتھ۔" وہ کرسی پر بیٹھ گئیں۔

"عیشل کہاں ہے؟"

"آرہی ہے۔" ریحانہ بیگم نے ان کی جانب چائے کا مگ بڑھایا۔

"میں چلتا ہوں۔" فرحان کھڑا ہوگیا۔

"رکو فرحان میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں میری گاڑی مسنگ کررہی ہے۔"

"اوکے...... آئیے۔" فرحان باہر نکل گیا۔ ناشتہ ختم کرکے ضروری چیزیں اٹھا کر فرحان کے پیچھے وقار احمد بھی نکل گئے اور فرحان کے جانے کی آواز سن کر ایک کڑواہٹ سی عیشل کے اندر اتر گئی۔ عیشل ناشتے کے لیے نہیں آئی۔ بی جی نے اسے لاؤنج میں بلالیا۔

"کیا بات ہے عیشل، ناشتہ کیا، طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟"

"جی......" اس نے اداسی کہا، صبا بھی لاؤنج میں آگئی۔ بتول برتن اٹھانے لگی۔

"ماما میں گھر جانا چاہتی ہوں۔ دادو کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" ریحانہ بیگم لمحہ بھر کے لیے گڑبڑائیں۔

"میری دوست کی شادی بھی ہے۔"

"عیشل......" ریحانہ بیگم اس کے سامنے بیٹھیں۔

"ناراض ہو؟" عیشل انہیں دیکھنے لگیں تو انہوں نے نگاہ چرائی۔

"اتنا تو میرا حق ہے ناں؟"

"میں فرحان کو سمجھاؤں گی۔"

"نہیں سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں، وہ فیصلہ کرچکے ہیں مجھے طلاق دینے کا۔" لمحہ بھر کو خاموشی ہوئی جیسے ان کے سروں پر بم گر گیا ہو۔

"میں ایک عزت دار گھرانے کی بیٹی ہوں اور ذلت نہیں سہہ سکتی ماما۔" اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا تھا۔

"آپ کا فیصلہ غلط تھا لڑکی گھر بسانے آتی ہے کسی کو سدھارنے نہیں، نہ عادتیں بدلتی ہیں، نہ ہی فطرت۔" وہ دھیرے دھیرے کہہ رہی تھی۔

"میں کہاں قصوروار ہوں بتائیے؟" ماحول میں خاموشی اور تلخی کا زوردار رنگ گھل گیا تھا۔

"میں...... میں فرحان سے بات کرتی ہوں ہم بھی عزت دار لوگ ہیں۔ فرحان پاگل ہوگیا ہے۔" ریحانہ بیگم حواس باختہ ہوئیں۔

"میں اور ذلت نہیں سہہ سکتی اور نہ خاموش رہ سکتی ہوں اور نہ مجھے فرحان احمد کے ساتھ رہنا ہے۔"

"عیشل......" صبا بھابی اس کے پہلو میں آکر بیٹھیں۔

"ماما کو ایک موقع دو۔ فرحان پاگل ہے، ٹھیک ہوجائے گا۔" عیشل نے ایک شاکی نگاہ صبا پر ڈالی۔

"پاگلوں کے ساتھ رہنا آسان نہیں ہوتا بھابی اور میں بہت کمزور ہوں، بس اپنے حق کے لیے لڑسکتی ہوں میں نے فاروق کو بلولیا ہے اور میں گھر جارہی ہوں۔" اس کا لہجہ حتمی تھا۔

"عیشل۔" ریحانہ بیگم کا بلڈ پریشر لو ہونے لگا۔

"میں زندگی جینا چاہتی ہوں۔ گزارنا نہیں۔" اس کا موبائل بجنے لگا تھا۔ اس نے موبائل اسکرین پر نظر ڈالی اور کھڑے ہوتے ہوئے بولی۔

"فاروق آرہا ہے اور مجھے اپنا بیگ پیک کرنا ہے۔" وہ کہہ کر دھیرے سے لاؤنج سے باہر نکل گئی۔

"بی جی......" ریحانہ بیگم رونے لگیں۔

"کہاں کہاں بے عزت ہوں گی میں، یہ تو مجھے چھوڑیں گے نہیں، عیشل کے گھر والے کتنی عزت

دیتے ہیں۔'' بلبل بلبل رو رہی تھیں اور بی جی بھی گم صم بیٹھی تھیں۔

''آپ سمجھائیں ناں فرحان کو۔'' بی جی کا ہاتھ تھام کر کہا۔

''ہوں...... ملاؤ فون......'' صبا اپنے سیل سے نمبر ملانے لگی۔ صارف دوسری کال پر مصروف تھا۔ لاؤنج میں بالکل خاموشی تھی۔ تب ہی باہر ہارن بجا اور اپنا بیگ لے کر عیشل آ گئی۔

''میں جا رہی ہوں بی جی۔ مجھے معاف کر دیجئے گا جب فرحان طلاق دے سکتے ہیں تو میں بھی قدم اٹھا سکتی ہوں میں مہر و شکر کے ساتھ تھی ادھر مگر پہل فرحان نے کی ناجائز الزام لگا کر انہیں کیسے گا خلع نامہ جلد ہی مل جائے گا۔''

''عیشل ......'' ریحانہ بیگم تڑپ کر اس کی جانب بڑھیں۔

''تم ایسا مت کرو میں فرحان سے بات کروں گی۔'' عیشل نے دھیرے سے ان کا ہاتھ تھاما اور صوفے پر بیٹھ گئی۔

''ماما...... ہم لڑکیاں جتنی نازک ہوتی ہیں اتنی ہی مضبوط بھی ہوتی ہیں، میں آج کے دور کی لڑکی ہوں مجھے ساری عمر فرحان کے پلٹنے کا انتظار نہیں کرنا بلکہ پلٹنے کا راستہ ہی بند کر دینا ہے، جہاں محبت نہ ہو وہاں قیام گاہیں نہیں ہوتیں اور میری زندگی مہمان خانہ نہیں ہے۔ اللہ حافظ۔'' وہ کہہ کر باہر نکل گئی۔ کتنے سکون سے اس نے اپنی زندگی کا فیصلہ سنا دیا تھا اور وہ بیٹے کا فیصلہ نہ بدل سکیں۔

آنسو تھے کہ رک ہی نہ رہے تھے، بی جی نے ریحانہ کو اپنے ساتھ لگایا، خود ان کی آنکھیں بھی بھیگنے لگی تھیں۔ صبا فرحان کا نمبر ملانے لگیں جو مستقل دوسری کال پر مصروف تھا۔

❁......❁......❁......❁

رات گئے فرحان احمد گھر میں داخل ہوئے تو گھر میں غیر معمولی خاموشی تھی۔ بیڈ روم میں عیشل بھی نہیں تھی۔ بی جی کے کمرے کا جائزہ لے کر دھیرے سے سلام کیا تو جواب ندارد...... تب ہی وقار احمد بھی آ گئے۔

''بی جی آپ نے بلایا تھا۔'' ماں کے پیروں کی طرف بیٹھے اور ان کے پاؤں دبانے لگے۔ فرحان پلٹ کر جانے لگا۔

''رک جاؤ......''

''آتا ہوں ابھی۔'' وہ کہہ کر باہر نکل گیا۔

''کیا ہوا...... سب خیریت ہے ناں؟'' انہوں نے ریحانہ بیگم کی جانب دیکھا۔

''ہاں...... کیا ہوگا؟'' وہ جو باپ کے سامنے بیٹے کی کلاس لینے کا ارادہ کر رہی تھیں۔ بی جی کے اشارے پر خاموش ہو گئیں۔

''ہاں بلایا تھا، فیاض کی شادی میں گاؤں جانا تھا تمہارا کیا ارادہ ہے؟'' بی جی نے ذہانت سے بات بدلی تو ریحانہ بیگم پہلو بدل کر رہ گئیں۔

''ہاں جائیں گے، کب جانا ہے؟'' گاؤں جانا تو انہیں بہت اچھا لگتا تھا۔

❁......❁......❁......❁

گھر میں دادو کی طبیعت خراب تھی موسم کے زیر اثر تھیں نزلہ، زکام، بخار...... عیشل کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئیں۔

''رہنے آئی ہو ناں؟'' محبت سے گلے لگا کر پوچھا۔

''جی......''

''فرحان نے چھوڑ دیا؟'' محمل نے مسکرا کر پوچھا۔

''جی...... آپ کے شوہر کی طرح نہیں ہیں۔''

''آپ آئی ہوئی ہیں، دادو کی طبیعت خراب ہے، میرے دل میں بے چینی ہو رہی تھی آپ سب سے ملنے کی۔'' اس نے مسکرا کر سب کو دیکھا۔ سب کے مطمئن چہرے، مسکراتی آنکھیں، دل کو ہمت ہی نہ ہوئی کہ سب کہہ دے۔

اس کے آنے کی سب کو خوشی تھی۔ بابا نے تو فوراً ہی اس کی من پسند آئسکریم منگوائی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"تم خوش ہوناں؟" محمل نے لان میں واک کرتے ہوئے اسے دیکھا۔

"ہوں......"

"مگر مجھے لگتا ہے تم کچھ اداس ہو۔" یہ ان کا تجربہ تھا یا تجزیہ عیشل سن ہی ہوگئی۔

"نہیں تو۔" مسکرا کر آنکھوں میں چمک لا کر انہیں دیکھا۔

"فرحان ناراض ہوں گے کہ کیوں جارہی ہو میکے۔"

"جی...... جی......" محمل مسکرادیں۔

"شوہروں کی بہنیں گھر آئیں تو کتنے خوش ہوتے ہیں یہ کرو وہ کرو...... ان کی بیویاں جب میکے جائیں تو کتنے سڑوں اور کھڑوس بن جاتے ہیں۔" محمل نے منہ بنا کر کہا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

"ایک دھمکی سہی، دکھاوا سہی...... تم میری طرف سے انہیں خلع کا نوٹس دو۔ تم وکیل ہونے کے ساتھ میری دوست بھی تو ہو۔"

"عیشل......" ردا حواس باختہ ہوئی۔

"تم مجھے وفاداری، صبر کا درس نہیں دینا، یہ میرا حق ہے۔ شعور، تعلیم اور میری بقا ہے۔ ویسے بھی طلاق کی دھمکی انہوں نے دی ہے۔" عیشل کا لہجہ اور انداز قطعی تھا۔

"تو اس بات کو بڑوں کے درمیان لاؤ۔"

"ان کے گھر والوں کو سب پتا ہے، کہہ رہے ہیں کہ ہم فرحان کو سمجھائیں گے مگر وہ کیسے سمجھیں گے، جب وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتے، ان کی زندگی اور دل میں کوئی اور ہے، میری ضرورت ہی نہیں ہے انہیں۔"

"تو یہ انہوں نے پہلے سوچنا تھا ناں۔"

"گھر والے نہیں مانے ان کے، وہ تو انکار کررہے تھے۔"

"کیوں......؟" اس نے بغور عیشل کا جائزہ لیا۔

"کسی اور سے شادی کرنا چاہتے تھے بلکہ شادی کرنا چاہتے ہیں، میں گھر والوں کی پسند ہوں۔" وہ اس کی بچپن کی دوست نرم نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں ردا؟ کیوں...... میں پرانے زمانے کی صابرہ، شاکرہ نہیں ہوں، میری اپنی زندگی ہے، مجھے یوں زندگی برباد کرکے نہیں جینا۔"

"تم جانتی ہو اس کا انجام کیا ہوگا؟"

"اس کا انجام بالآخر علیحدگی ہے تو میں اپنا حق استعمال کیوں نہ کروں اور اس چیز کے لیے مجھے خود فرحان نے مجبور کیا ہے طلاق کی دھمکی دے کر۔ میں رہ تو رہی تھی ناں۔"

"یا اللہ......" ردا افسوس کے ساتھ کچھ سوچنے لگی۔

"اور اگر تم یہ کام نہیں کرسکتی تو میں کوئی اور وکیل ہائر کرلیتی ہوں۔" اس نے ناراضی سے کہا تو ردا ہنس دی۔

"دے دیتی ہوں نوٹس۔ ہوسکتا ہے یہ نوٹس ہی اس کی زندگی میں بھونچال لے آئے۔"

"جو بھونچال میری زندگی میں آگیا ہے اس کے بعد کسی اور طوفان کی گنجائش نہیں ہے اور یہ نوٹس اسی ہفتہ جانا چاہیے۔" انگلی اٹھا کر وارن کیا۔

"اوکے...... ایڈریس بتاؤ۔" ردا نے کاغذ سامنے کیا۔

"آفس کے ایڈریس پر بھیجو۔" ردا سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیوں......؟"

"پہلا جھٹکا اکیلے میں ہی لگنا چاہیے گھر میں سب کو خبر پہلے اور انہیں بعد میں ہوگی۔ عیشل بڑی ذہانت کا مظاہرہ کررہی تھی۔ ردا مسکرادی۔

"اپنے گھر والوں کا کیسے سامنا کروگی؟"

"میرا کوئی قصور نہیں ہے ردا...... میں تو آج بھی فرحان کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں مگر......" اس نے گہرا سانس لیا۔ "جو میرے ساتھ رہنا ہی نہ چاہے تو میں ذلت بھری زندگی کیوں جیئوں۔"

"ہوں......" ردا پیپر پر کچھ لکھنے لگی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"عیشل تم فرحان...... فرحان سے لڑ کر آئی ہو؟" وہ صبح سبز گھاس پر پھلوں کی ٹوکری آگے رکھے بیٹھی تھی جس میں سے فروٹر چھیل کر دادو کو دے رہی تھی سردیوں کی دھوپ تھی۔ دادو کرسی پر گرم شال لیے بیٹھی فروٹر کی پھانکوں پر نمک لگا کر کھا رہی تھیں اور عیشل کی خاموشی بھی محسوس کر رہی تھیں، ورنہ عیشل کی باتیں، قہقہے اور شرارتیں یہ ہی تو اس کی زندگی کا حاصل تھا۔

"دادو......" فروٹر چھیلتے اس کے ہاتھ رکے اور سر اٹھایا۔

"کیسے جانا آپ نے؟"

"جانا نہیں ہے محسوس کیا ہے۔" پھانک منہ میں رکھی۔

"کیسے......؟" اس کا بلند لہجہ چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ اپنے وجود کا احاطہ کیا۔ سبز، سرخ رنگ کا گرم مرینہ کا سوٹ، شانے پر گرم چادر، ہاتھوں میں چوڑیاں، انگلیوں میں انگوٹھیاں، کانوں میں ٹاپس اور ناک میں لونگ بھی تھی۔ ڈارک براؤن سلکی بالوں میں کیچر لگی ہوئی تھی۔ بس آنکھوں میں کاجل نہیں تھا۔

"کیوں دادو؟" وہ پھانک اپنے منہ میں رکھ کر مسکرائی۔

"اپنی تجرباتی نظر سے۔" بھرپور نگاہ لاڈلی پوتی پر ڈالی۔ اس کے اندر دکھ کی لہر سی اترنے لگی۔

"ہم سب کچھ چھپا بھی لیں مگر بہت کچھ نہیں چھپا سکتے بہروپ میں کہیں نہ کہیں کمی رہ جاتی ہے۔" وہ اک لحہ کو سن سی ہوئی۔ دوسرے لمحے جھرجھری لی سب چھپانا تھا ابھی۔

"دادو آپ بھی ناں بس۔" اس نے پہلو بدلا۔

"وہمی ہوئی جارہی ہیں۔" ان کی پلیٹ میں فروٹر کی پھانکیں رکھیں۔

"لگتا ہے بوڑھی ہوگئی ہیں۔"

"دراصل ہم جن سے محبت کرتے ہیں ناں ان کے لیے وہم کا ہی شکار رہتے ہیں کہ وہ خوش نہیں ہیں۔" اس نے اپنی طرف سے فلسفہ جھاڑا۔

"اور جن کے لمحے لمحے سے ہم واقف ہوں ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟" دادو رغبت سے فروٹر کھا رہی تھیں۔

"اس بار تم مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگیں، طبیعت ٹھیک ہے؟"

"بس دادو پچھلے دنوں کچھ بخار اور فلو تھا۔" دادو کے کہے جملے کا سہارا لیا۔

"ہوں......" نگاہ اٹھا کر انہوں نے بھرپور جائزہ لیا۔ اس کی آنکھوں کی چمک ندارد تھی جو اس کی زندگی کا خاصہ تھی۔

"آیئے اندر چلیں۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نہیں میں ابھی اور دسمبر کی دھوپ میں بیٹھوں گی یہ فرصتیں پھر اگلے سال نہ ملیں شاید۔" انہوں نے پلیٹ ٹیبل پر رکھ دی۔

"عیشل...... عیشل......" اندر سے ماما کی آواز آرہی تھی۔

"دادا میں آئی۔" وہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔

"نجمہ سے کہنا کہ قہوہ بنادے ادرک کا۔"

"جی......" جاتے ہوئے اسے دادو نے کہا۔

دادو کے چہرے پر گہری سوچ کی لکیریں تھیں اور سوچوں کے قافلے اور چھٹی حس کا سگنل...... ان کے پاس تجربہ تھا مگر عیشل کی خاموشی انہیں کچھ سمجھا بھی رہی تھی۔
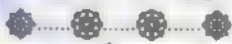
گہری خاموشی کا راج تھا گھر میں شاید سب سو چکے تھے یا اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔ وہ جب سے آئی تھی دادو کے ساتھ ان کے کمرے میں سو رہی تھی۔ لیکن اب اسے دادو سے خوف آرہا تھا ابھی کچھ بھی اظہار نہیں کرنا چاہتی تھی۔ سامنے ٹی وی اسکرین پر خبریں چل رہی تھیں، چینل بدلا اور پھر بدلتی ہی چلی گئی۔ گانے، کارٹون، تجزیہ نگاروں کی بحث، سیاسی چپقلشیں، ڈرامے، روٹین لائف کے پروگرام جب زندگی میں کچھ ہونا ناممکن ہو تو ہمیں ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔ ایک چینل پر رک گئی۔

زندگی مشکل ضرور ہوتی ہے بعض اوقات مگر کوئی نہ کوئی راستہ رب نے رکھا ضرور ہوتا ہے۔ ریموٹ رکھ دیا۔ آنکھیں بھیگنے لگیں اور اسی لمحے اس کو دیکھنے کے لیے آئیں دادو دروازہ میں رک گئیں۔ عیشل انگلی کے پوروں سے آنکھیں صاف کررہی تھی۔ سب واضح ہوگیا تھا کچھ تو تھا جس کی پردہ داری تھی۔ دادو نے گہرا سانس لیا اور آگے بڑھ گئیں۔ بہت کچھ واضح ہوگیا تھا اور بہت کچھ واضح ہونا باقی تھا۔

"ہماری زندگی میں کیوں وہ لوگ آتے ہیں جن سے قسمت کے ستارے نہیں ملتے۔" کاؤچ سے ٹیک لگا کر شال اپنے گرد لپیٹی۔ اسے اپنی اور فرحان کی گفتگو یاد آنے لگی۔ اسکرین کا ہیرو جانے کیا کہہ رہا تھا۔

اس کی زندگی کا شیرازہ بکھرنے کو تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

"ہاں میری جان بس تھوڑا سا انتظار اور، میرا خیال ہے کہ ہمیں اگلے ہفتے کورٹ میرج کرلینی چاہیے۔ تم راضی ہونا؟" فون کی دوسری جانب ان کی محبت تھی۔ فرحان سیل فون کانوں سے لگائے دھیرے دھیرے باتیں کررہے تھے ان کے چہرے پر مسکراہٹ آنکھوں میں لو دیتی چمک تھی۔

"اور میں بھی اب انتظار نہیں کرنا چاہتا..... ایک دو دن میں تمہیں شاپنگ کروا دیتا ہوں..... ریڈ کلر کی انار کلی فراک لینی ہے اور خوب اچھا سا تیار ہونا، ہوٹل میں کمرہ بک کرادوں گا۔ ایک نئی زندگی کا آغاز....." اس کا شرارتی سا انداز تھا، لمحہ بھر کی خاموشی اور پھر چہرے پر گہری مسکراہٹ۔ پھر خاموش ہوکر اس کا جواب سننے لگے۔

"یار..... کچھ پریشانی تو ہوگی بس اس کے بعد سب ٹھیک ہوجائے گا۔ اب ساری دوریاں ختم ہونے کو ہیں میری جان۔" دل ربا سے انداز میں کہا۔ لہجہ اور دھیما کرلیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

عیشل کو روا پر غصہ آرہا تھا اس نے لان میں ٹہلتے ہوئے روا کا نمبر ملایا۔

"ہاں..... ہیلو....."

"ہاں ہیلو..... روا..... مجھے پتا نہیں تھا کہ تم اتنی مصروف ہو کہ میرا ایک کام نہیں کرسکتی ذرا سا۔" وہ سخت غصے میں بولی۔

"یہ تو میں بھول ہی گئی تھی کہ تم ایک پیشہ ور وکیل بننا چاہتی ہو تگڑی فیس کے لیے اور یہ تو میں نے تم سے طے ہی نہیں کی تھی۔"

"ڈونٹ بی سلی..... میں مصروف تھی، میں نے تمہارا کام کردیا ہے بس تمہیں بتایا نہیں۔"

"یہ کیسا کام کیا ہے جس کا کوئی انجام نہیں ہے، تم فیس بتاؤ تاکہ کام ارجنٹ ہو۔" عیشل خفگی بھرے انداز میں بولی۔

"تم سنجیدہ ہو؟" روا کی آواز دھیمی ہوئی۔

"نہیں انتہائی غیر سنجیدہ۔" وہ غصے سے بولی۔

"ہاں اسی لیے تو میں نے کچا نوٹس بھیجا تھا، مجھے پتا تھا کہ تم نے واپسی کا سفر طے کرنا ہے۔"

"روا..... میرا فیصلہ اٹل ہے اور معذرت کہ میں نے تمہیں ڈسٹرب کیا میں دوسرا وکیل ہائر کرسکتی ہوں۔"

"ارے..... ارے..... سنو تو..... میں نے....."

عیشل نے سیل آف کردیا اسے سخت غصہ آرہا تھا۔

"ہونہہ..... دنیا میں وکیلوں کی کمی نہیں ہے۔" عیشل نے اپنا سیل چیک کیا اور اندر بڑھ گئی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

وقار احمد، فرحان کے آفس میں کسی کام سے آئے تھے۔ فرحان ابھی ابھی کوئی فائل لینے اکاؤنٹ ڈپارٹس گیا تھا۔ وقار احمد صاف ستھرے ایماندار بزنس مین تھے اور یہ ہی بات انہوں نے اپنے بچوں کو سکھائی تھی۔ ان کے تمام کھاتے کلیئر تھے کوئی ان پر ٹیکس، قرض، لین دین کے حوالے سے انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا۔ تب ہی دروازہ کھلا اور ریاض اندر آیا اور اس کے ہاتھ میں آج کی ڈاک تھی۔ دوسرے ہاتھ میں بھی چند لفافے تھے۔

"سر یہ فرحان صاحب کی ڈاک ہے اور یہ آپ کی۔" ریاض نے ان کی ڈاک انہیں دے کر فرحان احمد کی ڈاک میز پر رکھ دی۔

انہوں نے اپنی ڈاک پر نظر کی تمام کاروباری نوٹس تھے۔ ہاتھ بڑھا کر فرحان کے لفافے دیکھے۔ پیلے رنگ کے لفافے نے ان کی توجہ اپنی جانب کروائی۔ ہاتھ بڑھا کر لفافہ اٹھایا۔ کسی ہائی کورٹ کے وکیل کی جانب سے تھا۔ اچنبھے سے انداز میں لفافہ الٹ پلٹ کر کے دیکھا۔ کورٹ کے حوالے سے ان کا کوئی لین دین نہیں ہوتا تھا۔

"ایڈووکیٹ ردا طارق......" دوسرے لمحے لفافہ کھولا تو چونکے اور پھر ساکت رہ گئے۔ عیشل کی جانب سے نوٹس تھا فرحان کے لیے۔ خلع مانگی تھی۔ ان کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ نظر پر دھوکا کا گمان ہوا۔ اٹھ کر فرحان کی میل چیک کی۔ وہاں بھی یہ ہی میل آئی تھی شاید فرحان نے ابھی چیک نہیں کی تھی۔ وقار احمد کھڑے ہوگئے۔ تب ہی فرحان احمد اندر آئے۔

"یہ رہی پاپا...... مگر یہاں سب کلیئر ہے۔" وہ فائل لے کر آ گیا تھا اور بولتا ہوا اپنی سیٹ کی جانب بڑھا۔

"آپ کھڑے کیوں ہیں بیٹھیے۔" وقار احمد نے خشمگیں نگاہ فرحان پر ڈالی۔

"کیا ہوا پاپا؟"

"یہ......" انہوں نے ہاتھ میں پکڑے کھلے لفافہ کی جانب اشارہ کیا۔

"کیا ہے......؟" وہ نہ سمجھتے ہوئے بولا۔

"پڑھ لو خود ہی۔" لفافہ اس کی جانب اچھالا۔ تب ہی دروازہ کھلا اور ریاض نے آفس میں کسی کے آنے کی اطلاع دی۔ اسے دیکھتے ہوئے وقار احمد باہر نکل گئے۔

فرحان احمد نے لفافہ اٹھا کر پیپر کا متن پڑھا اور دوسرے لمحے اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ غصہ سے مٹھیاں بھینچ گئی تھیں۔

❁......❁......❁......❁

"مجھے پہلے ہی شک تھا مگر میں اگنور کرتا رہا مگر بی جی آپ نے اور ریحانہ تم نے...... تم سب نے مجھے بیوقوف سمجھا۔ بتانا تک گوارا نہیں کیا۔ یہ انجام ہے اس کا۔" لاؤنج میں وقار احمد کی آواز گونج رہی تھی اور سب سر جھکائے بیٹھے تھے۔

"کیا ملا ایک لڑکی کی زندگی خراب کرنے کا؟ جب فرحان شادی کے لیے راضی نہیں تھا تو کیوں کیا یہ فیصلہ، کیوں تم لوگوں نے یہ سمجھا عاقل بالغ فرحان کھلونے سے بہل جائے گا۔ کیوں......؟" انہوں نے سب کے چہروں کی جانب دیکھا۔

"سب کچھ جانتے بوجھتے ریحانہ کیوں یہ فیصلہ کیا؟"

"مجھے عیشل پسند ہے......"

"تو......" حیرانگی سے انہیں دیکھا۔

"اگر تمہیں عیشل پسند ہے تو تمہیں یہ بھی اختیار ہے کہ تم اس کی زندگی سے کھیلو...... سبحان اللہ اگر کوئی تمہاری بیٹی کے ساتھ یہ کرے تو......" ریحانہ کا سر جھک گیا۔

"فرحان اس شادی کے لیے تیار نہیں تھا کیا؟" آج وقار احمد نے انہیں کٹہرے میں لاکر کھڑا کیا تھا۔

"نہیں......"

"کیوں؟" ریحانہ کے سامنے صوفے پر وقار احمد غصہ سے بیٹھے تھے، انہیں غصہ بہت کم آتا تھا اور جب آتا تھا تو گھر سر پر اٹھا لیتے تھے۔ بی جی، صبا، ذیشان، عدیل سب انہیں دیکھ رہے تھے۔

"میں پوچھ رہا ہوں کیوں؟ ریحانہ بیگم جب اس فیصلے میں اس کی مرضی شامل ہی نہیں تھی تو کیوں یہ فیصلہ کیا، زندگی تو اسی نے گزارنا تھی ناں۔"

"اسے کوئی اور لڑکی پسند تھی۔" ریحانہ بیگم تھکے ہوئے سے انداز میں بولیں۔

"تو...... وہاں کیوں نہیں رکی، کیوں اپنی مرضی کی؟" سوال در سوال۔ وہ ذرا تذبذب کا شکار ہوئیں۔

"بولو......"

"وہ غیر مذہب سے تھی، فرحان اسے مسلمان کر رہا تھا مگر میں نہیں مانی۔" لاؤنج میں سناٹا چھا گیا۔

"میں نے فرحان کو سمجھایا تھا اگر وہ دین کے اثر سے مسلمان ہو تو ٹھیک ہے میں راضی ہوں مگر تم اسے اپنے لیے ہمارے لیے مسلمان ہونے کا ٹیگ لگاؤ تو مجھے کیا کسی کو پسند نہیں ہوگا پھر مجھے وہ لڑکی بھی پسند نہیں آئی تھی، مجھے عیشل پسند تھی، میں نے اس وعدے پر اسے راضی کرلیا تم عیشل سے شادی کرلو کچھ عرصے بعد تم اس لڑکی سے بھی شادی کرلینا۔" ریحانہ بیگم دھیرے دھیرے سب بتا رہی تھیں۔ سب ہمہ تن گوش تھے۔ ماں کا مجرمانہ انداز بچوں کو برا لگ رہا تھا فرحان پر سب کو غصہ آرہا تھا۔

ذرا آگے کو جھکے، کہنیاں گھٹنوں پر رکھے۔ بند مٹھیوں پر تھوڑی ٹکائے سرد نگاہوں سے وقار احمد ریحانہ کو دیکھ رہے تھے۔

"اور اب...... یہ انجام ہے۔"

"میں کوشش کررہی ہوں کہ فرحان عیشل پر توجہ دے۔ اس کے حقوق تو دے......" ریحانہ کو بھی شوہر کے غصے سے ڈر لگتا تھا۔

"تمہاری کوشش ناکام ہوچکی ہے ریحانہ بیگم......" کورٹ کا نوٹس میز پر پھینک کر کہا اور اونچی آواز میں غصہ اور طنز سے بولے۔

"عاقل بالغ، باشعور، تعلیم یافتہ عیشل نے اپنی زندگی کا فیصلہ کرلیا ہے، اس نے خلع مانگ لی ہے اسے تمہارے ناہنجار بیٹے کے ساتھ نہیں رہنا اور میں اس لڑکی کا ساتھ دوں گا۔"

"تو میں کیا کرتی کیسے سمجھاتی اسے......"

"تمہیں مجھے بتانا چاہیے تھا اب جو ہوگا بہت برا ہوگا، وہ شریف، خاندانی اور باوقار لوگ ہیں، کس کس کو صفائی دو گی؟ تمہارا بیٹا تو فیصلہ سنا کر چلا گیا۔ وہ کوئی جانور نہیں تھا سرکس کا جسے عیشل نے سدھارنا تھا۔" ریحانہ بی جی کو دیکھنے لگیں، بی جی کیا جواب دیتیں۔ انہیں تو بہت بعد میں پتا چلا تھا۔

"ذیشان ملاؤ اپنے بھائی کو فون۔"

"جی۔" وہ سیل نکال کر کال ملانے لگا مگر اس کا سیل آف تھا۔

❀......❀......❀......❀

وہ اب گھر کی طرف آرہا تھا، رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا کب تک آوارہ گردی کرسکتا تھا۔ فرحت سے بات ہورہی تھی۔ بابا کس درجہ غصہ میں ہوں گے علم تھا انجام...... انجام...... کیا تھا۔

"انجام یہ تھا کہ کورٹ میرج...... وہ فرحت سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں تھا، محبت ہی محبت تھی اسے فرحت سے......"

گھر میں داخل ہوا تو لائٹ آف تھیں۔ سب سونے کے لیے جاچکے تھے۔ ماما صوفے پر چہرہ ہاتھوں میں جھکائے گم صم اداس بیٹھی تھیں۔ وہ شرمندہ ہوا۔ اس کی ماں کو اس کی وجہ سے کس درجہ بے عزتی سہنا پڑ رہی تھی۔ وہ دھیرے سے ان کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ آہٹ پر انہوں نے سر اٹھایا اور فرحان کو دیکھ کر رخ پھیر لیا۔

"دفع ہوجاؤ یہاں سے۔"

"ماما پلیز......"

"تم نے میری پسند کی ہوئی لڑکی کا یہ انجام کرنا تھا تو پہلے بتاتے میں یہ فیصلہ کرتی ہی نہیں۔"

"ماما میں مجبور ہوں، میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

"فرحان......" وہ زچ ہوئی۔

"تم صورت، شکل، عقل، ذہانت، خاندان اور وہ فرحت وہ کسی بھی طرح سے عیشل کے مقابل نہیں ہے پھر بھی تمہیں عیشل اچھی نہیں لگی؟ ماں کا فیصلہ اچھا نہیں لگا۔" وہ غصہ سے کھڑی ہوگئیں۔

"اب جو کرنا ہے تم کرو...... ذلت اور رسوائی تو میرے لیے تم نے لکھ ہی دی ہے، تمہارے باپ اور عیشل کے خاندان کی طرف سے بھی۔" اس کے بعد وہ رکی نہیں غصہ سے باہر نکل گئیں۔ فرحان انہیں جاتا دیکھتا رہا۔

وہ جانتا تھا بابا نے کس درجہ ماما کو سنایا ہوگا، ماما اس پر غصہ کرنے پر حق بجانب تھیں۔ گہرا سانس لے کر بالوں میں انگلیاں پھیریں۔ اس کا موبائل بجا جیب سے نکال کر

سامنے کیا، اس کی محبت کے محبت بھرے میسج اس کے تنے
ہوئے اعصاب لمحہ بھر کے لیے ڈھیلے ہونے لگے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁

خاموش ساکت اپنے بیڈ پر کشن میں منہ چھپائے
عیشل سوچوں میں گم تھی۔ فرحان کی ہر زیادتی سہہ رہی تھی
اور پھر اس کے الزام نے چنگاری کو ہوا دے دی تھی۔ اب
انجام سے ڈر لگ رہا تھا۔ ڈر...... ڈر بھی اپنے لیے نہیں
بلکہ ماما، بابا کیا سوچیں گے۔ انہیں کتنا دکھ ہوگا۔ بھلا یوں
اچانک اسے قصور وار ٹھہرائیں گے۔ مگر اس کا قصور؟ اس
نے تو ہر ممکن کوشش کی بنا محبت کے بھی اس کے ساتھ تھی پر
جب دوسرا ہی نہ رکھنا چاہے تو......

"اور کتنی ذلت سہتی، کہاں تک برداشت کرتی، اس
قدر زندگی اتنی فضول تھی۔" اس کے اندر تو بھرپور رومانس،
خوشی، جذبہ تھا، ہلچل تھی سب کو سرد نگاہی میں بتا دیا تھا پھر
بھی حقیر نہیں تھی تو کیا فائدہ سب کچھ سہنے کا۔ ساتھ رہنے
کا۔ اس کا کوئی قصور نہیں۔

اپنی جگہ پر وہ ٹھیک تھی۔ فرحان غلط تھا۔ انہیں فیصلہ
لینا چاہیے تھا وہ یوں اپنی اور ہتک برداشت نہیں کر سکتی
تھی۔ اس کے اندر اتنی جرأت و ہمت تھی کہ وہ سب کا
سامنا کرے۔

"پر......"

"داوو...... ماما...... بابا...... اس کا یقین کریں گے؟"
دھیرے سے کروٹ لے کر سیدھی ہوئی۔

"اس کا دکھ سمجھیں گے...... اس کا کرب محسوس کریں
گے؟"

"کیوں نہیں عیشل وہ تمہارے والدین ہیں، ماں
باپ ہیں تمہارے اور ان سے بہتر کوئی اولاد کا دکھ نہیں سمجھ
سکتا۔" اس کی آنکھیں بھیگیں اور رخسار بھگوتی چلی گئیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

"تم...... تمہیں بیٹا کہتے ہوئے مجھے شرم آ رہی ہے۔"
صبح بابا اسے اپنی عدالت میں کھینچ لائے اب وہ کٹہرے
میں مجرمانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"کیا فائدہ ایسی محبت کا جو سر اٹھانا نہ سکھائے چور
راستے تلاش کرے۔ ڈوب مرو شرم سے، کیا منہ دکھاؤ گے
اس کے گھر والوں کو شرم کا مقام ہے۔"

"میں ماما کو بتا چکا تھا۔" اس نے دھیرے سے کہا۔

"تو پھر قائم رہتے جب ان کا کہا مانا تھا۔" فرحان نے
نگاہ اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"زندگی...... زندگی کے جھمیلے اتنے آسان نہیں ہوتے
جتنا تم نے سمجھ لیا تھا اور نہ زندگی کھیل ہے۔" فرحان
خاموش بیٹھا رہا۔ ریحانہ بیگم برابر میں بیٹھی تھیں۔ بی جی
اپنے کمرے میں تھی۔ صبا آتے جاتے سن رہی تھی۔

"کیا چاہتے ہو اب تم؟" چند منٹوں کی خاموشی کے
بعد پوچھا۔

"اس کا خلع نامہ آیا ہے۔" ان کی بات پر فرحان نے
پہلو بدلا۔

"یعنی کہ تم اسے طلاق دینا چاہتے ہو؟"

"نہیں...... دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں؟" انہوں نے دھیرے سے کہا تو وہ
خاموش رہا۔

"تم اس کا انجام جانتے ہو؟" ان کے مقابل بیٹھے سر
جھکائے اپنا ناخن کترتا رہا۔

"تم نے دوسری شادی کا ارادہ کیا ہے تو جاؤ شوق سے
کرو ہم سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔" فرحان ان کی شکل
دیکھنے لگا۔

"اس گھر سے رابطے توڑ کر جانا۔" فرحان نے ماما کو
دیکھا جو سر جھکائے مضطرب نظر آ رہی تھیں۔

"بابا ہر انسان کو اپنی زندگی گزارنے کا حق
ہونا چاہیے۔"

"ہاں...... اپنا حق تمہیں استعمال کرنا چاہیے تھا مگر
جب...... جب وقت تھا اب تم وہ وقت کھو چکے ہو۔ یہ لڑائی
تمہیں اس وقت لڑنی چاہیے تھی برخوردار...... انسان جب
کمزور ہو تو اسے کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔" وہ خاموشی
سے سن رہا تھا۔

"محبت ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔" لاؤنج میں خاموشی پھیلنے لگی۔

"میں تمہیں اپنا فیصلہ سنا چکا ہوں جو تمہارا فیصلہ ہے بتا دو۔" فرحان نے سر اٹھایا، بابا کمرے سے جا چکے تھے۔

"اتنا گلہ، بے عزتی، ناراضی، اتنی دوری، اتنی خفگی بابا...... عیشل......" فرحان کے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ گئیں۔

"تمہیں تو میں سسکا سسکا کر ماروں گا، نہ چھوڑوں گا نہ اپناؤں گا عیشل اور تمہارے سامنے فرحت سے شادی کر کے دکھاؤں گا۔" وہ اندر ہی اندر پیچ وتاب کھا رہا تھا۔

"فرحان......" ریحانہ بیگم نے اسے دیکھا۔

"ماما پلیز......" اس نے منہ پھیر لیا۔

"آپ نے میری زندگی حرام کردی، نہ جی سکتا ہوں اور نہ مر سکتا ہوں...... بس اب اور نہیں، زندگی کی خوشیوں پر میرا بھی حق ہے، اگر اس کے لیے عیشل کو طلاق بھی دینا پڑے تو میں تیار ہوں بلکہ ابھی کہہ دیتا ہوں میں نے اسے طلاق دی......"

"فر...... حان......" ریحانہ بیگم زور سے چیخیں۔ وہ لمحہ بھر کو ساکت ہوا۔ ریحانہ بیگم نے زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔

"اگر تم نے ایسا کیا تو اپنی ماں کا مرا منہ بھی مت دیکھنا۔"

"آپ کب تک مجھے بلیک میل کرتی رہیں گی۔" وہ زچ ہوا، غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"جب تک تم اچھے اور برے کی تمیز نہیں سیکھ لیتے۔" ذیشان بھائی اندر آئے۔

"ذیشان مجھے پانی دو۔" ریحانہ بیگم نے کہا۔ جگ سے پانی گلاس میں نکال کر گلاس ان کی جانب بڑھایا اور فرحان کی طرف متوجہ ہوئے۔

"وہ لڑکی اگر مسلمان ہوتی تو ہمیں اعتراض نہیں تھا، وہ تمہاری خاطر مسلمان ہو رہی ہے، اس کے دین کا کیا بھروسا، ہمیں کب چھوڑ جائے وہ اگر ہمارے مذہب سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرتی تو کوئی بات تھی، قابل عزت احترام عمل ہوتا، ایسی لڑکیوں کا کوئی بھروسا نہیں ہوتا فرحان۔" لمحہ بھر کو رک کر اسے دیکھا۔

"میں پاگل ہوں جو سب سمجھا رہے ہیں۔" فرحان نے کھولتے دماغ کے ساتھ سوچا، پیشانی پر شکنیں تھیں چہرے کے تیور الگ بگڑے ہوئے تھے۔

"اس کے گھر اور خاندان والے، اس کی جماعت کے لوگ تمہارے دشمن ہو جاتے اور دشمنی کا یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا ہے۔" فرحان ان کی شکل دیکھنے لگا۔

"ماما کا فیصلہ ٹھیک تھا تم اس کو ذہن و دل کے ساتھ قبول کرو ان کو اذیت مت دو۔" فرحان غصہ سے کمرے سے باہر نکل گیا اور ریحانہ بیگم نے سر ہاتھوں میں گرا لیا تھا۔

ذیشان بھائی تاسف وملالت سے اسے جاتا دیکھتے رہ گئے تھے۔

❁......❁......❁......❁

پہلے نوٹس کی دھند چھٹی نہیں تھی کہ دوسرا نوٹس بھی مل گیا۔ فرحان کے نمبر پر ردا طارق کی کال بھی آئی، فرحان زچ تھا، وقار احمد خاموش اور ریحانہ بیگم زود رنج میں مبتلا تھیں۔

گھر میں زندگی اداس، پریشان اور خشک ہو گئی تھی۔ اس سب کے باوجود بھی فرحان نے فرحت سے نکاح کر لینے کا فیصلہ کر لیا، زندگی مشکل میں تو تھی اور مشکل ہی سہی۔

"محبت...... محبت...... سے کب تک جدا رہے۔"

❁......❁......❁......❁

"ردا تم نے نوٹس بھیجے بھی تھے یا نہیں؟" وقار ہاؤس کی جانب سے مسلسل خاموشی نے عیشل کو پھر مشتعل کر دیا۔

"یہ دیکھو۔" وہ پیپر اس کی جانب بڑھائے جو فوٹو اسٹیٹ تھے۔

"اور یہ کال جو میں نے ریکارڈ کر لی تھی سن لو، مجھے تمہاری جانب سے اسی بے وقوفی کی امید تھی۔"

"تو پھر ان کی جانب سے خاموشی کیوں ہے؟" اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"ہوسکتا ہے وہ سدھر گیا ہو، ماں نے منالیا ہو، باپ کی سختی نے دل بدل دیا ہو۔"

"روا......" خائف سے انداز میں اسے دیکھا۔

"میں سنجیدہ ہوں۔"

"میں تمہیں بتارہی ہوں ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے، شادیاں پیسوں سے ہوتی ہیں مفت میں نہیں اور میرا خیال ہے تمہاری دھمکی نے اسے عقل مند بنادیا ہے۔"

"روا......" اس کا لہجہ آزردہ ہوا۔

"انسان کے دل میں خوشی نہ ہو تو وہ کیسے ساتھ چل سکتا ہے جبکہ میں جانتی ہوں کہ وہ......"

"عیشل ایسے کیسز میں مرد واپس آجاتا ہے، ندامت لے کر، ہاں میری دوست اسے قبول کرکے اسے اتنی محبت دینا کہ وہ پچھلی محبت بھول جائے۔" عیشل نگاہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

"تم ایسا کرسکتی ہو کیونکہ تم کسی پچھلی محبت میں مبتلا نہیں ہو......"

"کاش......"

"اور میرا خیال ہے وہ سدھر گیا ہے۔"

"تم نے کیسے اخذ کیا؟"

"اس کی جانب سے خاموشی یہی بتارہی تھی۔"

"اچھا......" اس کے اندر خوش قسمتی کے شگوفے پھوٹنے، بے خیالی میں فرحان کا نمبر ملایا، بیل جارہی تھی تین دفعہ کال کی کال ریسیو نہیں کی۔

"کب......؟"

"انتظار کرو اس کی جانب سے کال آئے گی، انسان مصروف ہوسکتا ہے، آفس میں، کام میں، میٹنگ میں اور......" مسکرا کر نگاہ اٹھا کر عیشل کو دیکھا۔

"اور......؟"

"واش روم میں بھی۔" عیشل نے منہ پھیرلیا اور تھوڑی دیر بعد فرحان کی کال آگئی۔ شگوفے پھوٹ کر کلیاں بننے لگیں۔ سوندھی سوندھی خوشبو ہر سو پھیلنے لگی۔

"کس کا ہے؟"

"ان کا......" وہ مسکرائی۔

"ہاں تو اٹھاؤ ناں۔" ہلکی سی مسکان لیے سیل اٹھایا یس کا بٹن دبا کر موبائل کان سے لگایا۔

"ہیلو......"

"تم سمجھ رہی ہو کہ تم نوٹس بھیج کر جھنڈے گاڑلوگی تو یہ تمہاری خوش فہمی ہے عیشل صاحبہ، ساری عمر تم باپ کے گھر بیٹھی رہو نہ خلع دوں گا نہ طلاق اور میں نکاح بھی کروں گا۔" فرحان کا زہر خند لہجہ اور شعلے بار الفاظ اس کے کانوں میں گر رہے تھے۔

پگھلا ہوا شیشہ تھا جس کی تپش دل و جان میں اتر کر خاکستر کررہی تھی۔ دھواں ہر سو پھیلنے لگا اور وہ اور خوش فہمی کے چراغ بجھ گئے تھے۔ روا دم بخود دیکھ رہی تھی، عیشل بے جان ہوئی اور سیل فون میز پر گر گیا۔ کمرے میں گہری مایوس کن خاموشی تھی۔ روا کی آنکھیں بھی ترحم تھی وہ جو عیشل سے فرمائش کرنے جارہی تھی کہ بات ہونٹوں پر رک گئی تھی۔ سیل دوبارہ بجنے لگا۔ عیشل بے جان تھی روا نے ہاتھ بڑھا کر سیل اپنی جانب کیا...... داود کا فون تھا۔

❁......❁......❁......❁

"میں تمہیں کال کررہی تھی تم میری کال کیوں نہیں اٹھا رہی تھیں؟" داود نے اسے دیکھتے ہی شکوہ کیا۔

"داود...... چارجنگ نہیں تھی۔" اس نے بہانہ کیا۔

"مجھے میسج کرسکتیں، داود زیتون کا تیل منگوانا تھا۔"

"ابھی منگوادیتی ہوں۔" وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"یہ تمہارا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے؟" بغور اس کا جائزہ لیا۔

"کھانا کھالیا کیا؟"

"جی کھالیا تمہاری روا کے ساتھ۔" اس کی دھیمی سی آواز سنائی دی۔

"اس نے یہاں آکر برا کیا۔ فرحان تو اپنی جگہ اٹل ہے۔" اس نے دل میں سوچا۔

"یہ فرحان کیوں نہیں آرہا ادھر، کتنے دن ہوگئے ہیں یہاں تمہیں اور اس کو اسلام آباد گئے ہوئے۔ خیر خبر بھی ہے کچھ۔" غائب دماغی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"یہ اچھی بات نہیں ہے عیشل شوہر پردیس جائے تو بیگم بھی پردیس نکالا کا جھنڈا اٹھالے۔ تم ایک بار بھی گھر نہیں گئیں۔"

"آپ مجھ سے بے زار آ گئی ہیں یا میری محبت ختم ہوگئی ہے۔"

"بات محبت کی نہیں ہوتی اصول قواعد کی ہوتی ہے، انسان جب دوسرا گھر بناتا ہے تو اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اسے قائم رہنا چاہیے سسرال والوں کے دل میں بال آجائے تو وہ کبھی نہیں نکلتا۔" وہ دادو کے ناصحانہ انداز کو دیکھنے لگی۔

"اگر دل ہی خراب ہو تو......؟" جانے کیسے منہ سے نکل گیا۔

"اگر میں یہاں مستقل آجاؤں تو؟" وہ بڑبڑاتے ہوئے بولی۔ اندر آتا فاروق اس کی یہ بڑبڑاہٹ سن کر چونک گیا۔ کیا کہہ رہی ہے۔

"آہ...... وہ تمہارا گھر ہے، وہاں بھی تعلقات کو خوشگوار بناؤ اور اجازت نامہ لے کر آیا کرو میاں سے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔" وہ باہر نکلنے لگی تو فاروق سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

فاروق اس کا بھائی، اس کا دوست، مزاج شناس اور...... اور اب اسی کا غم خوار، اس سے کچھ نہیں چھپاتی تھی۔ اسے سب پتا چل جاتا تھا اور اسے سب پتا چل گیا تھا۔

❀ ❀ ❀ ❀

رات وہ باہر لان میں کرسی پر بیٹھی تھی، فاروق اس کے سامنے آکر بیٹھ گیا اور عیشل نے بھی سب کہہ دیا۔ فاروق صدمے کی کیفیت گھیر گیا تھا۔

"میرے پاس اس کے سوا کوئی حل نہیں تھا فاروق...... میں نے بہت گنجائش نکالی تھی، میں زبردستی کیسے رہتی۔" فاروق اسے دیکھنے لگا، عیشل کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"میں کب تک اپنی عزت نفس، انا، خودداری کا گلا گھونٹتی رہتی مگر...... مگر اب مجھے دادو کے سوالوں سے، ماما کی نظروں سے اور بابا سے ڈر لگنے لگا ہے، میں کیا کروں؟" وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی تو فاروق نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"میں ہوں ناں...... بس تمہاری ٹینشن ختم۔" اس کے آنسو تھے کہ تھم نہیں رہے تھے۔

❀ ❀ ❀ ❀

فاروق فرحان کے آفس میں داخل ہوا تو فرحان نے ٹیبل کے پیچھے سے اسے دیکھا۔

"السلام علیکم!" فرحان نے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔ فاروق سنجیدہ تھا تو فرحان کے اعصاب بھی تنے ہوئے تھے۔

"اس ساری صورت حال کا انجام کیا ہوگا؟" فرحان اس کی شکل دیکھنے لگا، ایک دم سے اس سوال کی توقع نہیں تھی وہ تو عصیلی آواز، گالی گلوچ، مار کٹائی کا منتظر تھا، یوں کو بلانا ہی چاہتا تھا مگر وہ بھی دو ٹوک بات پر آ گیا۔ کل نپٹی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ گنجائش سے گھر نہیں بستے۔

"شادی......" سر اٹھا کر کہا۔

"میری بہن کی زندگی کیوں برباد کی؟"

"وہ رہ سکتی ہے، میں اس کے حقوق، فرائض پورے کروں گا ماما کی من پسند ہے اس کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی۔" وہ لاپروائی سے بولا۔

"اور جو ہوچکی ہے وہ......" لب بھینچ کر اسے دیکھا۔

"میں نے اسے سمجھایا تھا مگر وہ......"

"تم اسے اگر سمجھاتے تو وہ گھر نہیں چھوڑتی، تم نے آڈر سنایا تھا اس کا انجام۔"

"میں شرمندہ ہوں۔" اس نے جبراً کہا۔

"محض شرمندہ...... اگر تمہاری بہن کے ساتھ ایسا ہوتا تو؟" فرحان نے منہ پھیر لیا۔

"شادیاں روز روز نہیں ہوتیں، اپنا قبلہ درست کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے، نتائج کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔"
کمرے میں گہری خاموشی تھی۔ فاروق چلا گیا۔
"ہونہہ......" فرحان کھولتا رہ گیا تھا۔

❁......❁......❁......❁

"فرحت..... مائی ڈیئر بس ہماری آزمائش کے دن ختم تم مسلمان ہو چکی ہو اور ہم کل کورٹ جا رہے ہیں شادی کرنے، میں تمہیں ہر جگہ اور ہر حال میں خوش رکھ سکتا ہوں کیونکہ تم میری محبت ہو، میری جان ہو۔" فرحان فون پر ہم کلام تھا اس کے چہرے پر خوشی تھی۔
"محبت ہر جگہ خوش مطمئن اور پر سکون رہتی ہے بس تم میرے ساتھ رہنا۔" عہد و پیمان تھے، محبت کی تکمیل تھی اور قسمت ان پر مسکرا رہی تھی۔

❁......❁......❁......❁

"ماما میں آج شادی کرنے جا رہا ہوں، مجھے دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔" فرحان ان کے پاس آ کر بیٹھا تو ریحانہ بیگم یک ٹک اسے دیکھتی رہیں۔
"زندگی پریشان تو ہے تو اور پریشان سہی....."
"فرحان....."
"میں صرف آپ کو بتا رہا ہوں میں اسے الگ رکھوں گا چھپا کر......"
"عیشل کو آپ یہاں لے آئیے گا میں اسے راضی کرلوں گا آپ کی خاطر۔" ریحانہ بیگم اسے دیکھتی رہیں۔
"راضی ایسے نہیں ہوتے بیٹا۔" بی جی نے اندر آتے ہوئے اس کا آخری جملہ سنا تھا۔
"شکر ہے تمہیں عقل آ گئی، ایک میان میں دو تلواریں بھلا کیسے رہ سکتی ہیں۔" بی جی اس کے سامنے بیٹھ گئیں۔
"اور راضی ہونا کیسا، شوہر بیوی کے سامنے جائے، محبت سے دیکھے، راضی محبت میں بدل جاتی ہے۔" فرحان نے گہرا سانس لیا۔ ریحانہ بیگم نے آنچل سے نم پلکوں کو صاف کیا۔
"جاؤ اسے لے کر آؤ خون خشک کر رکھا ہے معصوم بچی کا، گھر کی رونق ختم ہو گئی، صبا بچی بھی اکیلی ہے..... تم بہت خوش نصیب ہو کہ تمہیں عیشل ملی ہے۔" بی جی مسکرائیں۔
"خوش شکل، عقل مند اور سمجھ دار......" فرحان ان کی شکل دیکھنے لگا۔
"آج کا میٹھا میری طرف سے ہوگا۔" وہ بہت خوش تھیں، فرحان نے نظر بھر کر ماں کو دیکھا اور باہر نکل گیا۔ بی جی تسبیح کے دانے گرانے لگیں۔
ریحانہ بیگم نے نڈھال سے انداز میں صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی جیسے جسم سے دل نکل کر چلا ہو۔

❁......❁......❁......❁

آج کے دن کا آغاز ہی اداسی لیے ہوئے تھا، خشک اور مضمحل سا دن، رات خواب میں بھی خود کو بنجر، بیاباں میں اداس اکیلے اور تنہا دیکھا تھا۔ گرم چائے کا کپ ہاتھ پر گر گیا تھا۔ عالم بے خیالی میں جانے کہاں تھی۔ خود کو کہاں پاتی تھی اور پھر دل زور زور سے دھڑکتا تھا۔
"کیوں.....؟"
"کہیں.....فرحان سچ مچ تو طلاق نہیں دے رہے۔" دل تھا کہ ہاتھوں سے نکل رہا تھا۔ ایسے ہی سارے گھر میں چکراتی پھر رہی تھی۔ ٹھوکر لگی لہرا کر گرنے لگی کہ چوکھٹ تھام لی۔
"بسم اللہ..... عیشل دیکھ کر چلو۔" پیچھے سے دادی کی آواز آئی۔ وہ ان کے سامنے بیٹھ گئی۔
"یہ کیا تم سر جھاڑ منہ پھاڑ پھر رہی ہو، جاؤ جا کر فریش ہو۔" عیشل ان کی شکل دیکھنے لگی۔
"فرحان سے میری بات کراؤ ذرا پوچھو تو اس سے کب آئے گا اداس کر گیا ہے میری بچی کو۔" عیشل اپنی ہتھیلیوں کو دیکھنے لگی۔ جانے کیوں طبیعت میں گھبراہٹ اور بے چینی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا پھوٹ پھوٹ کر رونے کو۔
"ادھر آ میں تیرے بال بناؤں۔" عیشل اٹھ کر ان کے سامنے پیروں کے پاس قالین پر بیٹھ گئی۔ گھٹنوں کو سمیٹ کر چہرہ ٹکا لیا۔

"عیشل سچ بتا..... فرحان سے لڑ کر تو نہیں آئی؟"
"میں تمہیں طلاق بھی نہیں دوں گا اور اس سے شادی بھی کروں گا۔" عیشل کی سماعت میں اس کی آواز گونجی۔
"میاں بیوی کا رشتہ دل سے جڑا ہوتا ہے، دھڑکن ہوتے ہیں ایک دوسرے کی، ایک کی دوری دوسرے کی تنہائی ہوتی ہے، تنہائی میں بھی دو دل دھڑکتے رہتے ہیں ایک مدار میں دور..... دور....." امی سمجھا رہی تھیں اسے۔
"اور دوری تو محبت کا وصل ہے، محبت بڑھتی ہے اور ہمیشہ برقرار رہتی ہے، تم دیکھنا اتنے دنوں بعد فرحان آئے گا تمہیں اچھا لگے گا۔" پیار سے سمجھاتے ہوئے بال سمیٹ رہی تھیں اور اس کے آنسو تھے کہ جانے کہاں کہاں سے اُڈ رہے تھے آنکھوں میں، جو جانے کیوں گر بھی رہے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

اب وہ غسل کر کے ماما سے چوٹی بندھوا کر لان کی سیڑھیوں پر بیٹھ گئی تھی۔ آپی نند کی شادی میں مصروف تھیں ورنہ اس کی گوشمالی کر ڈالتیں، فاروق جانے کہاں تھا۔ اداسیوں نے اس کے گرد حصار سا کھینچ لیا تھا۔ یہ ہی اداسیاں ادھر بھی تھیں اور دادی کہہ رہی تھیں۔
"کیسی مقدر والی شادی ہوئی ہے۔"
"مقدر....." ہاتھ کی لکیروں میں ڈھونڈنے لگی۔ ایک ہولاتی آواز نے اس کے حواس مختل کر دیئے۔
"ہائے اللہ....."
"ایکسیڈنٹ....."
"فاروق کس کا؟"
"ماما..... فرحان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ آئی سی یو میں ہے۔" ایک تیز آواز تھی جو سینے میں لگی، مڑ کر آوازوں کی سمت دیکھا۔ سر ستون سے ٹکرایا۔
دل پر ہاتھ رکھا، دل سے تو بددعا بھی نہیں دی تھی، خاموشی، تنہائی، اداسی سب کے بھید کھلتے چلے گئے۔ وہ تو بس اپنے حق کے لیے اپنے فرض کی جنگ لڑ رہی تھی۔ وہ بھی فرحان کے اکسانے پر۔

"چلو....." فاروق اس کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔ اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔
"فرحان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے آؤ ہسپتال چلیں۔"
"میں....." اس نے سینے پر ہاتھ رکھا۔
"ہاں..... ابھی تم اس کے نکاح میں ہو۔ صلح کی گنجائش ہے۔" وہ دھیرے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔
کیا اس کی زندگی میں صلح اور گنجائش رہ جائے گی۔ ماما اور وہ فاروق کے ساتھ ہاسپٹل پہنچی۔ بابا پہلے سے موجود تھے۔ فاروق ذیشان بھائی کے ساتھ خون دینے چلا گیا۔ وہ سنگی اور ٹھنڈی بینچ پر ریحانہ بیگم کے پہلو میں بیٹھ گئی تھی، انہوں نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔
"ماما..... میں نے کوئی بددعا نہیں دی، میں تو بس....." آنسو بہنے لگے۔ ریحانہ بیگم دھیرے دھیرے سر تھپکنے لگیں۔ وقار احمد نے آ کر سر پر ہاتھ رکھا۔
ماما بھیگی پلکوں کے ساتھ تسبیح پڑھ رہی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

فرحان آئی سی یو میں تھا۔ آکسیجن ماسک اور پٹیوں نے اسے جکڑ رکھا تھا، چوٹیں شدید تھیں۔ خیر کی دعا مانگی جا رہی تھی۔ باہر عیشل بینچ پر پاؤں رکھے ماما کے ساتھ بیٹھی تھی، ریحانہ بیگم نے کہا بھی کہ گھر چلی جائے مگر وہ جانے کیوں نہ مانی۔ وقار احمد بھی بے چینی سے اندر باہر آ جا رہے تھے۔ جب ایک ڈاکٹر ان کے پاس آ کر رکا۔
"آئی ایم سوری ہم ان کی بیگم کو نہیں بچا سکے۔ ان کی چوٹیں بہت شدید تھیں آپ ان کی ڈیڈ باڈی لے جا سکتے ہیں۔" عیشل ساکت سی سن رہی تھی۔
وقار احمد کا سر جھک گیا۔ ریحانہ بیگم نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ عیشل بے جان ہو گئی۔ عیشل نے دیوار سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔ ساحل کا کنارہ تھا۔ تنہائی تھی۔ ویرانی تھی۔ اس کے بال کھلے تھے۔ آدھا چاند تھا اور..... سفید چادر تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"وہ یہاں کیوں آئی تھی؟"

"یہاں کیوں رکی تھی؟"
منظر واضح ہو گئے تھے۔ اسے فرحان احمد کی زندگی میں ہی رہنا تھا سود و زیاں کے ساتھ۔ سب کچھ بھلا کر زندگی کو از سر نو شروع کرنا تھا۔
"اور کیا زندگی پھر سے زیرو پوائنٹ سے شروع ہو سکتی ہے؟" سارا دن وہ ریحانہ بیگم کے ساتھ اسپتال میں ہوتی۔ رات کو ذیشان بھائی یا فاروق ہوتے، ضرورت کے وقت وہ فرحان کے کمرے میں ہوتی۔ سب کچھ تھا بس دل کی خوشی نہ تھی۔ لان میں سیڑھیوں میں چھت پر ٹہلتے بس سوچیں اس کے گرد رہتی تھیں۔
"محبت اس لیے اداس رہتی ہے......؟"
جب وہ نیند سے جاگے گا، ہوش کی دنیا میں آئے گا تو تو اسے کتنا دکھ ہوگا، جس محبت کے لیے اتنی رسوائی، بدنامی اٹھائی اسے ذلیل کیا وہ محبت کیا ہوئی۔" ایک درد تھا جو فرحان کے لیے اس کے دل میں تھا۔
اپنا "درد" تو جانے کہاں جا سویا تھا...... بس یہ ہی غم ستاتا رہتا تھا۔ بی جی آتے جاتے اسے پیار کرتیں۔ ریحانہ بیگم بے اختیار اسے سینے سے لگاتی۔ وقار احمد اس کے سر پر ہاتھ رکھتے مگر اس کے اندر کی تنہائی دکھ اور اداسی ختم نہیں ہو رہی تھی، اس نے تو کوئی بد دعا نہیں دی تھی۔ اللہ گواہ تھا پھر وہ کیوں محبت پا کر ہار گیا...... اسپتال میں اس کے بیڈ کے قریب کھڑی وہ اسے دیکھتی رہی۔ اس کی شیو بڑھ گئی تھی زندگی کے آثار تھے۔ سانس چل رہی تھی۔ دل دھڑک رہا تھا۔ مگر وہ گہری نیند میں غافل تھا۔
"جب نیند سے جاگے گا...... تو...... وہ خوش رنگ پھول، تتلیاں، وہ رنگ آمیز خواب۔" وہ مسکرائی اور محبت کی تکمیل کے خواب اور کھو دینے کا احساس۔
"یا اللہ...... " فرحان کا دکھ اس کے دل کا کرب بن رہا تھا۔ فرحان نے نکاح کر لیا تھا رخصتی کر کے واپس آ رہے تھے کہ یہ حادثہ پیش آ گیا تھا۔ منکوحہ عیشل ہی رہی اور محبت رخصت سفر ہو گئی تھی۔ اس کی زندگی کا سفر ایسا ہی تھا بے رنگ اداس اور اکیلا۔ بھلا دل میں محبت نہ ہو خوشی کیسی......؟ نرس دھیرے دھیرے اس کا چہرہ صاف کر رہی تھی۔ کھڑکی سے لگی وہ دیکھ رہی تھی۔ آگے بڑھ کر نرس کے ہاتھ سے کاٹن لی۔
"میں کرتی ہوں۔" نرس پیچھے ہٹ گئی۔ بند آنکھیں، پیشانی، رخسار دھیرے دھیرے صاف کیں۔ ہتھیلی اپنی ہتھیلی پر پھیلا کر گیلی روئی سے صاف کرنے لگی۔ بھری بھری انگلیاں ہلکا ہلکا رواں کبھی ان انگلیوں نے اس کا ہاتھ پکڑا ہی نہیں تھا۔
نرس چادر تبدیل کر رہی تھی اور ڈاکٹر معائنہ کرنے اندر آئے۔ خوش آئند خبریں اس کے گرد پھیلنے لگیں۔ ڈاکٹر پر امید تھے۔

❁......❁......❁......❁

اور بہت دنوں بعد اسے ہوش آ گیا تھا ایک گہری نیند سے بالآخر وہ جاگ گیا تھا۔ وہ بی جی کے پہلو میں بیٹھ کر قرآن پڑھ رہی تھی کہ اسے خبر ملی۔ دل دھک سے رہ گیا۔
"وہ پوری طرح ہوش میں ہے ناں باتیں کر رہا ہے ناں؟" بی جی کی بے چینی دیدنی تھی۔
"میں آ رہی ہوں، میرے پوتے کو نئی زندگی ملی ہے، صدقے کا بکرا منگوالو۔" عجلت بھرے انداز میں بی جی نے فون بند کر دیا۔ گرم چادر اوڑھی اور اسے لے کر اسپتال آ گئیں۔
وہ باتیں نہیں کر رہا تھا بس چپ لیٹا تھا پٹیوں میں جکڑا ہوا آکسیجن ماسک اس کے منہ سے ہٹا دیا گیا تھا وہ اپنی زندگی کی سانس لے رہا تھا۔ دادو کی آواز کو سن کر آنکھیں کھول دیں۔ دادو اسے پیار کر رہی تھیں، چوم رہی تھیں، ان کے عقب میں فرحان کے پیروں کی طرف عیشل کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں خالی تھیں، دل مضبوط تھا۔ فرحان کی نگاہیں اس کی جانب اٹھیں اور ٹھہر گئیں۔ کسی احساس سے عاری۔
"جانے کیوں......؟ یہ ہوا......" فرحان کی ادھ کھلی ہتھیلی پر عیشل نے اپنا ہاتھ رکھ دیا۔
اس دکھ کی تسلی دی جو محبت کی جوانی میں اس کے دل

پر گر چکا تھا یا گرنے والا تھا۔ بتا دیا گیا تھا یا بتانا تھا کہ آپ کے برابر والی سیٹ پر موجود شخص آپ کی زندگی میں نہیں رہا۔

اس کے ہاتھ کے نیچے دبا ہاتھ یونہی رکھا رہا۔ بے جان اس نے ہٹایا نہیں، بے جان، بے حرکت انگلیاں عیشل نے اسے مٹھی میں پکڑ لیا۔ فرحان کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

بی جی اس پر دم کرنے لگیں۔ عیشل کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

عیشل باہر کوریڈور میں کھڑی تھی، ڈاکٹر احسن احمد کے انتظار میں جو ابھی کمرے سے نکلنے والے تھے۔ وہ ریلنگ سے ٹیک لگائے لان میں نیچے دیکھ رہی تھی۔ لوگ آ جا رہے تھے، کچھ گھاس پر بیٹھے تھے، بینچ پر بیٹھی ایک عورت سو رہی تھی، جانے کس پیارے کے دکھ میں۔ پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ڈاکٹر احسن آ رہے تھے نرس کے ساتھ۔

"ڈاکٹر احسن..... پلیز۔" ان کے سامنے رکی۔

"جی....."

"کیا فرحان کو بتا دیا ہے کہ ان کی گاڑی میں ان کے ساتھ بیٹھی خاتون اب نہیں رہیں۔" ڈاکٹر احسن اس کی شکل دیکھنے لگے۔

"نہیں..... وقار صاحب منع کر رہے ہیں کہ مت بتایا جائے مگر وہ پوچھنا چاہتے ہیں اور اگر ہم بتا دیتے ہیں تو اس سے ان کی طبیعت خراب ہونے کا ڈر ہے۔ وہ کچھ پریشان ہیں۔"

"جی....."

"کیا آپ نے انہیں بتا دیا ہے؟" ڈاکٹر احسن نے بغور اسے دیکھا۔

"نہیں....."

"آپ ان کی مسز ہیں ناں؟"

"جی....."

"اوہو..... تو پھر وہ....."

"ٹھیک ہے پلیز آپ انہیں بتا دیں۔ ہو سکتا ہے یہ ان کے حق میں بہتر ہو۔"

"او کے....." ڈاکٹر آگے بڑھ گئے۔ عیشل ہاتھ مسلتی ادھر ہی کھڑی رہی۔

اسے اندر جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، فرحان کا دکھ اپنا دکھ لگ رہا تھا۔ محبت پانے اور پھر کھونے کا احساس، اسے بیویوں والی تنگ نظری آتی ہی نہیں تھی، وہ یونہی کوریڈور میں چلتی رہی پھر پلٹ آئی۔ دھیرے سے پرائیویٹ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہونا ہی چاہتی تھی کہ رک گئی۔

"مسز میرے ساتھ جو گاڑی میں موجود تھیں وہ..... وہ کہاں ہیں؟" فرحان نے نرس سے پوچھا۔ نرس کی پشت اس کی جانب تھی۔

"ایکسیڈنٹ بہت خطرناک تھا آپ کو بھی بہت چوٹیں آئی ہیں دس دن بعد آپ کو ہوش آیا ہے۔" نرس نے فائل میں کچھ لکھتے ہوئے بتایا۔

"او..... اور..... اور جو میرے ساتھ تھی؟"

"ان کا تو موقع پر ہی انتقال ہو گیا تھا، وہ تو ہوش میں ہی نہیں آئی....."

"اف..... میرے اللہ....." عیشل پلٹ گئی۔

"کتنا درد..... کتنا کرب..... یا اللہ اس شخص کو سکون دینا، دل کو قرار دینا، کیوں ان لوگوں سے محبت ہوتی ہے جن سے قسمت کے ستارے نہیں ملتے۔"

❁ ❁ ❁ ❁

ردا دھیرے سے اس کے پہلو میں آ کھڑی ہوئی۔ عیشل گہری سوچ میں گم تھی۔

"اب کیا فیصلہ ہے تمہارا؟"

"میرا فیصلہ....." چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اسے دیکھا۔

"یہ تو قسمت کا فیصلہ ہے کہ میں پھر یہاں ہوں اور یہاں سے جانے کا میں نے سوچا ہی نہیں تھا کبھی، وہ تو فرحان نے ایسی بات کر دی تھی کہ مجھے قدم اٹھانا پڑا۔"

"اور.....اب....."

"اب کیا.....؟" اس نے گہرا سانس لیا۔

"میری کوئی محبت نہیں جس کے لیے پلٹوں..... فرحان کی محبت نہیں رہی جس کو لے کر وہ پلٹیں۔"

"بہت برا ہوا ان کے ساتھ۔"

"ہوں۔"

"گھر والوں کا ردعمل کیسا ہے؟"

"نارمل....."

"میری نیک دعائیں تمہارے ساتھ ہیں، بعض اوقات ہمیں وہ کچھ نہیں ملتا جیسا ہم چاہتے ہیں۔ ہم کو ویسا بننا پڑتا ہے یا بنانا پڑتا ہے۔"

"ہاں....." عیشل گہری سوچ میں گم تھی اور ردا اس کی واحد دوست تھی جو اس کا دکھ سمجھ سکتی تھی اور اس نے نرمی سے عیشل کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

وہ خاموش کروٹ کے بل لیٹا تھا، آنکھیں بند تھیں، بظاہر سو رہا تھا مگر وہ سو نہیں رہا تھا۔ اس کے چہرے پر دکھ تھا جو ہر وقت رقم رہتا تھا۔ آنکھیں گلابی رہتی تھیں بارہا انہیں بھیگا ہوا دیکھا تھا، اس وقت بھی بند پلکوں سے آنسو نکل کر بالوں میں گم ہو رہے تھے۔ محبت کا دکھ نہیں جاتا، جدائی کا کرب سہنا آسان نہیں ہوتا، وہ جی جان سے اس کی خدمت کر رہی تھی صبح، دوپہر، شام، صفائی، کھانا، دوائی دینا اس کے ذمہ تھا۔ ان کے درمیان مستقل خاموشی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

دھیرے سے فرحان نے آنکھیں کھولیں۔ عیشل کھڑکی کے قریب کھڑی پردے پہ ہاتھ رکھے باہر دیکھ رہی تھی۔ بالوں میں کیچر لگی ہوئی تھی، چہرے کے اطراف بال بکھرے ہوئے تھے، دھلا ہوا چہرہ نماز کی طرح بندھا دوپٹا اب کھل گیا تھا، اس کا چہرہ سنجیدہ تھا۔ پر وہ تھا مذہن خالی تھا۔ کلائیوں میں چند چوڑیاں تھیں۔ دو دن پہلے کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

"کاش....." فرحان نے آنکھیں بند کیں اور گرم آنسو پھر سے بہہ نکلے۔

"فرحت..... فرحت..... فرحت....." دل رونے لگا، عیشل پلٹی وہ آنکھیں بند کیے لیٹا تھا۔ خود اس کی آنکھیں بھی فرحان کے دکھ پر بھیگ جاتی تھیں۔

منزل چھوڑ کر گزر گئی

محبت پہلو میں آ کر گزر جائے

موت کی دوری دے جائے

"عورت ہو یا مرد روئے نہ تو کیا کرے، جب دکھ قیامت کا ہو۔" وہ دھیرے سے آگے بڑھی۔ اسے کتھارسس کی ضرورت تھی۔

اپنے آنچل سے اس کے آنسو سمیٹے، بیڈ پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ فرحان نے آنکھیں کھول دیں۔

"دل کھول کر رو لیں، جتنا مرضی رو لیں صبر آ جائے گا، میرا آنچل اور میرا شانہ حاضر ہے آپ کا دکھ سننے کے لیے میرا دل بھی ہے۔" دھیرے سے ہاتھ دبایا تو فرحان نے اسے دیکھا۔ عیشل نے ایک بار پھر آنچل سے اس کا چہرہ صاف کیا۔

تب ہی دروازہ کھلا اور امی، وقار صاحب، بی جی اور ذیشان بھائی اندر آئے، عیشل پیچھے ہو گئی۔ امی نے آ کر پیار کیا، بی جی دم کرنے لگیں، اپنی ہمت سے وہ تھوڑا سا سیدھا ہوا۔ ذیشان بھائی نے بیڈ تھوڑا سا اونچا کر دیا۔ ریحانہ بیگم کمبل سیدھا کرنے لگیں، وقار احمد نے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"یہ لو نیا موبائل، نمبر یاد ہے کچھ دوستوں سے بات کرو۔"

"میرا موبائل؟" دھیرے سے پوچھا۔

"کوئی چیز نہیں ملی تمہاری گاڑی سے، گاڑی اڑتی ہوئی بہت دور تک گئی تھی، ٹرالر نے بہت شدید ٹکر ماری تھی۔ اللہ نے تمہیں نئی زندگی دی ہے۔" فرحان نے آنکھیں بند کر لیں۔

"فرخ اسلام آباد سے آ گیا ہے اور کل آئے گا۔ میں نے شوشل میڈیا پر بتا دیا ہے سب کو۔"

"عیشل تم گھر چلی جاؤ ذرا فریش ہوکر آجاؤ۔" ریحانہ بیگم نے پیار سے کہا۔

"ماما میں آپ کے ساتھ چلوں گی، رات میں فاروق آجائے گا۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے ذرا۔"

"ہوں...... کیا ہوا طبیعت کو؟"

"ایسے ہی بس۔" مسکرا کر سب کو تھرماس میں سے چائے نکال کر دینے لگی۔

"کتنے دن سے ادھر ہے تھک گئی ہے بچی۔" بی جی نے پیار سے اس کا ہاتھ تھاما۔ ریحانہ بیگم دھیرے دھیرے فرحان کے منہ میں انار کے دانے ڈال رہی تھیں، ایک تھکن سی تھی جو فرحان کے چہرے پر سمٹ آئی تھی۔

❀ ❀ ❀ ❀

"ہم زندگی سے بھاگ نہیں سکتے، ہم زندگی سے ہار نہیں سکتے، جب تک موت نہیں آجاتی ہمیں برداشت کرنا اور درگزر کرنا پڑتا ہے۔" فرحان کو سوپ پلاتے ہوئے ایک پل میں اپنی اور اس کی زندگی کا تجزیہ کردیا۔ فرحان خاموش ہی رہا تھا۔

"اب میں رات کو بھی ادھر ہی رہا کروں گی، فاروق کام سے جارہا ہے اور ذیشان بھائی کو میں نے منع کردیا ہے۔" فرحان اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"پاپا کہہ رہے تھے میں رک جاؤں گا مگر میں نے منع کردیا ان کو میں اب ٹھیک ہوں......"

"ابھی آپ چل نہیں سکتے، مگر جان ہیں سکتے ہاتھوں سے کچھ کھا نہیں سکتے، کروٹ نہیں لے سکتے......" ٹشو سے چہرہ صاف کیا اور اس کے پیالے میں بچا ہوا سوپ خود ہی پی لیا۔ فرحان دیکھتا رہ گیا۔

"میں آپ کا لیپ ٹاپ بھی لائی ہوں، آپ کے دوستوں سے بات کراؤں گی اور کچھ آپ کی پسند کی چیزیں بھی۔" برتن میز پر رکھے، پیالہ اور چمچ دھو کر رکھا اس پر کمبل ٹھیک کیا۔

"یہ موبائل چیک کریں تب تک میں نماز پڑھ لوں...... نیٹ پیکیج بھی ہے اس میں۔" جائے نماز بچھا کر نیت باندھ لی۔

اب عیشل اس سے باتیں کرتی تھیں دل بہلاتی تھی۔ فرحان کا دل جیسے مر چکا تھا۔ بس اس کو سنے جاتا یا دیکھتا رہتا۔ پل پل فرحت اس کے پاس تھی۔ لمحہ لمحہ محسوس ہوتی تھی۔ صبر ہی نہیں آتا تھا۔

دھیرے سے گہرا سانس لے کر آنکھیں بند کرلیں۔ وہ آخری منظر بند آنکھوں کے پردہ پر لہرانے لگا۔ کتنے خوش تھے وہ دونوں شادی ہوئی تھی۔ فرحت کا لباس بے حد خوب صورت لگ رہا تھا، ہلکا سا میک اپ کیا ہوا تھا، نکاح کی خوشی میں دونوں سرشار تھے، گھر میں ایک ہفتہ کے لیے اسلام آباد کا کہہ کر آیا تھا۔ اسلام آباد کے لگژری ہوٹل میں کمرہ بک تھا۔ روز ملتے تھے آج فرحت کے چہرے پر حیا کے رنگ تھے۔ دونوں ہنس رہے تھے ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتے دوسرے ہاتھ سے فرحت کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ اس کی شوخی، جسارت عروج پر تھی۔ اس کا دل ہی نہیں بھر رہا تھا۔ گاڑی سائیڈ میں روک کر اسے پیار کرنا چاہ رہا تھا۔ دل مچلا رہا تھا۔ ٹریفک چل رہا تھا۔ فرحان جانے کس خمار میں تھا بس اتنا یاد تھا۔ فرحت نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا، سارے جہاں کی محبت اس کے پاس تھی، دل میں سکون تھا نشہ طراوت دے رہا تھا، بس اس کے بعد کچھ پتا نہیں چلا آنکھ کھلی تو بس پھر کھلی ہی رہ گئی۔

"بھلا یوں بھی ہوتا ہے؟ یوں بھی کوئی محبت کے دریا میں اتر کر تشنہ رہ جاتا ہے، کیا یہ بھی امتحان تھا؟ کیسا امتحان تھا، تشنہ خالی، منزل لب بام تھی اور رسوائی بددعائیں مول لے لیں اور پھر وہ بھی تنہا ماتم نہ کرتا تو کیا کرتا۔" آنسو آنکھ میں ٹھہرتے ہی نہیں تھے کتنے لوگوں کا دل دکھایا تھا اس کی محبت سے زیادہ بددعاؤں میں اثر تھا۔

"میں نے کبھی آپ کو بددعا نہیں دی اما آپ کا برا نہیں چاہا بس صبر کیا تھا۔ جب ہم کسی کے دل و جان میں نہیں تو پھر گھر میں کیوں...... گھر میں بھی رہ لیتی اگر دیس سے نکالے جانے کا جھنڈا نا اٹھاتے۔" جانے کب عیشل کی نماز ختم ہوئی، لمبی دعا کا اختتام ہوا، وہ اس کے قریب آئی

اور نرمی سے اپنا آنچل اس کے رخسار پر رکھ کر چہرہ صاف کیا تو فرحان نے آنکھیں کھول دیں۔ عیشل اس کے قریب تھی، ہونٹوں پر مسکان اور دل میں درد بانٹ لینے کا احساس لیے۔

''بس وہی لوگ ہمیں نہیں ملتے جو ہمیں جان سے پیارے ہوتے ہیں اور صبر بھی ہمیں ہی کرنا پڑتا ہے، یہ اللہ کے کام ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے فرحان......'' دھیرے سے بیڈ پر اس کے قریب بیٹھی اور اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

''ماما، بی جی، ابو سب بہت پریشان ہیں آپ کے لیے۔'' فرحان نگاہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔

''جب تک آپ بہتر ہونے کی کوشش نہیں کریں گے آپ بہترین نہیں ہوسکتے۔ چاہے وہ آپ کی سوچ ہو، عمل ہو عادت یا صحت......'' مسکرا کر اسے دیکھا۔

''یہ لڑکی کتنی باہمت ہے، میرا سلوک، میرا رویہ اور اس کا درگزر انداز......''

''میں جانتی ہوں آپ کا درد شدید ہے، برداشت کے قابل شاید نہیں مگر آپ کے والدین زیادہ کمزور ہیں اور آپ ان کی جوان اولاد، آپ کے زخم کے گھاؤ انہیں رلاتے ہیں، ان کی زندگی کے لیے آپ کو حوصلہ کرنا ہوگا۔'' فرحان نے آنکھیں بند کرلیں۔

خیالات، تصور، سوچیں، سب فرحت سے لے کر فرحت تک تھیں۔ ایک جان کو کیسے نوچ ڈالے اور پھر یہ احساس وہ محبت وہ چاند چہرہ زمین کی گہرائیوں میں جا سویا ہے اُف...... یہ احساس ہی سوہان روح تھا۔

❁......❁......❁......❁

فرحان آہستہ آہستہ زندگی کی جانب لوٹ رہا تھا مگر چہرے کی رونق جیسے ختم ہوگئی تھی، اب تو ٹیک لگا کر بیٹھنے لگا تھا۔ ڈاکٹر نے ابھی چلنے سے منع کیا تھا عیشل اس کا درد جان کر جی جان سے اس کی خدمت کررہی تھی۔ فرحان کا تو جیسے دل ٹوٹ گیا تھا۔ ایک خاموشی اس کے گرد رہتی تھی اور اس چپ کو عیشل کی آواز توڑتی رہتی تھی۔

اس وقت بھی فرحان بیڈ پر پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا اور نیچے ٹب میں اس کے پاؤں ڈال کر صاف کیے، ناخن کاٹے، اسپنج سے رگڑ کر میل اتارا، سفید گورے پاؤں ہلکا ہلکا رواں لیے اس کے دل میں اتر گئے۔ اسے فرحان کے پاؤں بہت اچھے لگتے تھے کسی بھی نشان سے پاک سفید گلابی...... بے خیالی میں انہیں سہلا رہی تھی صاف کررہی تھی اور بول رہی تھی۔

''میرا خیال ہے فرحان آپ جب فریش ہوجائیں، ڈسچارج ہوکر گھر جائیں اور آفس جانا شروع کریں تو ایک کام کیجیے گا؟'' سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ دوپٹا ڈھلک کر شانوں پر تھا۔ وہ جو خود میں گم تھا بے اختیار اسے دیکھا۔ انداز سوالیہ تھا۔

''پاپا...... اپنا بزنس بڑھانا چاہ رہے ہیں، وہ فیصل آباد میں کسی کو بھیجنا چاہ رہے ہیں تو آپ چلے جائیں ادھر......'' ٹاول سے پاؤں صاف کیے، ٹب کھسکایا پھر چیئر کھینچ کر اس کے پاؤں رکھے۔ ٹب اٹھا کر لے گئی۔ ''اس سے آپ کا دل اور دھیان بٹ جائے گا۔'' صاف ٹاول اسے دیا، خاموشی سے ٹاول تھامے وہ اپنے ہاتھ منہ صاف کرنے لگا۔

''ابو بھی خوش ہوں گے کہ آپ ٹھیک ہورہے ہیں۔'' عیشل کی بات فرحان کو ٹھیک لگی۔ ماحول سے فرار انسان کو مطمئن بھی کردیتا ہے۔

''مگر اس کے لیے آپ کو جلد صحت مند ہونا پڑے گا کیوں؟''

''ہوں......''

''ہم کسی پر مر تو سکتے ہیں مگر کسی کے ساتھ مر نہیں سکتے۔ دنیا والوں کے لیے قریبی عزیزوں، پیاروں کے لیے ہمیں دل کا درد چھپا کر جینا پڑتا ہے فرحان۔'' اس کو بال بنانے کے لیے برش دیا۔ ساتھ ہی لوشن بھی، بیڈ سے ٹیک لگانے میں مدد کی پھر ایپل جوس کا گلاس دیا پھر اس کے بچے ہوئے گلاس میں تھوڑا سا اور جوس ڈال کر خود پی لیا۔ وہ باتیں بھی کررہی تھی اور کام بھی۔

"خوب صورت یادیں ہمارے لیے اہم ہوتی ہیں دوسروں کے لیے نہیں۔" لیپ ٹاپ اٹھا کر اس کے سامنے رکھا۔
"اب آپ فریش ہیں، اسے یوز کیجیے میں وضو کر کے نماز پڑھ لوں اگر سسٹر آجائے تو روک لیجیے گا۔" مسکرا کر اسے دیکھا اور واش روم میں چلی گئی۔
فرحان نے گہرا سانس لیا، بہت اچھی لڑکی تھی عیشل، آنکھیں موند کر بیڈ سے ٹیک لگائی ورنہ جو ماحول اور ناروا سلوک اس نے رکھا تھا اس کے ساتھ اس کے سامنے بھی نہیں آنا چاہیے تھا۔
"ایک طلاق بھی دے چکا تھا...... اور...... یہ......"
ایک بار پھر گہرا سانس لیا جبکہ اسے معلوم ہے کہ اس کی زندگی میں، دل اور دنیا میں کوئی اور اس کے پاس تھی۔
"فرحت...... اس کی زندگی کا فریب تھی، حقیقت تھی...... یا خواب...... آئی اور چلی بھی گئی۔" وہ مرد تھا مگر اشک تھے کہ رک نہیں رہے تھے۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

بچھڑنے والا زندہ ہوتا تو لڑ لیتا، جھگڑ لیتا، اب تو وہ بہت دور آسمان کا چاند تھا۔ حسرت و یاس کی تصویر بنا بس دیکھ سکتا تھا آسمان کی جانب بلا نہیں سکتا تھا، سو وہ زندگی کی جانب لوٹ آیا۔ اسے فارغ کر دیا گیا۔ بی جی، امی، ابو سب اس کے گرد رہتے، وہ چلنے لگا تھا۔ پلستر کھل گئے تھے۔ کمزوری دور ہونے لگی۔ وہ ابو کے ساتھ آفس جانے لگا مگر اس کے چہرے پر اداسی احاطہ کیے رہتی، چپ کی مہر تھی جس نے آنکھوں میں بسیرا کر لیا تھا۔
عیشل فرحان کا ہر کام محبت سے کرتی مگر فرحان کے دل میں اس کے لیے التفات جاگ ہی نہیں رہی تھی اور پھر اس نے ماحول سے فرار کے لیے ابو سے بات کی اور فیصل آباد کی برانچ میں جانے کا عندیہ دیا۔
"وہاں تو نئے ورکز ہائر کیے جا سکتے ہیں، یہاں تمہاری ضرورت ہے۔"
"ابو یہاں کے لیے کسی کو رکھ لیں مجھے جانے دیں۔
میں یہاں آپ کے ساتھ جوائن کر لیتی ہوں۔" عیشل نے کہا تو فرحان اس کی جانب دیکھنے لگے۔
"میرے پاپا کہتے ہیں اکنامکس پڑھو تو فائدہ بھی اٹھاؤ تو میرا ایم بی اے کس کام آئے گا۔"
"واؤ......" وقار احمد نے اسے سراہا۔
"ضرور ضرور...... کل سے تم ہمارے ساتھ چلو گی۔ جاؤ فرحان تم وہاں کا بزنس سنبھالو۔" وقار احمد بہت خوش ہوئے۔
"ہاں...... جانے سے پہلے تم عیشل کو سب سمجھا دو۔"
"جی......" فرحان نے سنجیدہ نظر اس پر ڈالی۔ ذیشان بھائی بھی مسکرا رہے تھے۔
"مگر میں چاہوں گی دونوں بچے ساتھ رہیں۔" بی جی نے دونوں کو دیکھا۔
"تو ساتھ ہی ہیں۔ فرحان آتا جاتا رہے گا۔" وقار احمد پوری طرح عیشل کے ساتھ تھے۔ انہیں اپنی اس بہو کا وقار، ذہانت، سادگی سب اچھی لگی تھی، بہت قدر تھی ان کے دل میں عیشل کی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁ ...... ❁

اگلے دن آفس میں فائلیں، کام، ڈیلنگ اسے سمجھا رہا تھا۔
"تم کر لو گی یہ سب؟"
"ہاں......" مسکرا کر اس نے فرحان کو دیکھا۔
"یہ میرے لیے دلچسپ تجربہ ہوگا پھر آپ چلے جائیں گے تو میرے پاس کوئی دوسرا کام نہیں ہوگا تو یہ بہتر ہے کہ میں بھی مصروف رہوں۔" فائل کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا تو فرحان اسے دیکھنے لگے۔
"آپ کی زندگی کا چیلنج مجھے اچھا لگ رہا ہے۔" فائل بند کر کے اسے دیکھا۔
"میں آپ سے رابطے میں رہ کر مشورے لیتی رہوں گی مجھے آپ کی گائیڈ لائن کی ضرورت رہے گی اور میں چاہوں گی کہ مجھے آپ سب بتاتے رہیں۔"
"ہوں...... تم جلد سیکھ لو گی۔"

"میں ابو کی امیدیں توڑنا نہیں چاہتی۔" اس نے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہوں......"

"یہ کچھ فائلیں ہیں انہیں گھر لے جانا میں اسٹڈی میں مدد کروں گا۔"

"اوکے سر......" مسکرا کر شرارت سے بولی اور فائلیں اٹھا کر لیپ ٹاپ کے بیگ میں رکھ لی تھیں۔

❁......❁......❁......❁

"تم جا رہے ہو فرحان جاؤ...... تبدیلی بہت ضروری ہے تمہارے لیے مگر میں چاہوں گا جب تم واپس آؤ تو بدلے ہوئے انسان ہو۔" وقار احمد نے فرحان کو اپنے آفس میں بلایا تھا۔

"ہونی اور انہونی سب تمہیں چھو کر گزر گئی ہیں عیشل تمہاری زندگی کا روشن ستارا ہے اس کی قدر کرنا بیٹا...... زندگی ایک بار پھر تم پر مہربان ہے۔" وہ چپ بیٹھا رہا۔

"تقدیر سے مت لڑنا...... ہار جاؤ گے، سن رہے ہو؟"

"جی......"

"کیا ارادے ہیں؟"

"کوشش کروں گا کہ میں اس کی جانب لوٹوں۔"

"کوشش نہیں ارادہ کرنا اور عمل سے ثابت کرنا تمہاری کوشش یقین میں بدل جائے گی۔"

"جی......" اس نے کہا، دروازہ ناک کر کے عیشل اندر آئی۔

"سر میرا چائے کا موڈ تھا سوچا آپ کے ساتھ شیئر کروں۔" پیچھے پیون چائے لیے کھڑا تھا۔

"وائے ناٹ...... تکلف اور وہ بھی پوچھ پوچھ۔"

"سر آپ لیں گے؟" فرحان کی جانب جھک کر شرارت سے پوچھا تو لحہ بھر کو وہ چونکا۔ اس کی گفتگو اَفیشل تھی۔ بالکل پرسنل سیکرٹری جیسی۔

"جی......" شرارتی انداز ہنوز برقرار تھا۔

"اوکے سر......" ٹرے کھسکا کر چائے بنانے لگی۔ فرحان سنجیدگی سے میل چیک کرنے لگا چائے پیتے ہوئے عیشل وقار احمد سے کسی فائل پر ڈسکس کرنے لگی تھی۔

❁......❁......❁......❁

"اسے بھی لے جاتا تو اچھا تھا۔" بی جی نے سنا تو فرحان سے گلہ کیا۔

"بڑی خدمت کی ہے بچی نے تیری۔" فرحان انہیں دیکھ کر رہ گیا۔

"ورنہ جو حرکت تو نے کی ہے ہمیں منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا تھا۔ وہ لڑکی زندہ رہتی تو میں تجھے کبھی معاف نہیں کرتی۔" فرحان کی نظریں نہیں جھکیں۔

"عیشل کا ظرف، ہمت اور حوصلہ بہت مضبوط ہے قدر کر اس کی، ساتھ لے جا...... میں وقار سے کہوں گی۔"

"بی جی ابھی رہائش کا مسئلہ ہے۔" وہ جز بز ہوا۔

"ویسے مجھے بڑی حیرت ہے، تجھے عیشل سے محبت نہ ہوئی۔" فرحان کے منہ میں بادام رکھے۔

"کس چیز کی کمی ہے اس میں...... باشعور سمجھ دار، سلیقہ شعار اب تو آفس جاتی ہے وقار تو بہت خوش ہے۔" بی جی کے چہرے پر چمک تھی۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ فرحان کے ساتھ ہی روانہ کر دیتیں۔ ریحانہ بیگم بھی آ گئیں۔

"ہاں فرحان بی جی ٹھیک کہہ رہی ہیں، تمہیں وہاں کام کے سلسلے میں پریشانی ہوگی۔"

"ہوگی تو بلوا لوں گا۔" ماں سے چائے کا مگ لے لیا، انہوں نے ناصحانہ انداز میں دیکھا۔

"اب تم اس طرح سے ہمیں تکلیف دو گے، ہر جگہ تمہاری مرضی نہیں چلے گی، تم جاؤ وہاں رہائش کا انتظام کرو میں عیشل کو بھجوا دوں گی۔" باہر سے آتی عیشل وہیں رک گئی۔

"امی...... پلیز......"

"ریحانہ ٹھیک کہہ رہی ہے فرحان تمہیں اپنی زندگی شروع کرنی ہے اب۔"

"ماما اب کیا میں جی نہیں رہا...... زندہ تو ہوں ناں۔"

اس کے انداز میں تھکن تھی عیشل اندر آ گئی۔

''آؤ..... آؤ عیشل۔'' فرحان نے ایک نگاہ اس پر ڈالی۔

''ماما پلیز آپ مجھے کسی پر مسلط نہیں کریں۔ میں آپ لوگوں کی زندگی میں شامل ہوں ٹھیک ہے، میرے لیے اتنا کافی ہے۔'' وہ بی جی کے پہلو میں بیٹھ گئی۔

''فرحان آپ مطمئن ہوکر جایئے آپ کی زندگی میں کوئی چیز زبردستی نہیں ہوگی اور نہ مجھے زبردستی پسند ہے۔'' تب ہی فرحان چونکا، اس کی کلائی سے لے کر ہتھیلی تک پٹی بندھی تھی تازہ تازہ بینڈیج کروا کر آئی تھی بازو پر ڈوپٹا پھیلایا ہوا تھا۔

''اور بی جی آپ میری فکر نہیں کریں میں آپ کی بیٹی ہوں، بہو نہیں۔'' اس نے مسکرا کر انہیں دیکھا۔

''میرا یہاں آنے کا مقصد فرحان نہیں ہیں۔'' لمحہ بھر کو رکی۔ ''آپ سب کی محبتیں ہیں، میرے ماما پاپا کی امیدیں ہیں، میں اپنی بی جی کو کیسے دکھی کردوں، اس زندگی کو ایسے ہی چلنے دیں، میری خاموشی میں کتنے لوگوں کی خوشیاں شامل ہیں تو ان سب کو خوش رہنا چاہیے۔'' مسکرا کر انہیں دیکھا۔

''میں آپ لوگوں کو ہرٹ نہیں کروں گی۔'' لاؤنج میں گہری خاموشی چھا گئی تھی۔

فرحان مگ کے کناروں پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ ریحانہ بیگم غصے سے فرحان کو دیکھ رہی تھیں۔ صبا اور ذیشان بھی کمرے میں داخل ہوئے اور گفتگو سن کر انہیں بہت دکھ ہوا..... فرحان کی کم عقلی پر غصہ بھی آیا پر وہ خاموش رہے تھے۔

❀.....❀.....❀.....❀

اس رات عیشل ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی رہی، اس کی زندگی ایک نیا موڑ لے رہی تھی۔

''میں نے واپس آ کر غلطی کی کیا؟'' فرحان ڈسچارج ہوکر گھر آ گیا تھا، اسے اسپتال سے واپسی کا سفر لینا چاہیے تھا۔

ماما..... دادو..... فاروق..... سب کتنے فکر مند تھے اس کے وہاں رہنے پر اور اب اس کی ذات کے حوالے سے کوئی سوچ ہی نہیں رہا تھا، کسی نے باز پرس نہیں کی۔ تو انسانی ہمدردی کے تحت واپس آئی تھی۔ فرحان کا دکھ بٹانے آئی تھی۔ سب کی توقعات اسی سے وابستہ تھیں سب نے واپسی کے اقدام کو سراہا تھا۔ اور..... اس کا دل..... اس کا درد..... ردا کے سوا کون جانتا تھا۔ اسکرین پر اینکر جانے کیا کیا کہہ رہی تھی اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگی تھیں۔

''محبت اور رشتوں میں زبردستی نہیں ہوتی۔ بس اب زندگی اسی طرح گزارے گی۔'' دھیرے سے پلکیں موندیں، کچھ فیصلے زندگی پر اس طرح سے حاوی ہوجاتے ہیں۔

اور اپنے کمرے، اپنے بیڈ پر کروٹ لیتے ہوئے فرحان کی آنکھ کھلی۔ برابر کا بیڈ خالی تھا۔ آج شاید عیشل ادھر سوئی نہیں تھی۔ لمحہ بھر کو سوچا اور آنکھیں موند لی تھیں۔

❀.....❀.....❀.....❀

جب وہ جارہا تھا اس شب اس کے سامنے بیٹھ کر دھیرے دھیرے عیشل نے اسے کہا۔

''آپ جارہے ہیں فرحان جایئے اور خوش رہیے۔ مجھے جبر کے رشتے پسند نہیں اور میں کسی لالچ کے تحت ادھر نہیں آئی اور نہ مجھے آپ سے کوئی توقع ہے اور نہ امید۔'' فرحان نے اسے دیکھا۔ اس لڑکی سے محبت تھی نا نفرت، یہ اس کی توقع تھی نا امید۔ گہرا سانس لے کر دل پر ہاتھ رکھا۔ شاید کبھی فرحان اسے اپنی زندگی میں شامل کرلے۔

''ہاں..... ہمارے درمیان دوستی کا رشتہ ہوسکتا ہے، آپ مجھے ہمیشہ اپنا اچھا دوست پائیں گے اور میں نہیں چاہوں گی کہ میرا دوست میرے حوالے سے کسی تکلیف میں مبتلا ہو۔'' عیشل کی آنکھوں میں چمک اور چہرے پر مسکراہٹ تھی، فرحان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

''دوستی کا رشتہ سب سے مضبوط ہوتا ہے اس حوالے سے ہم ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔'' اگلے دن فرحان

فیصل آباد چلے گئے تھے۔ عیشل زندگی کے معمولات میں مصروف ہوگئی تھی۔ ردا نے یہ سب سنا تو خاموش ہوگئی۔

"تم نے اسے اکیلا جانے دیا؟"

"ہاں...... میرے ساتھ کی گنجائش نہیں تھی...... سب کی خوشی کے لیے۔" وہ بھیگی آواز میں بولی۔

"اور تمہاری خوشی؟"

"سب کی خوشی میں ہی میری خوشی ہے۔"

"عیشل تم فرشتہ نہیں ہو، تم نے واپسی کا سفر کیوں کیا، علیحدگی کا فیصلہ کیوں بدلا؟"

"واپسی کا سفر بھی خود بخود ہوا ردا...... جب وجہ تنازع نہیں رہی تو جھگڑا کیسا، بس اب زندگی یوں ہی گزرے گی۔"

"نہیں عیشل زندگی یوں نہیں گزرتی، کچھ فطری تقاضے بھی ہوتے ہیں، ہم حقیقت سے منہ موڑ نہیں سکتے، میں تمہیں ایک بیوہ کی طرح زندگی گزارنے نہیں دوں گی۔"

"اچھا......" اس نے آنچل کے کناروں سے آنکھیں صاف کیں۔

"اب کے تمہارا مقدمہ میں خود لڑوں گی۔"

"یعنی کہ میرے لیے محبت کی بھیک مانگو گی؟"

"نہیں...... حق و فرض کی جنگ ہوگی۔"

"نہیں ردا...... مجھے ترس کھا کر محبت کے کھوٹے جذبے نہیں چاہیے۔ مجھے تمہاری بھیک میں دی محبت نہیں سچی محبت چاہیے جو وہ فرحت پر لٹا چکے ہیں۔"

"وہ لڑکی فرحان کی زندگی سے جاچکی ہے اور اب جگہ خالی ہے۔"

"جگہ جب بھرتی ہے جب کوئی دل سے بھرنا چاہے۔" وہ تلخی سے بولی۔

"ہاں اور میرا یقین ہے محبت بار بار ہوتی ہے، مرد فطری تقاضوں سے نہیں بھاگ سکتا اور نہ ہی ساری عمر سوگ و روگ میں گزاری جاسکتی۔" لمحہ بھر کو ردا رکی۔

"اور مجھے اس بات کا یقین ہے اگلی بار فرحان بھائی کو ٹوٹ کر محبت ہوگی جس سے ہوگی...... وہ تم ہوگی۔" کال بند ہوگئی تھی، کانوں میں اس کی آواز گونجتی رہی تھی۔

"اور وہ تم ہوگی......"

"میری زندگی میں کسی شخص کی محبت ہی نہیں ہے تو وہ میں کیسے ہوسکتی ہوں...... وہ کوئی اور ہوسکتی ہے مگر...... مگر میں نہیں۔" رات اس کے آنسوؤں کے ساتھ سفر کرتی رہی کون تھا دیکھنے والا، رات تنہائی، پچھلا پہر اور ڈھلتا چاند۔

❁ ❁ ❁ ❁

زندگی کا نیا سفر شروع ہوگیا تھا آفس کی مصروفیات اور گھر آکر بی جی کے ساتھ گزرتا وقت۔ فاروق اور آپی اس کی زندگی سے مطمئن ہوگئے تھے، کچھ اس نے خود کو مطمئن رکھا ہوا تھا۔ آفس آکر اپنی کرسی پر بیٹھ کر وہ سب سے پہلا کام فرحان کو کال کرنے کا کرتی۔ خیریت، ناشتہ، باقی رہائشی کام کے حوالے سے دوستانہ ماحول میں بات کرتی چند منٹ کی گفتگو ہوتی اور یہی کام رات نو بجے بھی کرتی تھی۔ سارے دن کی روٹین حال، احوال، مصروفیات بس...... دن رات اپنے اپنے مقام پر گزر رہے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁

"فرحان سے کہو عیشل کو بلائے اپنے پاس، اسے اب بھی شرم نہیں آتی۔" وقار احمد غصے سے ریحانہ سے مخاطب ہوئے۔ عیشل کے قدم لاؤنج کے باہر ہی رک گئے تھے۔

"عجیب ہٹ دھرم ہے تمہارا بیٹا۔"

"تھوڑا وقت گزرے گا تو سنبھل جائے گا، لے جائے گا عیشل کو۔"

"تم خوش فہمیوں میں دماغ مت جلاؤ اس سے دو ٹوک بات کرو۔" وقار احمد کا لہجہ حتمی ہوا۔

"آپ کیا سمجھتے ہیں میں نے بات کی نہیں ہوگی۔"

"تم اس کے عیبوں پر پردہ مت ڈالا کرو، اب کے اس نے پچھلا ایسا کیا تو نہ میں اسے بخشوں گا نہ معاف کروں گا۔ گھر کے دروازے اس پر الگ بند کردوں گا۔" جانے انہیں کس کس بات کا غصہ تھا۔ عیشل لوٹ گئی۔ ایک نیا محاذ

اس کے لیے تیار کھڑا تھا۔

"سب کچھ ٹھیک کیوں نہیں ہوتا؟ یا اللہ...... آزمائشوں کا یہ سلسلہ ختم کیوں نہیں ہوتا۔" اپنے کمرے میں ٹہلتے ہوئے آزردگی سے سوچا۔

"اُدھر رو دا تھی، تم نے فرحان بھائی سے بات کی یا میں قانونی نوٹس بھجوا دوں؟"

"کیا نوٹس بھیج کر اس کو محبت کی خیرات ملے گی؟"

"کیا ابو کی دھمکیوں میں آ کر فرحان اس کی جانب راغب ہوں گے۔"

"محبت اس کی جانب نہیں پلٹ رہی تو..... تو پھر اتنی کوششیں کیوں......؟ زندگی کو سکون کیوں نہیں مل رہا۔"

عیشل اپنا فرض ہر طرح سے نبھا رہی تھی بنا کسی غرض کے، فرحان سے بھی بات ہوتی تھی مگر وہ خود سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔

"مجھے لگتا ہے تم یہاں خوش نہیں ہو؟" اس روز وقار احمد کے آفس میں آفیشل گفتگو ہو رہی تھی۔ جب فائل بند کر کے کپ کھسکا کر وقار احمد نے اسے دیکھا۔

"کیوں بابا..... آپ نے کیسے جانا؟" اس نے نگاہ اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"فرحان..... نا بیچار کے حوالے سے۔"

"کیوں بابا.....؟" وہ خود کو مطمئن ظاہر کر رہی تھی۔

"میں تمہیں بیٹی سمجھتا ہوں اور بیٹیاں خوش ہوں تو باپ کے دل کو تسلی خود بخود مل جاتی ہے، میرے گھر میں کوئی بیٹی نہیں ہے مگر تم نے اس کمی کو پورا کر دیا۔" فکر بھی تو جب محبت اور نگہبانی والا رویہ تھا اس وقت وقار احمد کا۔

"بابا..... میں خوش ہوں جب ہی تو یہاں ہوں ناں۔"

"ہاں..... تم خوش ہو مگر تمہارا دل خوش نہیں ہے تو ایک باپ کا دل کیسے خوش ہوگا۔ خود کو خوش اور مطمئن ظاہر کر کے تم نے اپنے گھر والوں کو تو پرسکون کر دیا مگر میں پرسکون نہیں ہوں۔" کئی لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے تھے۔ اس نے دھیرے سے فائل اٹھائی اور کہا۔

"بابا..... اس موضوع پر کیا بات کروں۔ ہاں وہ کہہ رہے تھے جلد ہی بلوالوں گا تمہیں اکیلے رہتے ہوئے پرابلم ہوتی ہے۔"

"نہیں..... ایسے کہا ہے اس نے؟"

"جی..... بس رہائش کا مسئلہ ہے۔" ایک اور جھوٹ بولا، اس یقین کے ساتھ کہ فرحان کو فون پر ان سب کو مطمئن کرنے کا کہے گی مگر اس کی نوبت نہیں آئی۔ عیشل کے جانے کے بعد انہوں نے بہت خوشی محسوس کی ایک دم سے فرحان کو کال ملائی۔

آفیشل گفتگو کے بعد انہوں نے بے پناہ خوشی سے کہا کہ تم عیشل کو بلانا چاہتے ہو، رہائش کا مسئلہ ہے میں اختر سے کہہ کر تمہارے لیے کوئی فلیٹ ارینج کروا دیتا ہوں اور اسے کل ہی.....؟" وہ آگے بھی کچھ کہنا چاہتے تھے کہ اس نے بات کاٹ دی۔

"ابو پلیز..... میں یہاں خوش ہوں، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور میں نے ایسی کوئی بات اس سے نہیں کی۔" وقار احمد کی ساری خوشی بھک سے اڑ گئی اور ان کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ دکھ تھا کہ دل چیرنے لگا۔ کال خود بخود بند کر دی۔ عیشل کتنے مان، یقین سے کہہ رہی تھی اور فرحان کتنے کروفر سے عیشل جھٹلا رہا تھا۔

"یا اللہ..... اس بچی پر رحم فرما۔" ان کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔

رات فرحان کو فون پر اس نے بتایا۔

"ابو مجھے آپ کے پاس بھیجنے کی بات کر رہے ہیں میں نے انہیں مطمئن کر دیا ہے آپ بھی کہیے گا رہائش کا مسئلہ حل ہو جائے تو بلوا لیتا ہوں۔ میں بھی یہاں انہیں سمجھا دوں گی کہ میں وہاں اکیلے کیسے رہوں گی۔"

"صبح ان کا فون آیا تھا میں نے منع کر دیا کہ میں تمہیں بلوا سکتا ہوں اور نہ میرا ارادہ ہے۔"

"اف....." کتنا ظالمانہ انداز تھا۔ عیشل کا دل دکھ

سے بھر گیا۔

مان، امید، بھرم...... ایک یہ ہی تو تھا اس کے پاس
کاش...... کاش فرحان آپ میرا اور اپنے باپ کا بھرم رکھ
لیتے۔ جھوٹا ہی صحیح وعدہ کر کے عزت دے دیتے۔ اس کا
وجود بے جان ہو گیا تھا۔ سماعت میں ردا کی آواز گونجی۔

"تم نے واپس پلٹ کر اچھا نہیں کیا تمہارا مقدمہ اب
کے میں لڑوں گی...... وہ شخص قابل رحم نہیں ہے اور نہ تم اس
کے قابل ہو۔"

"بھرم سارے سب زمین بوس ہو گئے تھے۔" رونے
سے آنکھیں مزید سرخ ہو گئی تھیں۔ صبح آفس جانے کا دل
ہی نہیں چاہا۔ ناشتہ کے بعد بی جی کے پاس آ گئی۔

"کیسا ذرا سا منہ ہو رہا ہے...... طبیعت تو
ٹھیک ہے؟"

"جی......" وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔

"میں وقار سے کہتی ہوں تمہیں فرحان کے پاس بھجوا
دے۔ ادھر بچہ بھی اکیلا ہوگا۔"

"اف...... سب کی امیدیں۔"

"جی بی جی میں نے وقار سے بات کی ہے۔" ریحانہ
بیگم آتے ہوئے کہا۔

"میں آپ لوگوں کو یہاں اچھی نہیں لگتی؟" آنکھیں
موند کر بی جی کا ہاتھ تھام کر شکوہ کیا۔

"نہیں بیٹا تم تو ہمیں بہت عزیز ہو، بہو نہیں بیٹی ہو
تم...... ہم تمہیں خوش دیکھنا چاہتے ہیں۔" اس کی آنکھیں
بھیگ گئیں۔

"جو خوش رہنا نہ چاہے، خوش رکھنا نہ چاہے اس سے
خوشی کی امید فضول ہے بی جی۔" بی جی دھیرے دھیرے
عیشل کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔ ریحانہ بیگم
اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

ساتھ ہی فرحان پر اتنا غصہ آیا کہ اٹھ کر اپنے کمرے
میں آ گئیں اور فرحان کو فون ملا کر بنا کچھ سنے اسے سنانے
چلی گئیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

اس کی زندگی ایک دم سے خاموش ہو گئی تھی۔ سب
اسے فرحان کے حوالے سے دیکھ رہے تھے۔ ان حالات
میں ردا کے طعنوں کے سنگریزے ارتعاش پھیلاتے۔

"ہاں تو تم ہو ہی گھر میں اس کے حوالے سے جتنی
خدمتیں کر لو۔ حوالہ تو وہی ہے ناں۔"

"میں بیٹی سمجھتی ہوں خود کو۔" وہ عزم سے بولی۔

"ہاں تو وہ بہو کے حوالے سے بھی تمہیں خوش دیکھنا
چاہتے ہیں...... اگر کوئی رکھنا نہ چاہے تو زبردستی کرنا
ہوگی۔ تمہیں دوٹوک بات کرنی ہوگی۔" وہ وکیل کی
حیثیت سے بات کر رہی تھی۔ ردا کی گفتگو میں وکیلوں
والے انداز آ گئے تھے۔

"کب آر یا پار ہوگا......" عیشل اسے دیکھتی رہ گئی۔
اس کا منصفانہ انداز تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

بی جی نے فرحان کو فوری نوٹس پر بلوا لیا تھا۔ ان کی
طبیعت خراب ہے اور وہ آ گیا تھا۔ خوب اس کے کان
کھینچے اور سخت باتیں سنائیں وہ خاموشی سے سنتا رہا۔
ریحانہ بیگم تو باقاعدہ ناراض تھیں۔ بات نہیں کی اور بھائی
کے گھر چلی گئیں۔ جو برابر میں ہی رہائش پزیر تھے۔ شام
میں وقار احمد، ذیشان بھائی اور عیشل گھر آئے وقار احمد تو
فرحان کو دیکھتے ہی سیدھے اپنے کمرے میں چلے گئے۔
ذیشان تپاک سے ملا۔ عیشل تو تھی ہی سدا کی ملنسار، خوش
اخلاق۔ رات کو سب نے کھانا کھایا۔ وہ امی، ابو کے انداز
نوٹ کر رہا تھا۔ اس سے مکمل طور پر گریزاں تھے۔

عیشل کا نارمل انداز تھا۔ اس کا دل دھڑکتا بھی تو
کس کے لیے وہ کون سا اس کا من بھایا پیا تھا جو
شادیانے بجاتی۔ اس کے سارے انداز بیٹی کی طرح
تھے۔ فرحان عیشل کے بھی معمولات نوٹ کر رہا تھا۔
اس رات وہ ٹی وی دیکھتے ہوئے ادھر ہی بی جی کے پاس
لیٹ گئی۔ فرحان کی رات میں آنکھ کھلی تو اسے برابر والا
بستر خالی نظر آیا تھا۔ صبح آنکھ کھلی تو سب آفس جا چکے
تھے۔ ریحانہ بیگم اور بی جی لاؤنج میں اکیلی تھیں۔ کتنی

دیران کے پاس بیٹھا رہا بی جی اسے سمجھاتی رہیں ریحانہ بیگم خاموشی سے منہ پھیلتی رہیں۔

"آپ ناراض کیوں ہیں؟" وہ ان کے پہلو میں بیٹھا۔

"میرا بیٹا اتنا ڈھیٹ، ہٹ دھرم ہوگا میں نے سوچا بھی نہ تھا۔" انہوں نے نگاہیں پھیر لیں۔

"لوگ مر جاتے ہیں مگر جان نہیں چھوڑتے۔ ویسے مر جاتے تم بھی اس کے ساتھ ہمیں اتنا دکھ تو نہ ہوتا۔" وہ ان کو دیکھتا رہا، کتنا غصہ تھا انہیں۔

"تمہاری زندگی کا ادھورا پن ہمیں بھی برا لگتا ہے۔ اس معصوم کا اکیلا پن ہمیں کھلتا ہے، اس گھر کو بیٹی کی ضرورت تھی اس نے یہ فرائض ادا کردیئے فرحان۔" اسے دیکھ کر کہا۔

"اب ہم اپنی بہو کو روپ والی دیکھنا چاہتے ہیں جو تم اسے نہیں دے سکتے۔ اس لیے میں نے اور تمہارے پاپا نے ایک فیصلہ کیا ہے..... بی جی نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ....." تب ہی ریحانہ بیگم کا فون بجنے لگا۔ بات ادھوری اور ان کی فون پر گفتگو لمبی ہوگئی۔ وہ اٹھ کر باہر آیا۔ کمرے میں آکر تیار ہوا اور آفس کے لیے نکل پڑا۔

فرحت اس کے دل سے نکل ہی نہیں رہی تھی تو عیشل کو اندر کیسے بلاتا اور اب بلانا ضروری ہوگیا تھا اپنے حوالے سے، اپنے پیاروں کو بہت دکھ دیئے تھے۔ اب اور نہیں دے سکتا۔

❁.....❁.....❁.....❁

وقار احمد، ذیشان اور عیشل سنجیدگی سے آفیشلی گفتگو کررہے تھے جب فرحان ناک کرکے آفس میں داخل ہوا۔ وقار احمد نے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور گفتگو جاری رکھی۔ سلسلہ طویل ہوگیا۔ وقار احمد نے درمیان میں کچھ فائلیں بھی منگوائیں۔ عیشل دوبارہ کسی کام سے جانے لگی تو بڑے آرام سے کہا۔

"چائے کے ساتھ کچھ منگوالو بھوک لگ رہی ہے۔" اس نے مڑ کر دیکھا۔

"آپ جایئے عیشل فائل لینے لنچ ٹائم ہورہا ہے۔"

"جی....." وہ کہہ کر باہر نکل گئی۔

"تمہیں گھر میں ناشتہ بھی نہیں ملا۔"

"جی....." معصوم سی شکل بنائی۔

"آپ کا آرڈر نہیں تھا ناں۔"

"اب تمہیں کوئی آرڈر نہیں ملے گا۔ خوشیاں مناؤ۔"

ان کی بات پر وہ دھیرے سے مسکرا کر سنجیدہ ہوا۔

"کتنے ناراض ہیں۔" انہوں نے منہ پھیرلیا۔

"تم ہمیں ناراض کیوں کرتے ہیں خوامخواہ کی ضد..... اب تو سب ختم ہے سب کو خوش رکھنا تمہارا فرض ہے فرحان عیشل اچھی لڑکی ہے۔" انہوں نے دھیرے سے کہا۔ اس نے گہرا سانس لیا۔

"میں جانتا ہوں اس لیے تو....." تب ہی دروازہ کھول کر عیشل اندر آئی اس کے ہاتھ میں سینڈوچ تھا جو اس نے فرحان کے آگے رکھ دیا۔

"لنچ ٹائم ہے کچھ دیر بعد....." وقار احمد اور ذیشان احمد، فرحان کی بات مکمل ہونے کے لیے اس کو دیکھنے لگے۔ وہ رغبت سے سینڈوچ کھانے لگا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ عیشل فائل نکال کر مارکنگ کرنے لگی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁
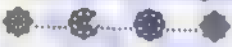
فرحان ایک ہفتہ رہنے کے ارادے سے آیا تھا۔ امی، بی جی، پاپا سب کے رویے دیکھ رہا تھا اور وہ سب اسے عیشل کے حوالے سے دیکھ رہے تھے۔

وہ عیشل کے معمولات بھی دیکھ رہا تھا اور حیران بھی ہورہا تھا کہ گھرداری اور آفس میں سب کا خیال کس طرح رکھتی ہے اور سب کو خوش بھی رکھتی ہے۔ جانے اسے کیوں اچھا لگ رہا تھا۔

شاید اس لیے انسان ساری عمر اداسیوں میں نہیں گزار سکتا، ساری عمر دوسروں کو اداس نہیں رکھ سکتا۔ اس بات کا اسے احساس ہوگیا تھا اپنی خوشیوں کے لیے اس نے کتنے لوگوں کو ہرٹ کیا تھا اور وہ لوگ اس کی وجہ سے تکلیف میں رہے۔ امی، ابو کو اور ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بی جی اسے

بہت عزیز تھیں انہوں نے عیشل کی خوشیوں کے لیے ہاتھ جوڑ کر دامن پھیلایا تھا۔

"اس بچی کی قدر کرنا بچے۔" اور اب وہ اس بچی کی قدر کرنے ہی آیا تھا۔

محبت تو فرحت سے تھی جو اسے چھوڑ کر جا چکی تھی، وہ نصیب سے نہیں لڑ سکتا تھا۔

اب اسے نئے سرے سے محبت کرنا تھی۔ اب کے لڑکی منتخب اس کے گھر والوں نے کی تھی۔ اس لڑکی کو جو محبت کے معاملے میں خوددار تھی، جسے عزت نفس بہت عزیز تھی اور وہ گریز و فرار کے سارے راستے جانتی تھی۔

"چلو میں آج تمہیں آفس چھوڑ دوں۔" فرحان نے سکون سے صلح کن انداز میں پیشکش کی مگر وہ ذیشان بھائی کے ساتھ چلی گئی۔

"آؤ میں کچھ تمہاری ہیلپ کروں۔" شام میں وہ کچن میں آ گیا سنجیدگی اور سہولت سے انکار کر دیا کہ اب سب کچھ ہو گیا ہے۔

رات کافی دیر تک اس کا انتظار کر کے باہر آیا۔ وہ لاؤنج میں ٹاک شو دیکھ رہی تھی اس کے سامنے بیٹھ گیا عیشل نے پہلو بدلا۔

"رات کو جلدی سو یا کرو صبح آفس جانا ہوتا ہے۔"

"جی..... مگر صبح سنڈے ہے۔" مسکرا کر اسے دیکھا۔

"آفس کا کام کیسا جا رہا ہے؟"

"بالکل ٹھیک بابا، ذیشان بھائی، فاروق نے بہت اچھا گائیڈ کر دیا تھا۔"

"ہوں......"

"دراصل میرا مائنڈ بھی کامرس والا ہے تو مجھے کچھ زیادہ پرابلم نہیں ہوئی اور میں سوچ بھی رہی ہوں کہ بزنس سے متعلق ایک دو کورس کر لوں۔"

"ہوں...... بابا تم سے بہت خوش ہیں۔" خاموشی سے ریموٹ اٹھا کر نیوز چینل لگایا پھر گویا ہوئی۔

"آپ کا آفس کیسا ہے، سیٹ ہو گئے آپ؟"

"ہاں آفس اچھا ہے مگر وہاں سیٹ ہونے کو دل نہیں چاہ رہا۔" عیشل کی جانب دیکھ کر کہا۔

"تو پھر کچھ عرصے کے لیے ذیشان بھائی کو بھیج دیں۔"

"گھر جیسا ماحول نہیں ہے، کوئی خیال رکھنے والا نہیں ہے۔" فرحان کا انداز، نظر، آواز اور لہجے میں کچھ خاص تھا۔

عیشل کا دل دھک سے رہ گیا۔

"اگر آپ کا دل وہاں رہنے کو نہیں چاہتا تو کچھ عرصے کے لیے امی کو یا بی جی کو لے جائیے۔"

"اور اگر...... میں تمہیں لے جانا چاہوں تو......"

فرحان نے ایک دم سے کہا تو ماحول میں گہری خاموشی چھا گئی تھی بس اینکر کی آواز تھی اور فضا کا فسوں۔

"فی الحال یہ ممکن نہیں ہے۔" اس نے سنبھل کر کہا اور ٹی وی کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"کیوں؟" فرحان نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"میری یہاں مصروفیات ہیں، آفس ہے، سب لوگ ہیں، میں اکیلے زندگی نہیں گزار سکتی وہاں۔"

"میں ہوں گا وہاں۔" گہرے لفظوں میں کچھ کہنا اور سمجھانا چاہا مگر وہ فوراً سمجھنا چاہتی تھی اور نہ جاننا۔

عیشل نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا اور دیکھتی ہی رہ گئی۔ فرحان کی نگاہوں میں صلح کا پیغام تھا اور ایسے جذباتی پیغام اسے پڑھنا نہیں آتے تھے۔

"ہاں آپ ہیں مگر میرے لیے نہیں ہیں۔" دھیرے سے کہا اور اٹھنے لگی۔

"میرا خیال ہے رات بہت ہو رہی ہے اب سونا چاہیے۔" وہ کہہ کر آگے بڑھنے لگی۔ فرحان نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"تھوڑی کوشش کر لو میں تمہارا بن سکتا ہوں۔" اس نے دھیرے سے مسکرا کر کہا۔

"میں ایسی کوئی کوشش نہیں کروں گی۔ مجھے محبت بن مانگے چاہیے کوشش اور جدوجہد سے نہیں اور نہ جذباتیت سے، یہاں میں کسی محبت کے لالچ میں بھی نہیں رہ رہی۔"

اس نے ہاتھ کھینچا اور آگے بڑھ گئی۔

"اک تھکا ہوا مسافر سائبان چاہتا ہے۔" دھیمی سی

آواز پر اس کے قدم مڑ کر رک گئے۔

"تم اپنی چاہت دے دو، محبت تم سے ہو جائے گی۔"

گمبھیر آواز نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔

رات گئے وہ کمرے میں آیا تو عیشل وہاں نہیں تھی اور عیشل جہاں تھی وہاں ساری رات جاگتی رہی۔ کتنی ناممکن سی بات تھی۔ فرحان اس کی جانب پلٹ رہے تھے۔ اس کی جانب، جس سے وہ نفرت کرتے تھے اور جوان کے گھر میں اپنے ماں باپ کا اعتماد و اعتبار بن کر رہ رہی تھی۔

"مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

دل کے سوال بانہیں کھولے کھڑے تھے..... دل کی سن کر آگے بڑھے یا لوٹ جائے۔ ایسے شخص سے کیسے محبت ہوگی جو مکمل طور پر کسی اور کا ہے۔ گہری سوچ ساری رات سفر کرتی رہی رت جگے نے آنکھوں کو گلابی کر دیا۔ صبح اس کے اٹھنے سے پہلے ہی بابا کے ساتھ آفس آ گئی تھی۔

"میرا خیال ہے جب تک فرحان یہاں ہے تمہیں آفس نہیں آنا چاہیے۔" وقار احمد کو فرحان کا عندیہ اس کے انداز سے پتا چل گیا تھا۔

"بابا..... میں اسے جاب سمجھتی ہوں اسی مصروفیت نے مجھے سنبھال رکھا ہے فرحان تو چند دنوں میں چلے جائیں گے۔"

"اور اگر ہم تمہیں اس کے ساتھ بھیجنا چاہیں؟" گاڑی میں گہری خاموشی چھا گئی تھی۔

"زبردستی....." اس نے انگلیاں مسلتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی، تمہاری خوشی اور تمہاری رضا مندی سے، تم میری بیٹی ہو اور بیٹیاں بہت عزیز ہوتی ہیں۔" وہ انہیں دیکھ کر رہ گئی۔

"میں اس کا فیور نہیں کروں گا، میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں اندر آنے میں بھی اور باہر جانے میں بھی۔"

وقار احمد اس کا مان، اعتبار بڑھا رہے تھے، اس نے مسکرا کر انہیں دیکھا۔

"او کے بابا..... میں سوچ کر جواب دوں گی، آج واپسی میں مجھے ماما کی طرف اتار دیجیے گا۔" وقار احمد نے مسکرا کر اسے دیکھا اور سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

"او کے بیٹا۔" عیشل دروازہ کھول کر گاڑی سے نیچے اتر گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"کیا......!" ردا زور سے چیخی۔

"ہاں یہ سچ ہے..... انہوں نے خود کہا ہے۔"

"پھر دیر کیسی؟"

"ردا میں ان کی ناپسندیدہ ہستی رہی ہوں۔"

"اب تو نہیں ہو ناں، اب تو وہ تمہاری جانب لوٹ رہے ہیں۔"

"میری مرضی کے بغیر؟"

"کیا مطلب تمہاری مرضی؟ تمہارا اس گھر میں ہونا ہی تمہاری مرضی ہے، تم نے دوبارہ سے نوٹس نہیں بھیجا اور کیسی ہوگی تمہاری مرضی؟"

"وہ سب کے کہنے پر پلٹ رہے ہیں اور میں ایسا نہیں چاہتی۔"

"زندگی ایسے ہی شروع ہوتی ہے اور پھر محبت پنپتی ہے، تمہاری محبت کو تمہارے بچے بڑھائیں گے، نہ ہمیں تڑپاؤ اور ملن کے گیت گاؤ۔" ردا بہت خوش ہوئی۔

"ایسے ہی....." اس نے سنجیدگی سے دیکھا۔

"پھر..... دوبارہ سے شادیانے بجوائے؟" تب ہی عیشل کا سیل گنگنانے لگا۔ فرحان کالنگ۔ اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

"واؤ....." ردا چیخی۔ "اٹھاؤ....." ردا نے اس کو گھورا۔

"نہیں....." مسکرا کر سیل ایک طرف رکھ دیا۔ سیل کی گنگناہٹ بند ہو گئی تھی۔

"بدتمیز....."

"کیوں؟"

"پیار کے دروازے بند نہیں کرتے۔" گنگناہٹ پھر شروع ہو گئی۔ ردا نے اس کے ہاتھ سے فون جھپٹ لیا۔ فرحان کالنگ دیکھ کر سرعت سے لیس کر کے اس کی جانب بڑھا دیا۔ اسے بات کرنی پڑی۔

"ہیلو......"

"تم گھر کیوں گئیں بتایا بھی نہیں۔" بے ساختگی نمایاں تھی۔

"ماما نے بلوایا تھا۔"

"کب آؤ گی؟" لہجہ میں بے قراری تھی۔ "دو دن بعد میں چلا جاؤں گا۔"

"تو......" ردا نے اس کے موبائل سے کان لگایا۔

"ایک فائل دی تھی اس پر دستخط نہیں کرو گی۔" عیشل چپ رہی تو ردا نے کمر میں چٹکی بھری۔

"میں فائل گھر میں چھوڑ آئی ہوں۔"

"میں آ جاؤں؟" اس نے برجستہ کہا تو عیشل نے فون بند کر دیا۔

"بندے کے لہجے میں دم ہے۔" ردا ہنسی۔ "اب محبت از سر نو ہوگی...... میں نے کہا تھا ناں اور وہ تم سے ہوگی۔" عیشل اسے دیکھتی رہ گئی۔

"اب گزری محبت کی اسے سزا مت دینا، اس نے محبت کو پانے کی کوشش کی اور پا بھی لی تھی مگر حاصل نہ کرسکا...... اس میں اللہ کی مصلحت تھی کیونکہ فرحان بھائی کی قسمت میں تم لکھی تھیں۔ تم عیشل۔" فون پھر بجنے لگا تو ردا نے اشارہ کیا فون اٹھانے کا۔

"اللہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے، بندہ سوچتا رہ جاتا ہے۔"

"کیوں عیشل ایسے ہی مان جاؤں اتنا تو اس کا حق ہے ناں۔" وہ شرما کر ہنس دی۔

"تھوڑا ستانگ کروں۔"

"واؤ...... سچ...... تم مان جاؤ گی؟" سیل آف ہو گیا۔

"ہوں......" ردا نے تو دونوں گال چوم کر دھمال ڈالا تو عیشل کھلکھلا کر ہنسی۔

زندگی گل رنگ، گلزار ہونے جا رہی تھی۔

❁......❁......❁......❁......❁

"فرحان اب کے عیشل کا فیصلہ کر کے ساتھ لے جایا دو حرف پکڑا جا...... صبر آ ہی جاتا ہے، ہماری بے عزتی ہو تو ہو تم تو سرخرو ہو گے۔" اب کے انہیں بہت غصہ تھا بی جی اپنی دھن میں بول رہی تھیں۔ وقار احمد رغبت سے کھانا کھا رہے تھے۔

"بولو وقار اسے۔" انہوں نے وقار احمد سے کہا۔

"اس کی زندگی، اس کی مرضی، اس کا مسئلہ ہم کون ہوتے ہیں بولنے والے؟" وقار احمد نے صاف ہری جھنڈی دکھائی۔

"اور کیا پرائی لڑکی کو کب تک ہم بٹھا کر رکھیں گے نوکر تو نہیں ہے وہ ہماری۔" ریحانہ بیگم نے بھی لقمہ دیا پر فرحان خاموش ہی رہا۔

"واپس کب جا رہے ہو؟" وقار احمد نے حد ہی کر دی۔

"جاؤ اب اپنا منہ ہمیں مت دکھانا۔" بی جی نے ناراضی سے کہا۔

وقار احمد انہیں دیکھنے لگے۔ فرحان کال ملاتا باہر نکل گیا۔ عیشل کا نمبر بند جا رہا تھا۔ وہ بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا۔ "عیشل ناراض ہے...... اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی یا پھر واقعی وہ لوٹ گئی ہے۔ اگر لوٹ گئی ہے تو گھر والوں کو اتنی محبت یوں ہی، پہلے ہی لوٹ جاتی۔" اس کے پاس ردا کا بھی نمبر نہیں تھا۔

باہر لان میں ٹہلنے لگا۔ تب ہی اسے وہ نوٹس یاد آیا جو ردا نے عیشل کی طرف سے بھیجا تھا۔ وہ آفس کی طرف نکل گیا۔ وقار احمد کے روم میں جا کر ادھر ادھر درازوں میں تلاش کیا۔ بات تو ناممکن تھی مگر شاید اور شاید یقین میں بدل گیا الماری سے وہ زرد لفافہ اسے مل گیا۔ وہیں بیٹھ کر فون نمبر دیکھ کر کال ملائی۔

"یس ردا اسپیکنگ۔" بڑے مصروف سے انداز کہا گیا۔

"میں فرحان احمد......"

"اوہو......! وہ پہچان گئی۔

"خیریت...... سب ٹھیک ہے ناں؟ مجھے تو لوگ برے وقت میں یاد کرتے ہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں کچھ لوگ اچھے وقت میں بھی یاد کرلیتے ہیں۔"

"آہو..... فرمایئے۔"

"وکیلوں کی خواہش ہوتی ہے کہ معاملہ سلجھ جائے۔"

"تو..... " روا چونکی۔

"میں..... صلح نامہ کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے مسکرا کہا۔

"یہ تو آپ خود بھی کرسکتے ہیں۔"

"نہیں..... آپ جیسا ہمنوا ضروری ہے۔"

"قدم بڑھایئے ہمنوائی بھی مل جائے گی۔" روا خوش ہوئی۔ اس کی دوست کی قسمت بدلنے والی تھی۔

"مگر اس کے لیے آپ کی مدد چاہیے۔"

"کیسی مدد؟"

"اس کا موبائل بند ہے۔"

"بند دروازوں پر محبت سے دستک دی جاتی ہے اور کوئی دروازہ ہمیشہ کے لیے بند نہیں ہوتا، بند صرف وہ در ہوتے ہیں جو آسیب زدہ ہوں یا جن کواڑوں پر دیمک لگی ہو فرحان بھائی۔" لمحہ بھر کو وہ رکی۔

"تین سال کے درد ہیں، بے رخی کے درد اس کے پاس تھے آپ محبت کی پھوار بنیے وہ کھل جائے گی۔" وہ مکمل اپنی دوست کی وکالت کررہی تھی۔

"ہوں..... کل شام میں مجھے پی سی میں ڈنر چاہیے۔" روا لب دبا کر ہنس کر بولی۔

"جی.....!" وہ حیران ہوا۔ "پہلے وہ تو مان جائے۔"

"کیا مطلب..... اسے اگلے سال منائیں گے اور آپ کا ڈنر کھانے میں اگلے سال لندن سے کیسے آؤں گی، میرا میاں وہاں بیٹھا نوٹس پہ نوٹس بھیج رہا ہے فرحان بھائی یہ باتیں آج ہی طے ہوجائیں تو اچھا ہے۔" وہ اس کو مشورہ بھی دے رہی تھی۔

"او کے..... مجھے کیا کرنا ہوگا اس کا فون بند ہے۔"

"او کے..... میں ہی کچھ کرتی ہوں مگر اس کی فیس الگ ہوگی۔"

"بالکل..... بالکل..... یہ ٹریٹ میری طرف سے ہوگی۔" فرحان نے خوش ہوکر کہا۔ روا نے دس منٹ کا کہہ کر فون بند کردیا اور پھر عیشل کو کال ملائی۔ اس کو بیس منٹ دیئے۔

"میں تمہیں لینے آرہی ہوں ایک پارٹی میں جانا ہے، خوب اچھا سا تیار ہونا۔"

"پارٹی کہاں ہے؟"

"ویج میں۔" کہہ اس نے فون بند کردیا۔

عیشل جانے کس موڈ میں تھی تیار ہوگئی، دھانی کلر کے کڑھائی والے سوٹ میں ہلکا سا میک اپ، بالوں میں کیچر لگائے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ دادو نے دیکھ کر ماشاءاللہ کہا۔

"فرحان کے ساتھ جارہی ہو؟"

"جی..... " وہ جانے کس دھن میں تھی۔ وہ فرحان کا روا سمجھی تھی۔ دادو اس پر دم کرنے لگیں۔

باہر ہارن بجا۔ اپنا چھوٹا سا پرس اٹھا کر باہر آگئی۔ دوسرے لمحے چونکی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر فرحان اور پیچھے روا بیٹھی تھی۔ فاروق کھڑا فرحان سے باتیں کررہا تھا۔ اسے دیکھ کر مسکرایا اب کوئی جائے فرار نہیں بچی تھی۔

"بیسٹ آف لک۔" فاروق نے ہاتھ ملایا۔

"کچھ موسم اچھا ہے کچھ تم کرلینا۔" فاروق کا لہجہ شرارتی ہوا۔ فرحان نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسے بیٹھنا پڑا۔

"ہائے..... " فرحان نے گاڑی آگے بڑھائی۔

"فرحان بھائی مجھے ذرا ادھر موڑ پر مال کے قریب اتار دیجئے گا۔ کچھ چیزیں لینی ہیں۔" روا نے مسکرا کر کہا اور عیشل نے مڑ کر اسے دیکھا۔ جواب میں روا نے شرارت سے آنکھ دبائی۔ مال کے سامنے فرحان نے گاڑی روک دی۔

روا اتر گئی۔ عیشل بھی اترنے لگی تو فرحان نے استحقاق سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"مجھے بھی کچھ خریدنا ہے۔" اس نے دھیرے سے کہا۔

"میرے ساتھ خرید لینا۔ کچھ اپنی مرضی کا..... کچھ میری مرضی کا۔" آنکھوں میں صلح کا پیغام، ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

"لو کے فرحان بھائی میں نے اپنا کام کر دیا آگے کا کام آپ کا ہے۔" گاڑی سے اتر کر ردا نے عیشل کی جانب آ کر کہا۔

"ردا یہ غلط ہے، مجھے تم سے ایسی امید نہیں تھی۔" عیشل نے شاکی انداز میں کہا۔

"ارے میری جان، ہم وکیل ہیں اور وکیلوں سے ہر طرح کی امید کی جاسکتی ہے۔" اس نے مسکرا کر اس کا گال نوچا۔

ایک بار پھر شرارت سے فرحان کو دیکھا اور عیشل سے نگاہ نہیں ملائی۔ عیشل نے لب بھینچ کر ردا جاتے ہوئے دیکھا۔

"چلیں....." فرحان کی شرارتی آواز نے توجہ اپنی طرف کی اب بھی اس کا ہاتھ فرحان کے ہاتھ میں تھا۔

عیشل نے نگاہ گھما کر اسے دیکھا۔ جس کی آنکھوں میں چمک، ہونٹوں پر مسکراہٹ، انگلیوں کی گرفت میں نرماہٹ تھی۔ اب احساس اس کے اندر تراز و ہونے لگا تھا۔

یہ شخص اب کے خود لوٹا ہے یا بی جی کی ضد اسے واپس لائی ہے۔ نہ ماما کی ناراضی نے اپنی کا راستہ بدلا ہے۔ اس کے چہرے پر گزرے سالوں کی تلخی کا شائبہ نہ تھا۔ عیشل نے گہرا سانس لیا۔

ایک عجیب سا احساس ہوا۔ اس کے اندر گھٹن نہیں تھی۔ فرحان نے گاڑی آگے بڑھائی۔

"ایم سوری....." بہت دیر بعد فرحان نے اس کی جانب دیکھ کر دھیمی سی آواز میں کہا تو عیشل نے اسے دیکھا۔ فرحان سامنے دیکھ رہے تھے۔

"محبت تھی کہہ دی..... نفرت تھی بتا دیا۔ میرا ماضی و حال تمہارے ساتھ تمہارے سامنے ہے۔ میں بہت فیئر ہوں ہر رشتے، ہر ناطے میں اگر تمہاری طرف لوٹ رہا ہوں تو سچا پکا شوہر بن کر..... تمام تر توجہ اور خلوص کے ساتھ، اس میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے، میں تمہیں خوش رکھنے کا وعدہ تو نہیں کرتا مگر کوشش کروں گا کہ تمہیں خوش رکھ پاؤ..... اپنی توجہ اور پیار سے اور....." اس نے یک دم سے گاڑی روک دی۔

"اور..... اپنی محبت سے..... محبت کے بغیر دل آباد ہوتے ہیں اور نہ گھر۔" عیشل نے پلکیں جھکائیں، اس کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

"محبت..... ایک محبت کی ہی تو عورت کو خواہش ہوتی ہے جو مانگے کی نہ ہو بلکہ خود ساختہ بھی ہو اور بے ساختہ بھی..... " اور اس نے کہا۔

"تم بہت عظیم بھی ہو اور اعلیٰ ظرف بھی جو مجھ جیسے کم ظرف شخص کو سنبھال بھی لو گی اور سدھار بھی لو گی۔" عیشل نے اس کو دیکھا جو محبت سے اس کو دیکھ رہا تھا، عیشل مسکرادی۔

بے ساختہ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ عیشل اس لمحہ فرحان کو بہت اچھی لگی۔ خاموشی سے منتی بنا شکوہ کیے۔

"اس خاموشی کو میں کیا سمجھوں؟" ہاتھ پر گرفت مضبوط کی تو عیشل ہنس دی۔

بارش کی پھوار، ہنسی اور آنکھوں کا بدلتا رنگ سارے ملال دھو گیا۔ اب ایک سزا یافتہ شخص کو اور کیا سزا دے۔

یقین سے مالا مال یہ وہ لمحہ تھا جس کی آرزو اس نے ہمیشہ کی اور اس ایک لمحہ یقین میں وہ شکر گزاری کے احساس سے چور تھی۔ دل کے سب رنج دھنک رنگ بن گئے تھے۔

# تیرا آسرا بس

نازیہ جمال

> وجود زخموں سے چور ہو کر سوال کرتا رہے گا تم سے
> غریب دل پر جفا کے نشتر چلا کے اتنے اداس کیوں ہو
> اداس خوابوں کی منتظر ہیں یہ تیری آنکھیں، ہمیں خبر ہے
> یہ جانتے ہیں کہ آج آنسو بہا کے اتنے اداس کیوں ہو

"کیا بات ہے ماسی تم کچھ پریشان لگ رہی ہو؟" مناشا صوفے پر بیٹھی جنت کی دو پونیاں بنا رہی تھی۔ جب لاؤنج صفائی کرتی ماسی نوراں کی آنکھوں میں نمی دکھائی دی تھی جسے وہ چپکے سے دوپٹے کے پلو سے صاف کر رہی تھی۔

"ہاں بیگم صاحب، میں واقعہ بہت پریشان ہوں، صبح میرے پوتے نے اپنے ابو سے پیسے مانگ لیے تو میرے پتر نے اپنے بیٹے کو بہت مارا کیونکہ میرا پتر جس اینٹوں کے بھٹے پر کام کرتا ہے وہاں پولیس نے چھاپہ مار کر مزدوروں کی پٹائی کر کے بھٹہ زبردستی بند کرا دیا، بھٹہ مالک کو پکڑ کر تھانے لے گئے، اب میرا دیہاڑی دار پتر تین دن سے گھر بیٹھا ہے۔ جیب میں پھوٹی کوڑی نہیں، کام دھندہ بند، کوئی خرچی، پائی مانگنے مارنے کو دوڑتا ہے، گھر میں روز روز کل کل، بہو الگ جھگڑتی ہے۔" ماسی نوراں نے دکھی لہجے میں ساری بپتا کہہ سنائی۔

"ہاں ماسی کہتی تو تم ٹھیک ہی ہو حالات واقعی خراب ہیں اس وائرس نے ساری دنیا کو مفلوج کر دیا ہے، سارا نظام زندگی ملیٹ ہو کر رہ گیا ہے، کیا امیر، کیا غریب ہر ایک کی زندگی متاثر ہوئی ہے۔" رمشا بھی ہر انسان کی طرح دنیا اور نظام دنیا کی اس کایا پلٹ پہ بے حد فکر مند تھی۔ اسکول بند ہونے سے بچے گھر میں تھے۔ دو ہفتے تو خود سختی سے پڑھایا مگر دھیرے دھیرے بچے ڈھیٹ ہوتے گئے اس کے دونوں پوزیشن ہولڈر بچے کتاب کھولنے کے روادار نہ تھے۔ سارا دن چھت پر کھیلتے کودتے رہتے تھے۔

"بیٹا، آپ تو کھاتے پیتے لوگ ہو، آپ کو اس وائرس سے کیا فرق پڑتا ہے، ہم غریبوں کے تو چولہے ٹھنڈے ہو گئے ہیں، گھر میں کمانے کو کسی کو کچھ ہوتا ہے کبھی نہیں، آج دو گھروں نے کام پہ آنے سے منع کر دیا کہ کاروبار بند ہیں کام پہ نہ آیا کرو، دو نیچرز نے بھی جواب دے دیا کہ ہم اب گھر پر فارغ ہوتی ہیں تو گھر کا کام خود کر لیں گی اگر سب نے منع کر دیا تو ہم غریب روزی روٹی کہاں سے کما کر کھائیں گے۔ میرے دونوں بیٹے پہلے ہی گھر ویلے بیٹھے ہیں نہ کام نہ دھندہ، اب میں بھی بیٹھ جاؤں تو پیٹ کیسے بھرے گا سب کا؟" ماسی نوراں تو رونے لگی تھی۔

"ماسی پریشان نہ ہو اللہ مالک ہے، وہ رزق دیتا ہے، کاروبار اور کام بے شک بند ہیں مگر خیراتی ادارے اور فلاحی تنظیمیں لوگوں کے لیے بہت کچھ کر رہی ہیں۔ لوگوں کے گھر راشن پہنچا رہی ہیں۔ تم فکر نہ کرو امجد بھی کہہ رہے تھے کہ کہیں سے کوئی امداد ملی تو ماسی کو دلوا دیں گے۔" رمشا نے مخصوص میٹھے اور ہمدرد لہجے میں ماسی کی پریشانی کم کرنے کو بولی ورنہ بچوں کی تعلیم کے حوالے سے کم پریشان وہ بھی نہ تھی۔ روزگار کا مسئلہ نہ تھا امجد واپڈا میں اچھی پوسٹ پر تھے۔ ہر ماہ باقاعدہ تنخواہ آ جاتی تھی زمینوں کی آمدنی الگ تھی۔

"بس بیٹا انسان انسان کا سہارا کب تک بن سکتا ہے،

اپنے ہاتھ کی کمائی میں برکت ہوتی ہے۔ لہٰذا وکا راشن کب تک چلے گا ایک دن یہ لوگ بھی ہاتھ کھینچ لیں گے۔ اب غزالہ بی بی کے پورشن کی طرف جاتی ہوں، وہ میری راہ دیکھ رہی ہوں گی۔" ماسی تھکے ماندے وجود کے ساتھ اس کی جیٹھانی غزالہ بھابی کے پورشن کی طرف صفائی اور برتن دھونے چل دی۔ خالد بھائی اور امجد دو ہی بھائی تھے۔ خالد بھائی کا بہت بڑا اسٹور تھا جبکہ امجد کی ملازمت تھی دونوں کے کچن الگ الگ تھے۔ ماسی نوراں دونوں پورشن کا کام کرتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ماسی نوراں ستے چہرے کے ساتھ اس کے پاس لوٹ آئی تھی۔

"خیریت ماسی، اتنی جلدی فارغ ہو گئیں؟" رمشا کو حیرت ہوئی۔

"کہاں بی بی جی، غزالہ بی بی نے تو کام کرنے ہی نہیں دیا صاف کہہ دیا کہ اب میرے آنے کی ضرورت نہیں، خالد صاحب کا اسٹور بند ہے آمدنی کم ہو گئی ہے۔ دوسرا وائرس کا خطرہ ہے۔ میں گھر میں بتا آؤں کل سے۔" ماسی سخت پریشانی سے بولی۔

"ماسی بھابی کی بات ٹھیک ہے وائرس پھیلنے کا واقعی خطرہ ہے مگر تم بے فکر رہو تم کام پہ آؤ یا نہ آؤ، میں تمہیں پوری تنخواہ دیتی رہوں گی۔ ہاں جب حالات معمول پہ آ جائیں گے تو تم بھی کام سنبھال لینا۔" رمشا کے نرم الفاظ ماسی پہ سوکھے دھانوں پہ ابر کرم کی طرح برسے تھے۔

"جیتی رہو، اللہ تمہیں اس نیکی کا اجر دونوں جہانوں میں دے، اپنے بچوں کی خوشیاں دیکھو۔" ماسی اسے دعائیں دیتی گھر سے چلی گئی تھی۔

⚫•••⚫•••⚫•••⚫

لاک ڈاؤن کے دوران ماسی نوراں گیٹ پر آ کر ہر مہینے کے آخر میں پوری تنخواہ رمشا سے لے جایا کرتی تھی۔ رمشا کے اس رحمدلانہ اور فیاضی سے بھرپور عمل پر غزالہ بھابی ناک بھوں چڑھاتی رہتی تھیں۔

"کمال ہے دلہن، بھئی جب کام نہیں کیا تو اجرت کس بات کی نوراں ماسی کو دی جا رہی ہے۔ حالات کس قدر تنگی کی طرف جا رہے ہیں شاید تمہیں علم نہیں۔" ان کی کنجوس فطرت سے رمشا کی یہ فیاضی ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

"بھابی اللہ کا شکر ہے ہمارے پاس سب کچھ ہے، ان

لوگوں کا سوچیں جو پانی سے روزہ افطار کررہے ہیں، بھوک افلاس سے بلبلاتے بچوں کو خود اپنے ہاتھوں سے کوئی مار رہے ہیں اور ادھر ہمارے دسترخوان پر کسی چیز کی بھی کمی نہیں ہوئی، ویسے بھی حکومت کی دفعہ ایک سو اٹھائیس کے تحت کوئی مالک اپنے ملازم کو نوکری سے فارغ نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی مالک مکان اپنے کرایہ دار کو زبردستی نکال سکتا ہے اپنے مکان سے۔" اس نے بتانا ضروری سمجھا۔

"اچھا...... اب جب میں نے ماسی کو کام سے نکال دیا تو کیا مجھے حکومت نے جرمانہ ڈال دیا یا پولیس نے ہتھکڑی لگا دی؟" غزالہ بھابی استہزائیہ انداز میں بولیں۔ ایک مڈل پاس، کنجوس فطرت عورت سے اسی جواب کی توقع کی جاسکتی تھی۔ رمشا نے تاسف سے سر جھٹک دیا تھا۔

"بھئی تم تو ماسی کو تنخواہ دے سکتی ہو...... امجد کی پوری تنخواہ جو وقت پر مل جاتی ہے ہمارا سوچو، ہمارا تو اسٹور تین ماہ سے بند ہے کتنے ملازم تمہارے بھائی نے فارغ کردیے۔ کاروبار آدھا رہ گیا ہے جان کا۔" انداز دکھ بھرا تھا۔

اب ان کے ایسے حالات بھی نہ تھے جیسے بھابی غزالہ بتا رہی تھیں۔ اسٹور گھر پر شفٹ ہوگیا تھا اور آن لائن بزنس چل رہا تھا۔ خالد بھائی نے گودام میں سارا سامان شفٹ کروالیا تھا۔ تھوڑا بہت تو فرق پڑا تھا مگر ایسے فاقوں کی نوبت خدانخواستہ تو نہ آئی تھی جیسے غزالہ بھابی ہر آئے گئے کے آگے حالات کی تنگی کا تذکرہ لے بیٹھتی تھیں اور جب سننے والا آگے سے ان کے شاندار گھر، کامیاب آن لائن کاروبار کا تذکرہ کرتا تو تفاخر سے مسکرانے لگتی تھیں گویا مقابل کے منہ سے یہی کچھ سننا چاہتی ہوں۔

"ہم کیا اور ہماری اوقات کیا...... رازق اللہ کی ذات ہے ہم لوگ تو محض وسیلہ ہیں۔ مشکل اور آزمائش کی گھڑی میں ہم خود کفیل لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ نادار اور مجبور لوگوں کی مدد کریں ناکہ اس درد کے لمحوں میں انہیں تنہا چھوڑ دیں، ورنہ انسانیت کا سبق بھول کر ہم کیسے اچھے انسان ہونے کا دعویٰ کرسکتے ہیں۔" وہ بھی اپنے موقف سے ایک انچ پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھیں۔ غزالہ بھابی کا سالن چولہے پر تھا اس لیے چپ کرکے اندر چلی گئی تھیں۔

❀......❀......❀......❀

رات کے کوئی دو بجے تھے جب امجد کے موبائل پر کال آئی تھی۔

"یہ کس نے رنگ کردیا اس وقت؟" امجد کے بازو پہ گہری نیند سوئی رمشا نے نیند سے بوجھل آنکھوں سے امجد کو دیکھا جس کا کال سنتے ہوئے رنگ فق ہوا جارہا تھا۔

"غزالہ بھابی کی کال ہے خالد بھائی کی طبیعت سخت خراب ہے مجھے بلارہی ہیں۔" امجد نے اٹھ کر عجلت میں شرٹ پہنی اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ وہ بھی پریشانی کے عالم میں اٹھ بیٹھی۔ دل میں طرح طرح کے وہم آرہے تھے پھر دوپٹا ٹھیک کرتی وہ بھی غزالہ بھابی کے پورشن میں آگئی۔

خالد بھائی سینے پر ہاتھ رکھے جھکے ہوئے درد سے کراہ رہے تھے۔ غزالہ بھابی بھی مسلسل رورہی تھیں۔ امجد کہیں کال ملارہا تھا۔

"او رمشا دیکھو تمہارے بھائی جان کی طبیعت سنبھلنے میں نہیں آرہی دعا کرو انہیں کچھ نہ ہو میرے بچے رل جائیں گے۔" اب کے وہ بلک بلک کررو پڑی تھی۔

امجد نے سرکاری اسپتال میں کال کی تو پتا چلا کہ وائرس کی وجہ سے کارڈیالوجی سمیت تمام وارڈز بند کردیے گئے ہیں اور اسپتال اس وقت قرنطینہ میں تبدیل کردیا گیا ہے جہاں وائرس زدہ مریضوں کو رکھا گیا ہے۔ شہر کے ہر پرائیوٹ کارڈیالوجی کلینک پر کال کی تو یہی جواب ملا۔

"وائرس کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کسی پیشنٹ کو اٹینڈ نہیں کرتے۔"

"کچھ کرو امجد انہیں لے چلو انہیں کچھ ہو نہ جائے۔" غزالہ بھابی باآواز بلند رورہی تھیں۔ وہ ان کے پاس خاموشی سے بیٹھ گئی۔

امجد کے اپنے حواس پریشانی میں ٹھیک طرح سے کام نہیں کررہے تھے اس کے دوست سہیل کے انکل کارڈیالوجسٹ تھے اسے کال کرکے انکل سے ٹریٹمنٹ دینے کی منت کی۔

"یار امجد، انکل تو گھر میں آئسولیٹ ہوگئے ہیں کلینک ان کا بند ہے وہ کسی مریض کو چیک نہیں کرتے۔" سہیل نے جواب دیا۔

"یار...... مجھے علم ہے پلیز تم ان کی منت سماجت کرو میں خود آکے ان کے پاؤں پکڑ لیتا ہوں میرے بھائی کی حالت سیریس ہے ہم سے ان کی حالت دیکھی نہیں جارہی کچھ کرو ان سے اجازت لو پلیز۔" امجد باقاعدہ ترلوں پر اتر آیا تھا۔

"نو کے..... میں کانٹیکٹ کرتا ہوں ان سے، اللہ کرے وہ رضامند ہوجائیں۔" سہیل نے کال منقطع کردی تھی۔

ایک ایک لمحہ ان کے اعصاب پر بھاری گزر رہا تھا ایسے میں کچھ دیر بعد سہیل کی کال آگئی تھی۔

"ہاں امجد میں نے انکل کی بہت منتیں کیں اپنی دوستی کا حوالہ دیا وہ کہتے ہیں اگر اتنی ایمرجنسی ہے تو پیشنٹ کو ان کے گھر پر لے آئیں، ہاں چارجز وہ اپنی مرضی کے لیں گے۔" سہیل نے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں، ہم ان کی مرضی کا ہی بل بھر دیں گے۔" امجد جوش سے بولا۔

"ہاں امجد پیسوں کی فکر نہ کرو میں ساری جیولری تمہیں لاکر دیتی ہوں میرے سر کا سائیں بچ جائے بس۔" بھابی ہذیانی انداز میں بولیں۔ امجد نے گاڑی نکالی خالد بھائی کو پچھلی سیٹ پر لیٹایا۔ غزالہ بھابی خالد بھائی کا سر گود میں رکھے روتے ہوئے دعا کررہی تھیں۔ حنا شاذ ڈھیلے قدموں سے اپنے کمرے میں لوٹ آئی تھی دل خالد بھائی کے لیے بے چین تھا۔ وہ دل ہی دل میں ان کی صحت یابی کی دعا مانگ رہی تھی۔

●●●●

خالد بھائی کو شدید ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ صبح اذانوں کے وقت امجد کی کال آئی تھی کہ بروقت طبی امداد ملنے سے خالد بھائی کی طبیعت سنبھل گئی تھی اب خطرے کی کوئی بات نہ تھی۔ اس نے فوراً وضو کرکے شکرانے کے نوافل ادا کیے۔

تین دن سہیل انکل کے گھر رہنے کے بعد خالد بھائی کو گھر لے آیا گیا۔ وہ بے حد کمزور اور برسوں کے مریض نظر آرہے تھے۔

"اللہ کا لاکھ لاکھ شکر میرے سر کا تاج سلامت رہا میری آنکھ کا سرمہ، میرے چہرے کا سنگھار میرا شوہر میری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ اس ذات کا جتنا شکر کروں کم ہے۔" غزالہ بھابی کی آنکھوں سے آنسو بے آواز بہہ رہے تھے۔

"جی بھابی وہ رات قیامت کی رات تھی شکر ہے دکھ کی گھڑی ٹل گئی۔" وہ عاجزی سے بولی۔

"ایک تو ان کی بگڑتی حالت اوپر سے کرونا کی وجہ سے نہ کوئی ڈاکٹر نہ کوئی اسپتال، اللہ ایسی لاچاری کسی اور کو نہ دکھائے یہاں تو امجد کی دوستی کام آئی، دنیا میں نجانے کتنے لوگ مریض ہوں گے جنہیں بروقت علاج کی ضرورت ہوگی اور اس وبا کی وجہ سے علاج سے محروم ہوں گے۔ اللہ اس وبا کا خاتمہ کرے دنیا کی رونق بحال کرے اپنے مجبور، لاچار بندوں پر ترس کھائے۔" غزالہ بھابی اس وقت ہاتھ اٹھا کر مالک سے ہم کلام تھیں۔

محض تین دنوں کی آزمائش نے ان پر ادراک کے کئی در وا کردیے تھے خود گودام میں جاکر ملازموں سے راشن کے تھیلے بنوائے اور غریبوں کے گھر پہنچوائے۔ مہینے کی پہلی تاریخ کو ماسی نوراں رمشا سے تنخواہ وصول کرنے آئی تو غزالہ بھابی نے اسے راشن کے کئی تھیلے دیے ساتھ میں سابقہ تمام تنخواہیں جو ماسی کام پر نہ آنے کی وجہ سے وصول نہ کرپائی تھی وہ بھی ادا کردیں تھیں۔

"ماسی یہ تمہارا حق بنتا ہے، تم نے اس گھر کی خدمت کی ہے، کیا ہے جو وائرس سے کام مندا پڑ گیا ہے تم لوگوں کی تھوڑی سی اجرت سے ہم لوگوں کے خرچوں پر کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔ خالد کے علاج پر لاکھوں خرچ ہوگئے اللہ کا کرم ہے کہ میرے بچوں کے سر پر باپ کا سایہ سلامت ہے۔" ماسی نوراں کو بھی خالد صاحب کی ناساز طبیعت کا سن کر دکھ ہوا تھا۔

"بس ماسی دکھ کی گھڑی ٹل گئی ہے۔ دعا کرو اس گھر پہ دوبارہ کوئی مصیبت نہ آئے۔ امیر ہو یا غریب سب کو اللہ کی ذات کا آسرا ہوتا ہے ورنہ انسان تو کچھ بھی نہیں ہے۔" اس رات کی ہولناکی غزالہ بھابی کی آنکھوں سے ہٹ نہیں رہی تھی۔

"اللہ تعالیٰ بنی نوع انسانی پہ اپنا کرم کرے، اپنا سایہ رحمت ہمیشہ قائم رکھے امیر ہوں یا غریب سب اس کے منگتے ہیں وہی سب کا چارہ ساز اور کارساز ہے۔ وہ اپنی مخلوق سے صرف بھلائی چاہتا ہے۔ بندوں کی آپس کی بھلائی ہمدردی، رحم دلی۔" ماسی نوراں پیسے اور راشن کے تھیلے لیے دعائیں دیتی رخصت ہوگئی تھی۔

## قسط نمبر 29

عشنا کوثر سردار

یہ جنوں ہے، محبت ہے، یا میرا پاگل پن
دل میں تیرے خود کو بسانا چاہتی ہوں
رتجگے بہت ہوچکے میرا مقدر
اب راتوں کو تجھے بھی جگانا چاہتی ہوں

کمرے میں داخل ہوتے ہوئے وقار الحق نے اپنا کوٹ اتارا اور فاطمہ بی بی کو دیکھا جو ان کی سمت توجہ دیے بنا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی تھیں۔ وقار الحق نے آئینے میں فاطمہ کو دیکھا وہ شاید غسل لے کر نکلی تھیں، ان کی زلفوں سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں وقار الحق نے ایک حسرت سے انہیں دیکھا۔ ایک چھت تلے رہتے ہوئے بھی دوریاں تھیں کہ بڑھتی جارہی تھیں۔ ہر گزرتا دن رشتے کو مزید دور لے جارہا تھا اور فاصلے نا ختم ہونے والی فصیل بناتے جارہے تھے۔

''ہم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔'' وقار الحق نے کہا۔ فاطمہ بی بی متوجہ ہوئیں، وقار الحق نے خاموش رہ کر الفاظ چنیں پھر بولے۔

''ہم نے جنت کو دیکھا، وہ پاکستان میں ہیں، ہماری ان سے ملاقات ایک آفس میں ہوئی، وہ کسی انٹرویو کے سلسلے میں وہاں آئی تھیں۔'' وقار الحق نے کہا تو فاطمہ بی بی ساکت سی ان کی سمت دیکھنے لگیں۔

''ہم نے فوراً ان سے بات کرنے کی ٹھانی۔''

''اور پھر؟'' فاطمہ بی بی کی آنکھیں جیسے چیخنے لگیں وقار الحق خاموش ہوگئے۔

فاطمہ بی بی کو یقین ہوگیا بے وفائی کہاں ہوئی اور فاصلے کا سبب کیا ہے۔ وہ جس بات کو بھلائے بیٹھی تھیں وہ ختم نہ ہوئی تھی، جنت بی بی یہاں تھیں، پاکستان آنے کا مقصد کیا تھا؟ ان کو ہندوستان پسند تھا وہ کانگریس کی کارکن تھیں تو پھر پاکستان آنا کیا معنی رکھتا تھا؟ ذہن میں سوچوں کے جال بننے لگے تھے۔

جنت...... جنت...... جنت ان کی رگیں تننے لگی تھیں۔

❀ ❀ ❀ ❀
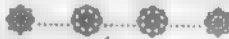
''آپ جیسا سوچ رہی ہیں ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔'' وقار الحق نے ان کی آنکھوں کو پڑھتے ہوئے فوراً وضاحت دی مگر فاطمہ بی بی نگاہ پھیر گئیں۔

یقین کہیں ناپید تھا یا وہ اس درجہ بدظن تھیں کہ کوئی وضاحت بھی سننا نہیں چاہ رہی تھیں۔ وقار الحق ان کے پاس آئے۔ شانے پر ہاتھ رکھا مگر فاطمہ بی بی ان کا ہاتھ ہٹا کر دوسرے ہی لمحے کمرے سے نکل گئیں۔ وقار الحق گہری سانس خارج کر کے رہ گئے۔

"ہم نہیں جانتے ہمارے درمیان یہ فاصلے کب تک رہیں گے فاطمہ، ہم ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ یہ فاصلے دور ہو جائیں مگر صدیوں سے لمبے فاصلے مٹتے ہی نہیں۔ کبھی ہم دوریوں پر ہوتے ہیں اور کبھی ساتھ رہ کر بھی ساتھ نہیں ہوتے۔" وقار الحق نے سوچا۔
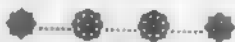
"سب کام ہو تو رہے ہیں، اب حکومت کیا منتر پڑھنا شروع کر دے، ملک کی تعمیر میں کچھ وقت تو لگتا ہے میاں، انتظامات سنبھالنا کوئی آسان کام نہیں، لوگ تو بس ہتھیلی پر سرسوں جمی دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ کیا کہتے سیانے سیار کے منتری کو اچھو، باقر دھانے باڑ چام کھائے مسوا۔ عقل جیسے گھاس چرنے چلی گئی، دانائی سے کام لینے کا زمانہ گیا۔" تاج بیگم نے کہا تو کرم دین نے سر ہلایا۔

"بس اماں جی لوگ ہر شے کا نتیجہ فوراً چاہتے ہیں جس کو مشکلات سے گزرنا پڑے گا وہ ہی نظام کو برا کہے گا۔ فی الحال عقل سے کام لینے کو کوئی تیار نہیں، بہرحال ایک نئے بسے بسائے گھر کے انتظامات چلانا بھی آسان نہیں، پھر ایک ملک کے نظام اتنی جلدی راہ پر کیسے آئیں گے۔" کرم دین نے چائے کا سپ لیتے ہوئے تاج بیگم کی بات سے اتفاق کیا۔

"آپ کو بلوانے کا مقصد تھا میاں، جو کام آپ کر رہے تھے ہم یہاں ہیں وہ یہاں بھی آپ ہی سنبھالیں۔ ہم کسی

نئے بندے کو یہ ذمہ داری نہیں سونپ سکتے، یوں بھی آپ کو اس کام کا طویل تجربہ ہے اور آپ سے بہتر اس کام کی سمجھ بوجھ کوئی رکھتا نہیں۔" تاج بیگم کے کہنے پر کرم دین نے مودب ہو کر سر ہلایا۔

"آپ کی ذرہ نوازی ہے اماں جان، آپ ہمیں اس لائق سمجھتی ہیں، ہم آپ کے نمک خوار ہیں اور وفاداری ہمارے خون میں ہے، ہم جب تک جئیں گے آپ کے وفادار رہیں گے اس عزت افزائی کا شکریہ۔" کرم دین نرمی سے سر جھکا کر بولے۔

"ہم نے تمہیں کبھی ملازم نہیں سمجھا کرم دین، تم گھر کے فرد کی طرح ہو، ہم نے تمہیں ناظم الدین جیسا مقام دیا ہے۔" تاج بیگم نے کہا تو کرم دین نے سر ہلایا۔

"ہم مشکور ہیں اماں جان۔"

"اور بیٹی کے متعلق کیا سوچا میاں، تعلیم تو مکمل ہوگئی اس کی؟"

"جی اماں جان، بیٹی امیر غریب سب کے لیے بوجھ ہی ہوتی ہے۔ جیسے ہی کوئی اچھا رشتہ ملتا ہے، ہم بھی اپنے فرض سے سبکدوش ہونا چاہیں گے۔" کرم دین نے مطلع کیا۔

"یہ تو فرض ہے میاں، جتنی جلد پورا ہو جائے بہتر ہے ویسے وہ کیا نام ہے اس نوجوان کا خاصا خوبرو بھی ہے اور قابل بھی۔ تم اس کے متعلق کیوں نہیں سوچتے۔" اماں جان نے جہانگیر کے متعلق دریافت کیا۔

"جہانگیر؟" کرم دین پرخیال انداز میں بولے۔ "اماں جان لڑکا تو خاصا معقول ہے مگر اس کی خواہش کے متعلق بھی تو جاننا ضروری ہے ناں، جانے وہ کیا مرضی رکھتا ہے۔"

"تو پوچھ لو میاں، اس میں کیا عجب ہے؟ رشتے کی بات کرنا ایسا مشکل کیوں ہے، بلا تردد پوچھ لو متفق ہوا تو ٹھیک نہ ہوا تو تم کہیں اور دیکھ لینا لائق تو ہو گے نا؟ لیکن آیت بیٹی اتنی پیاری ہے کہ اس کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ایک خود اعتماد اور سمجھدار لڑکی ہے۔" اماں جان نے آیت کے متعلق کہا۔ کرم دین نے سر ہلایا۔

"قسمت کے کھیل ہیں میاں جس کا جوڑ جہاں جڑا ہے وہیں ہونا ہے زمینی رشتے تو محض ایک واسطہ ہیں۔" تاج بیگم نے کہا کرم دین نے تائید کی۔

❁ ❁ ❁ ❁

جنت بی بی ساکت بیٹھی تھی جب اکرام الحق نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ جنت بی بی نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"آپ کو اپنے ذہن کو سوچوں سے خالی رکھنا چاہیے جنت بی بی...... فی الحال آپ کی صحت کے لیے ٹھیک نہیں، آپ ایک بڑی بیماری سے ابھی باہر آئی ہیں، آپ اس درجہ تناؤ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔" جنت بی بی خاموشی سے دیکھتی رہ گئیں۔

"جنت......" اور جنت بی بی نے نگاہ اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"کیا آپ ہم سے نکاح کریں گی؟" ان کا سوال غیر متوقع تھا مگر جنت بی بی نے جیسے سنا نہ تھا۔

"ہم جانتے ہیں آپ کے لیے ماضی کو بھولنا آسان نہیں۔ آپ کسی اور سے محبت کرتی رہی ہیں مگر زندگی میں کوئی راہ آخری نہیں ہوتی جنت نہ ہی آپ ایک دکھ کو مسلسل جھیل سکتے ہیں، نہ کسی بات کا افسوس تا حیات کیا جا سکتا ہے، نہ کوئی سوگ تمام عمر منایا جا سکتا ہے۔ آپ کو آگے بڑھنے کی ضرورت ہے جنت۔ اس راہ سے آگے کی راہ تلاش کرنے کی ضرورت ہے اور ایسا کرنا مشکل نہیں۔" اکرام الحق نے مدہم لہجے میں جیسے سمجھایا۔ جنت بی بی نے نگاہ اٹھا کر ان کی سمت دیکھا۔

"ہم اس قدر برے ہیں کہ ہم نے کبھی کسی کا اچھا نہیں چاہا، ہم سازشیں کرتے رہے، دوسروں کے خلاف محاذ پر ڈٹے رہے، آپ ایسی منفی سوچ کی حامل عورت سے شادی کرنا کیوں چاہتے ہیں؟" اکرام الحق خاموش رہے جیسے ان کے پاس کسی بات کا کوئی جواب نہ ہو۔

"اکرام آپ کو لگتا ہے کہ ایسی منفی سوچ رکھنے والی لڑکی اچھی شریک حیات بن سکتی ہے اور ابھی تو ہم اس رشتے سے نکلے ہی نہیں اور شاید ہم اس رشتے کی گرہیں کھولنا چاہتے ہی نہیں۔" جنت بی بی کا لہجہ مدھم ہوا تو اکرام مسکرا دیے۔

"اس رشتے میں ایسا کیا تھا جنت، کیا چیز آپ کو باندھتی ہے؟ یک طرفہ محبت اور اس یک طرفہ محبت سے کیا حاصل، کیا ایسی محبت کوئی خوشی دیتی ہے؟ آپ کیوں ایسی محبت کی گرہیں کھولنے سے ڈرتی ہیں، آپ کو نہیں لگتا کہ آپ یک طرفہ اس کی محبت میں قید ہیں؟ اپنی مرضی کی قید قبول کیے بیٹھی ہیں، وہ قید جس میں آپ کی زندگی تاریکی میں گھری ہے، کیا آپ ساری زندگی ایسی تاریکی میں جینا چاہتی ہیں؟" اکرام الحق نے پوچھا تو جنت بی بی سر جھکائے خاموش رہیں۔

"اس قید سے رہائی آپ کی اپنی مرضی پر منحصر ہے جنت...... محبت اپنی اور دوسروں کی خیر خواہی چاہتی ہے، محبت منفی اثرات مرتب نہیں کرتی اگر وہ محبت ہے جو آپ کے دل میں موجود ہے تو پھر خود کو اس تاریکی سے باہر نکالیں، خوشیوں پر آپ کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا دوسروں کا، نواب زادہ وقار الحق آپ سے محبت نہیں کرتے، آپ اس سچائی کو جانتی ہیں ناں؟" جنت بی بی کے چہرے کا تناؤ بڑھا اور وہ رخ پھیر گئیں۔

"ہم اس تاریکی سے نہیں نکل پائیں گے اکرام الحق، ہمارے لیے اس رشتے کی گرہیں کھولنا آسان نہیں۔" جنت بی بی بے بسی سے بولیں اور اکرام الحق ان کو دیکھتے رہ گئے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁
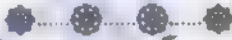
وقار الحق تمام شب جاگتے رہے، فاطمہ بی بی جاگیں تو ان کو کرسی پر بیٹھا دیکھ کر حیران ہوئیں۔

"آپ سوئے نہیں؟" وقار الحق جواباً خاموش رہے، فاطمہ بی بی کی الجھنوں میں جیسے اضافہ ہونے لگا۔ وہ مزید کوئی بات کیے غسل خانے کی طرف بڑھ گئیں۔ فاطمہ بی بی نہا کر باہر آئیں تو وقار الحق نے خاموشی سے انہیں دیکھا ان کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ چہرہ تر و تازہ تھا اس پر لگے مکئوں کے داغ بھی جیسے ان کے چہرے کی خوب صورتی کو گہنانے میں ناکام رہے تھے۔ وقار الحق اپنی جگہ سے اٹھے اور فاطمہ بی بی کے قریب جا رکے، بالوں سے ٹپکتے شبنم کے قطرے ان کے چہرے کو بھگونے لگے۔ کیا خوب صورت احساس تھا، انہیں کھڑے دیکھ کر فاطمہ بی بی کے بالوں کو سلجھاتے ہاتھ رک گئے اور نظریں ان کے عکس پر مرکوز رہ گئیں، وقار الحق نے ان کے شانے پر ہاتھ رکھا اور ان کا رخ آہستگی سے اپنی طرف موڑا۔

فاطمہ بی بی ان کی اس حرکت پر ساکت رہ گئیں۔ وقار الحق نے شہادت کی انگلی بڑھا کر ان کے چہرے پر رکھی بوندوں کو پور پر لیا، اس درجہ قربت پر فاطمہ بی بی کی دھڑکنوں میں ہلچل مچی، ان کی پلکیں لرزیں اور جھک گئیں، کیا تھا یہ، کوئی کرم نوازی تھی یا کوئی لمحاتی کمزوری؟ کیا وہ محض ایک لمحے میں جذبات کے زیر تھے۔ محض وقتی جذبات اور فاطمہ بی بی کا دل چاہا وہ وہاں سے کہیں دور بھاگ جائے۔ وقار الحق نے ان کے گرد اپنا مضبوط بازو حمائل کیا شاید وہ کچھ کہنے کو بے تاب ہوئے مگر فاطمہ بی بی ایک لمحے میں ان سے دور ہو گئیں۔

"آپ بھی نہا لیجیے ہم آپ کے لیے ناشتہ لگواتے ہیں۔" کہنے کے ساتھ ہی انہوں نے جانے کو قدم اٹھائے مگر ان کی کلائی وقار الحق کی گرفت میں آ گئی۔ فاطمہ بی بی نے پلٹ کر دیکھا مگر تب ہی وقار الحق نے ان کی کلائی سے

گرفت ڈھیلی کردی، فاطمہ بی بی کو جانے کیوں اچھا نہیں لگا جس لمحے سے وہ خود بچ کر نکل رہی تھیں۔ اس لمحے کا حصار ٹوٹنے پر خود ہی افسردہ بھی ہوگئیں۔

''ہم آپ سے ضروری بات کرنا چاہتے تھے فاطمہ ناظم الدین مگر فی الحال عجلت میں ہیں، ہمیں دفتر جلدی پہنچنا ہے ایک اہم میٹنگ ہے اور اس کے لیے وقت پر پہنچنا ضروری ہے آپ جلدی سے ناشتہ لگوائیے۔'' وہ کہہ کر غسل خانے کی طرف بڑھ گئے فاطمہ بی بی خود سے الجھنے لگیں۔

''لیکن ہم اس قربت کا دم کیوں بھریں جن کا میسر آنا ایک لمحہ کی وابستگی ہے بس؟'' کمرے سے باہر نکلتے ہوئے ذہن میں سوال آیا۔

''جنت سے ایک ملاقات میں کیسے الجھ کر رہ گئے۔ ایسا کیا ہے جوان کو ذہنی تناؤ دے رہا ہے۔ اگر اس کے ہمراہ رہنا تھا تو پھر ہمارے ہمراہ آنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا عشق بھولنے سے نہیں بھولتا۔'' کیسی سوچ تھی جوان کو منتشر کیے دے رہی تھیں۔

''اور وہ سب چھوڑ کر واپس لوٹ گئے تو؟'' ایک سوال نے ان کو ساکت کردیا۔

''مگر ہم ان کو کیسے روک سکتے ہیں۔'' وہ خود سے الجھنے لگیں۔ ہاجرہ اماں نے ان کی طرف حیرت سے دیکھا۔

''فاطمہ بچی۔'' مگر وہ چونکی نہیں۔

''کیا جنت ہمارے درمیان ہمیشہ رہیں گی؟ کیا ان کو کبھی ہم سے محبت نہیں ہوگی مگر ہم ان کو روک بھی تو نہیں سکتے یہ تو جبر ہوگا۔ زبردستی ہوگی اور محبت کوئی جبر نہیں۔'' ان کی سوچیں بے اختیار تھیں۔ ہاجرہ اماں نے انہیں بغور دیکھا پھر نرمی سے بولیں۔

''فاطمہ بیٹا چائے کپ سے باہر آرہی ہے، آپ کی طبیعت ٹھیک تو ہے؟'' فاطمہ نے چونک کر انہیں دیکھا اور پھر کپ کی سطح سے باہر آتی چائے کو اور شرمندہ ہوئیں۔

''آپ اپنے کمرے میں جائیں آرام فرمائیں ہم ناشتا آپ کے کمرے میں بھجواتے ہیں اور ساتھ ہی وقار میاں کو بھی ناشتہ کرادیتے ہیں۔'' ہاجرہ اماں نے کہا تو فاطمہ بی بی سر ہلا کر فوراً وہاں سے ہٹ گئی تھیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

کوئی ناشنیدہ راز
شرح آرزو کی کوئی
نہ خواب کو پیمانے دیے
گوشۂ چشم سے ایماواشارت وکنائت کیے
نہ ہی آمادہ ہوئے ترک محبت پر
محیط عشق ہوئے نہ ہی محیط بیکراں رہے
کوچۂ یار میں دیوار کی طرح
بے سمت، بے چہرہ
بے آواز، سماعت سے عاری
ایسے میں تیرگی کی خواہش نہ کرتے
تو اور کیا کرتے

زبان بندی نہ کرتے
تو اور کیا کرتے
مانند سبک مثال ہوائے شام وصال
تمام سیارگاں کی چتاؤں کو تکتے
طاق دل پر رکھے گئی شمس وقمر
گردش وقت کی پھسلتی ہوئی رفتار
نہ خواب کو پانے دیے
شرح آرزو کی کوئی
گوشہ چشم سے ایماواشارت وکنائیت کیے
نہ ہی آمادہ ہوئے ترک محبت پر
محیط عشق ہوئے نہ ہی محیط یکساں رہے

جہانگیر عجب بے قراری ٹہل رہے تھے، آیت قریب آن رکیں اور خاموشی سے انہیں دیکھا، جہانگیر آیت کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے رکے آیت جانے کیا سوچ کر مسکرائی۔

''کیا ہوا؟'' جہانگیر نے حیرت سے پوچھا تو آیت نے سرنفی میں ہلا دیا۔

''چائے بنانے جارہی تھی سوچا آپ سے پوچھ لوں۔ آپ اگر چائے پینا چاہیں۔'' آیت نے شانے اچکائے جہانگیر نے اسے دیکھا اور پھر نگاہ پھیری۔

''کچھ پریشانی ہے کیا؟'' آیت نے دریافت کیا تو جہانگیر جانے کیوں مسکرادیا پھر نفی میں سر ہلایا۔

''پکوڑے بنائیں گی آپ؟'' جہانگیر نے دوستانہ انداز میں دریافت کیا تو آیت نے سرنفی میں ہلایا۔

''نہیں فی الحال پکوڑے بنانے کا کوئی ارادہ نہیں۔''

''آپ کو دیکھنے کے لیے کچھ لوگ آنے والے ہیں کیا یہ ان کی تیاری ہے؟'' جہانگیر نے نادانستہ جیسے نمک پاشی کی، آیت نے لب بھینچ لیے اور خاموشی سے پلٹ گئیں، جہانگیر نے اسے خاموشی سے جاتے دیکھا تو اس کے پیچھے آ گیا۔ آیت جو چائے بنانے کے لیے پانی رکھ رہی تھی اس نے جہانگیر کو دیکھا وہ پیاز کاٹ رہا تھا۔

''آپ رہنے دیں آپ کے لیے پکوڑے بنادوں گی۔'' مگر جہانگیر رکا نہیں اور پیاز کی کڑواہٹ سے آیت کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ کھلی کھلی روشن آنکھوں کے کنارے سرخ ہوئے، نمکین سمندر جیسے آنکھوں کی حدود پھلانگ کر باہر نکلنے کو بے تاب دکھائی دیے جہانگیر نے توجہ نہیں دی مگر اس کے سوں سوں کرنے پر نگاہ پڑی تو وہ شرمندہ ہوا پیاز کاٹنے کا عمل فوراً ترک کردیا۔

''معذرت چاہتا ہوں۔'' جہانگیر نے شرمندہ ہو کر آیت کی سمت دیکھا مگر وہ کچھ نہ بولی۔ چائے کے پانی کو ابلتے ہوئے دیکھتی رہی کب کا غبار کس بہانے باہر آرہا تھا اور وہ جیسے اس بہاؤ کو روکنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

''آپ اس رشتے سے خوش نہیں؟'' مگر آیت نے کوئی جواب نہ دیا اور چائے کی پتی ابلتے پانی میں انڈیل دی جہانگیر نے پکوڑے بنانے کا ارادہ ترک کیا اور ہاتھ دھونے لگا۔ آیت چائے کو دم پر رکھ کر جار سے بیسن نکالنے لگی۔

''ہم مذاق کررہے تھے معذرت چاہتے ہیں پکوڑے کھانے کا ارادہ نہیں رکھتے آپ تردد نہ کریں۔'' جہانگیر نے منع کیا اور باہر نکل گئے لیکن دوسرے ہی لمحے پلٹے اور بولے۔

"ہم باہر جارہے ہیں بازار سے پکوڑے اور باقی لوازمات لیتے آئیں گے آپ چائے تیار رکھیں۔" جہانگیر کہہ کر فوراً پلٹ گیا اور تب آیت کا دھیان چائے کی طرف گیا جو کافی دیر سے دھیمی آنچ پر رکھی ہوئی تھی۔

❁......❁......❁......❁

نواب صاحب احباب کی محفل میں براجمان تھے جب اچانک دل و دماغ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی اور وہ بات کرتے کرتے جیسے کھو گئے۔

"نواب صاحب خیریت تو ہے، آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟" ایک دوست نے مخلصی سے دریافت کیا، نواب صاحب نے سر ہلایا اور اٹھ کھڑے ہوئے مگر وہ چہرہ، وہ آنکھیں نگاہ سے نہ ہٹیں۔ نواب صاحب نے آنکھیں بند کیں تب ہی گاڑی کے ہارن نے چونکا دیا۔

"چچا جان، راستہ چھوڑ کر چلیے سڑک گاڑی چلانے کے لیے ہے پیدل چلنے کے لیے نہیں۔" کسی نے گاڑی کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر کہا، نواب صاحب نے سر ہلایا اور خجلت سے ایک طرف ہو کر گھر کی راہ لی۔
یہ کس عمر کی محبت تھی؟ کس عمر کا عشق تھا جو راستہ روک رہا تھا۔ کس عمر کی چاہت تھی جو راہ میں حائل دکھائی دیتی تھی؟ چلتے ہوئے قدم روک دیتی اور دماغ کو ماؤف کر دیتی اور کبھی یوں ہی شور میں کسی کی آواز ہر طرف سے دھیان ہٹا دیتی اور وہ تھک کر خود کو باور کراتے کہ وقت گزر گیا ہے اور پلٹنے کی کوئی راہ نہیں۔

محبت لوٹ جا
محبت الوداع
خواب سجانے کو آنکھیں نہیں بچیں
پرانے دھوپ نکل گئے ہیں
تتلیوں کو رنگ بھاتے تھے مگر
پھر سکوت نے پروں کے رنگ چھالیے
راستوں پہ آنکھیں دھری تھیں مگر
منزلوں کے حوالے کوئی اور تھے
کھڑے چپ چاپ ہاتھ ہلانے کے سوا
کوئی چارہ نہ تھا
وقت نے روک کر ہر بار کہا
جسے چھپ چھپ کر سوچتے تھے
جس کے خیال راستے روکتے تھے
وہ تمہارا کب تھا؟
اور اس بے وقت کے عشق کو بھی کیا سوجھی؟
آنے کا وقت تھا کوئی
چلا گیا تھا تو ٹھہرا کیوں تھا؟
عشق عشق...... جا دور چلا جا
خواب کا گمان نہیں، وقت بھی تھما نہیں

عشق واہمہ ہے بس
اور کچھ بچا نہیں
محبت لوٹ جا، جا خیالوں کو اپنے لے جا
دل کو باندھ کے لے جا..... جا نظریں بھی ساتھ لے لے
لوٹ جا اپنے سفر پر، بھول جا سب کچھ
خواب سجانے کو اب آنکھیں نہیں بچیں
ویرانے دھوپ نکل گئے ہیں
اور تتلیوں کو رنگ بھاتے نہیں

نواب صاحب نے خود کو بے بس محسوس کیا تھا۔ اس وقت میں محبت کو آنے کی کیا ضرورت تھی؟ آئی تھی تو اپنے سب ہی رنگ ہمراہ کیوں نہیں لے گئی اور محبت اپنی آنکھیں کیوں چھوڑ گئی وہ انتہائی بے بس تھے۔

❁......❁......❁......❁
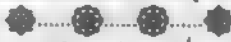
''ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے فاطمہ۔'' وقار الحق نے قریب آ کر کہا تو فاطمہ بی بی نے چونک کر انہیں دیکھا۔ دھڑکنوں کی آواز تک نہ سنائی دی۔ گمان ہوا پہلو میں دل ہے بھی کہ نہیں۔

''یا اللہ اب کیا فیصلہ کیا ہے؟'' وہ خوف زدہ ہوئیں اور نگاہ پھیر گئیں پھر نرمی سے بولیں۔

''آپ اپنے فیصلوں سے ہمیں آگاہ کرنا ضروری کیوں سمجھتے ہیں، کیا یہ اس قدر اہم ہے؟'' فاطمہ بی بی نے سرسری انداز اختیار کیا، وقار الحق خاموش ہو کر ان کی طرف سے نظر پھیر گئے پھر گہری سانس خارج کرتے ہوئے بولے۔

''فاطمہ..... ہمارے اندر خاموشی نے عجیب ڈیرے ڈال لیے ہیں اور سکوت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ کچھ سنائی نہیں دیتا۔ کیا آپ کو بھی ایسا کچھ محسوس ہوتا ہے؟'' وقار الحق نے ان کی رائے مانگی اور فاطمہ بی بی نے سر ہلا دیا وقار الحق خاموش رہے پھر بولے۔

''ہمیں بولنا چاہیے، بات کرنا چاہیے، اس سکوت کو توڑنے میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہیے۔'' وقار الحق نے دریافت کیا فاطمہ بی بی نے ایک بار پھر سر ہلا دیا۔

''فاطمہ خاموشی میں بہت کچھ گم ہو جاتا ہے اور یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ کو جو بھی کہنا ہے بلا تکلف کہہ دیجیے۔ جو شکوہ ہو گلہ ہو کہہ دینا مناسب ہے ناں، کیا ہم درست کہہ رہے ہیں؟'' وقار الحق نے ایک بار پھر دریافت کیا اور فاطمہ بی بی نے ایک بار پھر سر ہلا دیا۔

وقار الحق کو فاطمہ بی بی کا انداز خاصا مشینی لگا مگر انہوں نے فوری طور پر کچھ نہیں کہا اور فاطمہ بی بی بھی جیسے بولنے کو تیار دکھائی نہ دیں۔

❁......❁......❁......❁

''آؤ میاں بیٹھو۔'' کرم دین چاچا نے جہانگیر کو اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا۔

''اور سناؤ کاروبار کیسا چل رہا ہے بیٹا؟'' کرم دین چاچا نے پوچھا تو جہانگیر مسکرا دیا۔

''اللہ کا کرم ہے چچا جان، سب ٹھیک ہے۔'' جہانگیر کو اتنی تو خبر ہو گئی تھی کہ وہ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔ کسی خاص بابت بات کے لیے اسے بلوایا تھا۔

''اور سناؤ باقی سب کیسا ہے، کیا ارادے ہیں آگے؟'' کرم دین چاچا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح بات

شروع کریں اس لیے ایک ہی بات کو گھما پھیرا کر کر رہے تھے۔

"سب خیریت ہے چاچا جان، ابھی تو صرف کاروباری مصروفیات زیادہ ہیں اور فی الحال کچھ اور کرنے کی فرصت نہیں۔" وہ سر جھکا گیا۔ کرم دین چاچا نے سر ہلایا کچھ دیر خاموش رہے اور پھر بولے۔

"شادی کے متعلق کیا سوچا ہے تم نے، میرا مطلب ہے کوئی اچھی لڑکی نظر میں ہے...... کسی کو پسند کرتے ہو تو ہمیں بتاؤ ہم تمہارے بزرگ ہونے کی حیثیت سے تمام معاملات سنبھال لیں گے۔ دراصل ایسے فرائض اور معاملات وقت پر نمٹ جائیں تو مناسب ہے، کیا خیال ہے؟" آخرکار انہوں نے پوچھا اور جہانگیر سر جھکائے بیٹھا رہا۔

"آپ درست فرما رہے ہیں چاچا جان، آپ کی رائے سے متفق ہوں مگر...... دراصل ایسا کوئی سلسلہ نہیں ہے، کسی کو پسند بھی نہیں کرتے۔ شادی کے متعلق یوں بھی نہیں سوچا کہ یہ بڑی ذمہ داری ہے اور میری تمام توجہ صرف کاروبار پر ہے۔" جہانگیر نے سہولت سے کہا تو کرم دین نے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے مگر......" وہ کہتے ہوئے خاموش ہوئے۔ جہانگیر بھی خاموش رہا اور پھر جیسے کرم دین چاچا نے مدعا کہنے کی ٹھان لی اور جہانگیر کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔

"میاں یہ چیزیں تو چلتی ہی رہتی ہیں، کاروباری معاملات کہاں رکتے ہیں، دراصل میرا ارادہ تھا کہ میں آیت کے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں، تم ایک نیک اور دین دار نوجوان ہو، مجھے پسند بھی ہو اور میں اپنی بیٹی کا ہاتھ کسی ایسے ہی لڑکے کے ہاتھ میں دینا چاہتا ہوں مگر اس کے لیے تمہاری مرضی معلوم کرنا بھی ضروری ہے۔" کرم دین چاچا نے کہا۔ جہانگیر فوری طور پر کوئی جواب نہ دے پایا۔

جس راستے پر وہ گامزن تھا اس پر منزل نہیں تھی اور نہ اس بات کی کوئی امید تھی کہ کوئی معجزہ ہوگا وہ جانتا تھا۔ وہ ایسے خواب دیکھ رہا تھا جس کی کوئی تعبیر وقت بھی اسے نہیں دے سکتا تھا اور وہ خوش فہم بھی نہ تھا۔

"میں آپ کو سوچ کر جواب دوں گا چاچا جان۔" کہہ کر وہ فوری طور پر اٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکل گیا۔

کرم دین نے اسے عجیب کشمکش میں مبتلا کر دیا تھا ان کی نظر میں وہ ایک بہترین انتخاب تھا۔ وہ جو خود سے وابستہ رشتوں کو پیچھے چھوڑ آیا تھا اپنی ذمہ داریوں کو نظر انداز کر کے اس نے جو ایک راہ منتخب کی تھی اس کے بعد وہ ذہنی انتشار میں گھیر گیا تھا۔ مگر وہ یہ بات کرم دین چاچا سے واضح طور پر نہ کہہ سکا۔ ایک لمحے کو آیت کا چہرہ نگاہ میں آیا۔ بلاشبہ وہ ایک خوب صورت اور ذہین لڑکی تھی اور کوئی بھی انسان اس کو اپنا ہم سفر بنانا چاہتا مگر وہ شاید اس کی طرف رجحان رکھتی تھی اور کرم دین چاچا کو بھی وہ معقول ترین انسان لگا تھا مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتا جو بھی کسی راہ پر نہ چل پایا تھا؟ اور بالفرض وہ اس رشتے کے لیے متفق ہو بھی جاتا تو کیا وہ آیت کو وہ سب دے سکتا تھا جس کی تمنا وہ رکھتی تھی؟ یا جس کی مستحق وہ تھی؟ وہ خود کو ایک بٹا ہوا انسان تصور کرتا تھا۔ جو محبت تو کرتا تھا پر ایک ایسی لڑکی سے جو کسی اور کے نکاح میں تھی اور دین اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ وہ اس کے متعلق سوچے بھی پر دل کا کیا کرتا جو اجنبی راہ کا مسافر بن گیا تھا۔

●......●......●......●

افسوں گری کے شہر میں کھڑا ہوں ششدر
متذبذب، پراگندہ، تتر بتر، متفکر
زمانہ حال میں رہ لوں کہ کوچ کر جاؤں؟
مبہوت ہوں

انتباہ
ماہنامہ آنچل کراچی
ماہنامہ نئے افق کراچی
ماہنامہ حجاب کراچی
ان تمام ویب سائٹس، بلاگ کے مالکان اور سوشل میڈیا پر گروپس و پیجز کے مالکان و
ایڈمنز کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دس دن کے اندر اندر آنچل وحجاب اور نئے افق کی تمام
تحاریر اپنے ویب سائٹس، پیجز اور گروپس سے ہٹالیں ورنہ ادارہ نئے افق گروپ آف
پبلی کیشنز ان تمام گروپس اور ویب سائٹس، پیجز کے لیے قانونی چارہ جوئی کرنے کا نا
صرف حق رکھتا ہے بلکہ مطلوبہ نوٹس کے بعد ان ویب سائٹس کے خلاف دی گئی مدت
کے بعد ایف آئی اے، سائبر کرائم اور کاپی رائٹس کے تحت کسی بھی قسم کی کارروائی کی
جاسکتی ہے جس کے لیے ادارہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔
جن ویب سائٹس کو پیشگی اجازت دی گئی تھی ان سے التماس ہے کہ وہ فوری ادارے
سے رابطہ کریں تاکہ نئے قواعد وضوابط سے آگاہی حاصل کرسکیں۔
81 فیبر بیرکس ہاکی اسٹیڈیم کراچی
رابطہ:03008264242

حواس باختہ، بھونچکا

سراسیمہ
رہوں مخبوط الحواس
یا کوچ کر جاؤں؟
رگھوں باندھ کر زمانے یا چھوڑ دوں آزاد؟
چاہا آئینہ بھی ڈھنگ کسی لاگ ہے یہ؟
کوئی سرگشتہ محبت ہے اور ہے کچھ؟

وقار الحق نے گاڑی چلاتے ہوئے ایک نگاہ فاطمہ بی بی پر ڈالی، جو چپ چاپ بیٹھی جانے کن سوچوں میں گم تھیں۔ ان کا انداز کھویا کھویا تھا۔ جانے کن خیالوں میں گم تھیں انہیں کیا سوچیں پریشان کر رہی تھیں، کیا سوچتی رہتی تھی وہ؟ کس طرح کے وہم انہیں ستاتے تھے، کون سے سوال ان کے دل و دماغ میں اٹھتے اور ان کی راہ کو مسدود کر دیتے تھے، وہ ایک ساتھ ہو کر بھی ساتھ کیوں نہ تھے، اس طرح جدا جدا کیوں تھے؟ ان سوالوں کے جوابات ڈھونڈنا مشکل تھا جب کہ وہ کچھ کہنے کو بھی تیار نہ تھیں مگر وقار الحق کو لگتا تھا ان فاصلوں کی وجہ جنت بی بی ہیں۔ وہ جنت بی بی جو ان کے درمیان فاصلوں کو ہمیشہ بڑھاتی رہی تھیں۔ جنت بی بی کو ان دونوں کی قربت اور ساتھ گوارا نہ تھا۔ وہ جو ان کی حاسد تھیں اور ہر اس لمحے سے نفرت کرتی تھیں جو ان کو قریب کرتا تھا جنت بی بی کو جب بھی موقع ملا تھا انہوں نے فصیلیں اٹھائیں اور بڑھائیں تھیں اور اب جب وہ ان سے اس درجہ فاصلے پر آ گئے تھے تو علم ہوا تھا وہ بھی آس پاس تھیں۔ کیا اب پھر کسی سازش نے سر اٹھانا تھا، اب پھر کسی محاذ سے کھیلنا تھا؟ وقار الحق جانتے تھے کہ فاطمہ بی بی نے جب سے جنت بی بی کی موجودگی کا سنا تھا وہ خاموش ہو گئی تھیں مگر کیا وہ وقار الحق پر اس معاملے میں اعتبار نہ کرتی تھیں؟ کیا ان کو ڈر تھا کہ وقار الحق پھر دور ہو جائیں گے۔

وقار الحق اس سلسلے میں بات کرنا چاہتے تھے مگر کوئی سازگار لمحہ ہاتھ نہ آ رہا تھا اور اب جبکہ وہ ان کے ہمراہ تھے اب بھی ایک دوری درمیان میں حائل تھی۔

''فاطمہ.....'' وقار الحق نے پکارا مگر فاطمہ بی بی خود میں بے حد کھوئی رہی۔ وقار الحق نے ان کو خوشی سے دیکھا۔ یہ وہ لڑکی تھی جس نے اپنے حسن کو گہنا دیا تھا فقط وقار الحق کی محبت کے لیے، اس کے لیے خود کو سنبھال کر رکھنے کے لیے، وہ اپنے خوب صورت چہرے کو گنوا بیٹھی تھیں تو اب کیا یہ ڈر بھی زور پکڑ گیا تھا کہ وقار الحق ان کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے؟ وقار الحق نے گہری سانس خارج کی اور آہستگی سے فاطمہ بی بی کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تو فاطمہ بی بی نے چونک کر دیکھا۔ وقار الحق ونڈ اسکرین کی طرف متوجہ تھے۔

''آپ نے کچھ کہا؟'' فاطمہ بی بی نے ان کی سمت دیکھتے ہوئے پوچھا تو وقار الحق نے نفی میں سر ہلایا۔

''کچھ کہا نہیں لیکن ہم آپ سے بات ضرور کرنا چاہتے تھے۔''

''کہیے.....ہم سن رہے ہیں۔'' فاطمہ بی بی نے کہا۔

''فاطمہ آپ اس درجہ خاموش کیوں ہیں؟'' وقار الحق نے دریافت کیا۔

''نہیں.....ہم خاموش نہیں ہیں۔'' فاطمہ بی بی نے سر ہلایا۔

''دراصل ہم سوچ رہے تھے موسم بدل رہا ہے تو دادی جان کے لیے کچھ شال خرید لیں۔ وہ خود اپنے بارے میں نہیں سوچیں گی اور آپ کے پاس بھی نئے گرم کپڑے ہونا ضروری ہے۔'' انہوں نے بات بنائی۔

"درست سوچا آپ نے، نئے موسم کے حوالے سے خریداری تو ضروری ہے، اچھا یاد دلایا آپ نے ہم بھی آپ کے لیے نئے کپڑے خریدنا چاہیں گے آپ کو شال زیادہ پسند ہے یا جرسی؟" وقارالحق نے بات کرنے کا بہانہ تلاشا۔

"ہمارے پاس کئی شال اور سوئٹر ہیں آپ رہنے دیجیے۔" فاطمہ بی بی نے کہا تو وقارالحق خاموش رہے۔

"فاطمہ آپ ہماری زوجہ محترمہ ہیں، کچھ بھی کہنے کا حق رکھتی ہیں، آپ کو اس کے لیے کسی اجازت نامے کی ضرورت نہیں۔" قدرے توقف کے بعد وہ بولے۔

"جانتے ہیں ہم۔" فاطمہ بی بی متفق ہوئیں۔ "لیکن گرم کپڑوں کی خریداری فی الحال غیر ضروری ہوگی اور ہم......" انہوں نے مزید وضاحت دینا ضروری نہیں سمجھا۔

"ہم محض کپڑوں کی خریداری کی بات نہیں کررہے فاطمہ۔" ان کے کہنے پر فاطمہ بی بی چونکتے ہوئے انہیں دیکھنے لگیں۔

"فاطمہ کیا میاں بیوی میں ایسی باتوں کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہوسکتی، آپ کو کیا بات ستاتی ہے فاطمہ؟ کس بات نے آپ کو اس درجہ خاموش کردیا ہے، کیا اب ہم میں اس قدر فاصلے ہیں کہ آپ اپنے دل کی بات بھی ہم سے نہیں کہہ سکتیں؟" وقارالحق نے کہا تو فاطمہ بی بی نے خاموشی سے نفی میں سر ہلادیا۔

"ہم نے ایسا نہیں کہا وقار، ایسی کوئی بات نہیں۔" فاطمہ انکاری ہوئیں مگر ان کو خود یہ جواب مناسب نہ لگا تب ہی مدہم لہجے میں گویا ہوئیں۔

"ہم عام ازدواجی زندگی نہیں جی رہے وقار، ہمارے درمیان جو دوریاں آگئی ہیں ان سے آپ بھی واقف ہیں اور ان دوریوں کی وجہ جو بھی رہی ہو پر یہ اتنی آسانی سے ختم نہیں ہوسکتیں۔" فاطمہ بی بی نے سرسری لہجے میں کہا، وقارالحق نے جواباً کچھ نہ کہا تب ہی فاطمہ بی بی گویا ہوئیں۔

"آپ کسی خاص حوالے سے بات کرنا چاہ رہے تھے؟"

"کیا آپ کو جنت بی بی کے ذکر نے پریشان کردیا ہے؟" آخرکار وقارالحق نے کہہ دیا، وقارالحق نے براہ راست بات کرنے کی اس لیے ٹھانی تھی کہ کوئی پس و پیش سے کام نہ لے مگر فاطمہ بی بی جیسے اس کے متعلق کوئی بات کرنا نہیں چاہتی تھیں تب ہی خاموش رہیں۔

"فاطمہ اس خاموشی کی وجہ کیا ہے؟"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے وقار، ہم جانتے ہیں وہ آپ کے نکاح میں ہیں ان سے ملنا کوئی ایسی بات نہیں جو ہماری پریشانی کا باعث بنے۔ ہم چاہیں بھی تو آپ کو ان سے ملاقات سے نہیں روک سکتے، آپ سر راہ اتفاق کیا دانستہ بھی ان سے ملاقات کرسکتے ہیں، اور کیا ہم آپ کو روک پائیں گے؟" ان کے لہجے کی جلن اور کڑواہٹ صاف محسوس کی جاسکتی تھی سو انہوں نے دل کی بات کہہ دی، وقارالحق نے گہری سانس خارج کی۔

"بہرحال ہم ان سے ملاقات کا ارادہ نہیں رکھتے اور دانستہ ملاقات کا کوئی ارادہ بھی نہیں۔ آپ چاہتی ہیں کہ ہم ان سے باضابطہ ملاقات کا ارادہ باندھیں؟"

"آپ کو ہماری مرضی اہم کیوں لگتی ہے؟"

"کیا آپ کی مرضی اہم نہیں؟ یا آپ کو لگتا ہے کہ آپ کی مرضی کو ہم اہمیت نہیں دیتے؟"

"ہم نے ایسا تو کچھ نہیں کہا۔"

"تو پھر آپ نے ایسا کیوں کہا؟" فاطمہ بی بی خاموش رہیں۔

"فاطمہ ہمارا بات کرنا ضروری ہے آپ کو نہیں لگتا کہ آپ ہمیں نظر انداز کر رہی ہیں۔"
"نہیں، ہم نے نظر انداز نہیں کیا مگر آپ کے سوالوں کے جواب نہیں ڈھونڈ پا رہے ہم؟" فاطمہ بی بی الجھن میں مبتلا دکھائی دیں۔
"فاطمہ بے وجہ باتوں کو طول دینے یا نظر انداز کرنے سے کیا حاصل ہوگا، کیا ہم یہ سمجھیں کہ آپ ہم سے بات کرنا ضروری نہیں سمجھتیں؟" وقار الحق پرسکون انداز میں گویا ہوئے اور فاطمہ بی بی جوان لمحوں اور سوالات سے فرار چاہتی تھیں جیسے ایک لمحے کی گرفت میں آ گئیں ان کی خاموشی بے معنی نہ تھی۔ وقار الحق نے انہیں بغور دیکھا۔
"آپ کیا چاہتی ہیں فاطمہ ناظم الدین؟" وقار الحق نے براہ راست پوچھا۔
"ہم کیا چاہتے ہیں؟" وہ جیسے خودکلامی میں بولیں۔
"ہم کچھ نہیں چاہتے وقار الحق، آپ کیوں بضد ہیں؟ ہماری مرضی ایسی اہمیت کی حامل نہیں۔" ان کو اپنا آپ انتہائی غیر ضروری لگا اور وقار الحق مزید کچھ نہ بول سکے گاڑی کے ماحول میں خاموشی چھا گئی تھی۔

❁.......❁.......❁.......❁

آیت کو علم ہوا کہ ابا نے رشتے کی بات خود کی ہے تو وہ خاصی شرمندہ ہوئیں، اسے ابا جان کا یہ اقدام مناسب نہ لگا، لڑکی کے والدین کی طرف سے رشتے کی بات کرنا اسے کسی قدر شرمندہ کر گیا۔ اگر جہانگیر کے دل میں ایسی کوئی بات تھی تو اس کو خود خواہش کا اظہار کرنا چاہیے تھا اور جب وہ اس معاملے سے لاتعلق تھے تو ابا جان کو بات نہیں کرنا چاہیے تھی مگر وہ اب ابا جان سے اس موضوع پر کھل کر بات نہیں کر سکتی تھی مگر اس نے جہانگیر سے بات کرنے کی ٹھان لی تھی۔
"جہانگیر، ابا نے آپ سے جو بھی بات کی ہے آپ اس کے متعلق کوئی غور و خوض نہ کریں آپ ابا کو صاف مطلع کر دیں۔ آپ کاروبار میں مصروف ہیں اور فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔" جہانگیر چونکا۔
"آپ کہیں اور ارادہ رکھتی ہیں کیا؟" ان کا سوال آیت کو ساکت کر گیا۔
"نن..... نہیں..... ایسی بات نہیں مگر ہم ابا جان کے....." وہ کچھ بولتے بولتے رہ گئیں۔
"آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟" جہانگیر نے ان کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا مگر آیت نے سر نفی میں ہلا دیا اور کمرے سے باہر نکلنے کو تھی جب جہانگیر بولا۔
"آپ کی بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی آیت، آپ ہم سے اس رشتے کے لیے انکار کیوں چاہتی ہیں اگر آپ کی مرضی کہیں اور نہیں تو؟" اور آیت کو اگرچہ کھل کر بات کرنا نہیں تھی مگر اس لمحے اس بات کی وضاحت ضروری تھی تب ہی وہ پلٹ کر بولی۔
"جہانگیر ابا جان نے آپ سے بذات خود رشتے کی بات کی ہے اور ہمیں یہ بات مناسب نہیں لگی، آپ جانتے ہیں کہ ہم کیوں چاہ رہے ہیں آپ انکار کر دیں؟ آپ بھی اس بات کے متعلق بخوبی جانتے ہیں۔" اس نے کہا۔ جہانگیر پرسوچ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔
"گویا آپ کی نسوانی انا پر ضرب لگی ہے اگر آپ کے والد کی طرف سے رشتے کی بات ہوئی ہے؟" جہانگیر نے کہا۔
"ہاں یہ بھی اور ہم جانتے ہیں کہ آپ ایسا کچھ نہیں چاہتے۔ آپ بھی تو اپنے دل کے معاملات سے اچھی طرح واقف ہیں ناں؟ آپ بھی تو جانتے ہیں کہ آپ اس رشتے کو دل سے کبھی قبول نہیں کر پائیں گے اور اس رشتے پر ہی کیا

موقوف آپ تو شاید کسی بھی رشتے کو دل سے قبول نہیں کرسکیں گے ناں، کیا ہم غلط کہہ رہے ہیں؟" آیت نے اچھی وضاحت اور ذہانت سے گویا جہانگیر کو ششدر کردیا تھا۔

"دل اگر اختیار میں نہ ہو تو زبردستی کسی بھی رشتے کے لیے جائز نہیں، آپ اس متعلق زیادہ مت سوچیں۔" آیت نے اسے لاجواب کردیا گویا وہ اس راز سے واقف تھی جو ان کے دل میں چھپا تھا۔

"آپ انکار کردیجیے ابا جان کو بالکل برا نہیں لگے گا وہ مزید آنے والے رشتوں کے متعلق سنجیدگی سے غور کرپائیں گے۔" یہ بات کہتے گویا اس نے اپنے دل کو اپنے ہی پیروں تلے روند دیا تھا۔

"آپ جتانا چاہتی ہیں کہ اگر میں اس قطار سے نکل بھی جاؤں تو کوئی فرق نہیں پڑتا؟" آیت نے شانے اچکا دیے۔

"آپ کی عزت بہت اہم ہے آیت، لڑکیوں میں ایسی خود اعتمادی کی ضرورت ہے، میں سمجھتا ہوں آپ کے جذبات کو، ہم نے ان سے سوچنے کا وقت لیا تھا۔ ہم بہت سے اہم پہلوؤں پر غور کرنا چاہتے تھے آپ اس کے متعلق سوچ کر شرمندہ نہ ہوں۔ کرم دین چاچا نے کچھ غلط نہیں کہا بلکہ میرے لیے یہ باعث اعزاز ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دینے کے متعلق سوچا، آپ ایک پڑھی لکھی اور باشعور لڑکی ہیں اور ایسی لڑکی کسی بھی مرد کی زندگی سنوار سکتی ہے۔" جہانگیر نے کہا تو آیت نے خاموشی سے دیکھا پھر مدہم آواز میں بولی۔

"خود پر جبر ممکن نہیں جہانگیر، آپ تردد مت کیجیے یہ سب رسمی باتیں ہیں اور ان رسمی باتوں کی اہمیت نہیں، آپ جو چاہتے ہیں وہ کریں، جو دل کی راہ ہے وہ اہم ہے، آپ اپنے دل کی آواز سنیے باقی سب نظر انداز کردیجیے۔" آیت نے کہا اور باہر نکل گئی۔ جہانگیر خاموش بیٹھا رہ گیا تھا۔

---

اکرام الحق نے چائے کی پیالی جنت بی بی کی طرف بڑھائی اور ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولے۔

"دنیا بہت مختلف ہے جنت بی بی، آپ کو دنیا میں رہنا ہے۔" انہوں نے جنت بی بی کو احساس دلایا مگر وہ خاموش رہیں۔ جنت بی بی کو ہر سمت تاریکی نظر آرہی تھی۔

"اپنی آنکھیں بند کیجیے جنت اور دیکھیں آپ کی بند آنکھوں کے پیچھے کیا ہے۔" اکرام الحق نے کہا مگر جنت بی بی انتہائی خوف زدہ دکھائی دیں، آنکھ نہ جھپک سکی۔ آنکھیں بند کرنا تو دور کی بات تھی، اکرام الحق ان کا خوف جان گئے تب ہی بولے۔

"جنت، خوف زدہ نہ ہوں اور آنکھیں میچیں۔"

"ہم خوف زدہ نہیں ہیں مگر ہم ایسی باتوں پر یقین نہیں رکھتے۔"

"یہ خالی نہیں۔"

"جب کھلی آنکھ سے کچھ دکھائی نہیں دیتا تو بند آنکھوں سے کیا دکھائی دے گا؟" وہ طنز سے مسکرائی اکرام الحق خاموشی سے دیکھتے رہے۔

"جو شے دکھائی نہ دے وہ مفروضہ ہرگز نہیں ہوتی جنت بی بی۔"

"مگر ہر بات پر آنکھ بند کرکے یقین کرنا بھی نقصان کا باعث ہوسکتا ہے۔"

"آپ کے اندر کا خوف ہے بس اور جب تک یہ خوف ختم نہیں ہوگا آپ آگے نہیں بڑھ پائیں گی۔" اکرام الحق نے جتایا۔

"یہ خوف بے معنی ہے اکرام الحق۔"
"آپ کو اس کا ادراک کیونکر ہوگا؟"
"ہمیں اس کا ادراک ہے ڈاکٹر صاحب۔"
"آپ بس بلاوجہ کا خوف اپنے اندر بسائے بیٹھی ہیں۔"
"یہ بلاوجہ کا خوف نہیں۔"
"آپ ایک ڈر میں عمر تمام کر دینا چاہتی ہیں۔"
"اکرام یہ بات خوب کہی آپ نے۔" وہ استہزائیہ ہنسی۔
"آپ کو اپنی سوچ بدلنے کی ضرورت ہے۔ وہ زندگی جس سے آپ بھاگ رہی ہیں، روشنی کی واضح لکیر ہے مگر آپ دیکھنا نہیں چاہتی اور بھاگتے رہنا چاہتی ہیں۔ یہ آپ کے اندر کا خوف ہے۔" اکرام الحق نے کہا تو جنت بی بی مسکرا دیں۔
"اکرام الحق ہم نے زندگی کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ ہم آپ کو کیا بتائیں، ہم نے جیا ہے ان زمانوں کو جن میں روشنی کی کوئی لکیر دکھائی نہیں دیتی۔" وہ مایوس دکھائی دیں۔
"یہ آپ کے خدشات ہیں اور بس۔" اکرام الحق بضد ہوئے مگر جنت بی بی نے سر نفی میں ہلا دیا۔
"اکرام الحق زندگی کو جس رخ سے ہم نے دیکھا وہاں ویرانی کے سوا کچھ نہ تھا۔ ایک سکوت تھا اور اس سکوت سے آگے کچھ نہ تھا۔" جنت بی بی بولیں تب ہی اکرام الحق نے آہستگی سے اپنا ہاتھ جنت بی بی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔
"جنت، ہم آپ کو تاریکی میں دیکھنا نہیں چاہتے۔ ایک نئی زندگی دینا چاہتے ہیں، ایک نئے راستے پر آپ کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں۔" اکرام الحق نے کہا۔ جنت بی بی خاموشی سے دیکھتی رہیں وہ اٹھے اور باہر چلے گئے۔
■ عجیب کشمکش میں تھیں، بے بسی کی عجیب صورت حال سے اکیلے نبرد آزما تھیں، شاید وہ خود ساختہ قید میں رہنے کو ترجیح دے رہی تھیں یا پھر اپنے لیے ایک سزا تجویز کر کے خود کو اذیت دے رہی تھیں۔
"ہم روشنی کے وجود پر یقین کیا کریں ڈاکٹر صاحب، ہم نے اندھیروں سے آگے کچھ دیکھا ہی نہیں، ہم تو اتنا بھی نہیں جانتے کہ آپ کن روشنیوں کی بات کرتے ہیں، ہم اندھیروں میں قید رہنے کے عادی ہو گئے ہیں اور اس سے آگے کی کوئی زندگی نہیں۔ کوئی کتنی بار جیتا ہے، ایک بار جی لیا ہم نے، دیکھ لیا زندگی کو اور زندگی کی رونق کو، اس روشنی نے ہمیں کچھ نہیں دیا سوائے فنا کے، ہم نے فنا کو دیکھا اور جو جی رہے ہیں وہ فنا کے بعد کی زندگی ہے اور کیا جئیں اور کیا دیکھیں؟" ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے اور تمام منظر دھندلا گیا۔
"ہم نے جی لیا ہے اسے جس زندگی کی بات آپ کرتے ہیں، اس کو پیچھے چھوڑ آئے ہیں ہم اور اس سے آگے اور پیچھے بس تاریکی ہے، کوئی روشنی کی لکیر نہیں ہے۔ محبت ایک بار ہوتی ہے...... ہم کر چکے...... جی چکے...... مر بھی گئے اور مرنے کے بعد کی کیا زندہ ہوتی ہے؟ اب کس روشنی کو تلاشیں، کس روشنی کو جئیں، کس منظر میں زندگی ڈھونڈیں اس سے آگے کچھ نہیں ہے۔ ہماری محبت...... زندگی...... جینے کی امنگ بس ایک شخص تھا نواب زادہ وقار الحق...... محبت نہیں رہی...... زندگی بھی نہیں رہی، سب ختم پھر کس زندگی کی بات کرتے ہیں آپ؟"

❋ ❋ ❋ ❋

"رضائیاں نکال کر چھت پر ڈلوا دی ہیں یوں تو سب نئی تھیں مگر موسم کی دھوپ لگنا ضروری ہے۔ اماں کہا کرتی تھیں گرم کپڑوں کو نئے موسم کی دھوپ نہ لگے تو گویا ان میں حرارت ہی نہیں دوڑتی، اب اماں سے کوئی پوچھے گرم

کپڑوں کو بھی کس حرارت کی ضرورت ہوتی ہے؟ گرم کپڑوں کو کیا خبر کہ دھوپ کس چڑیا کا نام ہے؟" ہاجرہ اماں نے کہا تو تاج بیگم مسکرادیں۔

"کیا خوب کہی ہاجرہ، اب بھلا سورج کی بھی چار آنکھیں ہیں جو آپ کی رضائیوں کو دیکھے اور ان میں حرارت بھرے گا؟ آپ کی اماں اس خیال سے کہتی تھیں کہ سال بھر کے گرم کپڑے حرارت کی ضرورت رکھتے ہیں، مومن میاں کہتے

کوئی اطراف کی سردی سے گرم شور و غوغا ہوں
کہ سینکو چارہ بالضد مکرر آزمایا ہے"

ہاجرہ اماں مسکرادیں۔

"بجا فرماتی ہیں۔"

"سوچ رہی ہوں آج کھوئے کے پیڑے بناؤں، وقار میاں کو بہت پسند ہیں، بہت دن ہوئے ان کی پسند کا میٹھا نہیں پکایا، میرے بچے کو میرے ہاتھ کا میٹھا بہت پسند ہے۔ آپ کو کچھ خاص پکوانا ہو تو بتا دیجیے۔" ہاجرہ اماں نے کہا تو تاج بیگم نے سر نفی میں ہلایا۔

"اب اس عمر میں کیا کھائیں گے بی بی، دال دلیہ مل جائے، بہت ہے، اپنی صحت کا خیال خود رکھنا پڑتا ہے اب اس عمر میں منہ کے ذائقے کو چسکہ لو تو بہت ہے مگر زیادہ کھالو تو معدے کو جھیلنا پڑے گا اور پھر تکلیف پورے جسم کو ہوگی، عقل سے دامن چھڑانا مصیبت کو آواز دینے کے مترادف ہے۔" تاج بیگم نے کہا۔

"بجا فرماتی ہیں آپ۔" ہاجرہ بیگم نے اتفاق کیا۔
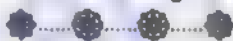
وقار الحق نے تقریب میں جانے کے لیے فاطمہ بی بی کو تیار ہونے کو کہا تھا، وہ جب کمرے میں آئے تو فاطمہ کو دیکھ کر ساکت رہ گئے۔ وہ عرصہ بعد اتنے اہتمام سے تیار ہوئی تھیں۔ طویل عرصہ بعد وہ پہلے والی فاطمہ دکھائی دی۔ وقار الحق کی نظریں ان کے چہرے کا طواف کرتی رہیں، وہ نادانستہ ان کے قریب آگئے۔

سیاہ لباس میں وہ کوئی اپسرا لگ رہی تھیں، عارض پر لانبی اٹھتی جھکتی پلکیں جیسے وقار الحق کی توجہ ہٹنے نہ دے رہی تھیں۔ وقار الحق کی محویت دیکھ کر فاطمہ بی بی جھجکیں۔

"ہم...... ہم تیار ہیں۔" جھکی پلکوں کے ساتھ مختصر کہا۔ وقار الحق ان سنی کر کے قریب رکھا ہار اٹھا کر ان کے گلے میں پہنانے لگے۔ فاطمہ بی بی خود کو آئینے میں کن کترائی نظروں سے دیکھنے لگی اور نظریں اپنے عکس سے زیادہ وقار الحق کے عکس پر لگی رہیں۔ اسے براہ راست نگاہ بھر کے دیکھنے کی ہمت جیسے ناپید تھی۔ وقار الحق نے ہار پہناتے ہوئے ایک نگاہ آئینے میں فاطمہ بی بی کے عکس کو دیکھا ان کو خود کی سمت تکتے پایا آئینے میں نگاہ سے نگاہ ملنے کا منظر دلچسپ تھا۔ فاطمہ بی بی جھینپ کر نگاہ جھکا گئی۔

"ہم...... ہم...... کنگن...... پہننا بھول گئے، ہاجرہ اماں نے کہا تھا انہوں نے ہماری دادی ساس کے کنگن آج کی تقریب کے حوالے سے نکالے ہیں۔ ہم دیکھنے کو متجسس ہیں کہ وہ کنگن کیسے دکھتے ہیں۔" فاطمہ بی بی نے ان سے نگاہ ملائے بنا کہا۔ وقار الحق نے سر ہلا دیا۔ فاطمہ بی بی تیزی سے باہر نکل گئیں اور وقار الحق گہری سانس لے کر رہ گئے تھے۔

جہانگیر سوٹ بوٹ پہنے تیار کھڑا تھا۔ آیت اسے دیکھ کر حیران ہوئی۔
"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں آپ؟"
"نہیں ایسی بات نہیں۔"
"ہم تقریب میں جارہے ہیں۔"
"کوئی خاص تقریب ہے کیا؟"
"نہیں ایسی کچھ خاص بھی نہیں کاروباری تقریب ہے مگر تمام لوگ اپنے کنبے کے ہمراہ مدعو ہیں۔" جہانگیر نے آگاہ کیا۔
"اوہ...... آپ ضرور کسی کے منتظر ہوں گے؟" آیت کی زبان سے پھسل گیا پھر لب بھینچ کر جہانگیر کو دیکھنے لگی۔
جہانگیر کچھ نہیں بولا اور ٹائی کی ناٹ درست کرنے لگا۔
"کوئی اچھی خوشبو لگا لیجیے جو توجہ اپنی طرف مبذول کرائے۔" انداز میں ایک خاص طنز تھا مگر جہانگیر نے کوئی جواب نہ دیا اور پرفیوم کی بوتل اٹھا کر خود پر چھڑکاؤ کرنے لگا۔ آیت خاموشی سے اس کی پشت کو تکنے لگی۔ آیت کو وہاں رکنا نامناسب لگا سو خاموشی سے پلٹی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ جہانگیر نے میز پر رکھی چائے کی پیالی کو دیکھا جسے آیت اس کے لیے بنا کر لائی تھی مگر غالباً اسے خبر نہیں تھی کہ جہانگیر باہر جانے کے لیے تیار ہو رہا ہے۔ وگرنہ شاید وہ اس کے لیے چائے نہ بناتی۔
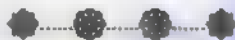
عشق نے خاک میں ملا دیا آخر
ایک دل جو پہلو میں شور کرتا تھا
یار تیغ بکف
تیغ کشیدہ کف
ہم کشتگان عشق
سینہ چاک و دل پژمردہ
حسرت ہجراں نفس
عشق کے خیال
مضطرب حال آشفتہ و حیراں
تقریب میں ہجوم تھا مگر جہانگیر کی نگاہ ایک چہرے کو ڈھونڈ رہی تھی۔ وہ چہرہ جو باقی چہروں سے نمایاں اور خاص تھا۔
ہم کشتگان عشق
سینہ چاک و دل پژمردہ
حسرت ہجراں نفس
عشق کے خیال
مضطرب حال آشفتہ و حیراں
ہم کہ کیف عشق میں مبتلا
ہم کہ کیف عشق میں مجبور

کسی اور کی ہمقدم
کسی اور کی ہمسفر
کسی اور کے عشق میں مبتلا
کسی اور کے ہمراہ چلتے قدم
اس کی دنیا اور تھی اس کا ہمسفر کوئی اور تھا اس کی منزل اور تھی اور وہ
ہم کہ کیف عشق میں مبتلا
ہم کہ کیف عشق میں مجبور
دست تاسف ملتے بہ یک دگر
آرام رسان جان رنجور
تیرے عشق میں چور...... مسرور
چاند کے تمنائی
یار تیغ بکف
چاند کے تمنائی

وقار الحق قریب سے گزرتے رکے، جہانگیر کو مجبوراً ہاتھ آگے بڑھانا پڑا، وقار الحق نے بھی مسکراتے ہوئے ہاتھ ملایا۔ جہانگیر کی نگاہ اس کے چہرے کو دیکھنے کی جرأت نہ کر سکی۔

چاند کے تمنائی
چاند کے تمنائی

دل جیسے سر پٹخنے لگا۔ جہانگیر نگاہ جھکائے کھڑا رہا۔ وقار الحق اپنے ہم سفر کے ہمراہ آگے بڑھ گئے تھے۔ وہ کسی اور آسمان کا چاند تھا اور وہ کیا تھا وہ خود نہیں جانتا تھا۔ جہانگیر نے جان بوجھ کر پشت پھیری اور کسی دوست کی بات پر متوجہ ہو کر مسکرانے لگا۔

یار کشیدہ کف
نصف شب کے جاگے ہوئے
رشتہ یول میں گرہ لگائے

اور وہ گرہ جو لگنا ممکن ہی نہ تھا گرہ بھی وہاں لگتی ہے جہاں ضرورت ہوتی ہے سرے سے سرا ملتا ہے پر یہاں تو سرا ہی نہیں مل رہا تھا۔ وہ لاعلم نہ تھا مگر اس بار دل کی ویرانی بڑھتی گئی تھی۔ جہانگیر نے ایک نگاہ پلٹ کر اس روشن تابندہ چاند پر ڈالی، چاند اپنے جوبن کے ساتھ نمایاں تھا۔ ہمیشہ کی طرح مگر دوری بہت تھی اور یہ تفاوت کم ہونے والا بھی نہ تھا زمانے گزر جاتے مگر یہ فاصلے ختم ہونے میں نہ آئے۔ جہانگیر پلٹا اور تقریب سے نکل گیا تھا۔

❁.......❁.......❁.......❁
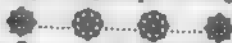
"بیٹی مجھے تیری زندگی کے متعلق پوچھنے کا کوئی حق نہیں مگر میں نے تجھے اپنی بخت بھری سمجھا ہے، تیری خوشی چاہتی ہوں میری بچی اگر میری بخت بھری ہوتی تو میں اس کے لیے بھی اس طرح سوچتی، اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی بہتری ہی ہوتی ہے۔ اس نے مجھے تجھ سے ملوایا۔ اگر تو نہ ہوتی تو میں زندگی کا کوئی جواز اپنے اندر محسوس نہ کرتی میری بات سمجھ رہی ہے ناں؟" خاتون نے مدہم لہجے میں کہا تو جنت بی بی نے سر ہلایا۔

"بخت بھری میری بچی، میں چاہتی ہوں تیرے ہاتھ پیلے ہوں، ایک ماں ہوں میں، تجھے اپنے گھر میں سکھی دیکھنے کا ارمان میرے دل میں بھی ہے جیسے اور مائیں فکر مند ہوتی ہیں میں بھی ہوں، مجھے اکرام الحق تیرے لیے بہت مناسب لگتے ہیں، ایک بار انہوں نے سرسری تذکرہ کیا تھا مگر میں زیادہ بات نہ کرسکی مگر وہ باضابطہ رشتہ بھجوانے کے خواہاں ہیں۔" خاتون نے کہا تو اس نے بنا کچھ کہے ان کی گود میں سر رکھ دیا۔ خاتون اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگیں، اس کے سر پر بوسہ لیا۔ جنت بی بی آنکھیں موند گئیں۔

"میری بچی۔" خاتون نے آہستگی سے پکارا۔

"اماں یہ خواب اچھے ہیں مگر ہمارا ان خوابوں سے کوئی واسطہ نہیں، وہ ہماری خواہش نہیں ہے اماں پر ہم......" تب ہی دروازے پر دستک ہوئی اور تھوڑی دیر میں ملازم اندر آیا۔

"کوئی وقار الحق صاحب آئے ہیں جنت بی بی سے ملنا چاہتے ہیں۔" ملازم نے آگاہ کیا۔ جنت بی بی چونک کر سیدھی ہوئی۔ خاتون نے ملنے کا اشارہ دیا۔ تب وہ باہر آئی۔ وقار الحق کو مقابل کھڑے دیکھ کر حیرت ضرور ہوئی مگر وہ اپنی حیرت کو ظاہر کرنا نہیں چاہتی تھیں سو سوالیہ نظروں سے ان کی سمت دیکھا، وقار الحق جو خاموش کھڑے تھے قدرے نرمی سے مسکرائے۔

"آپ یہاں؟" جنت بی بی نے دریافت کیا تو وقار الحق مسکرائے۔

"ہاں بس یہاں سے گزر رہا تھا تو سوچا آپ سے ملتا چلوں۔" بچھڑنے والے کو بہانے بھی ڈھنگ کے نہ سوجھے۔

"بیٹھنے کے لیے نہیں کہیں گی آپ؟" وقار الحق نے شکوہ کیا جنت بی بی نے باغیچے میں موجود کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔

"چلیے وہاں بیٹھتے ہیں۔" وقار الحق خاموشی سے ان کے ساتھ چلنے لگے۔

کیا یہ پرانی محبت کی کسک تھی یا کوئی دستک جو دل پر ہوئی تھی؟ جنت بی بی سمجھ نہ پائی مگر وقار الحق کی غیر متوقع آمد اسے حیران ضرور کر گئی تھی۔

"کیسی ہیں آپ؟" اور جنت بی بی نے رکھی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلا دیا۔

"یہ گمان زندگی میں کبھی نہ کیا تھا کہ اس طرح ملیں گے۔" بچھڑنے کے بعد ایک طویل عرصہ تک وہ ہجر کے شب و روز گزار رہی تھیں، تاریکیوں میں رہی، ویرانیوں کو سہا مگر ایک لمحے کو بھی گمان نہ تھا کہ کوئی ملاقات اس طرح میسر آئے گی۔ ایک شرعی رشتے کے موجود ہوتے ہوئے بھی ان کے درمیان کی دوریاں اور اجنبیت کمال تھی۔

"آپ کیسے ہیں؟" جنت بی بی نے رسماً پوچھا وقار الحق نے سر ہلا دیا۔

"آج یہاں کیسے؟" جنت بی بی نے دریافت کیا۔

"ہم آپ سے ملاقات کرنا چاہتے تھے مگر وقت نہیں مل رہا تھا۔ بہرحال......" وہ کہہ کر قدرے چند لمحوں کے لیے خاموش ہوئے۔

"جنت جو رشتہ ہمارے درمیان تھا وہ کب کا ختم ہو چکا ہے، ابھی تک ہم نے کسی کو اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔"

"کاش آپ کہتے کہ ہم آپ کے بنا جی نہیں سکتے، اب اپنے فیصلے پر پچھتا رہے ہیں۔" دل سے ایک آہ نکلی مگر وہ چپ سادھے بیٹھی رہیں۔

"ہم نے ایک طویل عرصہ ساتھ گزارہ ہے اور سب بہت اچھا بھی رہا، ہم نے آپ کی سنگت میں اچھے اور برے دونوں زمانے گزارے ہیں جنت بی بی۔" وقار الحق نے پوچھا تو وہ طنزاً مسکرادیں۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ محترم نواب زادہ وقار الحق اور اس وقت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔" وہ بولیں اور وقار الحق نے سر ہلا دیا۔

"ہم نہیں جانتے تھے آپ پاکستان تشریف لائیں گی کیونکہ آپ کانگریس کے ساتھ تھیں سو......" وقار الحق نے دانستہ بات کو ادھورا چھوڑ دیا تب ہی وہ بولیں۔

"ہم خود بھی نہیں جانتے تھے کہ ہم پاکستان آئیں گے مگر شاید قسمت میں یہ ہجرت لکھی تھی اور یہاں آکر احساس ہوا کہ ہمارا پاکستان آنے کا فیصلہ درست نہیں تھا کیونکہ آپ تو ہمیں چھوڑ آئے تھے پھر ہم کیونکر یہاں آئے اور کس کے لیے؟ خیر آپ کچھ فرما رہے تھے۔" جنت بی بی نے کہہ کر انہیں یاد دلایا کہ اپنی بات کو آگے بڑھائے اور وقار الحق نے سر ہلا دیا۔ مگر جیسے بات کرنے کو مناسب الفاظ نہ ملے۔ وہ کچھ دیر تک یوں ہی خاموش بیٹھے رہے۔ تب ہی جنت بی بی نے دریافت کیا۔

"آپ فاطمہ بی بی کے ساتھ خوش ہیں؟" غیر متوقع سوال تھا اور وقار الحق خاموش رہے۔ جنت بی بی ان کی خاموشی کو اپنا مطلب پہنا کر بولی۔

"ہم بھی اسی دنیا میں رہتے ہیں اور سب دیکھتے ہیں۔"

"زندگی میں کوئی بھی خوش نہیں ہے جنت بی بی زندگی ایسی ہی ہے۔"

"آپ اپنی زوجہ محترمہ کے ہمراہ ہیں؟"

"الحمدللہ۔"

"اور اس کے باوجود آپ خوش نہیں۔"

"نہیں ایسی بات نہیں۔"

"وقار آپ الجھ رہے ہیں۔"

"جانتے ہیں ہم۔"

"سو پھر؟"

"آپ کیا چاہتی ہیں؟"

"ہم جو چاہیں گے کیا آپ کر پائیں گے؟"

"نہیں یہ ممکن نہ ہوگا۔"

"اور آپ جانتے ہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں؟"

"نہیں ہم نہیں جانتے مگر......" اور جنت بی بی کھل کر مسکرادیں۔

"نواب زادہ وقار الحق آپ اس درجہ خوف زدہ کیوں ہیں؟"

"ہم خوف زدہ نہیں۔"

"اور ہم اب بھی...... آج بھی...... آپ سے محبت کرتے ہیں۔" اور اس سے آگے ایک طویل خاموشی تھی، وقار الحق کچھ نہ کہہ پائے۔

"یہ محبت آپ کے لیے خطرہ کا باعث ہے؟"

''ہم اس متعلق بات نہیں کر سکتے۔''

''آپ بات نہیں کرنا چاہتے الگ بات ہے مگر ہماری محبت جوں کی توں آپ کے لیے ہے، ہم آپ کو چاہنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کر سکتے۔ ہماری زندگی کی ایک ہی راہ ہے آپ کی طرف چلنا اور آپ تک چلنا۔'' جنت بی بی نے جیسے وقار الحق کو مشکل میں مبتلا کر دیا تھا۔

''آپ کچھ کہہ رہے تھے؟'' جنت بی بی نے یاد دلایا، وقار الحق پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

''آپ دونوں میں کیا چل رہا ہے فاطمہ؟'' وہ کچن میں تھیں جب ہاجرہ اماں نے دریافت کیا۔ وہ جو سمجھ رہی تھیں کہ کوئی ان کی خبر نہیں رکھتا مگر کیا یہ بات سب کی نگاہ میں آ رہی تھی کہ ان کے درمیان کچھ ٹھیک نہیں۔ وہ سوچ کر رہ گئیں۔

''فاطمہ..... اب اس گھر میں بچے کی کلکاریاں گونجنا چاہیے بیٹا بہت رہ لیے آپ دونوں اس طرح، آپ کی ساس اماں کی عمر سترہ برس تھیں اور آپ کی عمر خیر سے بیس برس ہونے کو ہے۔ آپ کو نہیں لگتا کہ آپ کی گود میں ایک ننھا منا سا فرشتہ آ جانا چاہیے؟'' ہاجرہ اماں نے سیب کاٹ کر پلیٹ ان کے سامنے رکھی اور ان کا سر شرم سے جھک گیا۔

''ہاجرہ اماں وہ.....''

''کیا وہ یہ..... بچی سمجھداری سے کام لینے کی ضرورت ہے، اب جب سب ٹھیک ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ تم دونوں اس طرف توجہ نہیں دے رہے، اب ایسے بھی نا سمجھ بچے نہیں ہو، تم دونوں کو پاکستان آئے بھی برس بیت گیا۔ زندگی اپنی ڈگر پر آ گئی ہے، اب تو تم دونوں کو اس طرف دھیان دینا چاہیے۔'' انہوں نے سمجھایا۔

''بچی، بچہ ایک پل کا کام کرتا ہے، میاں بیوی کے رشتے کو مضبوط کرتا ہے، بچہ نہ ہونے سے شوہر حضرات کی توجہ بھی کہیں اور مرکوز ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، تم میری بات سمجھ رہی ہو ناں۔'' ہاجرہ اماں نے کھل کر بات کی۔ فاطمہ بی بی جو شرم سے سر جھکائے بیٹھی تھیں ناچار اثبات میں سر ہلا دیا۔

''شوہر کو باندھنا ضروری ہوتا ہے بچی، اس کو اگر ذرا بھی ڈھیل دے دی جائے تو وہ جنگلی بیل کی طرح ادھر ادھر سنگ مارنے لگتا ہے، اس لیے میرے بات پر توجہ دو وقار تو مرد ہے اور مرد کی فطرت کسی قدر کھلنڈری ہوتی ہے اگر وہ اس متعلق نہیں سوچ رہا تو تم اسے خود بات کر کے احساس دلاؤ۔'' ہاجرہ اماں نے کہا تو فاطمہ بی بی نے سر ہلا دیا۔ جس بات کی طرف ہاجرہ اماں نے اشارہ کیا اس کے متعلق سوچ کر فاطمہ بی بی خوف زدہ ہو گئی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

جواز بے جواز

وجہ بے وجہ

سوچنا..... رکنا..... ٹالنا

وقت کو فضول گزارنا

لمحوں کو فضول گزارنا

لمحوں کو گنوانا

روکنا..... ٹوکنا

جوڑنا..... توڑنا

وقت کے سروں کو باندھنا
تاویلیں کرنا بہلانا خود کو
وقت بے وقت جتانا خود کو
کچھ ضروری نہیں اور بس ضروری ہے وہ
لاحاصل ہے سو ہے مگر ضروری ہے وہ
وقت کا کیا ہے گزر جائے گا
سمت کوئی بدلے گی یا پھر نہیں
خبر نہیں مگر محبت کرنے والے
اپنے آسمانوں کو تکتے ہیں تو معجزات کی امید لگائے نہیں تھکتے
خواب ٹوٹ بھی جائیں تو ایک آس نئی جوڑ لیتے ہیں
بناتے ہیں نقش بکھرے رنگوں سے
ویرانوں میں نگار خانے ڈھونڈ لیتے ہیں
آزمائش سے ڈرتے ہیں نہ مشکلات سے
اس کا جب ذکر چلے دل کو جلا لیتے ہیں

جہانگیر خاموشی سے اِدھر سے اُدھر چکر کاٹ رہا تھا جب وہ زینہ چڑھ کر اوپر آئی۔ جہانگیر شاید بہت بکھرا ہوا تھا اس نے آیت کے آنے پر کوئی توجہ نہیں دی اور تب آیت اس کے قریب آئی۔

''دلبر داشتہ ہو گئے ہیں کیا؟'' اس نے حسب عادت طنز کیا مگر جہانگیر نے کوئی جواب نہیں دیا، آیت کو لگا شاید وہ اس وقت تنہا رہنا چاہتا ہے تب ہی وہ واپس جانے لگی کہ جہانگیر نے آواز دے کر روک لیا۔

''رکیے محترمہ۔'' آیت نے پلٹ کر دیکھا۔

''ہمارا نام آیت ہے، آیت کرم دین۔'' اس نے جتانے والے انداز میں کہا۔

''یہاں آئیے۔'' جہانگیر نے اسے قریب آنے کا اشارہ کیا تو وہ اس کے قریب آن کھڑی ہوئی۔

''ہمیں لگا آپ زیادہ رنجیدہ ہیں سو اپنے ہمراہ وقت گزارنا چاہتے ہیں۔'' مدھم لہجے میں کہا، جہانگیر نے کوئی جواب نہ دیا لمحہ بھر کو خاموش رہا آیت کو وہ بہت بکھرا ہوا لگا۔

''آج بے سبب بولنے کو من کر رہا ہے۔'' وہ جیسے خود کلامی میں بولا۔ وہ ٹھیک کہتی تھی وہ انتشار کا شکار تھا۔

''کیا آپ ان سے ملے؟'' آیت نے جانے کیوں براہ راست پوچھ لیا۔

''محبت میں کچھ بھی اختیار سے باہر ہوتا ہے اور محبت بے اختیاری کا دوسرا نام ہے، اس میں وہ بھی برداشت کرنا پڑتا ہے جو برداشت سے باہر ہو۔'' آیت نے جتایا۔

''آپ محبت کو کیسے سمجھتی ہیں؟'' جہانگیر نے دریافت کیا۔

''محبت کے متعلق مختلف کہانیاں سنی ہیں۔'' اس نے کہا۔

''لیکن محبت کہانیوں سے مختلف ہے۔'' جہانگیر نے کہا۔

''شاید۔''

''محبت واقعی کہانیوں کی کوئی شے ہے، اس پر اعتبار ممکن نہیں۔''

"واہ..... کیا خوب کہا آپ نے۔" آیت کو جیسے حیرت ہوئی۔ جہانگیر خاموش رہا۔
"آپ بولیے ہم سن رہے ہیں، کبھی کبھی تنہائی میں بولنے کے لیے اچھے سامعین کی ضرورت ہوتی ہے۔" آیت نے کہا۔
"میرے اندر شور نہیں ہے۔"
"پھر کیا ہے؟"
"سکوت ہے۔"
"سکوت، یہ تو اور بھی خطرناک ہوتا ہے۔"
"شاید۔"
"اور آپ اس سکوت کے ہمراہ خوش ہیں۔"
"کبھی سوچا نہیں۔"
"کیوں؟"
"بس کبھی اس طرف دھیان نہیں گیا۔"
"آپ کو سوچنا چاہیے جہانگیر یہ آپ کی زندگی ہے آپ کا دل ہے۔" اور وہ مسکرا دیا۔
"ہم نے کچھ غلط کہا۔"
"نہیں۔"
"پھر۔"
"آپ بہت اچھی لڑکی ہیں آیت۔"
"واقعی.....!"
"ہاں، میں نے کچھ غلط کہا کیا؟"
"نہیں ایسا نہیں ہے لیکن آپ ہمارے بارے میں کیوں سوچ رہے ہیں؟"
"آپ کے متعلق سوچنا منع ہے کیا؟"
"ہاں، چلیے اس بات کو چھوڑیے اپنے بارے میں بات کیجیے۔"
"مجھے اپنے بارے میں بات کرنا پسند نہیں۔"
"اچھی بات ہے۔" آیت نے ضد نہ کی۔
"آپ کو میں فضول سا انسان لگتا ہوں ناں؟"
"پتا نہیں۔" اس نے شانے اچکائے۔
"ہم نے آپ کے بارے میں سوچا نہیں کبھی۔" آیت نے صاف جتایا۔
"واقعی.....؟" جہانگیر حیران ہوا۔
"آپ کے متعلق سوچنا کیا ضروری ہے؟" آیت نے حیرت سے آنکھیں گھمائیں۔
"میں نے ایسا نہیں کہا۔"
"لیکن آپ عجیب ہیں کچھ۔"
"کتنا عجیب؟"

"بہت عجیب۔"

"اوہ......"

"واقعی بعض اوقات لگتا ہے آپ کافی نامعقول انسان ہیں۔"

"اوہ...... کس قدر نامعقول؟" وہ حیران ہوا۔

"یہ نہیں جانتے ہم، آپ کے متعلق باتیں کریں کیا ہم کوئی معقول بات کرسکتے ہیں۔" وہ جس انداز سے بولی وہ اس قدر دلچسپ تھا کہ وہ مسکرا دیا۔ وہ بولتی رہی اور وہ اسے سنتا رہا تھا۔

❁......❁......❁......❁

"ہم آپ سے ضروری بات کرنا چاہتے تھے۔" وقارالحق نے فاطمہ بی بی کو اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔ وہ کچھ لمحے خاموش رہے پھر بولے۔

"ہم جنت سے ملے تھے۔" اور فاطمہ بی بی ساکت رہ گئیں۔

"یہ بات آپ کے لیے ضرور پریشانی کا باعث ہوگی کیونکہ ہم نے بہت سوچنے کے بعد ملاقات کی تھی ان سے۔" وقارالحق نے کہا۔

ان کے درمیان فاصلے تھے اور یہ فاصلے شاید نہ ختم ہونے والے تھے، وقارالحق اس بات سے آگاہ تھے تو پھر جنت بی بی سے ملاقات کرآئے تھے۔ وہ اس رشتے کو بچانا چاہتے تھے، ان فاصلوں کو دور کرکے قریب آنا چاہتے تھے پھر یہ ملاقات کیوں؟ فاطمہ بی بی سوچ رہی تھیں اور جواب وقارالحق کے پاس تھے جو ان کے بولنے کے منتظر ان پر نظریں جمائے بیٹھے تھے۔

"ہم بارہا اس کے متعلق سوچتے رہے ہیں فاطمہ، بہت سوچا ہم نے، ہمیں جنت سے ملنا ضروری لگا کیونکہ ہم دونوں کی خوشی ضروری تھی۔" وہ کس خوشی کی بات کررہے تھے۔ اگر ان کی نظر میں فاطمہ بی بی کی خوشی اہم تھی تو پھر وہ جنت بی بی سے کیوں ملے تھے۔

"ہم تمام عمر اس طرح نہیں رہ سکتے۔ ہمارے درمیان ہمیشہ مشکلات رہی ہیں اور جنت ہمارے درمیان مشکل کھڑی کرتی رہی ہیں، اس بات سے بھی ہم واقف ہیں۔ ہمیں احساس ہوا کہ ہم نے دوسری شادی کرکے غلط کی۔ ہم نے جواب کیا وہ غلط کیا۔ ہمیں جنت سے مل کر لگا ہم نے ان کو چھوڑ کر ٹھیک کیا۔ وہ اس طرح کے سلوک کی مستحق تھی۔ ہمارے لیے آپ اہم ہیں روز اول سے ہمارے دل میں صرف آپ رہتی ہیں اور ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہم آپ کی جگہ کسی اور کو نہیں دے سکتے۔" وہ یہ کیا کہہ رہے تھے۔ فاطمہ بی بی نے حقیقت میں وہ سب سنا تھا جو وہ سننا چاہتی تھیں۔ فاطمہ بی بی اس وقت بے یقین تھیں جبکہ وقارالحق مزید بھی کچھ کہہ رہے تھے۔

(ان شاءاللہ باقی آئندہ ماہ)

سعدیہ عابد

خواہش کے سمندر میں اُبھرتی ہوئی تصویر
اب دل کے سفینوں پہ اتاری نہیں جاتی
بکھرے ہوئے خوابوں کا بھرم ٹوٹ گیا ہے
یوں زیست بھی اب ہم سے گزاری نہیں جاتی

"ثاقبہ بی بی، آپ کن زمانوں کی باتیں کررہی ہیں، وہ زمانے ہی اور تھے جب عاشق محبت کی خاطر دنیا تیاگ دیتے تھے اور اب عشق و عاشقی مذاق بن کر رہ گئے ہیں۔ یہ محبت وحبت کچھ نہیں ہوتی آج کل صرف فلرٹ ہوتا ہے اور کچھ نہیں۔"

"تم یہ بات کہہ سکتی ہو تم نے کبھی محبت جو نہیں کی۔"

"تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے لیلیٰ یا ہیر ہو۔" شعروہ چڑ کر بولی۔

"میں واقعی لیلیٰ نہیں ہوں اور نہ ہی کسی رانجھے کی بانسری کی ہیر ہوں، بات یہ ہے کہ حقیقت جھٹلائی نہیں جاسکتی۔ محبت پہلے بھی تھی اور آج بھی محبت کا وجود ہماری زندگیوں میں موجود ہے، فرق ہماری سوچ کا ہے، ہم محبت کرتے تو ہیں بدنام کرنے میں بھی پیچھے نہیں رہتے اور چند لوگ فلرٹ کررہے ہیں تو سب ہی کو اس کیٹگری میں کھڑا نہیں کیا جاسکتا۔ محبت کا وجود ازل سے ابد تک ایک سا ہی رہے گا یہ تو دیکھنے والے کی نظر ہے کہ اسے کیسے دیکھتا ہے۔ کسی کی نگاہ مثبت پہلو پر ہوتی ہے تو کوئی منفی سوچ کا حامل ہوتا ہے۔ خرابی تو ہماری سوچ کی ہے، محبت کیسے غلط ہوسکتی ہے، محبت کی نفی کرنا نادانی کے سوا کچھ نہیں، یہ دنیا محبت کی وجہ سے قائم ہوئی نہ اللہ اپنے رسول ﷺ سے محبت کرتا اور نہ ہی یہ دنیا وجود میں آتی۔ محبت کائنات کی ہر شے میں سانس لے رہی ہے۔ یہ تو اب ہمارا کام ہے کہ اسے اپناتے ہیں یا خود مٹی میں مل جاتے ہیں، کیونکہ خود سے کبھی کوئی جدا ہوا ہے۔ روح کے بغیر جسم کوئی معنی نہیں رکھتا تو اسی طرح محبت کے بغیر کائنات اور انسان ادھورا ہے۔ محبت ہی تو حاصل وجود ہے۔ محبت ضروری نہیں لڑکا، لڑکی کے ہی درمیان ہو۔ ماں، باپ، بہن بھائی اور دوستوں کی محبتیں کیا کوئی معنی نہیں رکھتی، کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتیں، میرے لیے فکرمند نہیں ہوتیں، میری تکلیف تمہیں دکھ دیتی ہے یہ سب محبت کے رنگ ہی تو ہیں۔ شعروہ تم ان حقیقتوں کو جھٹلا نہیں سکتی۔"

منہام افخاری کافی دیر سے اپنے پیچھے بیٹھی لڑکیوں کی باتیں سن رہا تھا۔ اس لڑکی کی محبت کی فلاسفی اور منہام افخاری کی فلاسفی میں زیادہ فرق نہ تھا۔ وہ بھی محبت کو محسوس کرنے والا بندہ تھا۔ منہام نے اس لڑکی کو دیکھنے کی غرض سے گردن موڑی مگر وہ دونوں جاچکی تھیں، منہام افخاری نے مسکراتے ہوئے ٹھنڈی ہوتی کافی کو لبوں سے لگالیا تھا۔

⁂

"ثاقبہ..... مام میری شادی کرنا چاہتی ہیں پلیز کچھ کرو مجھے ابھی اس جھنجٹ میں نہیں پڑنا۔ میں تم سے بات کررہی ہوں۔" شعروہ نے اس کے ہاتھ سے میگزین چھینا۔

"شادی کرنا تو ہے ایک دن..... وقت پر ہوجائے تو زیادہ بہتر ہے۔" ثاقبہ نے کہتے ہوئے واپس میگزین اٹھالیا۔

"ثاقبہ میری بات کو سیریس لو یار میں پہلے ہی ڈسٹرب ہوں۔"

"یوشی تمہیں معلوم ہے مام نے اس بار سختی سے کہہ دیا ہے وہ تمہارا انکار نہیں سنیں گی، اس لیے بہتر ہوگا......"

"بس ثابہ مجھے کچھ نہیں سننا۔"

"دیکھو یوشی مام پہلے ہی پریشان ہیں اور شادی نہ کرنے کی کوئی وجہ تو بتاؤ۔"

"اور تم مجھے شادی کرنے کی کوئی ایک وجہ بتا دو، کیا ہوگا شادی کرنے سے سوائے الجھنوں کے بڑھنے کے۔"

"یوشی تم زندگی کو کب سیریس لینا شروع کروگی۔"

"ثابہ میری پیاری سی چھوٹی بہن...... مام کو سمجھا دو مجھے ابھی صرف اور صرف پڑھنا ہے، جرنلزم میں ماسٹرز کے بعد ہی میں کچھ سوچوں گی۔"

"ماسٹر کے بعد تمہارا کیا جواب ہوگا وہ بھی مجھے معلوم ہے۔ ثابہ پلیز مام کو سمجھاؤ میں نے اتنی محنت سے ماسٹر کیا ہے مجھے بھی جاب کرنا ہے صحافت میں اپنا ایک مقام بنانا ہے۔" ثاقبہ کے نقل اتارنے پر یشعرہ نے اسے کشن دے مارا جسے کیچ کرتے ہوئے ثاقبہ ہنسنے لگی۔

"تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔" وہ تپ کر جانے لگی تو ثاقبہ سنجیدہ ہوئی۔

"یوشی...... مام کہہ رہی تھیں ابھی صرف تمہاری منگنی کریں گے اور شادی تمہارے ماسٹرز کے بعد جب تک تم اپنا مائنڈ بھی بنا لوگی۔"

"اور اتنے عرصے میں میری پڑھائی کا جو حرج ہوگا وہ اور جب میں شادی کرنا ہی نہیں چاہتی تو اس منگنی کا بھی کیا مطلب ہے۔"

"پلیز یوشی بچوں والی باتیں نہ کرو کہ شادی نہیں کرنا۔"

"تمہیں اتنا ہی شوق آرہا ہے تو خود کیوں نہیں کر لیتیں۔ واؤ...... زبردست آئیڈیا۔" یشعرہ خوشی سے چلائی۔

"اب کیا ہوگیا ہے تمہیں، چلا کیوں رہی ہو؟"

"ثابہ مجھے ایک آئیڈیا آیا ہے کیوں ناں میرے بجائے تمہاری شادی کر دی جائے۔"

"اپنے آئیڈیا تم اپنے پاس رکھو۔" ثاقبہ اس کے یوں خوش ہو کر عجیب بات کہنے پر اس سے خفا ہو کر اٹھ گئی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

ثاقبہ اور یشعرہ دونوں بہنیں تھیں۔ یشعرہ تین سال بڑی اور جرنلزم کے تیسرے سال میں تھی اور ثاقبہ سیکنڈ ایئر کی اسٹوڈنٹ تھی۔ دونوں میں بہت محبت اور ہم آہنگی تھی لیکن یشعرہ اور ثاقبہ میں ایک ہی فرق تھا کہ یشعرہ محبت کے خلاف جبکہ ثاقبہ تتلیوں اور خوابوں کے پیچھے بھاگنے والی حساس لڑکی تھی۔ زندگی کے ہر لمحے سے خوشیاں اور محبت کشید کرنا جانتی تھی۔ اس کے بہت چھوٹے چھوٹے خواب تھے جو اس کی گہری سیاہ آنکھوں میں بستے تھے۔ مسز احسان اپنی دونوں بچیوں کو دیکھ کر جیتی تھیں اور ان کو خوش دیکھنا چاہتی تھیں۔ احسان صاحب کا انتقال ہارٹ اٹیک سے ہوا تھا اور اس وقت ثاقبہ پانچ برس کی تھی۔

مسز احسان نے اپنی بیٹیوں کی پرورش بڑی محنت اور جدوجہد سے کی اور انہیں اعلیٰ تعلیم دلوائی تھی۔ مسز احسان کا اپنا بوتیک تھا جو انہوں نے اپنے بل بوتے پر قائم کیا تھا۔ اس دنیا میں ان کا دونوں بچیوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔ ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھیں اور احسان صاحب کے بڑے بھائی نے یتیم بھتیجیوں کے سر پر ہاتھ رکھنے کے بجائے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی اور وہ تینوں ہی ایک دوسرے کا سہارا تھیں۔

❁ ❁ ❁ ❁

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے ثاب۔"

"اونہیں ڈر لگ رہا ہے، اتنی خوب صورت لگ رہی ہو، دلہا بھائی دیکھیں گے تو دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔" ثاقبہ اس کا گلابی دوپٹا درست کرتے ہوئے شرارت سے بولی۔

یشعرہ کی آج منگنی تھی۔ مسز احسان کے آگے اس بار اس کی ایک نہیں چلی تھی اور اب تیار ہو کر گلابی کامدار جوڑے میں غضب ڈھا رہی تھی۔ مسز احسان نے ہمیشہ سادہ رہنے والی اپنی بیٹی کو حسین روپ میں دیکھ کر کئی بار اس کی بلائیں لی تھیں۔ ثاقبہ نے لائٹ بلو کلر کا کرتا پاجامہ پہنا ہوا تھا جس پر سلور باریک سا کام کیا گیا تھا۔ لمبے بالوں میں پراندہ ڈالے آنکھوں میں کاجل کی دھار اور نیچرل لپ اسٹک کے ساتھ وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔ وہ اتنے اہتمام سے پہلی دفعہ تیار ہوئی تھی۔ مسز احسان کو لڑکیوں کا زیادہ میک اپ کرنا بالکل پسند نہیں تھا۔

"ماما میری میچنگ کی چوڑیاں نہیں مل رہیں۔"

"وہاں دیکھو سامنے الماری پر جو بکس ہے اس میں رکھی ہیں۔" ثاقبہ نے نیلی اور چند سفید کانچ کی چوڑیاں پہن کر خود کو آئینے میں دیکھا اور مسز احسان سے مخاطب ہوئی۔

"ماما میں کیسی لگ رہی ہوں؟"

"بالکل شہزادی لگ رہی ہے میری بیٹی۔" مسز احسان نے اس کا ماتھا چوما۔

"ماما مجھے یہ کپڑے چبھ رہے ہیں اور آپ نے میرے بالوں میں یہ کیا ڈال دیا ہے اس سے تو بہتر تھا میں بال کھول لیتی۔"

"ثاقبہ فضول میں پریشان ہونے کے بجائے یشعرہ کے پاس جاؤ۔"

"لیکن ماما......"

"میں نے کہا ناں ثابہ تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔" مسز احسان نے اس کی نظر اتاری اور زبردستی یشعرہ کے پاس بھیج دیا۔ ثاقبہ کے بال بہت لمبے اور خوب صورت تھے اکثر اس کو کہیں جاتی تو نظر لگ جاتی تھی اس لیے انہوں نے پراندہ ڈال دیا تھا۔ مسز احسان نے جاتی ہوئی ثاقبہ کی لمبی چوٹی دیکھ کر سوچا۔

"منہام بیٹے یشعرہ کو انگوٹھی پہناؤ۔" مسز لغاری نے انگوٹھی اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ منہام نے یشعرہ کے کانپتے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر انگوٹھی پہنانا چاہی تو یشعرہ کے برابر کھڑی ثاقبہ نے جلدی سے اس کا ہاتھ پیچھے کر دیا۔

سب ہی ثاقبہ کی شرارت پر مسکرانے لگے۔ منہام لغاری نے چونک کر اس کو دیکھا نیلے رنگ کے سوٹ میں خوب صورت گلابی چہرہ، لمبی سیاہ پلکیں اپنی شرارت پر مسرور دکھائی دیتی تھیں۔ منہام لغاری کو وہ مسکراتی ہوئی لڑکی جانے کیوں اپنے دل کے قریب لگی۔

"بچ کر رہنا پڑے گا مون ایک ہی سالی ہے وہ بھی اتنی تیز۔" منہام لغاری کے ساتھ کھڑے اس کے بچپن کے دوست ادہم کے کہنے پر وہ دل کھول کر مسکرا اٹھا تھا۔

"ابھی تو ابتدائے عشق ہے سوچتا ہے کیا آگے آگے دیکھ

ہوتا ہے کیا" ثاقبہ نے دلکشی سے منہام لغاری کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ پوری محفل زعفران زار بن گئی تھی۔ انہی خوشیوں کے درمیان انہوں نے اک دوسرے کو انگوٹھی پہنائی۔ مسز احسان کی آنکھیں نم ہوگئی تھیں۔

"فرینڈز اب ہم گانوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ بوائز اور گرلز کی الگ الگ ٹیمیں ہوں گی۔"

"جیتنے والی ٹیم کو کیا ملے گا؟" کسی لڑکے کی آواز آئی۔

"آپ جیتیں گے تب کچھ ملے گا ناں۔" ثاقبہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑکیوں نے پہلا گانا شروع کردیا۔

"د سے گانا گائیں۔" ایک دو تین لڑکے پھنس گئے تھے اور لڑکیاں گنتی کررہی تھیں۔

"ہم دل دے چکے صنم، تیرے ہوگئے ہیں ہم تیری قسم۔" منہام لغاری کی دلنشین آواز سے پورے ہال میں سکوت چھا گیا۔ منہام لغاری بہت جذب سے گا رہا تھا اور جانے کیوں اس کی نگاہ اپنے پہلو میں بیٹھی بشعرہ کی جانب اٹھنے کی بجائے اس کی نگاہوں کا محور سامنے لڑکیوں کے ہجوم میں تالیاں پیٹتی ثاقبہ خان تھی۔

"زبردست جیجو، یور وائس از ویری گڈ، آپ نے لڑکوں کی ڈوبتی ناؤ کو بچالیا ورنہ یہ بے چارے تو ہار ہی گئے تھے۔" اس کے بہت معصومیت سے کہنے پر منہام لغاری مکمل اس کی جانب متوجہ ہوا پھر شرمندہ ہوتا کھانے کی ٹیبل کی جانب بڑھ گیا تھا۔

❀....❀....❀....❀

"یوشی بیٹی منہام بیٹے کا آپ کے لیے فون ہے۔"

"اوہ...... مجھے نہیں کرنی کسی سے بھی بات مما۔"

"بشعرہ بری بات بیٹا شاباش جاؤ بات کرو۔"

"مما میں نے کوئی بات نہیں کرنی، میں اسی لیے ان جھنجھٹوں میں نہیں پڑنا چاہتی تھی۔"

"ثاقبہ منہام سے جاکر تم بات کرلو۔"

"ہیلو جیجو، یوشی سو رہی ہے مام اٹھانے گئی ہیں کچھ دیر میں آجائے گی۔"

"پلیز آپ ان کی نیند خراب مت کریں۔"

"اوہ...... ابھی سے اتنا خیال ہے، کوئی خاص بات کرنی ہے آپ نے یوشی سے۔" ثاقبہ نے معنی خیزی سے پوچھا۔

"مام کی طبیعت خراب ہے وہ بشعرہ سے ملنا چاہتی ہیں میں نے اس لیے فون کیا تھا۔"

"اب آنٹی کی طبیعت کیسی ہے؟"

"پہلے سے بہتر ہے آپ سنائیں کیا کررہی تھیں۔"

"کچھ خاص نہیں ہو ویسے یہ وقت میری اسٹڈی کا ہوتا ہے۔"

"اس کا مطلب میں نے آپ کو ڈسٹرب کردیا۔"

"کسی کوئی بات نہیں آپ تو کسی بھی وقت فون کرسکتے ہیں۔"

"او کے گھر بات ہوگی، میں یوشی کو بلاتی ہوں۔"

"اٹس او کے بعد میں بات ہوجائے گی۔"

"آپ کو پتا ہے کل کیا ڈیٹ ہے؟"

"کل کچھ خاص ہے کیا؟"

"جی جناب دو دسمبر کو آپ کی فیانسی صاحبہ دنیا میں رونقیں بکھیرنے کو نازل ہوئی تھیں۔ کیا سوچنے لگے آپ؟" منہام کے خاموش رہنے پر اس نے استفسار کیا۔

"ضرور یوشی کو زبردست سا سرپرائز دینے کے بارے میں سوچ رہے ہیں، میرے پاس ایک آئیڈیا ہے شاید آپ کو پسند آئے۔"

"آپ کا آئیڈیا بہت اچھا ہے۔" منہام نے اس وقت اپنے دل سے مجبور ہوکر منگنی کے دو ماہ بعد پہلی دفعہ کال کی تھی مگر سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ کیا بات کرے اس کے دل کی خواہش تھی کہ فون پر ثاقبہ ہو اور وہ پوری ہوگئی مگر اس کے بار بار دلہا بھائی کہنے اور بشعرہ کی پسند ناپسند بتانے پر وہ اپنے اندر موجود احساسات کی وجہ سے خود کو مجرم محسوس کررہا تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے جلدی سے فون بند کردیا تھا۔

"ایک بشعرہ کم تھی کہ یہ بھی عجیب ہی ہیں۔"

❀....❀....❀....❀

"مام...... دلہا بھائی یوشی کو اپنے ساتھ باہر لے جانا چاہتے ہیں۔"

"مجھے اپنی دونوں بیٹیوں پر پورا بھروسا ہے اس لیے جانے سے منع نہیں کروں گی۔ یوشی رضامند ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" مسز احسان نے بشعرہ کو دیکھتے ہوئے کہا وہ جانا تو نہیں

چاہتی تھی ثاقبہ کے بہت اصرار کرنے پر مجبوراً راضی ہوئی تھی۔

"ثابہ مجھے یہ سب اچھا نہیں لگ رہا۔"

"کچھ نہیں ہوتا...... تم اپنے فیانسی کے ساتھ جا رہی ہو۔ لو آ بھی گئے تمہارے منگیتر صاحب۔" ثاقبہ کھڑکی کے نزدیک کھڑی تھی اس لیے اس کی نگاہ سفید گاڑی پر گئی۔

"ثابہ تم بھی میرے ساتھ چلتیں۔"

"مجھے کباب میں ہڈی بننے کا شوق نہیں ہے۔" وہ دونوں ایک ساتھ کمرے سے باہر نکلی تھیں۔

"ہیلو، کیسے ہیں آپ؟"

"آئی ایم پرسلوٹلی فائن۔"

"بشعرہ سلام ہی کرلو۔" بشعرہ نے مسٹرڈ کلر کا سمپل سوٹ پہنا ہوا تھا، کانوں میں نازک سے گولڈ کے ٹوپس، نیچرل لپ اسٹک اور بالوں میں کیچر لگائے وہ بلاشبہ بہت حسین لگ رہی تھی لیکن وہ خوب صورت ذہین آنکھیں، اس اول جلول حلیے والی لڑکی پر جا ٹکی تھیں، اس سادگی میں بھی وہ منہام لغاری کو اپنی جانب کھینچ رہی تھیں۔

"اب ہمیں چلنا چاہیے۔"

"ثابہ مجھے......"

"شرافت سے جاؤ......" ثاقبہ نے اسے باہر کی جانب دھکیلا تو وہ آگے کو قدم بڑھاتے منہام کی پشت سے جا ٹکرائی۔ وہ دونوں ہی اس کے لیے تیار نہ تھے۔ بشعرہ خجل ہوتی اس سے دور ہوئی اور گھبراہٹ میں جانے کیسے پیچھے مڑتے ہوئے اس کا پاؤں مڑا، اس نے سہارے کے لیے منہام کا بازو تھاما تھا۔ بشعرہ نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا وہ بھی اسی کو دیکھ رہا تھا۔

بشعرہ زیادہ دیر ان ساحر آنکھوں میں نہ دیکھ سکی اور پلکیں جھکا گئی، اس کے ہاتھ نے ابھی تک منہام کے بازو کو تھاما ہوا تھا۔ بشعرہ نے شرمندہ ہوتے ہوئے فوراً اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ ثاقبہ یہ سب مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی جبکہ بشعرہ اب اسے گھور رہی تھی۔

❁......❁......❁

"کن خیالوں میں گم ہیں میڈم۔" وہ کافی دیر سے خاموش بیٹھی تھی جب ثاقبہ نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔

"تم مجھ سے کچھ کہہ رہی تھیں۔"

"نہیں دیواروں سے باتیں کرنے کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔"

"تم تو ہمیشہ بکواس ہی کرنا۔"

"ہاں بھئی اب تو ہماری باتیں بکواس ہی ہیں، کسی خاص شخص کی باتیں دل میں گھر جو کر گئی ہیں۔"

"تم کبھی نہ سدھرنا۔" بشعرہ سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ بولی۔ ثاقبہ نے اسے غور سے دیکھا ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ یوں شرم سے سرخ ہوئی تھی ورنہ وہ تو جب بھی منہام کی باتیں کرتیں اسے جواباً اس کا غصہ سہنا پڑتا تھا۔

"بدلے بدلے میرے سرکار نظر آتے ہیں۔ دل پر واردات تو نہیں گزر گئیں۔" ثاقبہ نے اسے گدگدایا۔

"مجھے نہیں پتا ثابہ یہ سب کیا ہو رہا ہے...... پہلے میں منہام کے بارے میں چاہ کر بھی نہیں سوچ پا رہی تھی اور اب...... ثابہ جب بھی میں پڑھنے بیٹھتی ہوں منہام کا چہرہ ہر صفحہ پر ابھر آتا ہے۔ مجھے ہر جگہ صرف وہی نظر آتے ہیں، یہاں تک کہ ثابہ مجھے سوتے میں محسوس ہوتا ہے میں منہام کا ہاتھ تھامے قدم سے قدم ملا کر چل رہی ہوں، میری آنکھوں میں ان کی تصویر ٹھہر سی گئی ہے جو مجھے کہیں اور دیکھنے ہی نہیں دیتی۔" بشعرہ کھوئے ہوئے سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"تم دل دے چکی صنم، کسی کی ہو گئیں صنم۔" ثاقبہ اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر گنگنائی۔

"میں نے کہا تھا ناں یوشی کہ محبت کا وجود ہے محبت سے انکار ممکن ہی نہیں۔"

"ثابہ ضروری تو نہیں یہ سب محبت ہو، منہام سے جڑنے والے رشتے کی وجہ سے میں ان کو سوچنے لگی ہوں یہ بھی تو ہو سکتا ہے۔"

"ایسا ممکن ہے مگر جو علامات تم نے بتائی ہیں وہ سب محبت کی ترجمانی کرتی ہیں، وہ چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں کہ بشعرہ خان کو منہام لغاری سے عشق ہو گیا ہے۔"

"میں نہیں مانتی ثابہ۔"

"محبت کر کے بھی اس کو ماننے سے انکار کر رہی ہو، یوشی!

محبت جرم نہیں ہے کہ اسے چھپایا جائے، تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ رب نے تمہارے مقدر میں اس شخص کو لکھ دیا ہے جو نام تمہارے دل پر جانے کب سے نقش تھا۔ محبت نے اپنے پرتو کب سے پھیلائے ہوئے تھے اس کی چھاؤں بھی تمہیں میسر آ گئی ہے۔"

❁ ❁ ❁ ❁

"مون تم دن بدن عجیب نہیں ہوتے جا رہے۔"

"کیوں کیا ہوا ہے مجھے؟"

"یہ تم خود بتاؤ کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے..... بیٹھے بیٹھے کہیں کھو جاتے ہو اور کافی پریشان رہنے لگے ہو تمہاری آنکھوں میں ہر وقت مجھے ایک اضطراب نظر آتا ہے۔"

"ارحم یہ سب تمہاری غلط فہمی ہے مجھے کچھ نہیں ہوا۔"

"بھابی سے تو لڑائی نہیں ہوئی؟"

"ہم کوئی اور بات نہیں کر سکتے۔"

"پلیز مون مجھے بتاؤ کیا بات ہے، جب سے تمہاری انگیجمنٹ ہوئی ہے تم خوش ہونے کے بجائے از حد متفکر رہنے لگے ہو اور بھابی کے بارے میں کوئی بات کرنے کی کوشش کرو تو ٹال جاتے ہو۔" منہام لغاری پھیکی سی ہنسی ہنستا بیڈ سے اتر کر کھڑکی میں جا کھڑا ہوا۔

"میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں یہ چھ ماہ کس اذیت میں گزارے ہیں سب بتا دینا چاہتا ہوں لیکن وہ الفاظ نہیں مل رہے جنہیں میں ایک لڑی میں پرو کر تمہیں سنا سکوں، اس ایک لمحے کے بارے میں کیا کہوں تم سے جو میرا سب کچھ چھین لے گئے۔ میں خود کے لیے اجنبی بن گیا اور ایک غیر شناسا لڑکی میری زندگی سے بھی اہم ہو گئی، اس پل جب میں کسی اور کو اپنے نام کی انگوٹھی پہنا رہا تھا وہ مجھے اپنا پابند کر گئی، جس کی شبیہہ چاہ کر بھی اپنی نگاہوں سے نہیں ہٹا پا رہا، مجھے معلوم ہے میں غلط ہوں لیکن اس دل کو کیسے سمجھاؤں کہ ہزاروں حسین چہرے دیکھنے کے بعد دل جس کے لیے دھڑک رہا ہے وہ میرے لیے شجر ممنوعہ ہے اور کیوں نہ ہو اسی گھڑی میں نے اس کی بہن کی انگلی میں اپنا ساتھ باندھا تھا، اس سے ایک رشتہ جوڑا تھا اور میرا یہ دل اس ساحرہ کا اسیر ہو گیا، میں کیا کروں ارحم مجھے اس سے شدید محبت

ہے، وہ مجھے نہ ملی تو میں جی نہ پاؤں گا۔ مجھے اس سے دور ہونے کے احساس سے ہی تکلیف ہوتی ہے، میں اسے پانا چاہتا ہوں مگر کبھی پا نہیں سکتا لیکن میں بشرہ کو بھی اپنی زندگی میں شامل نہیں کرسکتا...... میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں، خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالنے کا عمل بہت کٹھن ہوتا ہے اور میں یہ دانستہ خود کیسے چن لوں۔"

❁....❁....❁....❁

"دلہا بھائی آپ اس وقت؟ پلیز کھڑے کیوں ہیں اندر آجائیں۔"

"آنٹی گھر پر نہیں ہیں کیا؟ نظر نہیں آرہیں۔"

"ماما پوشی کی فرینڈ کی انگیجمنٹ میں اس کے ساتھ گئی ہیں، میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے میں گھر پر ہی رک گئی تا آپ کیا لیں گے ٹھنڈا یا......"

"میں اس وقت چلوں گا آپ مجھے پہلے بتادیتیں کہ آنٹی گھر پر نہیں ہیں تو میں دروازے سے ہی لوٹ جاتا۔" منہام لغاری نے اس کے سرخ چہرے سے بہ مشکل نگاہ ہٹاتے ہوئے کہا اور کھڑا ہوگیا۔

"پلیز بیٹھیں آپ اس طرح چلے گئے تو ماما مجھ پر خفا ہوں گی۔" ثاقبہ کے اصرار کرنے پر وہ بیٹھ گیا اور ثاقبہ ماما کو فون کرنے کے بعد اس کے لیے چائے بنانے چلی گئی۔

"او کے، میں دس پندرہ منٹ میں تمہارے گھر پہنچتا ہوں۔" منہام سیل آف کرتا ثاقبہ کو اپنے جانے کے بارے میں بتانے کی غرض سے کچن کی جانب بڑھا اور ثاقبہ کا آنچل آگ کی لپیٹ میں دیکھ کر وہ فوری طور پر آگے بڑھا اور ثاقبہ کے کاندھے پر پڑا آنچل کھینچ کر دور پھینک دیا۔ ثاقبہ اس سب سے انجان کپ میں چائے ڈال رہی تھی۔

اس افتاد پر کیتلی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور گرم چائے اس کے نازک گلابی پیروں کو جھلسا گئی، منہام لغاری کے اوسان مزید خطا ہوگئے تھے اس کی چیخ سن کر اس کے نزدیک ہوا۔

"آئی...... یو او کے ثاقبہ؟" اس نے ڈبڈبائی آنکھوں سے منہام کو دیکھا۔

"او مائی گاڈ تمہارے پیر تو بری طرح جل گئے ہیں...... ہمت کر کے اٹھو ثاقبہ، ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔"

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

"کیسے ضرورت نہیں ہے، اٹھو شاباش۔"

"پلیز، آئی ایم او کے، یہ سامنے والے کیبنٹ میں برنال رکھا ہے وہ لگالوں گی تو ٹھیک ہوجائے گا۔" منہام اس کے بتائے کیبنٹ کی طرف لپکا، اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور آگے بڑھنے لگی درد کے مارے قدم نہیں اٹھ رہے تھے یک دم لڑکھڑائی۔ منہام نے فوراً اسے تھام لیا اور یونہی تھامے ہوئے صوفے پر لایا اور اس نے جلے پیر پر برنال لگانے لگا تکلیف کے مارے ثاقبہ کی چیخ نکل گئی اور وہ اپنا سوی پیر کھینچ گئی۔

"پلیز ثاقبہ ریلیکس کچھ نہیں ہوا، تھوڑی ہی دیر میں سب ٹھیک ہوجائے گا۔" وہ بہت آہستگی اور پیار سے اس کے زخم پر مرہم لگا رہا تھا۔ ثاقبہ کے آنسو اس کے ہاتھ پر گرے اس نے جھکا سر اٹھایا لہو رنگ چہرہ اور آنکھیں وہ یہ درد اپنے نام کرکے اسے ہر تکلیف سے آزاد کردیتا اور جانے کس جذبے کے تحت منہام لغاری نے اس کے جلے پیر پر اپنے خوب صورت لب رکھ دیے۔

"کاش میں تمہارے درد کی دوا بن سکتا، بی۔" ثاقبہ اپنے پاؤں ایک طرف کرتے اپنا درد بھول کر اسے حیرت سے دیکھا۔ منہام اس کی حیرت دیکھتا پشیمان ہوکر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے خوب صورت متناسب سراپے سے اس وقت نگاہ ہٹانا اس کے لیے بہت مشکل ثابت ہورہا تھا۔ بغیر دوپٹے کے لاپروا انداز میں صوفے پر بیٹھی وہ اس کے اتنے عرصے سے بھٹکتے جذبات کو ہوا دے گئی تھی۔

"ایم سوری ثاقبہ۔" ثاقبہ کے جواب دینے سے پہلے دروازہ کھول کر مسز احسان اور بشرہ اندر آگئی تھیں۔

"ثابہ تم رو کیوں رہی ہو؟"

"او گاڈ...... ! مما یہ دیکھیں، ثابہ یہ سب کیسے ہوا؟" بشرہ اسے یوں بیٹھے دیکھ کر منہام کو نظر انداز کرتی اس کی جانب آئی اور اس کے جلے پیر دیکھ کر اس کے ساتھ اب خود بھی رو رہی تھی۔

"پلیز بشرہ بی بریو بیٹا۔ ہم ابھی اسپتال چلتے ہیں۔" مسز احسان خود بہت پریشان ہوگئی تھیں۔

"منہام یہ سب کیسے ہوا؟"

"چائے بنانے گئی تھیں مجھے ایمرجنسی کال آ گئی اور جب میں کچن میں آیا ثاقبہ کا دوپٹا شعلوں کی زد میں تھا میں نے ان کے ہاتھ میں چائے سے بھری کیتلی دیکھی نہیں اور یہ سب ہوگیا۔" منہام لغاری کے بتانے پر مسز احسان نے اب غور کیا وہ بغیر دوپٹے کے ہی بیٹھی تھی۔ بشریٰ بھاگ کر اندر سے شال لے آئی اور اسی وقت وہ تینوں ثاقبہ کو لے کر اسپتال چلے آئے، وہ جب سے وہاں سے لوٹا تھا خود سے بہت شرمندہ تھا۔

"ثاقبہ میرے بارے میں کیا سوچ رہی ہوگی، میں اتنا گھٹیا انسان ہوں، میں نے یہ سب نہیں چاہا تھا وہ تو مجھ سے بے اختیاری میں ہوگیا، اس کے آنسو میرے دل پر گر رہے تھے اور میں نے اپنے لب..... شٹ کتنی حیرانگی تھی ان دو سیاہ آنکھوں میں، میں کیوں بے اختیار ہوگیا تھا۔"

❁......❁......❁......❁
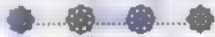
ثاقبہ خاموشی سے بستر پر لیٹی تھی اور اس کی آنکھوں سے شفاف موتی گر رہے تھے۔

"کاش میں تمہارے درد کی دوا بن سکتا ہی۔" وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"آپ تو ایسے نہیں تھے دلہا بھائی اور اس طرح تو کبھی آپ نے مجھے مخاطب نہیں کیا اس وقت ان کی آنکھوں میں کیا تھا فکر کے علاوہ بہت کچھ تھا شاید محبت..... نہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے وہ تو یشعرہ کے فیانسی ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں لیکن اس طرح بے اختیار ہونے کا مطلب....." وہ اپنا دلیاں پاؤں دیکھنے لگی وہ لس پٹی بندھے پاؤں سے بھی مسکرا رہا تھا۔ وہ جھنجلا کر سونے کے لیے لیٹ گئی۔

"میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی دلہا بھائی، میں آپ کو کیا سمجھتی تھی اور آپ کیا نکلے۔" یہی سوچتے وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی، اس دن کے بعد ان کے درمیان ایک جھجک سی آ گئی تھی۔ منہام تو پہلے بھی اسے کچھ نہیں کہتا تھا وہ تو ثاقبہ ہی تھی جو کبھی اس کی پسند پوچھتی تو کبھی یشعرہ کی تمام عادتیں اسے بتانے لگتی۔ ثاقبہ اس دن کے بعد سے منہام کا سامنا کم سے کم کرنے کی کوشش کرتی اور یہی بات منہام لغاری کو پریشان کر رہی تھی اور وہ خود سے نادم تھا۔

❁......❁......❁......❁

"مون یہ کیا کہہ رہا ہے تو..... تیرا دماغ تو ٹھیک ہے؟"

"مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ارحم، میں کروں تو کیا کروں۔"

"دیکھو مون جو تم کرنے جا رہے ہو وہ کہیں سے بھی درست نہیں ہے۔"

"جانتا ہوں میں، پر کیا کروں میں بہت مجبور ہوگیا ہوں۔" جس لفظ سے منہام لغاری کو سخت چڑ تھی آج اس کی زندگی ایک اسی لفظ کی محتاج بن کر رہ گئی ہے۔ دنیا کی ہر شے ٹھوکروں پر رکھنے والا کروڑوں کی جائیداد کا اکلوتا وارث، ہزاروں دلوں کی دھڑکن، جب خود دل دے بیٹھا تو ہمت ہونے کے باوجود اظہار کے لیے چند الفاظ اس کے پاس نہیں تھے۔ زندگی میں جو چاہا حاصل کیا مگر دل کی خواہش کو حاصل نہیں کر پا رہا تھا۔

"بہت مجبور ہوگیا ہے۔ منہام لغاری بہت مجبور۔" دو سر میں انگلیاں پھنسائے بے بسی کی حد تک پہنچ گیا تھا۔

"میں تیری فیلنگز کو سمجھ رہا ہوں مون لیکن خود سوچ یار منگنی توڑنے کے بعد کیا ہوگا۔ کیا وہ ایک بیٹی کو ٹھکرانے کے بعد تمہیں اپنی دوسری بیٹی دینے کے لیے راضی ہو جائیں گی اور ثاقبہ کے لیے یہ بات آسان ہوگی؟"

"یہی ایک وجہ تو ہے ارحم، جو میں اپنے احساس کو چھپاتا رہا، اپنی محبت کے بدنام ہونے، رشتوں کے تقدس کی پامالی کے ڈر نے میرے لبوں کو سی دیا ہے مگر میں خود کو محبت کرتے رہنے سے کیسے باز رکھ سکتا ہوں، جب اسے دیکھتا ہوں دل کی خواہش اسے پا لینے کو مجبور کرتی ہے۔ اپنے دل کے سکون کو دیکھ کر کب تک پرسکون رہا جاسکتا ہے۔ دھڑکنوں میں تلاطم تو پیدا ہوتا ہے ناں ارحم، میری تو پوری زیست تلاطم کا شکار ہوگئی ہے اور اس سے بچ نکلنے کا راستہ بھی کوئی نہیں ہے۔ مانتا ہوں منگنی توڑ کر میں کچھ اچھا نہیں کروں گا لیکن یہ دلوں کے فیصلے بھی بڑے عجیب ہوتے ہیں، کبھی ایک اجنبی زندگی بن جاتا ہے تو کسی کے ساتھ ہونے کا احساس بھی خوشی نہیں دیتا اور میں جس دوراہے پر کھڑا ہوں ہر طرف سے ہار میری ہی ہے، میں اس کی بہن سے شادی کر کے کبھی اسے خوشی نہیں دے پاؤں گا اور اس سے تعلق ختم کرنے

کے بعد میں ہمیشہ کے لیے اسے کھو دوں گا، میری محبت اظہار کی لذت سے آشنا ہوئے بغیر میرے ساتھ ساتھ رہے گی اور یہی احساس میرے جینے کے لیے کافی ہے کہ میں کسی کو چاہتا ہوں۔" منہام لغاری نے گالوں پر پھسلتے آنسوؤں کو صاف کیا اور ارحم کے گھر سے نکل کر پورچ کی جانب بڑھا۔ اس نے جو فیصلہ کیا تھا اس پر آج ہی عمل کرنا تھا۔ ایک زخمی مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیل گئی اور گاڑی کی اسپیڈ اس نے بڑھادی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

"یوشی کھانا کھالو۔"

"ثاقب...... اس نے ایسا کیوں کیا؟ بلاوجہ منگنی کیوں توڑ دی، بول نہ بھیا تم تو کہتی تھیں محبت اپنی جگہ خود بناتی ہے اور میں نے بھی تو اس سے محبت کی تھی، اس سے مل کر کتنا بدل گئی تھی، محبت سے انکار کرنے والی بشرہ نے محبت کی خاطر جینا سیکھ لیا تھا پھر اس نے مجھے کیوں ٹھکرا دیا؟ کیا میں خوب صورت نہیں ہوں، پڑھی لکھی نہیں ہوں، کیا کمی ہے مجھ میں ثاقب کہ اس نے مجھے ٹھکرا دیا۔" بشرہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"خامی تم میں نہیں ہے یوشی بدنصیب تو وہ ہے جس نے تمہیں ٹھکرا دیا۔ وہ کبھی خوش نہیں رہ پائے گا جس نے تمہیں آنسو دیے۔"

"پلیز ثاقب اسے بددعا مت دو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔" ثاقب اسے دیکھ کر رہ گئی، چند ہی دنوں میں اس کی گلابی رنگت زرد پڑ گئی تھی۔

"یوشی چلو کھانا کھاؤ۔ ماما نے بھی صبح سے کچھ نہیں کھایا۔" ثاقب کے پچکارنے پر وہ بہ مشکل چند نوالے حلق سے اتار پائی، ثاقب اپنے آنسو اس سے چھپاتی ٹرے اٹھا کر کمرے سے نکل گئی، کچن میں جاتے ہوئے اس کی نگاہ صوفے پر بیٹھیں مسز احسان پر پڑی۔ وہ کتنی کمزور لگنے لگی تھیں۔

"منہام لغاری تمہیں جواب دینا پڑے گا کہ تم نے کیوں برباد کی میری معصوم بہن کی زندگی؟" وہ ماما کو دیکھتے ہوئے زہر خند ہوتی سوچ رہی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

"ثاقب آپ یہاں؟"

"کیوں آپ نے کیا سوچا تھا آپ میری بہن کو دکھوں کے حوالے کر کے چلتے بنیں گے اور کوئی آپ سے سوال بھی نہیں کر سکے گا۔"

"بیٹھ جائیں ثاقب۔"

"میں یہاں بیٹھنے نہیں آئی مسٹر منہام لغاری، یہ پوچھنے آئی ہوں کہ آپ نے کیوں توڑی یہ منگنی؟ رشتے آپ کے لیے مذاق ہوتے ہوں گے لیکن آپ نے اس معصوم لڑکی کے بارے میں سوچا ہے کبھی جسے آپ نے ایک سال تک اپنے ساتھ ایک بندھن میں باندھے رکھا تھا۔" وہ بہت مشکل سے اپنے آنسو روکے ضبط سے کہہ رہی تھی۔ منہام لغاری خاموشی سے اسے سن رہا تھا، وہ کچھ کہنے کی حالت میں نہ تھا۔

"اب خاموش کیوں ہیں؟ انکار کرنا ہی تھا تو منگنی سے پہلے کرتے، آپ کو زبردستی تو اس رشتے کے لیے راضی نہیں کیا گیا تھا، آنٹی نے خود بشرہ کو مانگا تھا۔ وہ بچپن کی دوستی رشتے داری میں بدلنا چاہتی تھیں اور اب کیسے ایک زندگی برباد کر کے خاموش بیٹھ گئی ہیں۔ برسوں پرانی دوستی کا بھی خیال نہیں رکھا۔"

"آپ کو جو کہنا ہے مجھ سے کہیں، ماما کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔"

"اپنی ماں کا بہت خیال ہے اس ماں کے بارے میں کیوں نہیں سوچتے جو چند دنوں میں ٹوٹ گئی ہے صرف آپ کی وجہ سے۔"

"میں بہت مجبور ہوں۔"

"مجبور اور آپ؟ مرد کبھی مجبور نہیں ہوتا منہام لغاری وہ تو عورت کو بے بس کر کے خود تماشا دیکھتا ہے، صرف ایک بار آپ مجھے بشرہ کا قصور بتا دیں ایسی کیا غلطی ہو گئی ہم سے کہ آپ نے......" ثاقب لب بھینچ گئی۔

"میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا چاہ کر بھی نہیں۔" وہ دل میں سوچتا اسے دیکھنے لگا گلابی سوٹ میں ضبط سے سرخ ہوتی وہ دل کے بہت قریب محسوس ہو رہی تھی۔

"بشرہ سے یا آپ لوگوں سے کوئی غلطی نہیں ہوئی، میں ہی اس پیاری لڑکی کے قابل نہیں تھا۔"

"وہ آپ سے بہت محبت کرتی ہے پلیز اسے اپنا لیں ورنہ وہ

مرجائے گی۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔" کب کے رکے آنسو اس کے گال بھگو رہے تھے۔

"میں اللہ کے سوا آج تک کبھی کسی کے سامنے نہیں جھکی لیکن آج آپ کے آگے اپنی جھولی پھیلاتی ہوں، اس میں میری بہن کی خوشیاں ڈال دیں۔" وہ منہام کے پاؤں پکڑے گڑگڑا رہی تھی۔

"یہ کیا کررہی ہو تم بی۔" وہ دور ہٹ کر زور سے چیخا۔

"آپ کو کوئی حق نہیں مجھے یوں مخاطب کرنے کا، کیا لگتی ہوں میں آپ کی، ایک جو رشتہ تھا وہ بھی توڑ دیا۔"

"محبت کرتا ہوں تم سے ڈیم اِٹ۔" جھٹکے سے اس نے سر اٹھایا۔

"ہاں بہت محبت کرتا ہوں، اس پل سے جب تمہیں پہلی بار دیکھا تھا، تم میرے دل میں سما گئی تھی، تمہیں دیکھنے کے بعد میری نگاہ تم پر ٹھہر گئی تھی، اپنے پہلو میں بیٹھی اس لڑکی کو بھول گیا تھا جو میری غیاثی تھی، میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں بس۔"

"منہام لغاری بس اور کتنا گرو گے۔"

"تمہاری نگاہ سے گرنا ہی تو نہیں چاہتا تھا، اسی لیے لبوں پر قفل لگائے رکھا مگر دل پر کیسے تالے لگاؤں جو صرف تمہیں چاہتا ہے، پلیز بی میرا یقین کرو میں تم سے محبت....." چٹاخ ثاقبہ کا زناٹے دار تھپڑ اس کے گال پر پڑا۔

"مسٹر منہام لغاری میں نے آپ کو کتنے اعلیٰ مقام پر فائز کیا تھا آپ کو عزت دی، دولہا بھائی، دولہا بھائی کہتے میری زبان نہیں تھکتی تھی، آپ کی عزت کا نام نہاد بت تو اسی دن ٹوٹ گیا تھا جب آپ نے اپنی حدود سے تجاوز کیا تھا مگر میں اپنی بہن کی وجہ سے آپ سے جڑے رشتے کا لحاظ کرگئی، پر میں نہیں جانتی تھی کہ آپ اتنے گھٹیا انسان ہیں، مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کی سوچ اتنی بے ہودہ ہے تو کبھی یہاں نہ آتی مگر وہ پاگل جو آپ سے شدید محبت کرنے لگی ہے، اس کی حالت نے مجھے مجبور کردیا لیکن آپ محبت تو کیا نفرت کے بھی لائق نہیں ہیں۔" ثاقبہ نفرت سے کہتی پلٹی اپنے گال پر حیرانگی سے ہاتھ رکھا منہام لغاری چونکا اور آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔

"تم میرے بارے میں کوئی بھی رائے قائم کرسکتی ہو بی لیکن مجھے خود سے محبت کرنے سے نہیں روک سکتیں۔" دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے کو چھوتے ہوئے وہ بولا تو ثاقبہ نے ناگواری سے پہلو بدلا اور جھٹکے سے بازو چھڑا گئی۔

"آپ اچھا نہیں کررہے اور آپ کیا سمجھتے ہیں میں ایک ایسے انسان کو اپنا لوں گی جس نے میری بہن کو ٹھکرا دیا ہو۔"

"تمہیں پانا ہی تو نہیں چاہا تھا بی ورنہ میرے لیے کچھ مشکل نہ تھا، میں نے تم سے محبت کی ہے اور بے پناہ کی ہے، تمہیں پانے کا کبھی نہیں سوچا اس لیے نہیں کہ تم میری دسترس سے باہر تھیں صرف اس لیے کہ میں تمہیں کسی مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا اور جب تم میری فیلنگز جان چکی ہو تب بھی تم سے کچھ نہیں مانگوں گا، تم سے پورے بارہ ماہ اٹھارہ دن اڑتالیس سیکنڈ کچھ نہیں کہا تو وجہ یہی تھی کہ میں تم سے دور رہ کر تو شاید پھر بھی جی لوں لیکن تمہاری ان حسین آنکھوں میں خود کے لیے نفرت دیکھنے کے بعد میرے لیے جینا آسان نہیں رہے گا اور آج انہیں خوب صورت آنکھوں سے گرنے والے شفاف موتیوں نے مجھے مجبور کردیا کہ تمہیں سچائی بتادوں ہوسکے تو بی مجھے معاف کردینا میں نے تمہارا دل دکھایا ہے۔ صرف میری وجہ سے تم نے غم کا مزہ چکھا، میں نے ایسا نہیں سوچا تھا لیکن تم تو محبت کے بارے میں بہت اچھی رائے رکھتی ہو، خود بتاؤ میں کہاں غلط ہوں، محبت تو غیر اختیاری فعل ہے اور میں اس کی لپیٹ میں آ گیا، بی میں تمہیں نہیں کہتا تم مجھ سے محبت کرو لیکن پلیز نفرت بھی نہیں کرنا، کبھی مجھ سے جینے کا احساس مت چھیننا میں تو بے موت ہی مارا جاؤں گا۔"

⁂

بارات آ گئی بارات آ گئی کا نعرہ سنتے ہی تمام لڑکیاں پھول چیاں لانے دوڑیں، وہ بہت سنجیدگی سے لڑکے والوں کا استقبال کررہی تھی، اس احساس نے اس کے لبوں سے ہنسی چھین لی تھی کہ وہ خود اپنی بہن کی خوشیوں کی قاتل ہے، صرف اس کی وجہ سے شعرہ کو اس کی محبت نہ مل سکی۔ خوابوں، پھولوں اور محبت کی بات کرنے والی ثاقبہ احسان خان کہیں کھو گئی تھی۔ یہ تو ہر وقت ہنسنے ہنسانے والی ثاقبہ کی پرچھائی بھی نہ تھی۔ اس دن منہام لغاری کے انکشاف نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا وہ اپنے غم میں کسی

کو شریک بھی نہیں کرسکی، اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ بشرہ کو دکھوں سے نکال کر خوشیوں کا مسافر ضرور بنائے گی اور ثاقبہ کی ہی کوشش تھی کہ بشرہ کی شادی اپنے تایازاد ولید خان کے ساتھ ہو رہی تھی۔ ولید خان، بشرہ سے بہت محبت کرتا تھا لیکن اس کے والد کی بے رخی اور زیادتی کی وجہ سے مسز احسان نے انہیں معاف کرنے کے بجائے ولید خان کا رشتہ ٹھکرا دیا تھا اور اس میں مسز احسان سے زیادہ بشرہ کی ضد اور مرضی شامل تھی ثاقبہ کا خیال تھا کہ وہ ولید خان ہی ہے جو بشرہ کو غموں سے نکال کر خوشیاں دے سکتا ہے اور آج بشرہ میرون زرتار لہنگے میں کسی اور ہی دنیا کی مخلوق لگ رہی تھی۔ ثاقبہ پلکوں پر آئے آنسو صاف کرتے ہوئے اس کی خوشیوں کے لیے دعا مانگ رہی تھی۔

***

منہام افغاری نے پورے تین برس بعد پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھا تھا اور دل میں دبی اس خواہش نے پھر سے سر اٹھا لیا تھا جسے وہ یہیں چھوڑ گیا تھا لیکن لوگوں کو بھلا دینا عقل سے باہر ہوتا ہے ان کا احساس ہر احساس پر حاوی ہو جاتا ہے اور وہی احساس منہام افغاری کو زندہ رکھے ہوئے تھا۔

"یار تو پہلے سے زیادہ اسمارٹ ہو گیا ہے اور تیرے چہرے پر گلاسز بہت سوٹ کر رہے ہیں۔" ارحم نے بغل گیر ہوتا اس کی تعریف کی۔

"اور تو پہلے سے موٹا اور تیرے مسکے لگانے کی اسپیڈ میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔" ارحم نے اسے مصنوعی خفگی سے گھورا۔

"کیا سوچ رہا ہے؟"

"ارحم میرا دل آج عجیب سی لے پر دھڑک رہا ہے، ایک بے چینی نے میرے وجود کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ ملنے سے میں کبھی بھول نہیں سکا۔ ان تین سالوں میں اتنی میں نے سانسیں نہیں لیں جتنا اسے یاد کیا وہ دور ہو کر بھی میرے پاس تھی۔ اکثر میں بیٹھے بیٹھے ہی پریشان ہو جاتا، مجھے لگتا ہے کہ وہ اداس ہے، میں اپنے رب سے اس کے لیے خوشی و سکون مانگتا تو میرے بے چین دل کو قرار آ جاتا اور آج میں بہت بے قرار ہوں کسی بھی طور میرے دل کو سکون نصیب نہیں ہو رہا، ایسا لگ رہا ہے کوئی میرے وجود سے میری سانسیں چھین رہا ہے۔ میری روح نکال رہا ہے، ارحم وہ ٹھیک تو ہے ناں؟ میں بہت اپ سیٹ ہوں مجھے کیا ہو رہا ہے۔"

"مون شاید تم برداشت نہ کر پاؤ۔"

"ایسا کیا ہوا ہے ارحم؟ مجھ سے کیا چھپا رہے ہو، بتاؤ مجھے پلیز ٹیل می ارحم کچھ کہو ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔" منہام افغاری نے ارحم کو جھنجوڑا اور اس کے منہ سے نکلنے والے انکشاف نے منہام کی ذات کے پرخچے اڑا دیے تھے۔

"ثاقبہ کسی اور کی ہونے جا رہی ہے، اس کی شادی ہو رہی ہے۔"

"نہیں ارحم...... پلیز کہہ دو یہ مذاق ہے، تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

"مون یہی سچ ہے ثاقبہ کی ٹھیک چھ گھنٹے بعد شادی ہے۔"

"و...... وہ...... کو...... کون ہے جس سے بی کی شادی......"

"یونیورسٹی میں ساتھ پڑھتا تھا اور میں کچھ نہیں جانتا اور یہ سب بھی لائبہ (ارحم کی بیوی) کی وجہ سے پتا چلا وہ ثاقبہ کی دوست ہے۔"

"ارحم وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے؟ وہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔"

"سنبھالو مون خود کو، تم نے اس سے محبت کی تھی اس نے نہیں اور ایک نہ ایک دن ثاقبہ کو شادی کرنا ہی تھی۔ وہ تمہارا نصیب نہیں ہے۔"

"وہ صرف میری ہے، وہ کسی اور کی کیسے ہو سکتی ہے، وہ مجھ سے نفرت نہیں کر سکتی، وہ میرے علاوہ کسی اور کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکتی، میں نے جھوٹ کہا تھا، میں اس کی محبت کے احساس کے ساتھ جی لوں گا اس سے دور ہو کر میں کبھی نہیں جی سکا سانسیں لینے کا نام زندگی نہیں ہے اور میری زندگی مجھ سے دور نہیں جا سکتی۔ میں نے ایک تم سے کہا تھا ارحم وہ مجھے نہیں ملی تو کیا ہوا میں نے محبت کی ہے اور محبت تو ملن سے کبھی مشروط نہیں ہوتی، جدا ہو کر بھی محبت زندہ ہے اور جب زندہ ہے تو میں اسے پاؤں گا بھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔ وہ صرف میرے نصیب کا چاند ہے جو کسی اور آنگن میں اپنی روشنی نہیں بکھیر سکتا۔"

***

ثاقبہ کو دلہن بنایا جا رہا تھا وہ سرخ اور اورنج کنٹراسٹ کے لہنگے میں غضب ڈھا رہی تھی۔ اس نے جب خود کو آئینہ میں

دیکھا تو حیران رہ گئی وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے محسوس کرنے کی کوشش کررہی تھی کہ آئینے میں نظر آنے والی حسین شبیہہ اسی کی ہے، آئینہ میں اچانک ایک چہرہ ابھرا وہ چونک گئی۔ تین سال بعد منہام لغاری اس کے سامنے تھا اس نے کمرے میں نظر دوڑائی بیوٹیشن جو سامان سمیٹ رہی تھی اب نہیں تھی وہ دونوں کمرے میں تنہا تھے ثاقبہ نے کچھ بھی کہے بنا جانے کو قدم بڑھائے۔ منہام لغاری دروازے میں ایستادہ ہوتا اس کا راستہ روک گیا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے، ہٹیں میرے راستے سے۔" اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اسے ہٹانا چاہا۔ چوڑیوں کی جھنکار سے کمرہ گونج اٹھا اور اس کے اٹھے ہاتھ کو منہام لغاری نے اپنے مضبوط ہاتھ میں قید کرلیا۔

"میرا ہاتھ چھوڑیں۔"

"کبھی نہیں، بی یہ ہاتھ میں نے ہمیشہ کے لیے تھاما ہے۔" منہام لغاری نے جذب سے کہتے ہوئے اپنے لب اس کے مہندی سے سجے خوب صورت ہاتھ پر رکھ دیے۔

"یہ کیا کررہے ہیں...... ہوش میں تو ہیں آپ؟" ناگواری سے کہتے ہوئے ہاتھ کھینچا لیکن کامیاب نہ ہوسکی۔

"میں آپ سے شرافت سے کہہ رہی ہوں میرا ہاتھ چھوڑیں مجھے جانا ہے۔"

"بی جانے کی بات نہیں میری زندگی میں آنے کی بات کرو۔"

"آپ کا دماغ خراب ہوگیا ہے، آج میری شادی ہے وہاں ہال میں میرا انتظار ہورہا ہوگا۔"

"تمہارا انتظار میں طویل عرصے سے کررہا ہوں، میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا۔"

"منہام لغاری میرے راستے سے ہٹ جائیں ورنہ میں چلاؤں گی۔"

"کوئی فائدہ نہیں، اس کمرے میں میری مرضی کے بغیر کوئی نہیں آسکتا اور ویسے بھی اس وقت اس پارلر میں ہمارے سوا کوئی نہیں ہے۔"

"آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"صرف اور صرف تمہیں اور تمہارا ساتھ چاہتا ہوں، ہمیشہ کے لیے۔"

"کیوں آئے ہیں آپ یہاں؟ پہلے ہی کم دکھ دیے ہیں آپ نے کہ پھر سے ہماری زندگی میں زہر گھولنے کو آگئے ہیں۔" ثاقبہ اس کی بات نظر انداز کرتی غصے سے پوچھا۔

"میں نے پہلے بھی تمہیں دکھ دینے کا نہیں سوچا تھا اور آج بھی صرف تمہاری خوشی عزیز ہے۔"

"واہ...... بہت خوب، باتیں بہت بڑی بڑی کرلیتے ہیں آپ۔ اس دن کیا کہا تھا کہ آپ مجھے پانا نہیں چاہتے صرف محبت کرتے ہیں تو اس طرح میرا راستہ روکنے کا مطلب؟"

"اس دن تم سے جھوٹ کہا تھا اور نہ ہی آج ایسا کوئی ارادہ ہے۔ میں نے تمہیں چاہا، کبھی تمہیں محبت کرنے پر مجبور نہیں کیا، بی میں تم سے دور رہ کر جینے کی کوشش کررہا تھا لیکن تمہاری شادی ہونے کا سن کر بے چین ہوگیا اور آج اسی لیے یہاں ہوں، پلیز بی مجھے میرے دل کی پہلی خوشی دے دو، مجھ سے شادی کرلو۔"

"مسٹر منہام لغاری جہاں سے آئے ہیں وہیں لوٹ جائیں میں اس شخص سے کبھی شادی نہیں کرسکتی جس نے میری بہن کو دکھ پہنچایا۔"

"بی وہ سب میں نے اپنے دل کی وجہ سے مجبور کیا، میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں مجھے جینے کا احساس دے دو، تمہارے بغیر مجھ سے نہیں جیا جاتا بی۔" ثاقبہ نے اس کو دیکھا وہ ہاتھ جوڑے کھڑا محبت کی بھیک مانگ رہا تھا۔

"ایسے ہی منہام لغاری ایک دن میں نے تم سے اپنی بہن کی خوشی کی بھیک مانگی تھی، تمہارے آگے جھولی پھیلائی تھی کہ اس میں اپنی محبت ڈال دو میری بہن کو جینے کا احساس بخش دو لیکن تم نے جواباً کیا مجھے میری ہی نظروں سے گرادیا تھا۔ میری بہن کی محبت کی راہ میں دیوار میں ہی تھی، اسے روتے تڑپتے دیکھتی تھی، دلاسا کس منہ سے دیتی اسے، تم نے میری وجہ سے ٹھکرایا تھا یہ بتاتی میں اسے، تم نے مجھے کمزور کردیا، صرف تمہاری وجہ سے دو بہنوں کے بیچ دراڑ آگئی اور آج تم پھر چلے آئے ہو تو سن لو منہام لغاری کہ میں تمہیں ٹھکراتی ہوں، تمہاری محبت کو

لات مارتی ہوں، جیسے تم نے میری معصوم بہن کے جذبوں پر ماری تھی۔ لاکھوں لوگوں کی کڑوی باتیں سننے کے لیے منگنی توڑ کر اس کی زندگی سے نکل گئے تھے۔ مجھے تو اس دن بھی انتظار تھا منہام لغاری کہ تم مجھے مجھ سے مانگو مگر تم نے تو بڑے بڑے دعوے کیے تھے صرف محبت کے احساس کے بل پر جینے چل پڑے تھے اور آج تم اسی موڑ پر کھڑے ہو جہاں کل بشریٰ کھڑی تھی۔ میں تم سے شادی سے انکار کرتی ہوں، میں کسی اور سے شادی کرنے جارہی ہوں منہام لغاری۔" اس کے منہ سے نکلے زہریلے لفظوں سے وہ گھائل ہورہا تھا اور اس بے دردکو احساس ہی نہیں تھا، منہام کو استہزائیہ انداز میں دیکھتی مسکرارہی تھی مگر جانے کیوں آنکھوں میں آنسو تھے۔

"میں نے کہا تھا بی مجھ سے نفرت مت کرنا، میں تمہاری ہر بات سہہ سکتا ہوں، ہر الزام مجھے قبول ہے تم نے میری محبت کو بے دردی سے ٹھکرادیا اس کا بھی گلہ نہیں ہے تم سے پر تمہاری نفرت سہنا یہ منہام لغاری سے نہیں ہوسکتا، میں نے تمہاری ہر خطا معاف کی لیکن یہ جرم قابل معافی نہیں اور اس کی سزا تمہیں میری محبت دے گی جس کی تم نے توہین کی ہے اور پھر تمہیں احساس ہوگا کہ تم نے کیا کھودیا ہے، محبت کھوئی ہے تم نے ثاقبہ خان۔" منہام لغاری نے اس کے سجے روپ پر نگاہ جماتے ہوئے بڑی تکلیف سے کہا اور اس کا ہاتھ تھام کر تقریباً گھسیٹتا ہوا گاڑی تک لایا تھا۔ ثاقبہ چیختی رہ گئی اور اس نے ثاقبہ کو فرنٹ سیٹ پر دھکیل کر گاڑی آگے بڑھادی تھی۔

"یہ آپ اچھا نہیں کررہے، میری شادی ہورہی ہے، میں وہاں نہیں پہنچی منہام لغاری تو میری ماں...... پلیز مجھے جانے دیں، رسوائی کی جانب مجھے مت دھکیلیں آپ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا واسطہ، اس محبت کا واسطہ جس کی آپ دہائی دیتے پھرتے ہیں۔" ثاقبہ کارڈرائیو کرتے منہام کا بازو پکڑے جھنجوڑ رہی تھی۔ گاڑی ایک جھٹکے سے رک گئی۔

"تم مجھے کبھی سمجھ ہی نہیں سکتی بی، میں تمہیں رسوا کروں گا، تمہاری رسوائی سے پہلے تمہیں جان سے مارنا پڑا نا بی تو تمہیں مار کر خود بھی مرجاؤں گا، تم نے سوچا میں تمہیں کڈنیپ کرکے لے جارہا ہوں تف ہے میری محبت پر، میں تمہیں کچھ دکھانا چاہتا تھا بی، میں نے سوچا پھر تم کسی اور کی ہوجاؤ گی تو مجھے پھر موقع ملے نہ ملے خیر چھوڑو تم نہیں سمجھو گی۔" وہ ہارے جواری کی مانند لگ رہا تھا جس کا سب کچھ لٹ گیا تھا گاڑی میں ایک دم خاموشی چھاگئی اور اس خاموشی کو منہام لغاری کے سیل پر ہونے والی بیپ نے توڑا۔

"منہام بارات آگئی ہے اور یہاں ثاقبہ کا کتنی شدت سے انتظار ہورہا ہے شاید تجھے اس کا اندازہ نہیں ہے مجھے لگتا ہے میں نے تیری مدد کرکے بہت بڑی غلطی کی ہے لوگ یہاں کیسی کیسی باتیں کررہے ہیں اگر ثاقبہ کچھ دیر میں یہاں نہیں پہنچی تو بات بگڑ بھی سکتی ہے۔" للعہ ارحم کے بہت مجبور کرنے پر اس سب کے لیے راضی ہوگئی تھی کیونکہ مسز احسان نے ثاقبہ کو پارلر لانے لے جانے کی ذمہ داری اس کو سونپ رکھی تھی۔

"بھابی کہاں ہیں؟؟"

"پارلر میں۔"

"اس نے تو کہا ہے تو وہاں نہیں ہے، موٹی تو اس وقت کس جگہ پر ہے اور کتنی دیر لگ جائے گی، دولہا کا موڈ تمہیں ضرورت کیا تھی اتنا دور جانے کی تقریباً اب بھی تمہیں ہال میں پہنچتے پہنچتے ایک گھنٹے سے زیادہ لگ جائے گا۔ تو ہوش میں ہے موٹی۔ او کے ایسا ہی کرتا ہوں ہاں تم فکر نہ کرو سب ٹھیک ہوجائے گا۔" منہام لغاری نے سیل آف کرکے ڈیش بورڈ پر رکھا اور پیچھے سیٹ پر رکھے بریف کیس کو اٹھا کر اس میں سے کچھ نکالنے لگا۔

"آئیم سوری بی۔" پسٹل کا بٹ اس کے ماتھے پر لگا تھا ثاقبہ کے منہ سے چیخ نکلی۔ منہام نے اس پر ہی بس نہیں کیا اس کا خوب صورت مہندی اور کانچ کی سرخ چوڑیوں سے سجا اس کا ہاتھ شیشے پر دے مارا چھناکے سے چوڑیاں ٹوٹ کر اس کے ہاتھ کو لہولہان کر گئیں۔ منہام نے گاڑی اسٹارٹ کی۔ ثاقبہ بے ہوش ہوکر اس کے کاندھے سے لگ گئی تھی۔ وہ بہت تیز گاڑی چلا رہا تھا۔

❋....❋....❋....❋

"للعہ بیٹی...... یہ ایکسیڈنٹ کیسے ہوا؟"

"ہم لوگ جیسے ہی پارلر سے نکلے اور تھوڑا آگے بڑھے تو اچانک ایک موٹر سائیکل سامنے آگئی اور ثاقبہ سے ٹکراتی فوراً غائب ہوگئی اور ثاقبہ تو اسی وقت بے ہوش ہوگئی تھی۔ میں نے

آپ لوگوں کو فون کیا اور اسے لے کر اسپتال آ گئی۔ مجھے معاف کردیں آنٹی آپ نے مجھے ایک ذمہ داری دی تھی اور میں اسے اچھے سے نبھا نہیں سکی اور ثاقبہ کی یہ حالت ہوگئی۔"

"پلیز لالمہ چپ کر جاؤ، میری ثاقبہ بیٹی کو کچھ نہیں ہوگا۔" مسز احسان اپنی بیٹی کے لیے اللہ سے دعا گو ہوئیں۔

اس ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ثاقبہ کی شادی ٹل گئی تھی۔ منہام لغاری نے یہ سب جان بوجھ کر صرف اس کی رسوائی کے ڈر سے کیا تھا اور سب کچھ اس کی سوچ کے مطابق ہوا تھا۔ اگر وہ یہ سب نہ کرتا تو صرف اس کی تھوڑی سی بے وقوفی کی وجہ سے بہت کچھ ہو سکتا تھا اور اس دن ثاقبہ کی شادی کیا ٹلی مانو، ہمیشہ کے لیے ہی ٹل گئی۔ منہام لغاری نے بشرہ کو تمام حقیقت بتا دی۔ بشرہ نے منہام سے واقعی ہی محبت کی تھی لیکن اس کا نصیب ولید خان تھا۔ جس کے ساتھ اب وہ بہت خوش تھی۔ اس کو جب سچائی پتا چلی تو دکھ تو ہوا لیکن اس سب میں ثاقبہ بے قصور تھی اور بشرہ اس سے بہت محبت کرتی ہے اور وہ اتنے سالوں سے یہ تو سوچتی رہی کہ ثاقبہ کسی کو چاہتی ہے وہ اس سے پوچھ بھی چکی تھی۔ جبکہ ثاقبہ نے اس کا وہم کہہ کر اسے ٹال دیا تھا۔ بشرہ مطمئن تو نہیں ہوئی تھی پر خاموش ضرور ہوگئی تھی اور اتنے سال بعد منہام لغاری نے جب اسے کہا وہ ثاقبہ سے محبت کرتا ہے تو اس کو یقین آ گیا کہ ثاقبہ بھی منہام کو چاہتی ہے اور وہ صرف اس کی خاطر قربانی دے رہی تھی۔ اس نے اپنی پیاری بہن کی خوشیاں لوٹانے کا عہد کرلیا کیونکہ وہ اپنی زندگی سے مطمئن تھی اس کے دو ننھے معصوم سے بچے اور ولید اس کی فیملی مکمل تھی۔

اب اسے کسی کو خوشیاں دے کر ان کی محبت کی تکمیل کرنی تھی۔

منہام لغاری کی زندگی میں خوشیوں نے دستک دے دی تھی۔ اس کی پہلی چاہت جو کل تک ناممکن تھی، جسے پانا خواب معلوم ہوتا تھا، جس سے تین سال بے غرض محبت کی آج وہ اس کے گھر میں اس کی منکوحہ کی حیثیت سے موجود تھی۔ منہام لغاری نے محبت کی جدائی میں جو آنسو بہائے تھے وہ آنسو دعا بن گئے تھے اور اس کی ریاضت مکمل ہوگئی تھی۔ وہ بہت خوش تھا اور آنکھوں میں تشکر کے آنسو تھے۔ وہ مسکراتی آنکھوں سے آتشی رنگ کے لہنگے میں سجی سنوری بیٹھی ثاقبہ منہام لغاری کو بغور دیکھ رہا تھا جو خوب صورت میک اپ سے سجی سنوری کوئی ماورائی مخلوق لگ رہی تھی۔

"سبی......" منہام لغاری نے ایک جذب سے ہاتھ تھامتے ہوئے اسے پکارا تو ثاقبہ نے پل بھر کے لیے پلکیں اٹھائیں لیکن منہام کو دیوانگی سے تکتا پا کر اس کی نگاہیں جھک گئیں۔

"تمہیں رونمائی میں ایک کائنات دینے کو دل کرتا ہے۔ پھر بھی لگتا ہے کوئی بھی حسین سے حسین شے تمہارے قابل نہیں ہے۔ تم اللہ کی صناعی کا منہ بولتا ثبوت ہو، تمہیں دینے کو میرے پاس اپنی ذات، اپنی جان، اپنی چاہت اور اپنے وجود کے سوا کچھ نہیں۔ آج سے پورے کا پورا منہام لغاری صرف تمہارا ہے۔ تم کچھ نہیں کہو گی سبی؟" ثاقبہ اس کی شدت میں خود کو ڈوبتا محسوس کررہی تھی اور اس کی دیوانگی کا جواب اسی دیوانگی سے دینا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

"یار کچھ تو بولو۔ ہمیشہ نان اسٹاپ بولتی آئی ہو آج یہ خاموشی۔ اس کا بھی ایک اپنا انداز ہے تم تو ہر روپ میں ہی حسین لگتی ہو۔" منہام لغاری نے شرارت سے کہا۔

"سبی میں تمہیں کچھ دکھانا چاہتا ہوں۔ یار ایسے مت دیکھو کہیں خوشی کے مارے ہارٹ فیل نہ ہو جائے۔" ثاقبہ نے تڑپ کر اس کے لبوں پر اپنا حنائی ہاتھ رکھا جسے دھیرے سے تھامتے ہوئے لبوں سے لگایا اور اسے یونہی تھامے دوسرے کمرے میں لے آیا جہاں اندھیرے کا راج تھا اور جیسے ہی روشنی بکھری ثاقبہ ساکت رہ گئی۔ پورے کمرے میں جابجا اس کی تصاویر لگی تھیں۔ وہ کبھی ان تصویروں کو تو کبھی منہام لغاری کو دیکھ رہی تھی۔ جس کے لبوں پر بھی مسکراہٹ رقصاں تھی۔

"میں تمہیں اس دن اپنی یہی محبت دکھانا چاہتا تھا۔" اس نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

# ممتا

ہائمہ غزل

ہر اک خواب کی تعبیر تھوڑی ہوتی ہے
محبتوں کی یہ تقدیر تھوڑی ہوتی ہے
سفر کرتے ہیں یہ اک دل سے دوسرے دل تک
دکھوں کے پاؤں میں زنجیر تھوڑی ہوتی ہے

"عمار کیا کرتے ہیں پلیز تھوڑی دیر کے لیے بیڈ خالی کردیں مجھے ڈسٹنگ کرنی ہے، اتوار کا دن ہو تو آپ کا اٹھنا محال ہوجاتا ہے..... ناشتہ کرنے کے بعد بھی دوبارہ بستر میں جانے کی کوئی تک ہے بھلا..... دوپہر کے گیارہ بجنے والے ہیں اور ابھی تک صفائی بھی نہیں ہوئی اس کے بعد مجھے کھانا بھی پکانا ہے پھر آپ ہی بھوک بھوک کا شور مچانا شروع کردیتے ہیں۔" اس نے مسلسل عمار کے سر سے چادر کا کونا کھینچتے ہوئے ان کا دھیان گھڑی کی طرف دلایا تو وہ منہ بناتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئے اور پہلے ایک زوردار انگڑائی کے ساتھ جمائی لی جسے عنیزہ نے ناگواری سے دیکھا، اس کی نفاست پسند طبیعت پر یہ سب گراں گزرا تھا۔

"کیا ہوا..... کیا ڈھونڈ رہے ہیں؟" عمار بیڈ سے اتر کر سائیڈ ٹیبل کی دراز میں چیزیں الٹ پلٹ کرکے جانے کیا تلاش کررہے تھے۔

"یہ لو....." دراز سے ان کا ہاتھ باہر آیا تو ان کے ہاتھ میں اسکاچ ٹیپ تھا..... کل اس نے ان سے ٹیپ ڈھونڈنے کی فرمائش کی تھی کیونکہ کل جب گھر میں چائے کی پتی ختم ہوئی تو اس نے پڑوس کے بچے سے قریبی دکان سے لانے کا کہا اور سو روپے کا نوٹ پرس سے جلدی سے کھینچنے کی وجہ سے دو ٹکڑے ہوگیا اسے جوڑنے کے لیے ٹیپ درکار تھا اتفاق سے اس وقت ایک وہی نوٹ موجود تھا اور چائے کی پتی کا آخری دانا تک ختم ہوگیا تھا..... اس نے عمار سے کہا کہ مجھے ٹیپ ڈھونڈ دیں شاید اسی وجہ سے وہ ٹیپ ڈھونڈ رہے تھے۔

"یہ مجھے کل مل گیا تھا جب ہی آپ نے چائے نوش فرمائی تھی جناب۔" عنیزہ نے مسکراتے ہوئے ان کی معلومات میں اضافہ فرمایا۔

"نہیں یہ میں نے تمہیں اس لیے دیا ہے تاکہ تم اپنا منہ بند رکھ سکو۔" عمار نے باچھیں چیرتے ہوئے کہا اور جلدی سے باتھ روم میں غائب ہوگئے۔ عنیزہ نے بھناتے ہوئے باتھ روم کے بند دروازے کو دیکھا اور بڑبڑاتے ہوئے اپنے کام میں مشغول ہوگئی۔

"عنیزہ تاول دے جاؤ ذرا۔" اندر سے عمار کی آواز آئی۔

"اُفوہ..... آپ کب سدھریں گے عمار ذرا ذرا سے کام کے لیے آوازیں دینے لگتے ہیں..... یہ نہیں ہوا کہ تولیہ ساتھ ہی لے جاتے۔" اس نے جھنجھلاتے ہوئے تولیہ اسٹینڈ سے اٹھا کر انہیں باتھ روم کے دروازے پر آکر تھمایا ان کے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھے اور اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ کسی کام سے پکارتے وہ کمرے سے باہر آگئی۔

"عنیزہ یاد ہے آج حمزہ اور معاذ کی فیملی کی دعوت ہے..... تم ایسا کیوں نہیں کر لیتیں اپنی فرینڈز کو بھی بلا لو۔" عمار نہا کر آنے کے بعد کچن کے دروازے میں کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔

حمزہ اور معاذ عمار کے بے حد قریبی دوست تھے اور دونوں کا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا دونوں ہی اچھی فیملی کے خوش مزاج انسان تھے ان کی بیگم سے عنیزہ کی اچھی دوستی تھی اور پچھلے ایک ہفتے سے گھر میں اس دعوت کی بات ہو رہی تھی جب عمار نے صرف اپنے دوستوں کی فیملی کے بارے میں کہا تھا اور اس وقت اگر عنیزہ اپنی دوستوں کا ذکر چھیڑ دیتی تو یقیناً اس کو بچت پر اچھا خاصا لیکچر سننے کو مل جاتا ورنہ اس کی بہت خواہش تھی اپنی دوستوں کو مدعو کرنے کی...... اب اچانک سے عمار کا شاہانہ انداز لوٹ کر آیا وہ اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی اس نے جلدی جلدی ثوبیہ اور حسنہ کو کال ملائی اور معذرت کرتے ہوئے اچانک سے گھر میں ہونے والی گیٹ ٹو گیدر کی دعوت دی......

وہ دونوں بھی شاید عنیزہ سے ملنے کو ترسی ہوئی تھیں جب ہی فوراً آنے کی ہامی بھر لی۔ اب اس کا کام بھی یقیناً آدھا ہو جانے والا تھا کیونکہ وہ دونوں اسے کچن میں کبھی اکیلا نہیں چھوڑتیں اور جب تک کام پورا مکمل نہ ہو جاتا اپنے گھر بھی نہیں جاتی تھیں۔

دوپہر کے کھانے کے بعد عنیزہ نے سامان کی فہرست بنا کر عمار کے سپرد کی اور جلدی جلدی تیاریوں میں جت گئی۔ عمار اور ان کے دوست صاحبان کافی خوش خوراک واقع ہوئے تھے کھانے میں چار سے پانچ ڈش یقینی ہوتا تھی، حسنہ اور ثوبیہ اس کی مدد کے خیال سے شام میں جلدی آ گئی تھیں ان کے شوہر صاحبان مقررہ وقت پر آنے تھے۔

"بھئی مجھے تو پتا ہے تم سب کچھ اکیلے تیار کر سکتی ہو لیکن جلدی آنے کا کوئی بہانہ بھی تو چاہیے تھا۔" ثوبیہ نے مذاقاً کہا اور کھلکھلا کر ہنس دی۔

"ہاں واقعی ورنہ گھر کے بکھیڑوں سے کہاں جان چھوٹتی ہے..... ذرا اور دیر کرتی تو ساس محترمہ نے حکم صادر فرمانا تھا ہانڈی پکا کر جانا جبکہ ماریہ اور عنایہ فارغ ہی ہوتی ہیں۔" حسنہ نے منہ بناتے ہوئے اپنی نندوں کا نام لیا۔

"کیوں وہ دونوں کچھ نہیں کرتیں کیا؟" اس نے حسنہ

سے پوچھا۔

"دل چاہتا ہے تو کرتی ہیں ورنہ ادھورا چھوڑ کر کہہ دیتی ہیں مجھ سے نہیں ہوگا۔" اس نے نندوں کی نقل اتاری۔ "اب جب ایک تو کرانی موجود ہے بھابی کی شکل میں تو ان شہزادیوں کو ضرورت بھی کیا ہے کام کرنے کی۔" حمنہ نے تلخی سے کہا۔

"تم تو آرام میں ہو جو ساس نندوں کے بکھیڑوں سے دور ہو۔" یہ ثوبیہ تھی عنیزہ اسے دیکھ کر رہ گئی اب کیا بتاتی کہ عمار اکیلے ہی کافی ہیں ان سب کی کمی پوری کرنے کے لیے، ابھی کل شام ہی کی بات ہے جب وہ آفس سے آئے تو وہ جلدی سے ان کے لیے پانی لائی تھی۔

"یہ کیا ہے، تمہیں تمیز ہے یا نہیں گلاس دھویا نہیں تھا۔" پانی پینے کے بعد وہ گلاس میں موجود نمی کو ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے کہہ رہے تھے اب ٹھنڈے پانی کے بخارات گلاس پہ جم ہی جاتے ہیں اب بندہ پوچھے کہ اتنا گندہ لگ رہا تھا تو پانی پیا ہی کیوں لیکن وہ بس انہیں دیکھ کر رہ گئی کچھ بولنا مزید اپنی شامت بلانے کے مترادف تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے ثوبیہ کو دیکھا اور کام میں مصروف ہوگئی۔ انہی باتوں اور کاموں میں وقت گزر گیا۔

شام میں سب کے آنے پر اچھا سا ماحول بن گیا حمنہ اور ثوبیہ کے شوہر احمد اور فیض بھی بے حد ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔ اپنائیت اور پرخلوص ماحول میں کھانا کافی پرلطف رہا سب نے تعریف کی تھی۔

"اب گھر جا کر میری شامت آجانی ہے۔" ثوبیہ نے اس کے کان میں کہا۔

"وہ کیوں؟" عنیزہ نے حیرت سے پوچھا۔

"اتنا اچھا کھانا جو تم نے کھلایا ہے، یہ ذائقہ اب کم از کم بھی ایک مہینے تک احمد کو بھولنے والا نہیں ہے۔" اس نے بیچارگی سے کہا۔

"عنیزہ تمہارے ہاتھ میں جادو ہے قسم سے جب ہی تو عمار بھائی تمہاری مٹھی میں ہیں۔" اس نے مزید کہا تو اس نے بے ساختہ نظر اٹھا کر عمار کی طرف دیکھا جو بہت خوش اخلاقی سے سب کو ایک ایک ڈش کی طرف متوجہ کررہے تھے اسے دوپہر کے کھانے کے وقت کی ان کی بات یاد آئی۔

"یہ کیا عجیب ملغوبہ بنایا ہے۔" عمار نے سبزی کی ڈش کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"مکس ترکاری ہے عمار۔" اس نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"اللہ کا واسطہ ہے عنیزہ یہ جو تم عجیب وغریب قسم کے کھانے پکا کر سامنے رکھ دیتی ہو شام کو کوئی ایکسپریمنٹ مت کرنا ایسا نہ ہو کہ میری بے عزتی ہوجائے، ثمینہ بھابی کو دیکھا ہے کتنا ذائقہ ہے ان کے ہاتھ میں بندہ انگلیاں ہی چاٹتا رہ جائے۔" وہ سوچنے لگی یہ شاید دنیا بھر کے مردوں کا محبوب مشغلہ ہے دوسروں کے پکائے کھانوں کی تعریف کرنا اور...... انگلیاں چاٹنے والی مثال تو اس کی نفاست پسند طبیعت پہ بڑی گراں گزرتی تھی اس مثال پر تو مجھے لوگوں کی انگلیاں کھانوں میں لتھڑی ہوئی محسوس ہوتی تھیں اور اس کے ذہن میں یہی خیال آتا تھا کہ بندہ انسانوں کی طرح تمیز کے دائرے میں رہ کر بھی تو کھالیتا ہے نہ انگلیوں پہ اتنا کھانا لگے کہ کھانا چاٹنے کی نوبت آئے گی۔

"یہ پانی کا جگ اٹھانا ذرا عنیزہ۔" حمنہ کی آواز اسے چونکنے پہ مجبور کرگئی جبکہ عمار اسے گھور کر دیکھ رہے تھے...... ایک اور شامت اس نے سوچا۔

کھانے کے بعد چائے کا دور چلا جو کہ حمنہ نے بنائی، چائے کی سب ہی نے تعریف کی اس کے بعد سب ایک ایک کرکے رخصت ہوگئے تھے۔

"میں رک جاتی لیکن ان کو صبح جلدی آفس کے لیے نکلنا ہے اور ذرا بھی دیر اور رکنے کا کہوں گی تو موڈ اور زیادہ خراب ہو جائے گا۔" ثوبیہ نے برتنوں کے ڈھیروں ڈھیر دیکھ کر شرمندگی سے کہا۔

"اور میرا تو جانتی ہی ہو میری ساس کو زیادہ دیر تک باہر رہنا پسند نہیں وہ فیض کو عیاشیوں کے طعنے دینے شروع کردیں گی اور اگلے ایک ہفتے تک فیض کے ماتھے کے بل نہیں نکلیں گے۔" حمنہ نے بھی بیچارگی سے کہا۔

"ارے کوئی بات نہیں میں کرلوں گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے دونوں کو اللہ حافظ کہا ان کے جانے کے بعد وہ کچن میں آئی جبکہ عمار ریموٹ سنبھال کر بیٹھ گئے۔ اسے برتن دھوتے اور کچن سمیٹتے ہوئے رات کا ایک بج گیا تھا۔

"اللہ تھک گئی میں۔" اس نے تھکے ہوئے انداز میں عمار کے برابر میں بیٹھ کر کہا۔

"آخر کیا ہی کیا ہے جو تھک گئیں، دوپہر سے تو تمہاری سہلیاں آ گئی تھیں اچھا خاصا کام نمٹا دیا انہوں نے تمہارا...... اس وقت بس یہ ذرا سے برتن ہی اکیلے دھوئے ہیں۔" انہوں نے کچن کے دروازے کی طرف اشارہ کیا اور اس کی آنکھیں ابلنے کو ہوگئیں۔

"ذرا سے برتن......" اور اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ سارا کچھ اکیلے ہی کیا تھا بس سلاد بنانا یا کھانا لگوانا کوئی اتنا بڑا کام تو نہیں ہوتا ہاں شادی سے پہلے کی بات اور تھی جب آدھے سے زیادہ کام وہ منٹوں میں نمٹا دیا کرتی تھی اب تو خود گھرداری میں الجھ کر ان کاموں سے دور رہنے کے بہانے تلاشتی مگر عمار کو کون سمجھائے۔

صبح اٹھنے کے بعد اس کے جسم کے جوڑ جوڑ میں درد ہو رہا تھا سر میں الگ درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں وہ جلدی سے اٹھی مگر چکرا گئی، اچانک ابکائی آنے سے وہ منہ پہ ہاتھ رکھ کر تیزی سے واش روم کی طرف بھاگی۔

"اف صبح ہی صبح یہ کیا مصیبت ہوگئی۔" وہ واش بیسن کے پاس کھڑی درد سے دوہری ہوگئی، سر الگ گھوم رہا تھا، کچھ ہی دیر بعد تولیے سے منہ تھپتھپاتی باہر آ گئی، اکیلے ہونے کی وجہ سے سارا کام مجھے ہی کرنا تھا میں نے عمار کو آواز دی اور خود جلدی سے کچن کا رخ کیا۔

"اوہو...... یہ عمار ابھی تک اٹھے کیوں نہیں۔" وہ دوبارہ سے عمار کو اٹھانے کے لیے کمرے میں آئی وہ پہلے سے جاگ رہے تھے اور فون پر کسی سے بات کر رہے تھے باتوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ دوسری طرف ان کی امی ہیں فون بند کر کے وہ میری طرف مڑے اور خوشی سے بولے۔

"امی آ رہی ہیں عنیزہ۔" ان کے لہجے میں بہت گرم جوشی تھی ان کی امی ان کے بڑے بھائی کے گھر میں رہتی تھیں جب کہ اس نے اور عمار نے کافی کوشش بھی کی تھی وہ ان کے یہاں رہیں مگر وہ اپنا آبائی شہر چھوڑنے کو تیار ہی نہیں ہوتی تھیں...... لیکن سال چھ مہینے میں کچھ دنوں کے لیے رہنے ضرور آ جاتی تھیں۔

"کیا ہوا عنیزہ؟" ناشتے کی میز پر وہ اس کے چہرے کو بہت غور سے دیکھ رہے تھے وہ خوش ہوگئی کہ چلو انہیں کچھ تو میرا خیال ہے۔

"کچھ نہیں بس......" اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا۔

"میں کافی دیر سے دیکھ رہا ہوں جب سے میں نے تمہیں امی کے آنے کی خبر سنائی ہے تب سے تمہارا موڈ خراب ہے...... تم چاہتی کیا ہو آخر میری امی تو عام ساسوں کی طرح ہیں بھی نہیں...... وہ تو تمہارا اتنا خیال کرتی ہیں، اور میں نے بھی کبھی کوئی کسر نہیں رکھی ابھی کل کی ہی بات لے لو اپنے دوستوں کی دعوت کی تو تمہیں بھی کہا کہ اپنی دوستوں کو بلا لو...... تمہارے گھر والوں کے آنے پہ بھی کبھی منہ نہیں بنایا پھر تم کیوں ایسا کر رہی ہو تمہارا مسئلہ کیا ہے؟" وہ جو سمجھ رہی تھی کہ شاید اس کے چہرے سے میری خرابی طبیعت کا راز پا گئے ہیں وہاں تو معاملہ ہی کچھ اور تھا وہ حیران ہو کر ان کے الزامات سن رہی تھی اور اس وقت شدت سے اس کا دل چاہ رہا تھا کہ جو ٹیپ کل وہ لے کے دے رہے تھے وہ کس کر ان کے منہ سے چپکا دے لیکن کرنا تو دور کی بات ایسا کہنا بھی وہ افورڈ نہیں کر سکتی تھی بس سوچ ہی سکتی تھی...... یہ مرد حضرات جو عورتوں کو زیادہ بولنے کا طعنہ دیتے ہیں جب بولنے پہ آئیں تو ان سے زیادہ بولنے والیوں کی بولتی بھی بند ہو جاتی ہے...... وہ بس ٹکر ٹکر ان کا منہ دیکھ رہی تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

"پتا نہیں یہ مردوں پہ فوقیت رکھنے والی عورتوں کے لطیفے کس شخص نے ایجاد کیے ہیں اگر وہ شخص مجھے کہیں مل جائے تو بھرے چوک میں الٹا لٹکا کر اسے ایسی مار لگاؤں کہ ہوش ٹھکانے آ جائیں محترم کے جس نے ہم عورتوں کے دل جلانے کا اتنا گھٹیا سامان کیا، نجانے کون سے مرد ہوتے ہیں جو عورتوں کے سامنے بھیگی بلی بنے دن کو رات اور رات کو دن کہتے ہیں، یہاں تو منانا بات کے بھی وہ وہ باتیں سننی پڑتی ہیں جو کہ ہمارے فرشتوں کو بھی پتا نہیں ہوتا۔" عنیزہ غصے سے کھولتی سوچ رہی تھی۔ شام ہوگئی تھی مگر شوہر محترم کے مزاج ٹھکانے پر ہی نہیں آئے تھے، امی کو لینے ایئرپورٹ بھی اکیلے ہی چلے گئے واپس

آنے کے بعد بھی بس امی کے ساتھ ہی باتوں میں لگے ہیں، وہ جب امی سے ان کا حال چال پوچھنے لگی تو طنزیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتے رہے جیسے کہہ رہے ہوں بی بی اپنا یہ دکھاوا کہیں اور جا کر دکھاؤ یہاں تمہاری کوئی دال نہیں گلنے والی، وہ کڑھتی رہی اور سوچ کر رہ گئی۔ وہ چائے اور اسنیکس پر خوب ہاتھ صاف کر رہے تھے اور کیوں نہ کرتے وہ ایسا آخر سب انہی کے کمائے گئے پیسوں سے تو آیا تھا اور عنیزہ ٹھہری بے دام کی غلام وہ غلام جسے تین بول پڑھوا کر گھر کے سیاہ و سفید کا مالک بنایا جاتا ہے، اب مالک سمجھنا نہ سمجھنا یہ مردوں کا شیوہ ہے چاہیں تو سر پہ بٹھائیں چاہیں پیروں تلے روندیں انہیں کون پوچھنے والا ہے۔

"عنیزہ بی بی آپ کو آپ کے کمرے تک چھوڑ دوں آپ اب آرام کر لیں سفر سے آئی ہیں تھک گئی ہوں گی۔" عمار نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں بیٹا... ایسی کوئی بات نہیں تم نے تو بالکل مجھے بچہ بنا دیا ہے۔ مجھے ذرا بھی تھکن نہیں ہو رہی ہے تم جاؤ اپنا کام کرو میں تو اب اپنی بہو سے ڈھیر ساری باتیں کروں گی۔" امی کی بات پہ عمار نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں دیکھا میری ماں کو تم جیسی بہو کا بھی کتنا خیال ہے اور گھورتے ہوئے وہاں سے چلے گئے، پتا نہیں کیا مزاج پایا ہے محترم نے وہ سوچ رہی تھی کہ ایک دم اسے پھر سے ابکائی آئی اور وہ کچن سے ملحق واش بیسن کی طرف دوڑی، امی نے بہت غور سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا عنیزہ میں بہت دیر سے دیکھ رہی ہوں، تمہاری کیا عمار سے کوئی لڑائی ہوئی ہے۔" تھوڑی دیر بعد جب وہ دوبارہ ان کے پاس آ کر بیٹھی تو امی نے بغور اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نن... نہیں تو ایسی تو کوئی بات نہیں۔" وہ ان کی بات پہ گڑبڑائی، میری بات پہ ان کے چہرے پہ ایک عجیب سی مسکراہٹ آ گئی جیسے کسی بچے کی چوری پکڑی گئی ہو اور اس کی چھپانے کی کوشش پر ہنسی آ گئی ہو۔

"تم نہ بتانا چاہو وہ الگ بات ہے لیکن تم دونوں کے رویے چیخ چیخ کر اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ کچھ بھی نارمل نہیں ہے۔" امی نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ کشمکش و پیچ میں پڑ گئی کہ آیا بتانا ٹھیک ہوگا بھی یا نہیں لاکھ وہ اچھی ساس ہوں مگر پھر بھی بیٹے اور بہو کی لڑائی میں وہ ایک ماں کا کردار نبھائیں گی، طرف داری تو وہ اپنے بیٹے کی ہی کریں گی۔

"کیا ہوا...... کیا سوچنے لگیں؟ تم نہیں بتانا چاہتیں تو کوئی زبردستی نہیں مگر پھر بھی ہو سکتا ہے کہ اس معاملے میں، میں ایک صالح کا کردار کر سکوں۔" انہوں نے اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے کہا، وہ پرسوچ نظروں سے ان کے چہرے کو تک رہی تھی پھر اس نے ایک دم سے انہیں بتانے کا فیصلہ کر لیا۔

"ہماری شادی کو دو سال کا عرصہ ہو گیا تھا اور ان کا اور میرا کبھی معمولی سا بھی اختلاف نہیں ہوا تھا۔" اس نے الف سے لے کر ی تک ساری باتیں ڈرتے ڈرتے ان کے گوش گزار کر دیں اور وہ سوچ رہی تھی وہ عمار کی ماں ہیں اور مائیں تو اپنے بچوں کی ساری ادا سے واقف ہوتی ہیں عمار کے رویے کو سمجھنے میں وہ اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

"امی دو سال کا عرصہ ہو گیا میں انہیں بالکل بھی سمجھ نہیں پا رہی ہوں، انہیں کب کیا اچھا لگتا ہے، کیا برا لگ سکتا ہے مجھے کچھ بھی نہیں پتا، ان کا موڈ پل پل بدلتا ہے ذرا سی دیر میں عزت دو کوڑی کی کر کے رکھ دیتے ہیں۔" وہ نم آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگی، جو خود بھی اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے اس کا ہاتھ دھیرے سے دبایا۔

"جانتی ہوں بیٹا سب جانتی ہوں، میں خود بھی تم سے اس سلسلے میں بات کرنا چاہ رہی تھی، بہت سی باتیں ہیں جو مجھے بہت پہلے ہی تمہیں بتا دینی چاہیے تھیں مگر تم اسے میری خودغرضی کہو یا کچھ اور مجھے کبھی بھی کوئی مناسب موقع نہیں ملا۔" وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔

"میں اصل میں چاہتی تھی کہ تم خود مجھ سے پوچھو میں تب تمہیں بتاؤں، اگر یہ سب باتیں میں خود سے تمہیں بتاتی تو تم بہت الجھ جاتیں۔" انہوں نے نرمی سے اس کے گالوں کو چھوا جب کہ اس کی حیرت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔

"تمہارے عمار کے لیے لڑکی تلاش کرنے میں میں نے بہت وقت لیا مگر اللہ کا شکر ہے کہ دیر آید درست آید اور تم نہیں

مل گئیں، تمہیں پہلی نظر میں دیکھتے ہی مجھے پتا چل گیا تھا کہ صرف ایک تم ہی ہو جو میرے اس اکھڑ بیٹے کو سنبھال سکتی ہو، پتا ہے عمار شروع سے ہی بہت ضدی رہا ہے، اسے اپنے آگے کبھی کسی کی تکلیف بھی نظر نہیں آتی، کافی حد تک لاپروا اور بے حس ہی کہہ لو۔" عنیزہ کی حیرت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

"وہ اس معاملے میں اپنی ماں تک کا لحاظ نہیں کرتا اور یہی وجہ ہے کہ میں تم لوگوں کے ساتھ نہیں رہتی کم از کم ایک طرح کا پردہ تو ہے، وہ کم از کم جو چاہتا ہے منہ پہ کہہ لیتا ہے دوسروں کو ذرہ برابر بھی اس کے کرخت رویوں کا اندازہ نہیں ہوتا۔" ان کی بات پہ اسے کرنٹ سا لگا وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی۔

"تم مجھے غلط مت سمجھنا بیٹا لیکن ماں ہوں ناں اس لیے اور کچھ کر بھی نہیں سکتی، یہ نہیں ہے کہ میں نے اس کی ٹھیک سے تربیت نہیں کی تم نے تو دیکھا ہے ناں میرے اور بھی بچوں کو لیکن عمار کی پرورش میں نجانے کہاں کیا کمی رہ گئی کہ اس کی شخصیت اتنی پیچیدگی کا شکار ہوگئی، مجھے پتا ہے تم یہی سوچ رہی ہوگی کہ اسے خود سے دور رکھ کر میں مزید غلطی کر رہی ہوں مگر کیا کروں بیٹا میں جانتی ہوں والدین کی نافرمانی کرنے والی اولادوں کے لیے سخت عذاب ہے، میں کیسے اس کے لیے جانتے بوجھتے جہنم کا سامان کر سکتی ہوں۔" انہوں نے اشک بار آنکھوں سے کہا۔

"کیا تم ایک ماں کی اتنی سی خود غرضی کو معاف نہیں کر سکتیں جو ہر حال میں اپنی اولاد کا بھلا چاہتی ہو؟" وہ اس کے دونوں ہاتھوں کی پشت پہ سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیں اور عنیزہ جو واقعی اسی قسم کی سوچوں میں غلطاں تھی کچھ شرمندہ سی ہوگئی۔

"نہیں...... پلیز امی آپ روئیں مت، میں ایسا کچھ نہیں سوچ رہی۔" اس نے جلدی سے سامنے میز پہ موجود جگ سے گلاس میں پانی نکال کر ان کے ہونٹوں سے لگایا وہ انہوں نے گلاس اسے دیتے ہوئے پیار سے کہا۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا بیٹا، جب خود باپ بنے گا ناں تو دیکھنا بالکل بدل جائے گا انسان کسی کے لیے بدلے نہ بدلے لیکن اپنی اولاد کے لیے ضرور بدل جاتا ہے، سخت سے سخت دل انسان کو بھی نرمی نصیب ہو جاتی ہے یہ رشتہ ہی ایسا ہے۔" ان کی بات پہ اسے کچھ گدگداہٹ کا احساس ہوا اور وہ شرمگیں احساس تلے گھر کے مسکرا دی، اسے صبح کی اپنی طبیعت خرابی کی کیفیت یاد آئی، اس نے نظریں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا، وہ ایک جہاندیدہ خاتون تھیں، بہت کچھ بھانپ گئی تھیں، وہ حیرت سے اپنے کھلے ہوئے منہ پہ ہاتھ رکھے انہیں دیکھ رہی تھی، وہ اس کی اس حرکت پہ کھل کے مسکرا دیں۔

کتنا خوب صورت احساس ہوتا ہے ناں، بالکل ماورائی سا، ایک ننھے گل گوتھنے سے بچے کے ہونے کا احساس، ممتا کا احساس، جیسے دنیا سے کوئی انوکھا کام کرنے چلے ہوں، ماں بننے کے خیال سے ہی چہرے پہ روشن کرنیں پھوٹ پڑتی ہیں، تو جب یہ اعزاز ایک عورت کو ودیعت کیا جاتا ہو تو کیونکر بندہ خود کو اس دنیا کی خوب صورت ترین اور خوش نصیب ترین عورت سمجھے اور اسے تو یہ اعزاز ایک آس اور ایک امید کی صورت بھی مل رہا تھا اور تھوڑی دیر پہلے جو اسے تھوڑا بہت بھی امی سے گلہ ہو رہا تھا وہ بھی دور ہو گیا تھا اور وہ مجھے ممتا کی بلندیوں پہ کھڑی محسوس ہو رہی تھیں، اس نے سوچا۔

"ابھی اس کی ممتا نے بس اپنے وجود میں پلنے والے کا لمس محسوس ہی کرنا شروع کیا تھا اور رب نے اس کی جھولی کو ممتا سے بھر دیا تھا اور وہ تو نجانے کب سے اس رتبے پر فائز تھیں، اس ایک خوشی کے ملنے پہ تو وہ لوگوں کی کیا کیا خطائیں معاف کر سکتی تھی، وہ ابھی سے اس ننھی جان کی خوشیوں کے لیے دعا گو تھی تو وہ تو یہ سب کرنے میں حق بجانب تھیں، یہ ممتا ہی تو دنیا کی سب سے بڑی دلکشی ہے۔

biazdill@naeyufaq.com

میمونہ رومان

**صباس گل...... رحیم یار خان**

شہر خالی ہوا جاتا ہے بزرگوں سے مرے
کون اب پیار سے پوچھے گا میاں کیسے ہو؟

**علینہ شمشاد حسین...... کراچی**

کوئی خواہش نہیں رہی حسرتیں بھی مٹ گئیں
زندگی تُو نے مجھے بے مثال بنادیا

**ماہا بشیر حسین...... ننگہ**

رونے کی سزا ہے نہ رلانے کی سزا ہے
یہ درد محبت کو نبھانے کی سزا ہے
ہنستے ہیں تو آنکھ سے نکل آتے ہیں آنسو
یہ ایک شخص کو بے پناہ چاہنے کی سزا ہے

**تبسم بشیر حسین...... ننگہ**

تیری سانسوں میں گلابوں کی مہک لگتی ہے
حسن جس رنگ میں ہو تیری جھلک لگتی ہے
شام ہوتے ہی نگاہوں میں اتر آتے ہو
دل کی دھڑکن تیرے پیروں کی دھمک لگتی ہے

**نازیہ نازی...... جہلم**

بے نور دلوں کو نور عطا کرتی ہے نماز
بے سکون دلوں کو سکون عطا کرتی ہے نماز
رب عطا کرے ایسی توفیق ہمیں نازی
کہ ذوق و شوق سے ادا کرے نماز

**ڈاکٹر زارا تبسیر...... قصور**

جن کی خاطر چلے آئے تھے ہم مقتل میں
غضب کہ انہی ہاتھوں میں خنجر نکلے

**ایس این شہزادی کنول...... جڑانوالہ**

ٹوٹی ہوئی منڈیر پہ جلتا ایک دیا
موسم سے کہہ رہا ہے کہ آندھی چلا کے دیکھ

**مدیحہ نورین مہک...... گجرات**

محبت کی تو کوئی حد، کوئی سرحد نہیں ہوتی
ہمارے درمیان یہ فاصلے کیسے نکل آئے

**ماریہ نذیر...... بھاگٹانوالہ**

سانسوں کا ٹوٹ جانا تو عام سی بات ہے محسن
جہاں اپنے یاد کرنا چھوڑ دیں موت اس کو کہتے ہیں
کتاب سے دلیل دوں یا خود کو سامنے رکھوں
وہ مجھ سے پوچھ بیٹھے ہیں محبت کس کو کہتے ہیں

**انعم زہرہ...... ملتان**

زندگی ایک مشقت کے سوا کچھ بھی نہیں
عاشقی ایک شرارت کے سوا کچھ بھی نہیں
ہم نے کی تھی محبت کی توقع ان سے
جن کے دل میں عداوت کے سوا کچھ بھی نہیں

**شانزہ پرویز شانو...... ایبٹ آباد**

تیرے بغیر بھی تو غنیمت ہے زندگی
خود کو گنوا کے کون تیری جستجو کرے
اب تو یہ آرزو ہے کہ وہ زخم کھائیے
تا زندگی یہ پھر نہ کوئی آرزو کرے

**پروین افضل شاہین...... بہاولنگر**

گلی سے کوئی بھی گزرے تو چونک اٹھتا ہوں
نئے مکان میں کھڑکی نہیں بناؤں گا
میں ایک فلم بناؤں گا اپنے ثروت پر
اور اس میں ریل کی پٹڑی نہیں بناؤں گا

**رخسانہ مبین چوہدری...... پیرجنڈ**

اکیلے ہم نہیں شامل اس جرم میں
نظریں جب بھی ملیں مسکرائے آپ بھی تھے

**عائشہ سلیم...... کراچی**

کسی نے ذہول کیا آنکھوں میں جھونکی
میں اب پہلے سے بہتر دیکھتی ہوں

**اقصیٰ شہزاد...... تلہ گنگ**

سب روئیں گے میرے مرنے پر
کون مرتا ہے میرے رونے پر

**شہزادی فرخندہ...... خانیوال**

ہے میرا مقدر تیری عبادت
عذاب کیسا، ثواب کیسا
گنوں میں کیوں تسبیح کے دانے
محبتوں میں حساب کیسا

**رمشا آصف...... خانگڑھ**

محبت کا دھواں آنکھوں میں پانی چھوڑ جاتا ہے
کسی راستے سے غم گزرے تو نشانی چھوڑ جاتا ہے
موت بھی تو کم خوب صورت نہیں ہوگی
جو اس کو دیکھتا ہے زندگانی چھوڑ جاتا ہے

**نورین انجم اعوان...... کراچی**

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تم نے
وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

**نجم انجم اعوان...... کراچی**

چلے آؤ پھر کسی دن ملاقات کرکے دیکھیں
بیتی ہوئی باتوں کو پھر یاد کرکے دیکھیں
کچھ غم بھی بھول جائیں کچھ دوریاں بھی کم ہوں
اک شام اک دوسرے کے نام کرکے دیکھیں

**ارم صابرہ...... تلہ گنگ**

اس سے کہنا میری سزا میں کچھ کمی کردے
عادی مجرم نہیں ہوں غلطی سے عشق ہوا تھا

**وانس عمر...... حافظ آباد**

دعا ہے رب کریم فرمادے مغفرت آپ کی قیصر آرا آنٹی
جنت کی ٹھنڈی ہوا بھی چاہت آپ کی قیصر آرا آنٹی
آپ کو کبھی بھول نہ پائیں گے آپ کی بےلوث وفائیں
کامیابی کا بہتا سمندر بن جائے لائٹ آپ کی قیصر آرا آنٹی

**ارم کمال...... فیصل آباد**

حماقتوں میں وقار کھونا کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
یہ دن میں سونا شب میں رونا کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
جو بیچ دریا میں چھوڑ آئے تو بات اتنی سنا آئی ہم پر
یہ اس کا ساحل پر لا ڈبونا کوئی سنے گا تو کیا کہے گا

**کرن شہزادی...... کوٹ ادو**

دل نہ چاہے تو اک ساتھ بسر کیسے ہو
لیکن اس بات کی اب اس کو خبر کیسے ہو
ساتھ رہنے کی اذیت در و دیوار سے پوچھ
دل نہ ملتے ہوں مکینوں کے تو گھر کیسے ہو

**ملالہ خان...... گجرات**

موج کوثر کی قسم ہم تھے محبت کے ولی
خاک کے ڈھیر پہ نہ جھکتے تو سمندر ہوتے
آنکھ نے خواب کے لالچ میں خیانت کرلی
ورنہ ہم بھی جاگتی راتوں کے سکندر ہوتے

**عابدہ اکرم غوری...... کوٹ چھٹہ**

زندگی اتنی غنیمت بھی نہیں جس کے لیے
عہد کم ظرف کی ہر بات گوارا کرلیں

**زہرہ عباس، مہرو عباس...... ٹنگہ**

تیری محبت سے لے کر تیرے الوداع کہنے تک
ہم نے صرف تجھے چاہا ہے تجھ سے کچھ نہیں چاہا

**ہالہ سلیم...... کراچی**

ہمارا عشق ظفر نہ گیا دھرے کا دھرا
کرایہ دار اچانک مکان چھوڑ گیا

**زینب دلبر اعوان...... کراچی**

محفل میں تھا وہ شاید نہ رو سکا ہوگا
مگر یقین ہے شب بھر نہ سو سکا ہوگا
اس شخص کو سمجھنے میں مدد مجھے کسی
بچھڑ کر مجھ سے کسی کا نہ ہوسکا ہوگا

**گل مینا اینڈ حسینہ علی...... مانسہرہ**

میرے پاس سے گزر کے میرا حال تک نہ پوچھا
میں یہ کیسے مان جاؤں کہ وہ دور جاکے روئے

**نوشین ناز...... کراچی**

پرائی آگ میں جل کر کیا ملا مجھ کو
اسے بچا نہ سکا اور اپنی جان سے بھی گیا
کسی کے ہاتھ کا نکلا ہوا وہ تیر ہوں میں

ہدف کو چھو نہ سکا اور کمان سے بھی گیا

**ہالہ سلیم...... کراچی**

خنجر عام ٹھہرا، عزت اولین ترجیح ہے ہماری
سودا گر سے کہہ دو قتل منظور ہے، تجارت نہیں

**شہزادی...... جڑانوالہ**

کرتے ہیں میری خامیوں کا تذکرہ کچھ اس طرح سے
لوگ اپنے اعمال میں فرشتہ ہوں جیسے

**کلثوم نواز ملک...... شیخو پورہ**

بہت ہوشیار ہوں اپنی لڑائی آپ لڑتا ہوں
میں دل کی بات کو دیوار پر لکھا نہیں کرتا
زمین پیروں سے کتنی بار دن میں نکلتی ہے
میں ایسے حادثوں پہ دل کو مگر چھوٹا نہیں کرتا

**ایمن...... ننکانہ صاحب**

کیا کرو گے جان کر ہمارے بارے میں
ہم تو بس یوں ہی جیے جاتے ہیں
لوگ دیتے جارہے ہیں غم ہم کو
ہم تو بس ان کو سیئے جاتے ہیں

**کنزہ مریم...... نامعلوم**

دنیا مرے مزاج سے تھی مختلف بہت
اپنا الگ جہاں بسانا پڑا مجھے

**یاسمین کنول...... پسرور**

نقش گہرے ہیں تیری چاہت کے
لاکھ چاہیں مٹا نہیں سکتے
بھول سکتے ہیں ساری دنیا کو
پیار تیرا بھلا نہیں سکتے

**زویا خان بنگش...... پنڈی**

عید کے چاند کی مانند ہوا ہے اب تو
ہائے وہ شخص جو روز ملا کرتا تھا

**مصباح فاروق، قمر مشانی...... میانوالی**

تیرے نام کی جو روشنی اسے خود ہی تو نے بجھا دیا
نہ جلا سکی جسے دھوپ بھی اسے چاندنی نے جلا دیا
میں ہوں گردشوں میں گھرا ہوا مجھے آپ اپنی خبر نہیں
وہ جو شخص تھا میرا رہنما اسے راستوں میں گنوا دیا

**ثوبیہ کوثر...... ملتان**

جن پتھروں کو عطا کی ہم نے دھڑکن
ان کو جب زباں ملی تو ہم پر برس پڑے

**شزا بلوچ...... جھنگ**

میں خود پہل کروں کہ ادھر سے ہو ابتدا
برسوں گزر گئے یہی سوچتے ہوئے

**مبین رانا...... سمندری**

ہَوا جب زرد پتوں کو جدا شاخوں سے کرتی ہے
مجھے تجھ سے بچھڑ جانا بہت ہی یاد آتا ہے

**ایمان، مسکان جاوید...... کوٹ سمابہ**

دعا ہے میری مسکراؤ سدا تم
خوشیوں کا موسم ہی پاؤ سدا تم
جیسے چمکتے ہیں ستارے آسمانوں پر
ہر دل میں یوں جگمگاؤ سدا تم

**قرۃ العین...... بھروکی چیمہ**

تیرا ہمسفر ہونا میری اولیٰ سی خواہش تھی
مگر دستور دنیا ہے جسے چاہو نہیں ملتا

**ام شہزادی...... ٹنگہ، گجرات**

میں نے کہا آج جھوٹ کا دن ہے
مسکرا کر بولے تم میرے ہو

**ربحا ملک...... ڈیرہ غازی خان**

راہ تکتے جب تھک گئیں آنکھیں میری
پھر تجھے ڈھونڈنے میری آنکھ سے آنسو نکلے

# ڈش مقابلہ

طلعت آغاز

## مچھلی کے بیسنی کباب

اجزاء:

| | |
|---|---|
| بڑی مچھلی | ایک کلو |
| بیسن | ایک پاؤ |
| دہی | ایک پاؤ |
| لال مرچ پسی ہوئی | ایک چائے کا چمچ |
| گرم مصالحہ پاؤڈر | ایک چائے کا چمچ |
| ادرک | ایک ٹکڑا |
| لہسن | ایک جوا |
| نمک، تیل | حسب ذائقہ |

ترکیب:

مچھلی کے کانٹے نکال کر اس کے قتلے کر کے اچھی طرح دھولیں پھر نمک ملا کر دس منٹ تک رکھ دیں۔ اس کے بعد ایک بار پانی سے دھولیں پھر مصالحے پیس کر اس میں مصالحے آدھا پاؤ دہی میں ملا کر مچھلی کے ٹکڑوں کو گود کر لگا دیجیے اور بیس منٹ رکھ کر چھوڑ دیجیے۔ ایک گھنٹے تک فریج میں رکھ دیجیے پھر اس میں بقایا بیسن ملا کر ٹکڑے گرم گھی یا تیل میں فرائی کر لیں مچھلی کے ٹکڑے فرائی کر کے ٹیشو پر پھیلا دیں لیجیے مزیدار مچھلی تیار ہے۔ آدھا پاؤ دہی میں ہری مرچ اور پودینہ ڈال کر چٹنی بنائیں اور گرم گرم چپاتی کے ساتھ پیش کیجیے۔

نجم انجم ...... کورنگی، کراچی

## فش نگٹس

اجزاء:

| | |
|---|---|
| بغیر کانٹے کی مچھلی | آدھا کلو |
| میدہ | دو کھانے کے چمچ |
| انڈے | دو عدد |
| ڈبل روٹی کا چورا | ایک کپ |
| سیاہ اور سرخ مرچ | ایک ایک چائے کا چمچ |
| ہلدی | آدھا چائے کا چمچ |
| نمک | حسب ذائقہ |
| تیل | حسب ضرورت |

ترکیب:

مچھلی کو چوپر میں ڈال کر پیس لیں، میدے میں نمک، مرچ، ہلدی اور لیموں کا رس ملا کر پیسٹ بنا لیں۔ مچھلی کے آمیزے میں اچھی طرح مکس کر کے حسب پسند شیپ دیں دس منٹ رکھ کر انڈے میں ڈبوئیں پھر بریڈ کرم میں لپیٹ کر گرم تیل میں تل لیں ٹشو پیپر پر نکالیں تا کہ اضافی تیل جذب ہو جائے پھر کیچپ کے ساتھ پیش کریں۔

طیبہ نذیر ...... شادیوال، گجرات

## زعفران الائچی دودھ

اجزاء:

| | |
|---|---|
| دودھ | ایک پاؤ |
| زعفران | چند ریشے |
| چھوٹی الائچی | ایک عدد |
| چینی | حسب ذائقہ |
| برائے گارنشنگ | چند دانے پستے |

ترکیب:

زعفران، چینی اور چھوٹی الائچی دودھ میں ملا دیں اور اس وقت تک ابالیں کہ دودھ تھوڑا سا گاڑھا ہو جائے پستے کے سلائس سے گارنش کر کے ٹھنڈا یا گرم سرو کریں۔

نوٹ: یہ مشروب رنگت نکھارنے کے لیے تجویز کیا جاتا ہے۔

مدیحہ کنول سرور ...... چشتیاں

## چاکلیٹ پڈنگ

اجزاء:

| | |
|---|---|
| تازہ دودھ | چوتھائی پیالی |
| کارن فلور | آدھی پیالی |
| پسی ہوئی چینی | آدھی پیالی |
| کوکو پاؤڈر | تین کھانے کے چمچ |

| | |
|---|---|
| ونیلا ایسنس | ایک چائے کا چمچ |
| نمک | ایک چٹکی |
| مکھن | دو کھانے کے چمچ |
| گلمز پسریٹہ | سجانے کے لیے |

ترکیب:۔

ساس پین میں دودھ، چینی، کوکو پاؤڈر، کارن فلور اور نمک ملا کر چمچ چلاتے ہوئے درمیانی آنچ پر ابال آنے تک چند منٹ پکائیں جب آمیزہ اتنا گاڑھا ہو جائے کہ چمچ پر تہہ جمنے لگے تو چولہا بند کر دیں۔ اس میں مکھن اور ونیلا ایسنس ملا کر ٹھنڈا ہونے دیں۔ اسے گلاس میں ڈال کر فرج میں رکھ دیں۔ اس کے اوپر پسریٹہ لگا کر پیش کریں۔

سبط الرحمان...... ماچھیوال گاؤں

## اونچل میوہ حلوہ

اجزاء:۔

| | |
|---|---|
| سوجی | ایک پاؤ |
| گھی | ایک پاؤ |
| چینی | ایک پاؤ |
| الائچی | دو سے تین عدد (دانے الگ کر لیں) |
| بادام (کتر لیں) | دس گرام |
| پستے (کتر لیں) | دس گرام |

ترکیب:۔

دو پیالی پانی میں چینی ڈال کے چاشنی بنا کر رکھ لیں اس کے بعد سوجی کو پانی میں بھگو کر پانی نتھار کر رکھ لیں، پتیلی میں گھی گرم کریں اور الائچی کے دانے گھی میں ڈال کر کڑکڑائیں اس کے بعد بھیگی ہوئی سوجی ڈال کر ہلکی آنچ پر بھونیں چمچ مسلسل چلاتی رہیں جب سوجی براؤن ہو جائے تو اس میں چاشنی ڈال کر ہلکی آنچ پر پانی خشک کر لیں اور بادام پستے اور کھوپرے سے گارنش کر کے سرو کریں۔

ماہین جاوید باجوہ...... کوہاٹ

## گلابی مٹن

اجزاء:۔

| | |
|---|---|
| بکرے کا گوشت | آدھا کلو |
| لال مرچ پاؤڈر | دو چائے کے چمچ |
| گرم مصالحہ پاؤڈر | آدھا چائے کا چمچ |
| نمک | حسب ذائقہ |
| لونگ | چار سے چھ عدد |
| دہی | آدھا پاؤ |
| ٹماٹر پیسٹ | چار کھانے کے چمچ |
| ادرک پیسٹ | دو کھانے کے چمچ |
| بادام، باریک چوپ کر لیں | پچیس گرام |
| ہرا دھنیا (باریک کٹا ہوا) | دو کھانے کے چمچ |
| پیاز (باریک کاٹ لیں) | ایک عدد |
| لہسن پیسٹ | دو کھانے کے چمچ |

ترکیب:۔

پہلے کڑاہی میں تیل گرم کریں اور اس میں پیاز ڈال کر خوب اچھی طرح سے سنہرا کر لیں پھر اس میں ادرک لہسن کا پیسٹ اور گوشت شامل کر کے اتنا بھونیں کہ گوشت کا رنگ تبدیل ہو جائے اور پانی بالکل خشک ہو جائے اب اس میں لونگ، الائچی، دہی، نمک اور ٹماٹر کا پیسٹ شامل کر کے دو سے تین منٹ تک پکائیں اس کے بعد لال مرچ پاؤڈر، گرم مصالحہ اور ضرورت کے مطابق پانی شامل کر کے گلنے کے لیے ڈھانپ دیں۔ بیس منٹ سے آدھے گھنٹے تک جب گوشت گل جائے تو دو سے تین منٹ تک بھونیں اور جب تیل ذرا اوپر آ جائے تو کٹے ہوئے بادام اور ہرا دھنیا شامل کر کے اتار لیں۔ اب سرونگ ڈش میں نکالیں اور ادرک کی باریک کٹی ہوئی قاشوں کے ساتھ پیش کریں۔

نورین فاطمہ...... گجرات

## ڈرائی فروٹ کیک

اجزاء:۔

| | |
|---|---|
| مکھن | دو سو گرام |
| شوگر | دو سو گرام |
| انڈے | چار عدد |
| میدہ | آدھا کپ |
| بیکنگ پاؤڈر | ایک چائے کا چمچ |
| مکس نٹس | ایک کپ |

| | |
|---|---|
| ڈرائی فروٹ | آدھا کپ |

ترکیب:

مکھن میں چینی، میدہ، انڈے، بیکنگ پاؤڈر، نٹس اور ڈرائی فروٹ ڈال کر بیٹ کر لیں۔ مسلسل بیٹ کرتے رہیں اس مکسچر کو لوف کنٹینر میں ڈال دیں اوون کو پہلے سے گرم کر لیں اور اسے 160 ڈگری سینٹی گریڈ پر 45 منٹ تک بیک کریں تیار ہو جائے تو سرو کریں مزیدار سا ڈرائی فروٹ کیک تیار ہے۔

پروین افضل شاہین...... بہاولنگر

## بیکڈ قیمہ

اجزاء:

| | |
|---|---|
| قیمہ | ۷۵۰ گرام |
| دودھ | ۲۵۰ گرام |
| ڈبل روٹی کے ٹکڑے | ۲۵۰ گرام |
| انڈے | ۲ عدد |
| سبز مرچ | ۳ عدد |
| پیاز | ایک عدد |
| ہرا دھنیا | آدھی گڈی |
| لہسن ادرک پسا ہوا | دو چائے کے چمچ |
| سیاہ مرچ | آدھا چائے کا چمچ |
| نمک، تیل | حسب ضرورت |

ترکیب:

انڈے توڑ کر پھینٹ لیں اور اس میں دودھ شامل کر لیں پھر اس میں ڈبل روٹی کے ٹکڑے اور تمام مصالحہ اس میں شامل کر لیں اور مکس کر لیں اب ایک کیک کے سانچے کو چکنا کر کے سارا قیمہ اس میں ڈال کر اوون میں یا آگ پر ایک گھنٹے تک پکائیں، تیار ہونے پر ڈش میں نکال لیں ابلے ہوئے انڈے اور سلاد سجا کر پیش کیجیے آپ کا بیکڈ قیمہ تیار ہے۔

نورین انجم احسان...... کراچی

## آلو اور قیمہ کی پوریاں

اجزاء:

| | |
|---|---|
| قیمہ | آدھا کلو |
| میدہ | آدھا کلو |
| آلو | آدھا کلو |
| سرخ مرچ پاؤڈر | ایک چائے کا چمچ |
| ثابت زیرہ | ایک چائے کا چمچ |
| نمک | حسب ذائقہ |
| تیل | حسب ضرورت |

ترکیب:

قیمے کو گلا لیں آلو کو ابال کر چھیل کر مسل لیں، قیمہ میں سرخ مرچ، نمک، کلونجی ڈال کر پیس لیں، میدہ میں ثابت زیرہ اور نمک ڈال کر گوندھ لیں چھوٹی چھوٹی پوریاں بیل کر دو پوریوں کے درمیان فلنگ رکھیں اور کنارے پانی کی مدد سے بند کر لیں۔ تیل گرم کر کے تل لیں انتہائی لذیذ پوریاں تیار ہیں۔

سمیرا اشتیاق ملک...... اسلام آباد

## کرکنا

اجزاء:

| | |
|---|---|
| سوجی | ایک کلو |
| گڑ | ایک کلو |
| گھی | ڈیڑھ پاؤ |
| مونگ پھلی | حسب ذائقہ |
| میوہ اور الائچی | حسب ذائقہ |
| پانی | ایک کپ |

ترکیب:

کڑاہی میں سوجی کو اچھی طرح سے بھون لیں اچھی طرح بھون کر اتار لیں پھر گڑ پیس کر ڈال لیں اور اس میں ایک کپ پانی ڈال دیں ایک چمچ سے اسے اچھی طرح سے ہلائیں جب گڑ گھل جائے تو اس میں گھی ڈال دیں جب یہ گاڑھا ہو جائے تو سوجی اور مونگ پھلی، میوہ اور الائچی سب ڈال دیں جب سب چیزیں مکس ہو جائیں تو اتار لیں اور کسی کھلے برتن میں ڈال دیں جب یہ ٹھنڈا ہو جائے تو چھری سے ٹکیاں بنائیں اور مزے سے کھائیں۔

شازیہ اختر...... نور پور

biazdill@naeyufaq.com

## ایمان وقار

### نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

دیوانگی میں دوش پر زنار بھی نہیں
زمانے میں چلن اپنا دشوار بھی نہیں
اک پل میں ان ﷺ کے در پر حاضر ہوئے ہیں ہم
بے شک کہ آقا ﷺ جیسی رفتار بھی نہیں
میانہ روی کی عادت راسخ ہوئی ایسے
عقبیٰ نہیں جو حاصل سنسار بھی نہیں
میں ہوں مدینہ لیکن نہیں ہوں مدینہ میں
دوری نہیں ہے قرب کے آثار بھی نہیں
ان ﷺ کے ہی لو لگی ہے وہی ہیں دھیان میں
ان ﷺ کے سوا کوئی مراغم خوار بھی نہیں
پھرتے ہیں مارے مارے آپ ﷺ ہی کے در پر
اس کے سوا کچھ ہمیں درکار بھی نہیں
خوش حال وخوش وخرم رب کی رضا پہ راضی
پھر ڈوب مریں اتنا آسان جو کردار بھی نہیں
کوثر نے آپ ﷺ کی یادوں کی مالا ہے پروئی
صد حیف جو نعت سے سنگھار بھی نہیں

کوثر خالد سوہا..... جڑانوالہ

### معصوم بچے کی فریاد

ایک سال ہونے کو ہے
مگر ماما بھیا ابھی تک نہیں لوٹے
مگر آپ تو کہتی ہو
کہ وہ اسکول گئے ہیں
بستہ ان کے کاندھے پر تھا
بوسہ آپ نے ماتھے پر دیا ان کے
کیا تھا وعدہ انہوں نے مجھ سے
کہ میں واپسی پر
تمہارے لیے چاکلیٹ بھی لاؤں گا
ماما بھیا ابھی تک نہیں آئے
نہ میری چاکلیٹ لائے
بتاؤ ناں وہ کب لوٹیں گے
ایک سال ہونے کو ہے
میں نے ان کو نہیں دیکھا
مگر
جب میں بھیا کی بات کرتا ہوں
آپ رونے کیوں لگتی ہو
ماما بھیا کب لوٹیں گے
مجھے ان سے ڈھیر ساری باتیں بھی کرنی ہے
مگر بابا تو کہتے ہیں
بھیا شہید ہو گئے ہیں
وہ اب لوٹ کر نہیں آئیں گے
ماما آپ انہیں
واپس بلاؤ ناں
میں بھیا سے چاکلیٹ نہیں مانگوں گا
میں ان کو تنگ نہیں کروں گا اب
انہیں دیکھے ہوئے سال ہونے کو ہے
انہیں واپس بلاؤ ناں
ماما
انہیں واپس بلاؤ ناں
سال ہونے کو ہے
سال ہونے کو ہے

حرا سرفراز یوسف زئی..... بہاولپور

### ایک میں اور ایک تم

تیرا نام لبوں پر
سجانا اچھا لگتا ہے
دنیا بھلا کر
تیرے خیالوں میں

کھو جانا

اچھا لگتا ہے
تیری زندگی
میں بنوں تو میری
زندگی بن جانا
میں آسمان بنوں
تجھے چاند بنانا
اچھا لگتا ہے
زندگی کے اندھیروں میں
تم ہو جگنوؤں سے
مجھے اندھیروں میں جانا ہے
میرے جیتے جی
نہیں......
تو پھر نہ سہی
مرنے پر تو آؤ گے
اگر ہاں......؟
تو مر جانا "اچھا لگتا ہے"

تبسم بشیر حسین...... ڈنگہ

اعتبار

یہ دنیا ہے
یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں
جو اکثر بات کرتے ہیں
ہمیشہ ساتھ رہنے کی دکھ درد سہنے کی
مگر جونہی موسم بدلتا ہے
وہ وعدے بھول جاتے ہیں
قسمیں، جو ٹوٹی ہوں اپنے بھول جاتے ہیں
جونہی موسم بدلتا ہے وہ راستے بھول جاتے ہیں
کوئی کتنا ہی اچھا ہو
کوئی کتنا ہی سچا ہو
مگر......
اعتبار نہ کرنا...... یہ دنیا ہے......

شانزہ پرویز شانو...... ایبٹ آباد

سکہ

کوئی صدقے محبت کے
ہمارے نام کا سکہ
گر تم سے مانگے تو
اسے تم بھیک دے دینا
سنا ہے بھیک دینے سے
بلائیں دور ہوتی ہیں
اور اپنی محبت پر
نگاہیں ہیں رقیبوں کی
کہ اپنے ساتھ کے حامی نہیں ہیں
یہ جہاں والے......
ہمیں اپنی محبت سے
بلائیں دور رکھنی ہیں
کہ وہ جتا بچ رہتی ہیں
نگاہیں دور رکھنی ہیں
کوئی صدقے محبت کے
ہمارے نام کا سکہ
گر تم سے مانگے تو
اسے تم بھیک دے دینا......

انجم زہرہ...... ملتان

تمنا

تیری محبت......
کا بھرم
آج بھی رکھتے ہیں
جاناں
پر اس
قیدی دل
نے تیری
تمنا
چھوڑ دی ہے

ثمر گلزار...... کوٹلی گجرات

رت جگے

دسمبر کی شبوں میں جب
کسی کی یاد کے جگنو
ہماری آنکھ میں چمکیں
ہوا پہ لکھ کے سندیسہ
ہمارا دل یہ چپکے سے
تمہارے شہر کی جانب اڑاتا ہے
تمہیں واپس بلاتا ہے

دعائے سحر..... فیصل آباد

دسمبر

دسمبر جب بھی آتے ہو
مجھے کتنا ستاتے ہو
کبھی وہ یاد آتے ہیں
پھر تم بھی رلاتے ہو
دسمبر اب کے برس
ہمیں تم پیار کرنے دو
ہمیں ان سے ملنے دو
کہو ان سے کہ لوٹ آئیں
ہماری ویران نگری میں
پھر سے اجالا کردیں
دسمبر اب جو آنا تم
انہیں بھی ساتھ لانا تم
ہمیں ان سے ملانا اور
اپنا وعدہ نبھانا تم

سید عبادت کاظمی..... ڈیرہ اسماعیل خان

شب خلوت

میری شب خلوت
میری اداسی کا پیرہن
کہ دسمبر لوٹ آیا ہے
میری آنکھوں کا سمندر
تیری یادوں کا موسم
لوٹ آیا ہے
ستارو! کہنا اس سے تم
کوئی تیرے انتظار میں
سلگ رہا ہے
اب تو آجاؤ
فاصلے مٹا کر
کہ دسمبر پھر سے لوٹ آیا ہے

نینا خان..... ہری پور

کمرے کی کھڑکی

اپنے کمرے کی کھڑکی سے دیکھتی ہوں میں
باہر کے منظر کی خوب صورتی
یہ خنکی سے بھرا ہوا موسم
بہت جانا پہچانا سا معلوم ہوتا ہے
مگر کیوں؟
میں یادوں کے بھنور میں ڈوبی ہوں
میرے بیڈ پر بکھری
میری بے ترتیب ڈائریاں
میرے بیتے ہوئے کل کی یاد دلاتی ہیں
میرے آنچل سے ٹکراتی
سرسراتی ٹھٹھرتی
ایک مانوس سی ہوا
مجھے پیغام دے رہی ہے شاید
کہ
انہی ڈائریوں میں مقید
تیری یادوں کا موسم
لوٹ آیا ہے
میں تم سے اب بھی نہیں ملوں گا
دور کہیں میری یادوں کے دریچوں میں
گونجتی آواز مجھے چونکا گئی
او تو یہ مہینہ
اف یہ اداسیوں سے بھرا دسمبر
اتنی جلدی کیوں لوٹ آیا

علمہ شمشاد..... کورنگی، کراچی

آجاؤ

آ جاؤ کہ آج بھی ہم
تمہاری یاد میں
پل پل تڑپتے ہیں
سونا ہے یہ دل کہ
تم بن ہم اکیلے ہیں
آ جاؤ
کہ اب تمہارے بن
نہ ہم جیتے نہ مرتے ہیں
یہ چوڑیاں میری
تمہارے بن
خاموش رہتی ہیں
آ جاؤ
دیکھو ناں
کہ تمہاری یادیں
ہمیں پل پل ستاتی ہیں
پل پل رلاتی ہیں
یہ دسمبر کی راتیں
ہمارا چین لیتی ہیں
آ جاؤ
کہ آنسو بھی اب نہیں رکتے
آ جاؤ ناں
پلیز آ جاؤ

ثمرہ مصطفیٰ...... جہلم

غزل

جب جب میں دیکھتی ہوں
اپنے وطن کے بگڑے حالات
میرا دل رب سے کہتا ہے یہ فریاد
اے میرے خدا کیوں ہو رہا ہے
میرے ملک میں یہ عذاب
کیوں کھیلا جا رہا ہے موت کا یہ کھیل
کیوں اجڑ رہی ہے ہر ماں کی گود
کیوں کر رہا ہے بھائی بھائی کا خون
کیوں بن رہا ہے دوست کا دشمن
کیوں ہو رہی ہے ہر ایک لڑکی کی عزت نیلام
کب آئے گا وہ دن جب ہوگا امن و امان
کب ہوگی میرے اس وطن میں رحمتوں کی
برسات
کب ہوگا ہر گھر میں خوشیوں کا راج
کہاں سے لاؤں میں ان سوالوں کے جواب
تو ہی بتا اے خدا کس سے کروں میں فریاد

کومل قدیر احمد...... نیو کراچی

بے بسی

دسمبر کی رات میں
آنگن کی کچی دیوار سے لگ کر
میں پہروں یہ سوچتی ہوں کہ
کس کی تلاش میں وہ شخص
میری کتاب زیست کے صفحات الٹ گیا

روما رانا...... گوجرانوالہ

بس بھی کرو اے دسمبر

بس بھی کرو اے دسمبر
ہم تنہا لوگوں کو کیوں ستاتے ہو
تمہاری شامیں کتنی ہیں کٹھور
کتنا یہ مجھے تڑپاتی ہیں
تمہاری سرد ہوائیں
میرے دل کے زخم جگا جاتی ہیں
کتنا چھپتی ہوں تم سے
کتنا بچتی ہوں میں
اے دسمبر کے پرغرور چاند
مگر
جب پڑ جاتی ہے تم پر نگاہ غلط
تم جھٹ سے یادوں کی آگ
بھڑکا دیتے ہو
بس کرو خدارا
نہ رلاؤ مجھے

اے زرد پتوں
نہیں کوئی فرق تم میں اور مجھ میں
ہم دونوں قدموں میں پڑے ہیں
قدموں کی دھول ہو اب تم
اور خاک ہم ہوئے پڑے ہیں
اے ویران اور اجنبی راستوں
کیوں مجھے بلاتے ہو
میں بھول چکی ہوں سب
پھر کیوں یاد دلاتے ہو
میرے دل کے بند کواڑوں کو
کیوں تم کھٹکھٹاتے ہو
بس بھی کرو اے دسمبر
ہم تنہا لوگوں کو کیوں ستاتے ہو

مریم منور بٹ...... سمندری

دسمبر کی بھیگی شام

دسمبر کی بھیگتی شام میں
تم نے کہا تھا جاتے جاتے مڑ کر
میں لوٹ آؤں گا جاناں
پھر وہی دسمبر ہوگا
وہی دسمبر کی بھیگتی شام ہوگی
کئی دسمبر بیت گئے
کئی بھیگتی شامیں گزری ہیں
نہیں آئے ہو تم
پر یاد تمہاری لوٹ آئی
اور مجھے تڑپاتی رہی
میں تو اس گمان میں تھی
کہ نہ تو دسمبر آیا ہے
اور نہ ہی وہ بھیگتی شام
مگر سچ تو یہ ہے
جاناں کہ
کئی دسمبر بیت گئے ہیں
مگر تم نہ آئے

مگر تم نہ آئے

خدیجہ احسان...... سرگودھا

چلا گیا دسمبر آ گیا جنوری

روٹھا روٹھا اداس اداس
دسمبر رخصت ہوا
الوداع اے سال گزراں
ایک اور سال
رخصت ہوا ماضی کی جانب
نا جانے
نیا سال کیسا ہوگا

یہ
جنوری کیا لایا ہے
اپنے دامن میں ہمارے لیے
دعا ہے کہ
نیا سال ہمارے لیے
ڈھیر ساری خوشیاں
محبتیں، کامیابیاں
اپنے دامن میں بھر لائے آمین

سیدہ فائزہ رازق...... گھڑی سیداں

پردیسی کے نام

نیا سال
نئے لمحے نئی سوچیں
تنہا جیون، مہکتی یادیں
ہم پر تو یہ فرض ہوا ہے
لوٹ کے
یادوں کا زہر قطرہ قطرہ پیتے رہیں
تیرے دھیان میں گم ہو کر
بیٹھے رہیں بھیگتے رہیں
جانے کتنے موسم گزر گئے
جانے کتنے سال بیتے
جیون کی گگری خالی خالی
اب تو تھک کے ہار گئے ہیں

بعد تیرے جان یہ پائے
سہہ نہیں سکتے کرب جدائی
مار ڈالے گی جیون تنہائی
سال نو میں آ جانا
دکھ درد سب مٹا جانا
خالی سونا تنہا جیون
پیار سے اپنے بھر جانا

شاعر بسنی...... صوابی

## نظم

اللہ کرے کہ نیا سال
تیرے دامن میں
وفاؤں اور دعاؤں کے
محبتوں اور الفتوں کے
خوشیوں اور راحتوں کے
مسکراہٹوں اور خوب صورت رفاقتوں کے
ہزاروں جگنو، ہزاروں پل
اور
ہزاروں پھول دے جائے
دکھ اور آنسو
نفرت و اذیت
بے سکونی اور مصیبت
یہ سب مناب تم کو آزمائیں
اور
نیا سال تم کو راس آئے

شگفتہ خان...... بھلوال

## اس سال کا سورج

اس سال کا سورج ڈوب گیا
نئے سال کا سورج ابھرے گا
کچھ سپنے ہوں، کچھ خوشیاں ہوں
چلو رب سے ہم فریاد کریں
جو بچھڑے ہیں ہم ان سے ملیں
جو روٹھے ہیں ہم ان سے کہیں

چلو اس نئے سال میں کچھ
بیتی یادوں کو ہم تازہ کریں
غصہ ہے جو جھگڑے ہیں
انہیں بھول کے ہم پھر خوب ہنسیں
نئے سال کی آمد پر
خود سے پھر ہم عہد کریں
نئے خوابوں کی نئے وعدوں کی
پھر سے ہم بنیاد رکھیں
اور ہاتھ اٹھا کر رب سے ہم
رہے چین و سکوں رہے امن و امان
دل سے بس یہ دعا کریں
ہوں وطن پہ سائے رحمت کے
چلو رب سے ہم فریاد کریں

شاہ قدریہ احمد...... نیو کراچی

## ہم مسکراتے رہے

بھری محفل میں ہمارا دل تنہا رہا
اسے بس تیری یادوں کا آسرا رہا
خواب کوئی آنکھ کی دہلیز پہ
ساتھ میرے رات بھر جاگتا رہا
جلا کر چراغ محبت پہ شام
دل تمہارا ہی راستہ دیکھتا رہا
ہم مسکراتے رہے چھپا کر درد دل
زمانہ ہماری بے بسی پہ ہنستا رہا
تیری تصویر سے کی باتیں دیر تلک
تنہا چاند ہماری سرگوشیاں سنتا رہا

سعدیہ قریشی...... گلشن کمہار اکلینڈ

dkp@naeyufaq.com

ہما احمد

سویٹ بھائی بلال احمل کے نام

میں اکتوبر کو میرے بھائی بلال کا برتھ ڈے ہوتا ہے، سو سب مل کر میرے بھائی کو وش کریں اور ساتھ ساتھ دعا بھی دیں۔ لیٹس اسٹارٹ ہیپی برتھ ڈے ٹو یو، ہیپی برتھ ڈے ٹو یو، ہیپی برتھ ڈے ٹو یو بلال بھائی، اللہ آپ کو صحت و تندرستی والی لمبی زندگی دے، دن دگنی، رات چوگنی ترقیاں کریں، زندگی کے ہر قدم پر آپ کو کامیابیاں ملے، زندگی میں کبھی کوئی دکھ نہ ملے آمین، ثم آمین۔ آپ کی پیاری ماما کی طرف سے سالگرہ بہت بہت مبارک ہو، اللہ آپ کو ڈھیروں خوشیاں دے آمین اور آپ کو اپنی پیاری پیاری کلیوں آپی سمیرا، مقطر، مریم ماریہ اور ہینڈسم بھائی علی کی طرف سے جنم دن بہت بہت مبارک ہو، ہم سب آپ کو بہت یاد کرتے ہیں، سب سے زیادہ میں، اب آپ کہہ رہے ہوں گے مسکے لگا رہی ہے چلیں جو مرضی سمجھیں میں تو پھر بھی کہوں گی اپنا خیال رکھیےگا وی لو یو آلاٹ اینڈ مسنگ یو آلاٹ

سورج کی کرن تیزی دے آپ کو
کھلتے ہوئے پھول خوشبو دے آپ کو
ہم جو دیں گے وہ بھی کم ہو جائے گا
دینے والا زندگی کی ہر خوشی دے آپ کو

سالگرہ مبارک...... آپ کی سب سے پیاری بہن۔
عظمیٰ بٹ...... سمندری

اپنوں کے نام

سب سے پہلے تو مجھے تبسم بشیر، یاسمین، فائزہ بھٹی، کرن شہزادی، نجم انجم اعوان، پروین افضل شاہین، اور آنٹی کوثر خالد سے گزارش ہے اور ان تمام بہنوں سے جو آنچل پڑھتی ہیں ان سے بھی التماس ہے کہ میں خالہ جانی بننے والی ہوں تو آپ تمام بہنیں میری سسٹر کے لیے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحت دے اور وہ بھری جھولی اور ساتھ خیریت سے اپنے گھر جائے اور آپ تمام بہت اچھی ہیں فریال ممتاز تم بھی میری سسٹر کے لیے دعا کیا کرو اور مجھے اپنے رسالے خود بعد میں پڑھا کرو مجھے پہلے بھیجا کرو ٹھیک، تبسم بشیر حسین میں آپ کی والدہ کے لیے بہت دعا کرتی ہوں اور فائزہ بھٹی مجھے تم سے ملنے کی بڑی خواہش ہے۔ جب بارش ہو رہی تھی تو ان دنوں میرے بہنوئی چتوکی رکے تھے بارش کی وجہ سے میں نے پوچھا فون پر آپ کہاں ہو بولے چتوکی تو میں نے کہا مجھے بھی لے جاتے کہتے تم بھی آجاؤ۔ اس دن میرا دل کیا کاش میں بھی چتوکی آؤں اور تم سے ملوں آئی لو یو آنچل ریڈرز اینڈ اللہ حافظ۔

شائستہ یاسمین...... نامعلوم

دل میں رہنے والوں کے نام

آپی فریدہ جاوید فری، اب آپ کی طبیعت کیسی ہے، ہم آپ کے بارے میں فکرمند ہیں، ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے آمین۔ شمرین اسلم آپ نے ہمیں یاد کیا لو ہم حاضر ہوگئے۔ ام ہانی آپ نے ہمیں دعا دی شکریہ اللہ آپ کو بھی خوش رکھے آمین، رقیہ ناز جی ہاں ہمارا نعیب الحسن بے بی بالکل ٹھیک ہے۔ ایمن غفور آپ کو بھی ہمارا اسلام قبول ہو، نجم انجم اعوان میری ساس کی وفات پر آپ نے ہمیں حوصلہ دیا بے حد شکریہ، آپی کوثر خالد، رضوانہ وقاص میری نگارشات پسند فرمانے کا بے حد شکریہ، کنول ناز اللہ تعالیٰ آپ کے ابو جان کو جنت میں جگہ دے اور آپ کو صبر جمیل دے آمین۔

پروین افضل شاہین...... بہاولنگر

آنچل ریڈرز رائٹرز کے نام

السلام علیکم! ڈیئر ہما احمد آپی اور آنچل ریڈرز اینڈ رائٹرز آپ سب کو دل کی گہرائیوں سے پیار بھرا سلام، امید واثق ہے کہ آپ سب بالکل خیریت سے ہوں گے۔ سب سے پہلے مائی اسکول ٹیچرز مس شائستہ، مس سلمیٰ، مس مروہ، پرنسپل میڈم جمشید اور نٹ کھٹ سی مس حلوینا اینڈ مس سمیرا اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا کرم رکھے۔ ہمیشہ خوش رہیں اور یونہی ہمیں پیار و محبت سے پڑھاتی رہیں (ہاہاہا) اس کے بعد مائی اسکول فرینڈز کائنات، افشاں اور بیسٹ فرینڈ بشریٰ اکبر (مل بتوڑی) آلو ریر بھی ہیپی اینڈ انجوائے والا لائف مائی فرینڈز۔ سحرش بلو ناز اللہ تمہیں صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ اب آتے ہیں آنچل ریڈرز کی طرف تو (ہاہا) افشاں سراج کہاں گم ہو یار، فائزہ بھٹی، تانی کھرل، ثمرا گلزار، ماریہ نظیر (شہزادی صاحبہ) ایمن غفور ہم بالکل ٹھیک ہیں، اللہ آپ کو خوش رکھے ہمیں یاد رکھنے کا بے حد شکریہ، گلشن چودھری،

عائشہ شکیل، نورے ایمان، نورین لطیف، ایمن شہزادی، ملاہ بشیر
حسین، فائزہ شاہ، مدیحہ نورین، ارم آصف، رمشا آصف، انجم
ملتان (سیڈ پرلس) صائمہ مشتاق، رخ چوہدری، ام ہانی شاہد،
رقیہ ناز شادی کی مبارک باد قبول کیجیے۔ اللہ آپ کو خوش رکھے،
ارم صابرہ، عظمیٰ بٹ، مارخ سیال، نجم انجم آنی کوثر خالد آنی ارم
کمال، حرا غفور، اقرا جٹ، مس حیات، عروسہ شہزاد اور اقرا امتیاز
اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے، آپ سب کے لیے ڈھیرو
دعائیں اور پیار قبول کیجیے ثمرین شاکر پیار بھی میری (ارباب
کاظم) کی طرف سے ماڑہ مایین چھوٹی سسٹر کی پیدائش پر
ڈھیروں مبارک باد، اللہ تعالیٰ میری بڑی بہن آپی انجم کو بھی دنیا
جہاں کی خوشیاں دے، ہم صرف دو بہنیں ہیں اور ثمرین تین
بہنیں ہیں، ہم دونوں فرینڈز کا بھائی نہیں ہے آخر میں ادارے
والوں کے لیے ڈھیروں دعائیں، سلام اور بنڈل آف تھینکس
پیش ہیں، ہما آپی پلیز ہمارا پیغام ضرور شامل کیجیے گا پلیز پلیز
اب ہمیں دو بیجیے اجازت اللہ نگہبان۔

رباب اینڈ ثمرین...... تحصیل شورکوٹ

بہنوں کے نام

پیاری بہنوں آپ کا کیا حال ہے؟ امید ہے سب ٹھیک
ٹھاک اور فٹ فاٹ ہوں گی۔ عالیہ بخاری آپ کے چچا کی
رحلت کا بہت افسوس ہوا اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے
آمین۔ عشنا کوثر سردار دعا کرتی ہوں کہ آپ کی والدہ جلد از جلد
شفایاب ہوں انہیں جو بھی لیکویڈ چیز دیں اس پر تین دفعہ سورۃ
فاتحہ پڑھ کر پھونک دیں ان شاء اللہ جلد شفایابی ملے گی، ماورا
طلحہ اللہ تعالیٰ آپ کے شوہر کو جلد صحت سے نوازے اور آپ کا
اور ان کا ساتھ طویل اور خوشیوں بھرا بنائے آمین۔ قرۃ العین
سکندر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ جلد از جلد صحت یابی کے
راستے پر قدم رکھیں، افشاں علی آپ کی والدہ کی وفات سے دل
دکھ سے بھر گیا۔ مائیں تو اولاد کے لیے شجر سایہ دار کی مانند ہوتی
ہیں لیکن اللہ کی رضا میں راضی رہنا پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی
والدہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین۔ ام ہانی شاہد
آپ کے شفیق ماموں کی وفات کا پڑھ کر دل رنج سے بھر گیا
جنہوں نے والد کی مانند آپ کی پرورش کی اللہ تعالیٰ انہیں جنت
میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ انعم زہرا آپ کی دادی جان کی
وفات کا بے حد افسوس ہے بزرگ تو گھروں کا ستون اور چھت
کی مانند ہوتے ہیں اللہ آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ فائزہ
بھٹی آپ کے بھائی کی وفات نے بے حد دکھ دیا بھائی تو بہنوں
کا مان ہوتے ہیں لیکن حکم ربی سے انکار بھی ممکن نہیں اللہ تعالیٰ
آپ سب کو صبر دے اور بہترین نعم البدل عطا فرمائے۔ نزہت
جبیں چھوٹی بیٹی کی شادی کی بہت بہت مبارک اللہ تعالیٰ بچی
کے لیے آسانیاں پیدا کرے اور اپنا خاص فضل فرمائے آمین۔
پروین افضل شاہین حبیب کو میری طرف سے بہت بہت پیار اور
دعائیں، کوثر خالد آج کل آپ کم آرہی ہیں کیا وجہ ہے، مسز
نگہت غفار آپ کا کیا حال ہے؟ ارم آصف اور ارم صابرہ آپ کو
بہت دعائیں۔ ثنا فرحان، کرن شہزادی، ام عمارہ، شازیہ پرویز
شاہد، بنت حوا، طیبہ نذیر، تبسم بشیر حسین، اقرا صغیر، شائلہ رفیق
آپ سب کو بہت سلام اور ڈھیروں دعائیں آپ سب اپنا بہت
خیال رکھیں جن کے نام مجھے بھول گئے ان سے معذرت۔

ارم کمال...... فیصل آباد

پکھانیوں کے نام

السلام علیکم! کیا حال ہیں آپ سب کے امید ہے کہ سب
بخیر و عافیت ہوں گے، اللہ تعالیٰ سب کو خوش و خرم رکھے آمین۔
کنول ناز ڈیئر آپ کے والد کی رحلت پر انتہائی صدمہ ہوا، باپ
گھر کا سائبان ہوتا ہے، بے شک باپ کے بغیر حالات بہت
دشوار و کٹھن ہو جاتے ہیں بہت باتیں بھی سننی پڑتی ہیں لیکن ہم
بے بس ہیں زندگی کے معاملات میں یہ تقدیر کا فیصلہ ہوتا ہے
دکھ کو بھی وہی بہتر سمجھتا ہے جو خود اس دکھ سے گزرا ہو۔ اللہ آپ کو
صبر و جمیل عطا فرمائے اور آپ کے والد کو جنت الفردوس میں
اعلیٰ و ارفع مقام عطا فرمائے آمین۔ نور چوہدری بہنا کیسی ہو
بہت عرصے سے غائب ہو یو نو آئی مس یو بٹ...... اچھا اب
جلدی سے حاضر ہو جاؤ میری شونی سی بہنا۔ گلشن چوہدری
میری پیاری دوست کیسی ہو یار؟ آپ بہت اچھی ہو مجھے خود پر
رشک آتا ہے اپنی اتنی پیاری دوستوں کے درمیان۔ مونا ناز
آپ کا تبصرہ پڑھ کر بہت اچھا لگا اب ہر ماہ حاضر ہونا ہے پلیز۔
تبسم بشیر اور ملاہ بشیر کہاں غائب ہو آنٹی کیسی ہیں اب؟ اللہ ان کو
شفائے کاملہ عطا فرمائے آمین۔ حرا غفور، ایمن غفور، ثمرہ گلزار
ہائے یار آپ سب کے لیے میں بالکل فری ہوں جب چاہیں
آپ لفٹ لے سکتی ہیں، بھئی خوش رہو ہمیشہ، مدیحہ نورین
مہک، فائزہ بھٹی، فائزہ شاہ، نورین انجم، (اقل گرل کیسی ہو)
نجم انجم، ایم سحر، فرار تعبیر، خوشی سرانوالی، سونیا اداس، رضوانہ
وقاص، کرن شہزادی، تابی کھرل، آئی سودائے، محمد سردار مجھے

آپ پر فخر ہے آپ کی شاعری سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے آنی اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔ آنی ارم کمال آپ بھی غائب ہیں آپ کے بغیر آنچل ادھورا سا لگتا ہے پلیز غیر حاضر مت رہا کریں، رقیہ ناز، شانزہ پرویز کیسی ہو فرینڈ آپ کے بابا کی طبیعت کیسی ہے اب؟ زرناب خان، ماریہ نذیر، آپ سب کہاں غائب ہیں جلدی سے انٹری دیں اور خوش رہیں خوشیاں بانٹیں دکھ کبھی زندگی کا حصہ نہیں بنیں آمین۔ فی امان اللہ۔

عائشہ شکیل..... گوجرہ

## قیصر آنٹی کے نام

زندگی میں بعض لمحات کتنے عجیب، کتنے کٹھن کتنے غیر معمولی ہوتے ہیں، پل بھر میں ہر چیز الٹ پلٹ ہو جاتی ہے لیکن کبھی کبھی صرف ایک لمحہ صدیوں پر بھاری ہوتا ہے آج لکھتے ہوئے میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ میں کیا لکھوں کس کے نام لکھوں وہ جو ہمارے درمیان نہیں رہیں ہوں بہت اداس اور غمگین ہے کیونکہ وہ رشتے جن کا وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا کہ یوں اچانک دامن چھڑوا کر کہیں دور کی دنیا میں جا بسیں گے کبھی نا واپس آنے کے لیے۔ محترمہ قیصر آرا آنٹی ہم سے جدا ہو گئیں اور یوں ادبی رفاقت کا ایک طویل دور ختم ہو گیا۔ کچھ لوگ زندگی بھر محبتوں، اخلاص، مسکراہٹوں اور خوشیوں کے پھول بکھیرتے ہیں دوسروں کے دکھ درد بانٹنا ہی ان کا مقصد حیات ہوتا ہے قیصر آرا بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ایک تھیں۔ میری اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمارے دلوں کو ایسا قرار دے کہ ہم قیصر آرا آنٹی کی جدائی کا غم برداشت کر سکیں، اللہ پاک ان پر اپنی رحمت کا سایہ رکھے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے آمین۔ پروین افضل شاہین صاحبہ اللہ پاک آپ کو اولاد جیسی نعمت سے نوازے اور نجم انجم اعوان اللہ پاک آپ کے شوہر کو مکمل صحت یابی عطا فرمائے آمین۔ آپ لوگ میری دعاؤں میں رہتے ہیں۔ عفت یونس، فرح حمید، فاخرہ صغیر، سحر تبسم سحری، تبسم بشیر حسین، نورین انجم اعوان، نور چوہدری، شازیہ اختر شازی، ندا افتخار، ارم کمال، مہر مہری لاریب انشال کمرل، اقرأ ممتاز، جاذبہ عباسی، شاہ فرحان، یاسمین کنول، ایس ایمن شہزادی کمرل، مشی خان، سمیرا سوہنی، ہمیشہ کی طرح آپ سب ہی بہت اچھا لکھتی آرہی ہیں۔ اللہ آنچل کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔

وقاص عمر..... حافظ آباد

## انمول لوگوں کے نام

السلام علیکم! کیا حال ہے امید ہے میری تمام آنچل فرینڈز بالکل ٹھیک ہوں گی۔ آپی ام زہرہ شادی کی بہت مبارک ہو اور اللہ آپ کو اسی طرح خوش رکھے اور شکریہ کی کوئی بات نہیں۔ ثمرہ گلزار ہم بھی آپ کو یاد کرتے ہیں اور اتنی محبتوں کا شکریہ شعر کا بھی۔ مدیحہ مہک آپ کے شوہر کو سالگرہ مبارک ہو اللہ آپ دونوں کو خوش رکھے۔ ثنا اور شمع آپ سے مل کر آپ کے بارے میں پڑھ کر اچھا لگا۔ نجم انجم مجھے نمونیا ہوا تھا اس کے بعد طبیعت کچھ ٹھیک نہیں رہتی تھی بخار بھی ہو جاتا تھا کبھی اب ٹھیک ہوں اللہ کا شکر ہے بہت اور آنی آپ کی دعاؤں کے لیے مشکور ہوں۔ شانزہ پرویز، نور چوہدری، کرن شہزادی، تبسم، علیا بشیر حسین، ایمن غنی، حرا غنی، نورین انجم کیسی ہو فرینڈز بھول گئی ہو، فائزہ بھٹی، زارا تعبیر مس یو کہاں گم ہو گئی ہو رقیہ ناز کیسی ہیں آپ سب کے لیے بہت سی دعائیں جنہوں نے مجھے پچھلے مہینے میں یاد رکھا ان سب کا بہت بہت شکریہ دل سے۔ تابی کمرل کہاں چلی گئی ہو اب کہیں نظر نہیں آتی ہو آنچل میں اور عائشہ شکیل تم میری بہت اچھی دوست ہو، تھینک یو سو مچ۔ سب کے لیے بہت سی دعائیں مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھیے گا، شکریہ۔

گلشن چوہدری گل..... گجرات

## ٹیچرز اور فرینڈز کے نام

میم نگہت آپ سے دوبارہ مل کر بہت اچھا لگا۔ اللہ آپ کو لمبی زندگی دے آمین اور آپ کا سایہ ہمیشہ آپ کے بچوں کے سروں پر سلامت رہے۔ افشاں اور سعیلہ کیسی ہو؟ سعیلہ سوری یار میں تمہیں ریہا کی نہ دے سکی اور اب تو تمہارا نمبر بھی گم ہو گیا ہے اور ثناؤ شادی وادی ہو گئی کہ نہیں۔ صوبیہ اور نفیسہ کیسی ہیں ان کو میرا اسلام کہنا۔ عدیلہ، سعدیہ، سدرہ اور جویریہ ثناؤ یار کیسی ہو؟ سب سے کوئی رابطہ نہیں۔ سعدیہ یار اب کوئی خوش خبری سناؤ۔ حرا یاسمین اور ارم ثناؤ کیسی چل رہی ہے زندگی۔ ارم اللہ تمہیں خوشیاں دے اور تمہارے لیے آسانیاں فرمائے یار تم سب مجھے بہت یاد آتی ہو، تم لوگوں کے بغیر بالکل مزہ نہیں آتا اور نہ ہی تم لوگوں کے بعد کوئی مخلص دوست ملا۔ میری دعا ہے تم سب یونہی شاد و آباد رہو اور نمرہ مجھے تم سے گلہ ہے تم نے شادی پہ کیوں نہیں پوچھا یار میں کوئی اتنا کمانی تھی ہاہاہاہا۔ چلو خوش رہو اپنے شاہو میاں کے ساتھ عائشہ تم سناؤ کیسی جا رہی ہے پڑھائی۔ تبسم بشیر، فائزہ بھٹی، سحر تبسم سحری، اقرأ ناز، رمشا ملک، اقرأ ممتاز، اقرأ

مشتاق آپ سب کو میرا اسلام اور اقرا آنا آپ دھرالی شہر رہتی ہیں یاد ھرالی گاؤں پلیز ضرور بتایئے گا۔ اللہ حافظ۔

اقصیٰ شہزادی..... تلہ گنگ

آنچل فرینڈ کے نام

ڈیئر ثمرہ گلزار سدا سلامت رہو، شانزہ پرویز اللہ پاک آپ کے بابا جانی کی مغفرت فرمائے اور آپ کو صبر عطا فرمائے۔ رخسانہ مبین آپ بھی سویٹ ہو۔ گلشن سلامت رہو، ایس ایم شہزادی بہت سارا پیار۔ جنت حور نورین انجم میری پیاری بیٹی ہے اور میں ان کی ماما جانی ہوں۔ ام ہانی خوش رہو۔ زرتاب خان، سائرہ ملک، ارم کمال، سمعیہ رانی، شانزہ پرویز، سیدہ تبسم شکریہ شاعری پسند کرنے کا سدا سلامت رہو۔ میرے پیارے بیٹے نعمان انجم کو سالگرہ بہت بہت مبارک ہو سدا خوش رہو شاد رہو آمین۔

نجم انجم اعوان..... کراچی

وقاص عمر بیٹے کے نام

تاریک کونے میں رہنا چھوڑو<br>
حساس دریا میں بہنا چھوڑو<br>
غم کی وادی سے نکل آؤ<br>
اداس شاعری یہ کہنا چھوڑو<br>
جیو ناں زندہ دلی سے جی لو<br>
مردہ لمحوں کو سہنا چھوڑو<br>
دیتے رہنا نہ مانگنا کچھ<br>
عاجزی کو رکھ لو گہنا چھوڑو<br>
معاف کردو زمانہ سارا<br>
شجر کو پکڑو شاخ چھوڑو<br>
خوشگواری سے بات کرلو<br>
اخلاق سے پلو یہ ڈرنا چھوڑو<br>
سوا لائی فلک دعا کا<br>
دعا کو اوڑھو یوں لڑنا چھوڑو

کوثر خالد سوا..... جڑانوالہ

آنچل فرینڈز کے نام

ڈیئر گلشن چوہدری، رقیہ ناز، شہرین اسلم، شہزادی منصور، حرا گل، ایمن غفور آپ سب کیسی ہیں۔ امید ہے کہ ٹھیک ٹھاک ہوں گی آپی ام ہانی، نجم انجم میری کیوٹ سی ماما ہیں۔ عائشہ شکیل سلامت رہیں، کرن شہزادی، ام کمال، نجم انجم (ماما جانی) آپ سب سلامت رہو، کنول ناز، جمائمہ ملک جیا، فائزہ بھٹی، انجم زہرہ آپ سب اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا اسکول بند ہونے کی وجہ سے بہت بور ہو جاتی ہوں آنٹی شمائلہ کاشف سے کہا اگر کوئی کام ہو تو مجھے بتاؤ مگر انہوں نے لفٹ ہی نہیں کرائی ہاں بھئی میں سب سے چھوٹی جو ہوں شاید ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی (ہی ہی ہی ہی) جن جن بہنوں نے یاد رکھا ان سب کا شکریہ میں بھی آپ سب کو یاد کرتی ہوں بس کم ہی لکھتی ہوں اچھا دوستو اللہ نگہبان۔

نورین انجم..... کراچی

قیصر آنٹی اور سویٹ دوستوں کے نام

السلام علیکم! کیسے ہو سب لوگ یقیناً ٹھیک ہوں گے۔ سوشل میڈیا پر قیصر آنٹی کی وفات کی خبر دیکھی تو انتہائی افسوس ہوا۔ بے شک موت ایک اٹل حقیقت ہے اور جلد یا بدیر ہر ذی نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیصر آنٹی کی مغفرت فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے اور گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ ڈیئر سحرش ارسلان کیسی ہو آپ امید ہے کہ ٹھیک ہوں گی آپ تو بہت حیران لگ رہی ہو مجھے یہاں دیکھ کر ہاہاہا خیر ہمیشہ خوش رہو کیوٹ فرینڈ آصفہ خان کیا حال ہے اتنا حیران مت ہو یار میں ہوں ستائیس ستمبر کو آپ کا برتھ ڈے بھی تھا لیکن جب تک خط شائع ہوگا آپ کی برتھ ڈے گزر چکی ہوگی۔ خیر ہیپی برتھ ڈے تو بولی ڈیئر آصفہ زندگی میں بار بار یہ دن دیکھنا نصیب ہو آپ کو ہمیشہ خوش رہو آمین۔ عظمیٰ آنٹی اور ارفع کو سلام دینا ڈیئر فرحانہ فری آپ کو سلام خوش رہو مہ جبیں باجی اور تسیم باجی ہلامت کریں میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں کنزیٰ دل لگا کر پڑھو اچھے مارکس لینے ہیں آپ نے۔ ماما، بابا آپ کا سایہ ہمیشہ ہم پر سلامت رہے آمین۔

ایچ ایم فاطمہ..... سرگودھا

پیاروں کے نام

السلام علیکم سب سے پہلے ان کو سالگرہ مبارک ہو جن کی وجہ سے میری دنیا گل و گلزار بن گئی ہے زندگی پہلے سے زیادہ مسکرانے لگی ہے خوشیوں کی جھڑی لگ گئی اگر ماں باپ کے بعد کوئی میری ہر خواہش پوری کرتا ہے تو وہ ہیں میرے پیارے میرے جیون ساتھی خدا یار مغل ہیپی برتھ ڈے میرے پیارے ہم سفر اللہ تعالیٰ آپ کو زندگی کی ہر خوشی دے سکون دے صحت والی لمبی عمر دے اور ہم دونوں کے درمیان محبت، بھروسا اور اعتبار قائم و دائم رکھے آمین۔ میرے ہمسفر کو نیا سال اور تین جنوری کو

ہماری فرسٹ اینورسری ایڈوانس میں مبارک ہو۔ کیونکہ معروفیات بڑھنے والی ہیں آپ سے زیادہ کون جانتا ہے ہر ماہ لیٹر لکھ پانا آسان نہیں ہوتا۔ اللہ ہماری پری ہماری زویا کو خیریت سے لائے آمین۔ ماہ کے اجازت چاہتی ہوں رضوانہ وقاص سے معذرت کے ساتھ دعا کیجیے گا پھر ملیں گے خوش رہا کریں اور دوسروں کو خوش رکھا کریں ہما احمد بہت شکریہ جانو۔

رقیہ ناز...... میلسی

اللہ رکھا چودھری کے نام

السلام علیکم! ہما آپی اینڈ آنچل فرینڈز آج میرا پیغام ایک قاری بھائی اللہ رکھا چودھری کے لیے ہے۔ پیارے بھائی اس ماہ آپ کے تبصرے میں ایک شکوہ تھا کہ کوئی میرے نام پیغام نہیں لکھتا تو میں نے سوچا کہ آپ بھی آنچل وحجاب کے قاری ہیں تو پھر تو ہمارے درمیان بہن بھائی اور دوست جیسا رشتہ بھی موجود ہے دیکھیں میں نے آپ کی معصوم سی خواہش پوری کردی ہے حجاب میں آپ کا تبصرہ بہت شاندار ہوتا ہے اس ماہ نومبر کے شمارے میں آپ کا تبصرہ آنچل میں بہت اچھا لگا ایک یہ ہیں کہ رسائل وغیرہ کو خرافات کہتے ہیں آپ کو پڑھ کر اچھا لگا کہ میل میں کوئی تو ہے جو آنچل وحجاب سے اتنا پیار کرتے ہیں آپ کے گاؤں کی جو لڑکیاں آنچل وحجاب پڑھتی ہیں ان کو ہمارا سلام کہیے گا۔ کیونکہ ہم آنچل وحجاب سے پیار کرنے والوں کی بہت قدر کرتے ہیں، ان سب سے کہیں کہ وہ بھی شامل محفل ہوا کریں، اس کے علاوہ ہمارے رائٹر بھائی وقاص عمر آپ کی شاعری تو پھر پڑھنے کو مل جاتی ہے مگر آپ نے بہت ٹائم سے تبصرہ نہیں کیا نہ آنچل میں اور نہ ہی حجاب میں آپ کی شاعری بہت پسند ہے۔ ایس این شہزادی میرا بھانجا الحمدللہ ٹھیک ہے عبدالاحد نام تبدیل کر کے ارتضی رکھا ہے آپ اپنی سناؤ میرا بھانجا تو ماشاء اللہ ایک سال سے اوپر کا ہو چکا ہے مجھے آپ کے تبصرے کا آنچل وحجاب میں ہر ماہ شدت سے انتظار رہتا ہے پلیز آتی رہا کرو۔

شازیہ پرویز شانو...... ایبٹ آباد

آنچل پریوں کے نام

کیا حال ہیں آپ سب کے سب سے پہلے پروین افضل آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے دوستی کی ریکوئسٹ قبول کرلی، سلمٰی غزل اور ام ہانی، عائشہ شکیل، کرن شمرہ گلزار اور مدیحہ نذیر کیا آپ ہم سے دوستی کریں گی۔ عروسہ شہوار اور نجم انجم آپ سے تو محفل میں رونق ہے اور آنچل کے ساتھ ساتھ تبسم بشیر حسین کو ہم بھی بہت زیادہ مس کررہے ہیں۔ آپ ہماری دوستی قبول کرلیں اور بجو ایس آپ کو میں کبھی بھی نہیں بھول سکتی ہاں اگر مرگئی تو پھر شکوہ مت کیجیے گا۔ آئی لو یو بجو میرے کیوٹ سے بھانجے مصطفیٰ وطلحہ ویلس کو ڈھیر سارا پیار میری دعا ہے کہ آپ لوگ ہمیشہ خوش رہیں آمین۔

میں نے سوچا کوئی تحفہ دوں آپ کو
میرے پاس تو وفا کے سوا کچھ بھی نہیں
عمر بھر نہ پڑے غم کا سایہ آپ پر
میرے پاس تو دعا کے سوا کچھ بھی نہیں

اور میرے پیارے بھائی آپ کے لیے ایک شعر

کھلے جو لب تو دعا دیں تم کو
ہر روز نئی زندگی خدا دے تم کو
اگر ایک خوشی کی آرزو کرو تم
تو خدا خوشیوں کے دریا دے تم کو

دعا کرتی ہوں جہاں بھی رہو ہمیشہ خوش رہو قدم قدم پر خوشیاں آپ کی منتظر ہوں آپ کی سسٹر۔

بی زہرہ عباس، ہمہ دعباس...... ڈنگہ

ان کے نام جو مجسم محبت ہیں

جن کا نعم البدل نہیں کوئی
تم لوگ انہی میں شمار ہوتے ہو

ثمارہ، جنت گل، اکاوش، رضا گوندل، چودھری صاحب (ہاہاہا) ہاں جی ثقلین میں آپ سے ہی مخاطب ہوں۔ ہائے یوں زینی کیسے ہو سب ارررے منہ کیوں کھول لیے سب نے، میں نے سوچا اپنے پیارے پیارے چنے منے دوستوں کو سرپرائز دیتی ہوں اور بتاتی ہوں کہ آپ سب لوگ بہت اچھے ہیں۔ تو بتایئے گا انوکھے طریقے سے بتانا کیسا لگا؟ رجا کالے بلے (ہاہاہا) مجھے آپ کا بائدری کہنا یاد آتا ہے، بہت تپی تھی اور ثقلین عرف مینٹل صاحب آپ تو بس ناراض ہی رہتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو اور رضا کو کوئی لڑکی مل جائے آمین۔ رضا میڈم رو حانہ والا آپشن مائنڈ میں رکھیے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ بہت خوش رکھے اور اسی طرح ہمارا ساتھ برقرار رہے آمین۔ عمارہ معصوم سی لڑکی ہاہاہا مجھے پتا نہیں کیوں آپ ریان کی طرح لگتی ہیں ارے وہی ریان ڈرامے والی آپ مجھے پیاری پیاری پروفائل بنا کے دیتی ہیں کیا میں آپ کو مزید تنگ کرلیا

کروں۔ خوش رہو پیاری لڑکی آپ کو اللہ تعالیٰ ہر امتحان میں کامیاب فرمائے آمین۔ جنت گل ہاہاہائے جب آپ مجھے ماہی جانو بولتی ہیں تو مجھے بہت کیوٹ لگتی ہو آپ تو میری بہنوں سے بھی زیادہ اچھے والی دوست ہو ہمیشہ خوش رہو اکاوش عرف پروشاہ میں کس نام سے پکاروں۔ ہاہاہاہاہا۔ چلو جلدی جلدی سے ذیشان بھائی کے پاس چلے جاؤ وہ انتظار کررہے ہوں گے۔ مجھے شادی میں ضرور بلانا اور مہندی میں لگاؤں گی آپ کے اور زینی آپ کو مینٹل کا نہیں پتا سو سیڈ یار (ہاہاہا) مینٹل بھی آپ کا اپنا ہی ہے مطلب ہمارا ہی ہے۔ آپ میری ہر پوسٹ پڑھتی ہیں۔ اللہ آپ کو ایسے ہی ہمیشہ خوش رکھے۔ ہالہ نور سوئٹی آپ کیسی ہو؟ شادی کیسی گزری، بہن بھائی کی؟ مس یو بہت سارا آپ ہمیشہ خوش رہو۔ حریم نیازی کیسی ہو یار اب ڈائجسٹ خریدنا اور پڑھنا ہے۔ بیوٹی فل لیڈی آپ کو اللہ کامیاب کرے ٹائم نکال کے آجایا کریں گروپ میں کٹ کیٹ عرف عائشہ آپ کہاں بزی ہو یار اتنا کم آتی ہو، ناٹ فیئر، منتہیٰ آپی جی آپ کیسی ہیں دونوں شہزادوں کو پیار دیجیے گا۔ اب بات ہوجائے میری فلمی دوستوں کی تو زرتاب خان سانگھڑ وِش کرنے کا شکریہ۔ ایمن اور حرا یار آپ لوگ میری دیوانی ہو واہ جی واہ بہت خوشی ہوئی اور آپ لوگوں نے میری آواز سنی ہے میں ضرور آواز سناؤں گی خوش رہو۔ ام ہانی تم مجھے جس نام سے مرضی پکارو مجھے اچھا لگے گا۔ عائشہ شکیل، گلشن چودھری، پروین افضل، ثمرہ گلزار، بنت حوا (آپ اپنا نام تو بتا دو) آپ کی دوستی قبول ہے۔ لیلیٰ رب نواز، سمعیہ سجاول، شاہ کنول، مدیحہ نورین مہک، انشراح ایمان غصہ نہ کیا کرو بہن۔ رقیہ نذیر، انجم زہرہ، ارم کمال، آنٹی کوثر خالد، تبسم بشیر، ملاہا بشیر، فائزہ بھٹی اور جس جس کے نام ان کو بھی بہت سلام اور میرے یونیورسٹی آف سرگودھا کے ہر ممبر کو دعا اور سلام ہر جا کا لے۔ بلے صرف لے سوچ میں کمنٹ نہ کرنا لب اللہ حافظ۔

ماہی خان...... سرگودھا

فرینڈز کے نام

فرینڈز کیسے ہیں آپ سب؟ امید ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے سب ٹھیک ہوں گے گلشن چودھری کیسی ہیں آپ؟ اور جلدی سے آنچل میں شامل ہوں اچھے بچوں کی طرح، رخسانہ نبین چودھری آپ کا نام بہت بہت پیارا ہے۔ رخسانہ آپی مجھے آپ کی دوستی قبول ہے اور یاد کرنے کا شکریہ حلیمہ

مدیم خان آپ کہاں گم ہیں۔ ثنا نہ پرویز شانو پیاری لڑکی ہمیشہ خوش رہو، ثمرہ گلزار کیسی ہو ڈیئر۔ انجم زہرہ مجھے آپ کی شاعری بہت اچھی لگتی ہے سدا خوش رہو، یہ ہماری آپ کو دعا ہے، تبسم بشیر اور ملاہا بشیر آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔ دونوں کو سلام۔ حرا گل، ایمن غفور آپ دونوں میں سے کبریٰ خان کس کا نام ہے، بہت ہی پیارا نام ہے۔ عائشہ آپ کی طبیعت اب کیسی ہے، شاہ فرحان آپ ہمیشہ ہنستی مسکراتی رہو۔ رضوانہ وقاص آپ کا تبصرہ بہت جامع اور عمدہ ہے اتنا بڑا تبصرہ دیکھ کر تو میری ہائے نکل گئی۔ آپ کو سلام بہت اسٹرونگ سا ہاہاہا۔ ہم آپ کے لیے دعا کریں گے ہوسکتا ہے کسی کی دعا سے آپ ٹھیک ہوجائیں۔ ایمن غفور آپ کی بھتیجی کا پیارا نام ہے۔ پرنسز ایمان فاطمہ ہیپی برتھ ڈے ٹو یو چھوٹی سی کیوٹ سی پری ہمیشہ خوش رہو۔ ماریہ نذیر اور اقرا جٹ کو سلام کہاں غائب ہیں آپ دونوں پلیز جلدی سے حاضری دیں۔ نور چودھری آپ کے بنا آئینہ کی محفل ادھوری سی لگتی ہے جلدی سے واپس آجائیں۔ سمعیہ رانی آپ کی آمد اچھی لگی ام ہانی اور حسنہ شاہد کو ویلکم۔ رقیہ ناز در جواب آں میں آپ کا خط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ ماں بننے والی ہیں۔ مبارک ہو بھئی بہت بہت۔ مدیحہ نورین آپ ہمیشہ ہنستی اور کھلکھلاتی رہو۔ تمنا بلوچ کیسی ہیں آپ میرے پیارے اور کیوٹ سے بھائی عادل کی برتھ ڈے ۱۳ نومبر کو ہوتی ہے۔ ہیپی برتھ ڈے عادل کی گالوں میں پڑنے والا ڈمپل بہت خوب صورت لگتا ہے پروین آپی آپ کیسی ہیں اور زینب الحسن کیسا ہے۔ کوثر خالد آنٹی آپ بہت اچھی ہیں نجم انجم اور نورین انجم آپ کہاں گم ہیں۔ صائمہ مشتاق اور اقرا ممتاز آپ دونوں کہاں غائب ہیں اور دونوں کو سلام مائرہ ملک اور چودھری بھائی کو خوش آمدید۔ پلیز امن، مثال، ایل کیسی ہیں آپ سب ہمیشہ خوش رہو، اللہ حافظ۔

رمشا آصف...... مظفر گڑھ

yaadgar@naeyufaq.com

جویریہ سالک

### حمد باری تعالیٰ

رنگ و بو میں تو ہی تو
جسم و روح میں تو ہی تو
تو ہی بسا ہے میری نس نس میں
ہر قطرہ لہو میں تو ہی تو
میری نظر کو بخش دے رحمت لکی
میں دیکھو جہاں ہو تو ہی تو
میرا قلم خواہ کچھ بھی تحریر کرے
جو پڑھوں تو لکھا ہو تو ہی تو
لوگ تو بنا لیتے ہیں بتوں کو خدا
میرا تو مولیٰ بھی تو سب بھی تو
میری بات میں وہ تاثیر کہاں جو اثر کرے
تو لکی تاثیر بخش دے کہ بس تو ہی تو

تبسم بشیر حسین..... ڈنگہ

### ہمسفر کے رنگ

انسان تنہا خاموشی سے راستہ طے کر کے بھی اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے مگر تنہا منزل تک اٹھنے والا ہر قدم بھاری ہو جاتا ہے اکثر قدم ڈگمگانے لگتے ہیں راستے میں کئی بار تھکن سے چور ہو کر ٹھہر نا پڑتا ہے۔ کسی بھی راہ پر تنہا چلنا نہ صرف کٹھن بلکہ دشوار بھی ہو جاتا ہے۔

اس کے برعکس لمبے سے لمبا سفر بھی کسی بہت اپنے کے سنگ با آسانی طے ہوتا ہے۔ ساتھ چلنے والے کی محبت کی ٹھنڈک، احساس کی گرمی ہمیں کبھی تھکنے نہیں دیتی وہ ہمیں ہر قدم پر سنبھال کر رکھتا ہے۔ دوستی کی خوشبو چار سو پھیل کر ہماری ہمت کو بڑھاتی رہتی ہے اور سفر محبت کے سائے تلے پلک جھپکتے طے ہوتا جاتا ہے۔

مشی خان..... بھیر کنڈ مانسہرہ

### الیکشن

گاؤں کا سیدھا سادہ آدمی شہر گیا اور اس نے دیواروں پر ڈینگی مچھروں سے بچنے کے اشتہارات دیکھے، اشتہارات پر ڈینگی مچھروں کی تصاویر بھی تھیں وہ جب شہر سے گاؤں واپس آیا تو اس نے اپنے ماں باپ کو بتایا کہ شہر میں تو مچھر بھی بڑے تیز ہو گئے ہیں وہ انسانوں کے ساتھ ساتھ الیکشن لڑتے ہیں۔

پروین افضل شاہین..... بہاولنگر

### بکھرے موتی

☆ انسان تب سمجھدار نہیں ہوتا جب وہ بڑی بڑی باتیں کرنے لگے بلکہ وہ سمجھدار تب ہوتا ہے جب وہ چھوٹی چھوٹی باتیں سمجھنے لگے۔

☆ مشکل کا مطلب ناممکن نہیں ہے بلکہ مزید محنت ہے۔

☆ یقین کی پختگی اور اخلاص کا حسن جس انسان میں آجائے وہ ایک وقت میں خالق اور مخلوق دونوں کا محبوب بن جاتا ہے۔

فریحہ شبیر..... شاہ نکڈر

### حکمت کی باتیں

◆ دنیا کا غم تاریکی پیدا کرتا ہے جبکہ آخرت کا غم دل میں نور پیدا کرتا ہے۔

◆ جیسی محبت آپ اپنے ماں باپ سے کریں گے ویسی محبت آپ سے آپ کی اولاد کرے گی۔

◆ جو لوگ اپنا غم چھپا کر مسکراتے ہیں وہ عظیم ہوتے ہیں۔

◆ ضمیر ہمارے اندر اس آواز کا نام ہے جو ہمیں خبردار کرتا ہے کہ کوئی ہمیں دیکھ رہا ہے۔

◆ کسی کو اتنا مت چاہو کہ اس کی جدائی برداشت نہ کر سکو۔

◆ ہم دولت سے نرم بستر تو خرید سکتے ہیں مگر نیند نہیں۔

فیض اسحاق جہانہ..... سلانوالی

### جانچ

۞ کسی کے اچھے وقت میں ہاتھ ملانے سے تعلق کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ کسی کے برے وقت میں ان کا ہاتھ تھامنے سے تعلق کی جانچ ہوتی ہے۔

۞ کسی نے پوچھا اس دنیا میں تمہارا کون ہے میں نے ہنس کر کہا وقت اچھا ہو تو سب اچھے ورنہ کوئی نہیں۔

شازیہ اختر شازی..... نور پور

### دعا

اے نئے سال کے ابھرتے ہوئے سورج میری ایک بات

مان لو کہ اس نئے سال میں دل کی راہوں پر چلنے والے لوگوں کے دلوں کو روشنیوں سے بھر دینا۔

وقاص عمر..... جنگو ساخانہ آباد

## حقیقت دنیا

🔸 دنیا ایک گلزار ہے جس کا ہر گل پر خار ہے حقیقت یہ ہے کہ اس گل کو کبھی نہ ثبات ہے نہ قرار ہے۔

🔸 دنیا کو جو ذلیل سمجھتا ہے وہ دنیا کا مالک ہے۔

🔸 دنیا ایک خشک کنواں ہے عقل مندوں کو احتیاط سے قدم رکھنا چاہیے۔

🔸 دنیا میں رنج والم کو لازمی اور خوشی کا اتفاقیہ و عارضی خیال کرو۔

مدیحہ کنول سرور..... چشتیاں

## امید

کسی کی یاد میں ہے کوئی احساس باقی ہے
بدلتے موسم کے درمیان کوئی راز باقی ہے
ابھی سفر میں ہوں ملے گی منزل مجھے
مگر ان رستوں کے درمیاں کوئی ساتھ باقی ہے
کہیں پہ شام ڈھلتی ہے کہیں رات ہوتی ہے
ابھی تو چاند ہے چاندنی رات باقی ہے
چلے آؤ کسی دن ہمارا حال بھی دیکھو
ہمارا جسم مردہ ہے مگر اک سانس باقی ہے
امید ہے پھر بھی وہ ملے گا ہمیں اک دن
خدا پہ ہے بھروسا خدا کی ذات باقی ہے

تہمینہ کوثر..... ملیانی

## ایک بات

ہم انسان کتنے عجیب ہوتے ہیں کبھی کسی ایک فرد کے لیے اپنی ہزار محبتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور کبھی ان ہزار محبتوں کی خاطر ایک ان چاہے انسان کو اپنا لیتے ہیں اور ساری زندگی ایک کسک میں جلتے رہتے ہیں۔

امید ملک..... سرگودھا

## عجائب نامہ

فرعون دنیا کا واحد شخص ہے جس کا مرنے کے تین ہزار سال بعد پاسپورٹ بنا فرعون کا پاسپورٹ 1974ء میں بنایا گیا کیونکہ فرعون کی لاش کو محفوظ رکھنے کے لیے کچھ مرمت فرانس میں ہونا تھی اور فرانس میں بنا پاسپورٹ کے لاش بھی داخل نہیں ہو سکتی، اس لیے فرعون کا پاسپورٹ بنایا گیا۔

فرحانہ صدف، اسماء صدیقہ..... جنڈ اٹکیم

## دعا

دعا کی بوندیں
محبت کے پھول
خوشی کے لمحات
چاہت کی مہکتی کلیاں
راحت کے رنگ
زندگی کے سنگ
ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں
آمین

تسلیم شہزادی..... کمالیہ

## لازوال جیات

عورتوں کے ایک گروپ سے پوچھا گیا کہ کون کون اپنے شوہر سے پیار کرتی ہے۔ سب نے ہاتھ کھڑے کردیے ان سب کو ایک ایک میسج دیا گیا کہا اپنے اپنے شوہروں کو سینڈ کرو۔ "آئی لو یو" تو ان کے شوہروں کے جواب کچھ یوں آئے۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔"
"اب کیا ہو گیا؟"
"پھر سے کار کہیں مار دی؟"
"ہیکسکیوزمی؟"
"صرف اتنا بتاؤ کتنے پیسے چاہیے؟"
"نشہ تو نہیں کیا؟"
"اب کیا کر دیا تم نے؟"
"میں اس بار معاف نہیں کروں گا۔"
اور سب سے اچھا یہ تھا۔
"کون ہیں آپ؟"

شبانہ اشفاق راجپوت..... کوٹ رادھا کشن

## اصلاح نفس کے چار اصول

### مشارطہ
اپنے نفس کے ساتھ شرط لگانا کہ گناہ نہیں کروں گا۔

### مراقبہ
کیا آیا کوئی گناہ تو نہیں کیا۔

### محاسبہ
حساب کریں کتنے گناہ کیے اور کتنی نیکیاں کیں۔

**مولخذہ**

کہ نفس نے جو نافرمانیاں کی ہیں ان کو ان کی سزا دینا اور سزا یہ ہے کہ اس پر عبادت کا بوجھ ڈالنا۔

عقیلہ رضی..... فیصل آباد

**گہری بات**

تقدیر گہرا سمندر ہے اس میں غوطہ نہ لگاؤ۔
اللہ ظالم کو ایک حد تک ڈھیل دیتا ہے اور ظالم سمجھتے ہیں انہیں دنیا کی بادشاہت مل گئی لیکن اللہ پکڑتا ہے تو پھر بس ضمیر بولتا ہے اور زبان گواہی دیتی ہے۔

اقرا صغیر کے ناول "سانسوں کی مالا" سے اقتباس

بہتے آنسوؤں کی زباں نہیں ہوتی
دل کی لفظوں سے بیاں نہیں ہوتی
مل جائے دوست تو مدد کرنا
قسمت ہر کسی پر مہرباں نہیں ہوتی

عنایہ شہزادی عائشہ ماہین شہزادی..... جڑانوالہ

**کھیتہ**

ایک پٹھان حج کر کے آیا تو سیدھا پرچون کی دکان پر گیا اور کہا۔

"میرا کھاتہ کھولو" دکان دار بہت خوش ہوا کہ آج اس کا تین سال کا حساب ادھار واپس ملنے والا ہے جیسے ہی اس نے کھاتا کھولا پٹھان بولا۔

"میرے نام کے ساتھ حاجی لکھ دو"

شہزادی فرخندہ..... خانیوال

**سنا ہے سال بدلے گا**

ہر اک جانب منادی ہے
سنا ہے سال بدلے گا
پرندے پھر وہی ہوں گے
شکاری جال بدلے گا
بدلنا ہے تو دن بدلو
بدلتے کیوں ہو ہندسے کو
مہینے پھر وہی ہوں گے
سنا ہے سال بدلے گا
وہی حاکم وہی غربت
وہی قاتل وہی غاصب
بتاؤ کتنے سالوں میں
ہمارا حال بدلے گا
یہ دنیا ظلم کا دریا
یہ دریا موڑ ڈالو تم
یہ چکی ظلم کی چکی
یہ چکی توڑ ڈالو تم
نظام کفر بدلو گے
جب ہی تو حال بدلے گا
سنا ہے
سنا ہے سال بدلے گا

جاذبہ عباسی..... مری

**کس منش وعر لیا کرو**

استاد شاگرد سے جس آدمی کو سنائی نہ دے اس کو انگلش میں کیا کہیں گے۔
شاگرد جو مرضی کہہ دو اس کو کون سا سنائی دے گا۔

حسن اختر پریم..... کراچی

**بیو کی چالاکی**

پپو فون پر لڑکی سے۔ "تم کہاں ہو؟"
لڑکی: "میں اپنی امی کے ساتھ فائیو اسٹار ہوٹل میں آئی ہوں یہاں پارٹی ہے تم کہاں ہو؟"
پپو: جس گلی میں تم دیگ کے چاول کھا رہی ہو، وہی بیٹھا ہوں اور چاہیے ہو تو بتا دینا۔"

نورین چنگی..... ساہیوال

**سردار**

سردار: "یہ تم کیسی ماچس لائے ہو ایک بھی تیلی نہیں جل رہی۔"
بیٹا: "کیا بات کرتے ہو ابا ایک ایک چیک کر کے لایا ہوں سب جل رہی تھیں۔"

ادم آصف..... خانگڑھ

**زندگی**

ہم بہت تھوڑی سی زندگی خود اپنے لیے جی پاتے ہیں زیادہ تر تو دوسروں کا بھرم رکھنے میں ہی بسر ہو جاتی ہے۔

شائزہ پرویز شانو..... ایبٹ آباد

**دل کے اچھے**

ہمارے یہاں بعض لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص زبان کا تیز ہے لیکن دل کا بہت اچھا ہے۔ مگر حقیقت تو

یہ ہے کہ ایسے لوگ اپنی زبان کے نشتروں سے دوسروں کا دل چھلنی کردیتے ہیں اور جب اپنے اوپر بات آتی ہے تو ان کے حمایتی کہنا شروع کرتے ہیں کہ جناب یہ تو بڑے صاف گو ہیں جو دل میں آئے کہہ دیتے ہیں لیکن دل میں کسی کے لیے میل نہیں رکھتے دل کا سارا غبار زبان سے نکال کر دل صاف کردیتے ہیں وغیرہ وغیرہ کسی بزرگ کا قول ہے کہ "تلوار سے لگا گھاؤ بھر سکتا ہے لیکن زبان سے لگا روح کا گھاؤ کبھی نہیں بھرتا" اپنی زبان سے اذیت ناک باتیں کرکے طعنے اور تشنے دے کر لوگوں کا دل دکھانے والے چاہے کتنے ہی دل کے اچھے ہوں لیکن ان کا یہ عمل ساری دنیا کے لیے باعث عذاب ہے۔

حرا افتخار...... چشتیاں

## باتیں یاد رکھنے کی

❖ جو تمہیں خوشی کے وقت پر یاد آئے سمجھ لو کہ تم اس سے محبت کرتے ہو اور جو تمہیں غم کی شدت میں یاد آئے تو سمجھ لو کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے۔

❖ دوست کی کوئی بات بری لگے تو خاموش ہوجانا اگر وہ دوست ہے تو سمجھ جائے گا اور اگر نہ سمجھے تو تم سمجھ لینا کہ وہ تمہارا دوست ہی نہیں۔

❖ یتیم کا مال کھانے والا ہزار یتیم خانے بنائے سکون نہیں پائے گا کیونکہ اگر پیٹ میں آگ ہو تو دل کو سکون کیسے ملے گا۔

❖ اگر تم نے کسی معمولی انسان کو بلاوجہ دکھی کردیا تو ساری کائنات کا جو دکھ ہے وہ تمہارے سر پر بلاوجہ آجائے گا۔

❖ رشوت کے مال پر پلنے والی اولاد لازمی طور پر باغی ہوگی بے ادب و گستاخ ہوگی۔

نورین انجم اعوان...... کراچی

## لطیفہ

ایک دفعہ ایک ہاتھی کے پارلر پر ایک بندر بالوں کا ہیئر اسٹائل بنوا رہا تھا بندر نے ہاتھی سے کہا۔

"موٹا بھائی، کیا آپ نے جنگل کی خبر سنی ہے۔" ہاتھی نے جواب دیا۔

"نہیں، بتاؤ کیا خبر ہے؟" بندر نے کہا۔

"مرغی نے بلخ سے شادی کرلی ہے۔" ہاتھی نے کہا۔

"کیوں بھئی جنگل کے سارے مرغ مر گئے تھے کیا؟" بندر نے کہا۔

"مرے نہیں موٹا بھائی دراصل مرغی کی اماں چاہتی تھی کہ لڑکا نمبری میں ہو۔"

شبانہ کوثر...... کبیر والا

## پرسکون تنہاوت

توبہ وہ خوب صورت عبادت ہے جو انسان اور اللہ کا رشتہ پہلے جیسا کردیتی ہے جس کا انتظار بندے سے زیادہ اللہ کرتا ہے کیا ہوا اگر آپ سے دن میں کئی غلطیاں اور گناہ سرزد ہوتے ہیں بس سچے دل سے توبہ کریں اور پھر سے اس کے بندے بن جائیں وہ اتنا مہربان ہے کہ فرماتا ہے۔

اے میرے بندے اگر تو گناہوں کو زمین سے آسمان تک بھردے لیکن بس ایک بار کہہ دے مولا غلطی ہوگئی معاف کردے میں کردوں گا۔

آپ اس کی طرف ایک قدم بڑھاؤ وہ دس قدم بڑھ کر آپ کو تھام لے گا۔ جیسے روزانہ گھر میں جھاڑو دینے سے گھر صاف شفاف رہتا ہے ویسے ہی روز توبہ کرنے سے دل صاف رہتا ہے اور ضروری نہیں کہ توبہ کے لیے گناہ یا غلطی کا انتظار کریں کیونکہ ہم تو ہیں ہی خطا کے پتلے اعمالوں کے گندے۔

ثوبیہ حسین...... ڈنگہ

## کچن غزل

میری محبت کو اپنے دل میں ڈھونڈ لینا
اور ہل آنے کو اچھی طرح گوندھ لینا
مل جائے اگر پیاز تو کھونا نہیں
پیاز کاٹتے وقت رونا نہیں
مجھ سے روٹھ جانے کا بہانہ اچھا ہے
تھوڑی دیر اور پکاؤ گوشت ابھی کچا ہے
مل کے پھر خوشیوں کو بانٹنا ہے
ٹماٹر ذرا باریک ہی کاٹنا ہے
لوگ ہماری محبت سے لگ نہ جائیں
چاول ٹائم پر دیکھ لینا گل نہ جائیں
کیسی لگی غزل بتا دینا
نمک کم لگے تو اور ملا دینا

نبیلہ یونس...... فیصل آباد

aayna@naeyufaq.com

شہلا عامر

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ۔ شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اس بار تبصروں میں قیصر آنی کی وفات پر دکھ کا اظہار کیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت ان کے درجات بلند فرمائے اور آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ اب بڑھتے ہیں آپ کے تبصروں کی جانب۔

**ایمن غفور...... خانیوال۔** السلام علیکم شہلا آپی اور آل پاکستان

بڑا طویل صدمہ ہے دل کو
تیری مختصر سی محبت کا

کیا کہوں آنی جی کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں جو لکھ سکوں، ان کی محبت میرے لیے مختصر سی تھی پر وہ ہمیشہ میرے دل میں رہیں گی اور ان کا پیار بھی ہمیشہ رہے گا ان شاء اللہ۔ اللہ پاک آنی کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے آمین۔ میں یہ سب لکھتے ہوئے کانپ رہی ہوں کہ پہلے یہ لفظ میں ان کے لیے لکھتی تھی جن کی موت کی خبر آنی کی توسط سے ملتی تھی اور آہ آج یہ الفاظ میں آنی کے لیے استعمال کر رہی ہوں، میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں اور مزید لکھنے سے روک رہے ہیں، اللہ پاک سب کو صبر عطا فرمائے آمین۔ جانے والے تو چلے جاتے ہیں پر جو پیچھے رہ جاتے ہیں وہ پل پل مرتے ہیں ان کی یاد، ان کی ڈانٹ، ان کی نصیحت سننے کو ترس جاتے ہیں، یہ خلا تو پر نہیں ہو سکتا۔ میں دعا کرتی ہوں کہ جتنے لوگ بھی آنی سمیت اس دنیا سے چلے گئے ہیں اللہ پاک ان سب کو جنت الفردوس میں جگہ دے آمین، ثم آمین۔ شہلا جی اور سنائیں آپ، میں آپ کو نہیں بھولی ان چھ ماہ میں اور آپ مجھے اپنی محفل میں ضرور جگہ دیجیے گا پلیز اور آپ سب پاکستان والوں کو میری اور میری فیملی کی طرف سے آقائے دو جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ بہت بہت مبارک ہو اور رب تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس کریم ذات نے ہمیں اپنے محبوب کی امت بنایا، ہم جتنا شکر کریں اللہ کا کم ہے۔

چراغاں کرو سب اہل عرش و فرش والو
کہ سرور کونین تشریف لائے ہیں

سرورق پر نظر پڑی تو ہاتھ کا پوز واہ کیا بات ہے۔ سوزین کی آنکھیں پیاری لگیں اور میں نے اس کے کان میں سرگوشی کی "آپ پیاری ہو" شاید کسی کو پسند نہ آئے سوزین تو اس لیے اس کے کان میں کہہ دیا جو کہنا تھا۔ نازیہ آپی اللہ پاک آپ کی والدہ کو جنت نصیب کرے اور آپ کو صبر دے آمین ثم آمین۔ "حمد و نعت" عابد نظامی اور اقبال عظیم کے خوب صورت لفظ روح کو پرسکون کر گئے، ماشاء اللہ۔ "در جواب آں" سعیدہ آپی کا انداز بھی اچھا لگا۔ "ربنا آتنا" میں مشتاق احمد قریشی انکل آپ لفظ نہیں موتی بکھیرتے ہیں کیا بات ہے۔ "ہمارا آنچل" میں ذکا زرگر میری وش تھی کہ آپ آنچل میں دوبارہ دیکھوں آپ سے مل کر اچھا لگا ڈیئر جی۔ اللہ آپ کو مزید کامیابی اور کامرانی عطا کرے آپ کا ہر خواب پورا ہو آمین یارب العالمین۔ آئی مس یو سوچ۔ "وہ تو خوش ہو ہے" آنی قیصر آرا کو سب نے اپنے اپنے انداز

میں خراج تحسین پیش کیا۔ ”گلشن میں بہار آئے“ ایشال کی محبت، ممتا کی تڑپ اور یزدان کے صبر کا دامن ہاتھ سے نا چھوڑنا ان کی خوشیاں انہیں واپس مل گئیں، نائس اسٹوری۔ ”حصارِ ذات“ بھی اچھی تھی۔ ”اکائی“ اب پتا نہیں عشنا آپی کیا کرتی ہیں۔ آپی پلیز فاطمہ کو جہانگیر کا ساتھ دیں پلیز۔ ”آئیڈیل“ ٹھیک تھی۔ ”مل گیا سائبان“ حسن احمد شیرازی ایک بار تو نوال کی بات سنتے، بنا سنے ہی اسے گھر سے نکال دیا اور نوال عرف سحر نے بہزاد کا ہاتھ تھام کر اچھا کیا، مزہ آیا۔ ”سانسوں کے اس سفر میں“ کتنی دعائیں کی تھیں کہ شجر کو کوئی بھی دکھ نہ ہو پر ام آپی...... رضوانہ وقاص آپ بھی یہی چاہتی تھی ناں کہ شجر کو کچھ نہ ہو پر دیکھو آپ اب بیچاری شجر پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔ پلیز آپی آپ ایسا نہ کرتی۔ اب کیا موحد آیت سے شادی کرے گا۔ یہ تو اگلی قسط میں پتا چلے گا۔ ہم نے جب پہلی قسط پڑھی تھی اور یہی دعا کی تھی کہ شوخ و چنچل سی شجر کو کچھ نہ ہو پر ام ایمان آپی سے کہو کہ وہ شجر کو صحیح سلامت واپس لائیں ورنہ میں رو دوں گی ہاں نئی تو۔ ”میری گم گشتہ محبت“ جہانگیر نے اچھا فیصلہ کیا احمد کے لیے۔ ”انمول رشتے“ زمر کی خدمت و ثابت قدمی سے اسے سب رشتے ملے مسز عابدی کے تو سارے کس بل نکل گئے۔ علی نے بھی بیٹا ہونے کا فرض ادا کیا۔ نفرتیں اور کدورتیں ختم کر کے سب خوش تھے اور ہم بھی۔ ”بیاضِ دل“ میں سب کے اشعار اچھے لگے۔ ”ڈش مقابلہ“ ساگ گوشت منہ میں پانی آ گیا۔ ”نیرنگ خیال“ ”تم وضو کرنا لاجواب، ڈاکٹر زارا تعبیر، مدیحہ مہک (سلام) سباس گل چھا گئیں، ہاتھ چومیں آپ کے انجم زہرہ اور نیلم لمان واہ۔ ”دوست کے پیغام“ میں ثمرہ گلزار تھینکس یاد کرنے کے لیے اور آپ کو بھی سالگرہ بہت مبارک ہو خوش رہو ڈیئر۔ شانزہ پرویز آپ نے ہماری کمی محسوس کی اور ہم پہنچ گئے آنچل نگری قافلہ لے کر۔ لویہ شانی، رخسانہ بہن و علیکم سسٹر جی مہناز جی ہم آپ کی ماما کے لیے دعا گو ہیں۔ کنزیٰ رحمان کیسی ہو آپ جنت حوا اپنا نام تو بتا دو یار ہم نے تھام لیا آپ کا ہاتھ خوش۔ ام ہانی وے دی انٹری آنچل میں خوش ہو جانا، ہی ہی ہی۔ زرناب خان تھینکس جی ہمیشہ خوش رہو آپ۔ ”یادگار لمحے“ میں سب نے لکھا اچھا لگا۔ ”آئینہ“ شہلا کی محفل پر رونق تھی میں نے سوچا کہ میں بھی ان کی محفل کو چار چاند لگا دوں۔ مائرہ ملک، ارم کمال، رضوانہ وقاص وعلیکم السلام۔ سمعیہ رانی، کبریٰ خان، مائی لعل سسٹر حرا گل غفور نے میرا نام ہی نہیں لکھا اپنے تبصرے میں۔ شانزہ شانو مس یو، سیدہ تبسم بشیر، عائشہ شکیل، میمونہ ناز، ام ہانی، حمنہ شاہد، حمنہ ڈیئر آپ ام ہانی کی سسٹر ہو کیا۔ بھائی اللہ رکھا اینڈ ثنا کنول سب کے تبصرے اچھے تھے اب پتا نہیں کہ شہلا جی میرا تبصرہ بھی لگاتی ہیں یا نہیں کیونکہ سب اونگیاں بونگیاں جو لکھی ہیں ہاہاہاہاہا۔ ”ہم سے پوچھیے“ شائلہ کیسی ہو آپ، سب کے سوال اور شائلہ کے جواب مزے کے تھے۔ ”آپ کی صحت“ جی الحمدللہ ٹھیک ہوں شکریہ پوچھنے کے لیے۔ یار شہلا او آپ نور ایمان سے کہو کہ وہ اپنے نانا کا ڈنڈا لے کر آئے ناں کچھ چوہیاں...... اوو سوری فرینڈز جو نہیں آ رہی پلیز آ جاؤ واپس آنچل نگری میں سب کے بنا ادھورا لگتا ہے آنچل پلیز کم بیک، شہلا آپی آپ سب اپنا خیال رکھنا مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا فی امان اللہ ڈیئرز۔

☆ پیاری ایمن غفور! ماڈل پیاری لگی اس کے کان میں کہہ بھی دیا اور ہم نے سن بھی لیا اور اس کی فرمائش پہ آپ کا تبصرہ بھی شامل کر لیا اب خوش ہو جاؤ۔

**شانزہ پرویز شانو...... ایبٹ آباد۔** السلام علیکم اہل آنچل۔ شہلا آپی اور تمام امت مسلمہ پر سلامتی ہو۔ امید کرتی ہوں آپ سب خیریت سے ہوں گے۔ ماہ نومبر کا شمارہ 22 تاریخ کو ملا وہ بھی چھوٹے بھائی کو ٹیکس ادا کرنا پڑا۔ بہت شرارتی ہے۔ ہمیشہ کہتا ہے کہ اپنے سارے کام مجھ سے کراتی ہو پہلے مجھے ٹیکس دو تب ہی آنچل و حجاب لا کے دیا کروں گا۔ سرورق پر خوب صورت سی دوشیزہ سے ملے، ہلکی سی اسمائل دیتی ہوئی ماڈل بہت اچھی لگی۔ سب سے پہلے ”سرگوشیاں“ کی طرف بڑھے۔ حسب عادت کہ آنی سے میٹھی میٹھی سرگوشیاں کروں گی مگر یہ لکھتے

ہوئے بہت دل دکھ رہا ہے کہ آنی اب ہم میں نہیں رہیں۔اب ہم آنی کی میٹھی "سرگوشیاں" کبھی نہیں سن پائیں گے۔ موت ایک تلخ حقیقت ہے اس سے فرار ممکن نہیں مگر ہماری آنی کبھی نہیں مر سکتیں۔وہ ہمیشہ ہماری باتوں میں یادوں میں زندہ رہیں گی ہم آنی کو کبھی نہیں بھول پائیں گے قیصر آپی پہلے کی طرح ہم سب کے درمیان زندہ رہیں گی۔قیصر آنی کا دکھ بہت گہرا ہے۔اس کی تلافی ممکن نہیں مگر سعیدہ نثار آنی ہم سب آپ کو دل سے خوش آمدید کہتے ہیں۔اب میٹھی سرگوشیاں آپ سے کی جائیں گی، ان شاءاللہ۔ "حمد و نعت" "سبحان اللہ۔" "در جواب آں" میں آئی تو سعیدہ آنی کا شفیق، نرم لب ولہجہ اپنا منتظر پایا بہت شکریہ آنی۔ "یادازقیصر آنی" سب کے دلی جذبات پڑھ کر بہت روئی اللہ تعالیٰ سب کو صبر عطا فرمائے اور ہماری آنی کی کامل مغفرت فرمائے، آمین پھر ملاقات کی "ہمارا آنچل" کی زکا زرگر سے، پیاری زکا آپ سے مل کر بہت اچھا لگا۔زندہ دل لوگ بالکل آپ کی طرح ہوتے ہیں۔پہلے تو آپ ساری زرگر فیملی کی لڑکیاں لکھتی تھیں اب کیوں غائب ہیں۔حسب عادت ہمیشہ سلسلے وار ناول میں پہلے پڑھتی ہوں۔"م اکائی" کی قسط بہت شاندار رہی۔وقار الحق اور فاطمہ بی بی مل گئے۔بہت خوب جنت بی بی خود ہی رہائی کا پروانہ مانگ لیں تو اچھا ہے۔امید ہے کہ وقار الحق اور فاطمہ بی بی کی تمام غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔رجت سنگھ اور آیت کی جوڑی مجھے بہت پسند ہے۔باقی محترم پنج اور ریحان میاں شکر ہے سر سے اتر گئے الحمدللہ۔"سانسوں کے اس سفر میں" ایمان آپی اس سفر میں تو ہماری اپنی سانسیں مدھم پڑ گئیں۔یہ کیا غضب ہو گیا؟ شجر کذنیب آیت کا نکاح موحد سے یہ کبھی نہیں ہو سکتا عبدالحنان، بشریٰ سے ایویں بدگمان؟ اتنا کچھ ہم برداشت نہیں کر سکتے، کچھ تو ہم پر رحم کریں اجمل میاں تمہاری تو باچھیں کھل رہی ہیں ناں بہت جو شجر نے تمہیں اتنی لفٹ کرادی، بے فکر رہو۔یہ خاندان کبھی بھی بدل سکتا ہے آیت تجھے تو اللہ پوچھے تیرا بیڑہ غرق ہو آمین سب کہو۔مکمل ناول میں "گلشن میں بہار آئی" شازیہ مصطفیٰ کے قلم سے یہ تحریر بہت پسند آئی۔ایشال اور یزدان کی قسمت کی ڈور ایک دوسرے سے مضبوطی سے بندھی ہوئی تھی۔جسے سکندر احمد کے مکروہ ارادے بھی نہ توڑ سکے۔فائز کا کردار بہت اچھا لگا۔سچ کہتے ہیں کہ اولاد ماں باپ کے پیروں میں بہت بڑی بیڑی ہوتے ہیں۔جن کی وجہ سے چاہ کر بھی دونوں فریق کبھی الگ نہیں ہو سکتے۔"مل گیا سائبان" از سلمیٰ فہیم گل بہت خوب اس ماہ نمبر ون اسٹوری رہی آپ کی جب ٹھوکر لگے تو سب کی باتیں سمجھ میں آجاتی ہیں۔ماں باپ جو بھی کہتے ہیں ہمارے اچھے کے لیے ہی کہتے ہیں۔سحر ارتضیٰ (نوال حسن) وقت سے پہلے سمجھ تو گئی تھی پر اس کی ایک نادانی نے اسے ہمیشہ کے لیے سب کی نظروں میں گرا دیا۔بھلے بہزاد تحسین اور کاشف کی صورت اسے فیملی مل گئی تھی مگر اپنا گھر، ماں باپ، وہ وقار اس کی قسمت کی لکیریں کہیں کھو گئے سچ کہتے ہیں کہ اعتبار اور دوستی ہمیشہ پرکھ کر کرنی چاہیے۔افسانوں میں "حصار ذات" شبانہ شوکت آپ نے جب بھی لکھا بہت خوب لکھا۔دل چاہتا ہے کہ آپ کے ہاتھ چوم لوں۔اومائی گاڈ ایبٹ آباد کی کہانی میں تو پاگلوں کی طرح خوش ہوئی۔میں نے پہلی دفعہ ایبٹ آباد کی کہانی پڑھی ہے۔وہ بھی شبانہ جی کی تحریر۔صائم کا چوری چھپے یسریٰ کو موبائل دینا اور نوشی کی نوک جھونک مزہ دے گئی۔ فاروق جیسے گھٹیا لوگ ہر جگہ موجود ہوتے ہیں سو گلہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔"آئیڈیل" لاریب کی پسند اپنی جگہ مگر یوں کسی کی دل آزاری نہیں کرنی چاہیے۔اصل خوب صورتی تو باطن کی ہوتی ہے جب لاریب کو مہمان خواتین نے ٹھکرایا تو اسے دل ٹوٹنا بہت اچھی طرح سمجھ آ گیا حسن دل کا بہت خوب صورت تھا اس لیے لاریب کی چاہ میں اتنا اسمارٹ ہو کر لوٹا، نائس اسٹوری۔"میری گم گشتہ محبت" اسٹوری آف دا منتھ۔زینب النساء کے قلم سے یہ تحریر بہت اچھی لگی۔جہانگیر اور مالا کے بچھڑنے کا بہت افسوس ہوا۔جب مالا بے چاری اور اس کے والد صاحب جہانگیر کا خیال کرتے رہے ہوں گے اور جہانگیر کے نہ آنے پر جا امیدان باپ بیٹی کی ٹوٹی ہوگی یہ سوچ کر دل دکھ سے بھر گیا۔اسی

لیے کہتے ہیں کہ کسی کی امید مت توڑیں کیونکہ جب امید ٹوٹتی ہے تو ایک وجود ٹوٹ جاتا ہے اور یہی جہانگیر نے کیا اپنے بیٹے کو ٹوٹنے سے بچالیا۔ بہت خوب جو محبت جہانگیر خود نہ پاسکے وہ محبت انہوں نے احمد کو دلادی۔ سب سے آخر میں آئے ”انمول رشتے“ کی طرف ذمر نے اپنی محبت اور بے لوث خدمت کے ذریعے زاویار اور مسز عابدی کے دل جیت لیے۔ نشا جیسی لڑکیوں کے لیے دولت ہی سب کچھ ہوتی ہے ایسے لوگوں کو کسی کے جذبات کی کوئی پروا نہیں ہوتی اور ایسی لڑکیاں کسی کے دل میں تو کیا گھر میں بھی نہیں بس سکتیں۔ یہ کہانی بھی خوب رہی۔ مستقل سلسلوں میں آئی تو ”بیاض دل“ میں نادیہ بتول، نسیم صباء، نازیہ شیراز، شہزادی فرخندہ، ام ہانی شاہد، سمیٰ نور، نازش خان، تبسم بشیر، نادیہ عمران کے اشعار بہت پسند آئے۔ ”ڈش مقابلہ“ میں ساگ گوشت بہت مزیدار تھا۔ یہ میری فیورٹ ڈش تھی اور اب بھی ہے ”نیرنگ خیال“ میں سباس گل اول رہیں۔ نعیم النصر، زارا تعبیر، فریدہ فری، عیش باسط، سعدیہ قریشی، مدیحہ نورین مہک کا انتخاب بہت بہترین تھا۔ نیلم امان کا پیٹیاں بازی لے گیا۔ ”دوست کا پیغام“ میں جن دوستوں نے یاد کیا بہت شکریہ، خوش رہیں۔ ”یادگار لمحے“ میں ہمیشہ سب بہت اچھا لکھتے ہیں قرآن وحدیث کی باتیں ہمیشہ اول رہتی ہیں صغریٰ شہزادی، مسکراہٹ مسکرائے تو نہیں قہقہے لگائے ڈیئر۔ عظمیٰ بٹ صحیح اور غلط آپ نے میرے دل کی بات لکھی۔ شاہ کنول دعا اور انتظار۔ بازی لے گئے۔ سباس گل ہجر کا گھاؤ بہت اچھا لگا۔ ”ہم سے پوچھیے“ سچ بتاؤں تو ذرا مزہ نہیں آیا اس دفعہ وہ چلبلے سوال کرنے والے سارے کدھر غائب ہیں۔ شمائلہ جی کرونا کی وجہ سے کہیں آپ بھی لیزی گرل تو نہیں بن گئیں، اگلی دفعہ محفل ایسی ہو کہ ہنسنا پڑے مجھے اس دفعہ کوئی سوال پسند نہیں آیا۔ ”آئینہ“ کا دیدار کیا تو سب سے پہلے تھا مگر لاسٹ میں تفصیل سے پڑھا۔ سب نے تبصرہ بہت خوب کیا۔ ام ہانی، تبسم بشیر، عائشہ شکیل کی آمد نے آئینہ کو چار چاند لگائے ہمارے سوئٹ گروی نور چودھر کدھر غائب ہے۔ نور اگلے ماہ اگر تبصرہ نہ ہوا ناں تیرا تو پھر اپنا اللہ ہی حافظ سمجھنا۔ وہ دیکھو شہلا کہہ رہیں کہ نور نے تبصرہ نہیں کیا تو محفل آئینہ کتنی اداس لگ رہی ہے۔ کم بیک جلدی جلدی۔ اللہ رکھا چودھری بھیا جی آنچل میں موسٹ ویلکم۔ سمیعہ رانی مجھے بھی اچھی ہوئی کہانیاں بہت پسند ہیں۔ نئے لکھنے والوں کو خوش آمدید دوستی کی درخواست کرنے والوں کی دوستی تہہ دل سے قبول۔ تبصرہ کیسا لگا شہلا آپی؟ اب اجازت چاہتی ہوں اگلے ماہ ملیں گے ان شاء اللہ، فی امان اللہ۔

☆ پیاری شانزہ! تبصرہ تو واقعی شاندار ہے پر نور کو سب ہی یاد کررہے ہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ آپ کی پکار پہنچتی ہے کہ نہیں۔ شمائلہ کا کہنا ہے کہ سوال ہی ایسے آتے ہیں کہ جواب دینے کو جی نہیں چاہتا کوئی ایسا سوال ہو جو ہمیں بھی مزہ دے۔

**ام آصف..... خان گڑھ۔** السلام علیکم شہلا آپی کیسی ہو۔ اتنے ماہ بعد خط لکھ رہی ہوں میں نے آپ لوگوں کو بہت یاد کیا بہت زیادہ خصوصاً قیصر آپی کو تو میں نے تفصیلی خط لکھ کر بہت ساری باتیں بتانی تھی لیکن وہ کہتے ہیں ناں کہ آج کا کام کل پر مت چھوڑو تو میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ مجھے کام پورا کرنے کی مہلت نہیں ملی اور قیصر آپی ابدی نیند جا سوئیں آپی جی آپ کا محبت بھرا انداز میں کبھی بھی نہیں بھول سکوں گی۔ آپی کا شمار ان چند شخصیت میں ہے جن سے میں بے حد متاثر ہوں جو مجھے بے حد اچھے لگتے ہیں مجھے آپ کی وفات کا سن کر کئی دن تک یقین نہیں آیا اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے آمین۔ اگر آپی آپ کے لیے لکھنے بیٹھوں تو آنچل کے صفحات کم پڑ جائیں، ہر ماہ سوچتی تھی کہ خط لازمی لکھوں پر آنچل لیٹ ملنے لگا تھا اور جہاں ہمارا نیا گھر بنا ہے وہاں سے ڈاک خانہ دور پڑتا ہے اس لیے خط نہیں لکھ سکتی پر اس بار آنچل 22 کو ہی مل گیا اس لیے جلدی جلدی پڑھ کر خط لکھ رہی ہوں۔ ٹائٹل بہت زیادہ اچھا لگا ایسے ہی ٹائٹل دیا کریں یونیک یونیک سے اور فرزانہ اعجاز کا ٹائٹل سال میں ایک بار لگایا کریں پلیز، خیر ”سرگوشیاں“

میں ایک اور بری خبر ہماری منتظر تھی۔ نازیہ کنول نازی اللہ تعالیٰ آپ کی ماما کو جنت الفردوس میں جگہ دیں اور ان کی بخشش فرمائیں آپ اور آپ کی فیملی پر یقیناً کٹھن مرحلہ ہے اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی فیملی کو صبر عطا فرمائے، "حمد ونعت" ہمیشہ کی طرح بہترین رہی۔ ماشاءاللہ سے "در جواب آں" سعیدہ نثار آپی اپنے منفرد اور میٹھے انداز کے ساتھ جواب دینے میں مصروف تھیں۔ جو جو دوست بیمار ہیں میری اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے اور صحت وتندرستی عطا کرے آمین۔ رقیہ ناز پیاری دوست آپ ماما بننے والی ہو یہ جان کر بہت خوشی ہوئی۔ "ربنا اتنا" ہمارے پاس اتنے الفاظ نہیں ہیں کہ مشتاق انکل کی تعریف کرسکیں، کتنا پیارا انداز بیاں ہے انکل کا۔ "ہمارا آنچل" میں ذکا زرگر براجمان تھیں ذکا زرگر مجھے آپ کا انٹرویو بہت اچھا لگا اور آپ بھی اور کیا آپ مجھ سے دوستی رکیں گی۔ "وہ تو خوش بو ہے" میں سب اپنے جذبات کا اظہار کررہے تھے قیصر آپی کے لیے، "گلشن میں بہار آئی" کیا باپ اس حد تک بھی گرسکتے ہیں کہ اپنی ہی بیٹی کا گھر اجاڑنے لگتے ہیں، ظاہری دکھاوے اور دولت کے لیے کیا تھا اگر یزدان کے پاس یہ دولت نہیں تھی پر وہ پیار اور عزت کی دولت تو ایشال کو دے رہا تھا مگر پیسے کے لالچی لوگ ان جذبات کو نہیں سمجھ سکتے مگر شکر ہے کہ ایشال نے اپنے پاپا اور ماما کی ساری باتیں سن لیں اور آخرکار یزدان کے گلشن میں بہار آ ہی گئی ایشال یزدان حتطلہ فائز نام بہت اچھے لگے۔ "حصار ذات" از شبانہ شوکت بھی زبردست رہی۔ "اکائی" بالآخر فاطمہ اور وقار الحق مل ہی گئے۔ "آئیڈیل" از حنا بشریٰ فنی سی تحریر اچھی لگی کر حسن کی باتوں سے بہت ہنسی آئی شروع میں، "مل گیا سائبان" یہ کہانی درمیان سے پڑھتے ہوئے مجھے اندازہ ہوا کہ سحر ارتضیٰ اور نوال ایک ہی ہیں شکر ہے میرا انداز درست ثابت ہوا۔ کاشف زبیر کی ردا مجھے بہت اچھی لگی پر سلمیٰ فہیم گل نے شیری اور سلومی کا اینڈ واضح نہیں کیا۔ "سانسوں کے اس سفر میں" ام ایمان قاضی آپی آپ کا ناول بہترین ہے مجھے بہت اچھا لگا۔ آپ نے ساتھ قسطوں میں ہی کہانی کو کافی سارا آگے بڑھایا ہے اور آپی شعرہ اور عبدالحنان کو جدامت کرنا اور موحد سے قیصر کی ہی شادی ہونی چاہیے۔ میری گم گشتہ محبت بس صحیح تھی یہ کہانی اتنی خاص اچھی نہیں لگی۔ "انمول رشتے" فاطمہ عاشی کا افسانہ بھی زبردست رہا مجھے اس افسانے میں زمر کا کردار بہت اچھا لگا۔ "بیاض دل" میں سب کے اشعار اچھے تھے۔ "ڈش مقابلہ" میں سب ڈشز اچھی تھیں۔ ایمان وقار آپ کے سلسلے "نیرنگ خیال" میں ڈاکٹر زارا تعبیر، فریدہ فری، سیدہ صبا نوید اور انجم زہرہ کی شاعری اچھی لگی۔ "دوست کا پیغام آئے" سب دوست ایک دوسرے سے ملنے ملانے میں مصروف تھے ام ہانی شاہد آپ نے یاد کیا اور ہم حاضر ہوگئے (ہور کوئی گل) ہاہاہاہاہا۔ ان سب کا شکریہ جنہوں نے یاد کیا۔ "یادگار لمحے" سب کا انتخاب ایک سے بڑھ کر ایک تھا۔ اکرشلی رخسانہ مبین چودھری، عثمان عبداللہ اور پروین افضل شاہین۔ "آئینہ" مائرہ ملک ہم آپ کو آنچل میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ رضوانہ وقار آپ کا مفصل اور جامع تبصرہ اچھا لگا۔ سمعیہ رانی بھی کافی عرصہ بعد حاضر تھیں اچھا لگا کبریٰ خان چوہان، حرا گل غفور تمہارا تبصرہ اچھا لگا اور ایمن غفور دونوں کیسی ہو؟ آئی مس یو فرینڈز میری پیاری دوست شانزہ پرویز شانو آپ کو ہماری کمی محسوس ہوئی اور ہم آگئے اپنی کمی دور کرنے کے لیے آپ کے بابا کے بارے میں جان کر بہت دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے بابا جانی کو جنت الفردوس میں جگہ دے پیاری شانو اب آتی رہنا غائب نہ ہوجانا۔ سیدہ تبسم بشیر آپ کی ماما کی طبیعت اب کیسی ہے اور ماہا وہ کیسی ہے میمونہ ناز اتنا مختصر تبصرہ ام ہانی شاہد اور حسنہ شاہد دونوں کو خوش آمدید اور اللہ رکھا بھائی آپ کا تبصرہ بھی شاندار ہوتا ہے۔ ثناء کنول کا تبصرہ بھی اچھا تھا۔ "ہم سے پوچھیے" ارم کمال کے سوال اچھے لگے بس اب فنی فنی سوالات کیوں نہیں ہوتے۔ شمائلہ کاشف آپ کو بھی میں نے بہت یاد کیا۔ "آپ کی صحت" میں کافی سارے لوگوں کے مسائل موجود تھے۔ لو جی آنچل تو ہوگیا سارا ختم شہلا آپی میرا ہمارا آنچل میں نے دوبارہ بھیجا ہے

اگر مل جائے تو وہی لگانا پلیز اور اس دعا کے ساتھ اجازت کے اللہ تعالیٰ آپ کو جہاں بھی رکھے ہمیشہ خوش رکھے اور اپنی رحمت کے سائے میں رکھے آمین۔

**ادم کمال...... فیصل آباد** ۔پیاری دلاری شہلا جی ہمیشہ سدا خوش رہو آمین۔السلام علیکم! کیا حال چال ہیں امید ہے خوش باش اور فٹ فاٹ ہوں گی۔قیصر آپی کی رحلت کا سن کر دل یقین کرنے کو تیار نہیں، میں تو دعا کررہی تھیں کہ وہ جلد ٹھیک ہوکر آنچل کی بزم میں واپس آئیں لیکن اللہ کی رضا میں راضی رہنا ہی پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اگلی منزلیں آسان بنائے آمین۔سرورق ماڈل کی آنکھ کا کاجل غضب ڈھارہا تھا۔ویسے ایک آنکھ کا کاجل کون چرا لے کر گیا، آپ تو نہیں۔"در جواب آں" سے تمام بہنوں کے دکھ سکھ سے آگاہی ملی۔"ربنا اتنا" ہمیشہ کی طرح ایمان کے نور سے پرنور،"ہمارا آنچل" میں ذکا زرگر نام کی طرح باتیں اور خیالات بھی انمول ویل ڈن ذکا،"وہ تو خوشبو ہے" پیاو قیصر آپا پڑھ کر ہونٹ مسکراتے رہے اور آنکھیں روتی رہیں مجھے بھی ان کی باتیں، یاد ہیں، ان کا دلاسہ دینا لہجہ بار بار یاد آتا ہے۔کہانیوں میں چلتے ہیں"گلشن میں بہار آئے" ماں کی ممتا کتنی پاورفل ہوتی ہے یقین آگیا حالانکہ ایشال کو بتایا گیا کہ اس کا بچہ مرگیا ہے لیکن پھر بھی یہ بات اس کی ممتا نے قبول نہ کی ویسے سکندر احمد کس طرح کے سنگدل باپ تھے بیٹی کی تڑپ اور اذیت ان کو نظر نہیں آتی ہر جذبے کو دولت کے ترازو میں تول رہے تھے۔"حصار ذات" میں اسریٰ پہلے ہی اگر صائم کو بتادے کہ فاروق نے یہ سازش رچائی ہے تو یہ سارا کھڑاک ہی نہ پھیلتا اپنا مطلب نکالنے کے لیے لوگ کس کس حد تک گر جاتے ہیں توبہ توبہ۔"اکائی" میں وقار الحق اور فاطمہ پھر پہلے جیسے ہی ہوگئے ہیں بھلا کھل کر ایک دوسرے سے سارے معاملات شیئر کریں مجھے بہت غصہ آتا ہے وقار الحق پر کیسے مرد ہیں، جنت بی بی نے اب اور کیا کیا کھیل کھیلنے ہیں اللہ بچائے ان سے فاطمہ کو۔"آئیڈیل" میں لاریب کا خود کا دل جب ٹوٹا تو ہی اس کو حسن کے دل کا احساس ہوا۔بہرحال دو دل ایک ہونے پر خوشی کی بات ہے۔"مل گیا سائبان" میں سحر کے ساتھ جو حالات تھے اس سے دل دکھ سے بھر گیا۔"سانسوں کے اس سفر میں" بلآخر آہت کا وار چل ہی گیا۔"میری گم گشتہ محبت" میں احمد کو عالیہ سے ملا کر جہانگیر صاحب نے اپنی محبت کو پا حاصل کرلی۔ہم سب اپنی اولادوں کی خوشی میں اپنی خوشیاں حاصل کرتے ہیں۔"انمول رشتے" زمر کا صبر اور اللہ پر یقین ہی اس کو پار لگا گیا زاویار کو بھی نیشا کی اصلیت نظر آتے ہی زمر کا پیار دل میں جاگا۔"بیاض دل" میں پروین افضل شاہین، مسرت شاہین، عطیہ باجوہ، حسنہ شاہد اور شاہ کنول کے اشعار بہت پسند آئے۔"ڈش مقابلہ" میں فروٹ سویاں زبردست رہیں آسان بھی تھیں ناں۔"نیرنگ خیال" میں نعیم الضر ہاشمی، نیئر رضوی، سباس گل اور نیلم امان کی شاعری آنکھوں کے راستے دل میں اتر گئی۔"دوست کا پیغام آئے" میں جن جن بہنوں نے مجھے یاد رکھا ان سب کا بہت بہت شکریہ۔"یادگار لمحے" میں عنایہ شہزادی کمرل، رخسانہ مبین چودھری اور ام ہانی شاہد چھائی رہیں۔"آئینہ" میں سب کے تبصرے جاندار اور شاندار رہے آپ سے مجھے ایک شکوہ ہے شہلا جی آپ نے سوائے میرے سب کو کچھ نہ کچھ جواب دیا میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں؟ میں نے آپ کا کیا چرایا ہے جلدی سے بتادیں ورنہ......"ہم سے پوچھیے" میں شمائلہ جی کے ساتھ بہت مزہ آتا ہے اب اجازت دیں نئے سال میں ملیں گے۔ان شاء اللہ۔

☆ پیاری ارم! آپ کے خط میں کوئی جواب طلب بات ہی نہیں ہوتی۔شمائلہ کو بھی آپ کے سوالات بہت پسند آتے ہیں۔

**دمشا آصف...... خانگڑہ** ۔السلام علیکم! کیسے ہیں آپ سب؟ اس بار آنچل خلاف معمول بائیس تاریخ کو مل گیا۔ٹائٹل گرل سوزین بہت خوب صورت لگ رہی تھی۔نازیہ کنول نازی اللہ آپ کی امی جان کو جنت میں اعلیٰ

مقام عطا فرمائے آمین۔ قیصر آرا آنی کی وفات کا پڑھ کر دل دکھ سے بھر گیا۔ ”ربنا اتنا“ مشتاق انکل آپ کا انداز بیاں بہت خوب صورت ہے۔ ”ہمارا آنچل“ میں اس دفعہ ذکا زرگر موجود تھیں۔ انٹرویو اچھا لگا اللہ کرے کہ آپ کی تمام خواہشیں پوری ہوں، آمین۔ ”درجواب آں“ آنی کے بغیر ادھورا سا لگ رہا تھا۔ ”سانسوں کے اس سفر میں“ آپی موحد کی شادی تجر کے ساتھ ہی کرائیے گا آیت کے ساتھ نہیں آیت تو بہت گھنی میسنی ہے اللہ ہی تمہیں ہدایت دے آیت بی بی۔ اگر تمہاری تمام چالیں تم پر الٹ گئیں تو تم کیا کرو گی؟ ”اکائی“ وقار الحق کے دل کی دھڑکن دھڑکنا بھول گئی تھی۔ فاطمہ کو دیکھنے کے بعد ویسے ہی صحیح سلامت تھے اور تیزی سے فاطمہ کی جانب بڑھے، کیسے جبکہ ان کی تو سانس ہی تھم گئی تھی پلیز ایسی لائنز نہ لکھا کریں سخت چڑ ہوتی ہے مجھے۔ ”مل گیا سائبان“ مسلوی محترمہ کا انجام تو برا ہوتا خیر اچھی رہی یہ اسٹوری۔ ”گلشن میں بہار آگئی“ کوئی باپ اس حد تک کیسے گر سکتا ہے کہ اپنی ہی بیٹی کا گھر اجاڑ دے وہ بھی دولت کی خاطر اختتام اچھا رہا۔ ”آئیڈیل“ حنا بشریٰ کی وہی روایتی سی اسٹوری تھی۔ ”حصار ذات“ اچھی لگی یہ اسٹوری۔ فاروق میسنا شیطان یہ مذاق تھا تمہارا۔ صائم کی جان لینے کو تو کافی تھا تمہارا یہ مذاق۔ ”انمول رشتے“ ہر ایسی کہانی کا اختتام ایسا ہی ہوتا ہے۔ بالکل بھی اچھی نہیں لگی یہ کہانی۔ ”میری گم گشتہ محبت“ بہت اچھی لگی یہ کہانی۔ ”بیاض دل“ سے ارم صابرہ، نسیم صباء، ام ہانی، حسنہ شاہد، مدیحہ نورین مہک، تبسم بشیر اور شہزادی فرخندہ نے اچھا لکھا۔ ”ڈش مقابلہ“ اس دفعہ پڑھا ہی نہیں۔ ”نیرنگ خیال“ سے زہرا تعبیر، نعیم الصر ہاشمی، فریدہ فری، سباس گل اور مدیحہ نے بہت بہت اچھا لکھا۔ انجم زہرہ نے بھی اچھا لکھا۔ آپی ایمان وقار دو تین مہینے پہلے (ڈائجسٹ اس وقت ہمارے پاس موجود نہیں ہے خالہ کے گھر ہے) نیرنگ خیال میں ایک نظم شائع ہوئی تھی۔ شاید میمونہ خان شیروانی کی تھی وہ ان کی اپنی ذاتی نہیں تھی کیونکہ جو نظم نیرنگ خیال میں موجود تھی وہی نظم اس کی پہلی چار لائنیں بیاض دل میں بھی موجود تھیں۔ وہ بھی ایک ہی مہینے میں۔ آپ نے شاید اس نظم کو غور سے پڑھا نہیں تھا۔ ”دوست کا پیغام آئے“ میں ثمرہ گلزار، رخسانہ مبین چودھری، شانزہ پرویز شانو، ام ہانی اور زرناب خان نے اچھا لکھا۔ ”یادگار لمحے“ یادگار ہی تھے۔ عثمان عبداللہ، نورین، رخسانہ مبین، عائشہ شکیل، ارم صابرہ، ماہ جبین خان اور عائشہ خان نے بہت اچھا لکھا۔ ”آئینہ“ کی محفل بہت مختصر ہوتی جا رہی ہے رضوانہ وقاص، مائرہ ملک، شانزہ پرویز، عائشہ شکیل اور چودھری بھائی نے بہت اچھا اور خوب صورت تبصرہ کیا۔ ”ہم سے پوچھیے“ میں ارم کمال اور عظمیٰ فرید خان کے سوال بہت فنی تھے۔ اللہ دکھا بھائی پلیز یہ سس، بس، سس نہ لکھا کریں پورا لفظ سسٹر ہی لکھ دیا کریں۔ پورے دس سال بعد ہمارا اپنا گھر بنا ہے۔ جس میں ہم 17 اپریل کو شفٹ ہوئے تھے۔ بہت خوب صورت گھر ہے سوچا تھا کہ یہ خوشی آنی کے ساتھ شیئر کروں گی لیکن اب آنی اس دنیا میں موجود نہیں ہیں تو اپنی سب فرینڈز کو یہ بات بتا دی جائے آپی اتنے ماہ بعد خط لکھا ہے پلیز ضرور شامل کیجیے گا۔ سب اپنا خیال رکھیں کیونکہ بعض اوقات صرف اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے بھی جینا پڑتا ہے او کے، جی اللہ حافظ۔

☆ پیاری رمشا! نئے گھر کی مبارک باد وصول کرو۔ شاعری میں یہ غلطی ہو ہی جاتی ہے جبکہ قارئین سے کہا بھی ہے کہ نیرنگ خیال میں اپنی ذاتی شاعری ارسال کیا کریں۔ پر یہاں کی شرارت ہی ہے کہ وہ اس طرح کا مذاق کر کے ہمارا امتحان لیتے ہیں۔

**رضوانہ وقاص...... مری پور کرلانہ** السلام علیکم! سب بہنوں دوستوں کو محبتوں بھرا اسلام امید کرتی ہوں کہ سب دوستیں بہنیں ٹھیک ہوں گی۔ اس دفعہ آنچل پچیس تاریخ کو ملا یہ ماتسمرہ گئے تھے انشورنس کے سلسلے میں ادھر سے لے کر آئے ہیں۔ بچے اور میں ارطغرل والا ڈراما دیکھ رہے تھے لیکن جیسے ہی آنچل ہاتھ میں لیا کیسا ڈراما

کہاں کا ڈراما بس آنچل پڑھنا شروع کردیا پہلے اپنا خط دیکھا۔ شکریہ جی آپ نے میرے بھائی کو سالگرہ وش کی ہے۔ یہ کیا آپ کو میرے شعر پسند نہیں آتے لیکن میمونہ آپی میں بھی لکھ کر بھیجتی رہوں گی۔ جب آپ کو پسند آ گیا جگہ دیتی رہیے گا۔ جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ میں ایک دن میں ہی کتاب پڑھ کر خط لکھ دیتی ہوں لیکن اس دفعہ پورا نہیں پڑھ سکی۔ میں عصر کی نماز پڑھ کر سبق پڑھ رہی تھی میرے شوہر بازار سے واپس آئے میں خوش تھی کہ میرے امی ابو لاہور سے واپس آ رہے ہیں۔ میری نانو بیمار ہیں دعا کیجیے گا اللہ ان کو صحت دے۔ تو ان کو لینے جاؤں گی لیکن ہماری طرف فون آ گیا میرے تایا ابو کے دوست تھے لیکن بھائیوں جیسے خان پور (سورج گلی) بہنوں جیسی دوست ثمین مٹی کے نیچے آ کر مر گئی۔ بہت افسوسناک، خیر مجھ سے بھی صبر نہیں ہوا میں بھی گئی اللہ میرے شوہر کو صحت وتندرستی والی لمبی زندگی دے آمین۔ وہ مجھے پکڑ کر لے گئے۔ اللہ میری پیاری دوست، بہن کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔ آپ سب نے بھی دعا کرنا ہے اب آتے ہیں آنچل کی طرف ماڈل سوزین ہنستی مسکراتی پیاری لگ رہی تھی۔ ''سرگوشیاں'' پڑھیں یہ کیا خبر مل گئی ہماری قیصرآرا آنٹی ہم میں نہیں رہی اللہ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ نازیہ کنول آپی اللہ آپ کو صبر دے آپ کی والدہ کا سن کا دل اداس ہوا ہے۔ ''حمد ونعت'' پڑھ کر دل کو سکون ملا۔ ''ربنا اتنا'' اچھا سلسلہ ہے۔ ذکا زرگر کا انٹرویو پڑھا اچھا لگا ہر بیٹی ہی چاہتی ہے کہ وہ اپنے بابا جانی کا فخر بنے اور اس کی وجہ سے والدین کو کوئی پریشان نہ ہو۔ جو لڑکیاں ہوتی ہے ناں وہ اپنے ابو سے بہت پیار کرتی ہیں جیسا کہ میں اپنے ابو سے بہت پیار کرتی ہوں لیکن اب شکوہ کرتی ہوں کہ میری شادی ہو گئی پتا نہیں اب مجھ سے پیار نہیں کرتے جب سے بیمار ہوئی ہوں تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونا شروع کر دیتی ہوں۔ ''یاد قیصر آرا'' پڑھا واقعی وہ ہمارے لیے خوش بو تھیں سب ہی دوستوں بہنوں نے قیصر آرا آنٹی کے لیے اچھا لکھا۔ اب ہم ان کے لیے دعا ہی کر سکتے ہیں۔ اللہ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ ''گلشن میں بہار آئے'' باپ تو اپنی بیٹیوں کی خوشی کے لیے اتنا کچھ کرتے ہیں لیکن دولت پر اتنا غرور نہیں کرنا چاہیے۔ ایشال اور یزدان ایک دوسرے کے ساتھ خوش تھے پھر سکندر احمد نے انہیں جدا کر دیا اور کوئی والدین اپنی بیٹی کی اولاد زندہ ہو تو اسے مردہ بتا دیں۔ بہت برا کیا سکندر احمد نے ایشال کے ساتھ لیکن شکر ہے ایشال نے اپنے والد کی باتیں سن لی اور اپنے شوہر اور بچے کے پاس واپس چلی گئی۔ فائز کا کردار پسند آیا۔ افسانہ ''حصار ذات'' پڑھا صائم یسریٰ سے اتنی محبت کرتا تھا لیکن یسریٰ غلط فہمی کا شکار ہو گئی لیکن صائم نے اچھا کیا فاروق سے پوچھ کر یہ ہمارے حقیقی رشتوں کو کیا ہو رہا ہے۔ ہم ایک دوسرے کو ساتھ جوڑنے کے بجائے دور کر رہے ہیں۔ فاروق نے اچھا نہیں کیا۔ میں تو یہ کہتی ہوں کہ لڑکیوں سے شادی سے پہلے موبائل استعمال نہیں کرنا چاہیے، ہم لڑکیاں دوسروں کی بات کا اعتبار بھی بہت جلدی کر لیتی ہیں۔ بعد میں شوہر اجازت دیں تو استعمال کریں کیا خیال ہے آپ کا صحیح کہہ رہی ہوں ناں میں، میں نے بھی شادی سے پہلے فون استعمال نہیں کیا اب مجھے میرے شوہر نے موبائل دیا ہے، شکریہ جی بہت بہت۔ ''آکائی'' عشنا کوثر اب اسے ختم ہو جانا چاہیے کیونکہ سب پاکستان پہنچ گئے ہیں سارے مل بھی گئے ہیں اب وقار اور فاطمہ کی جو بھی غلط فہمی ہے ختم کر کے صلاح کرا دیں جہانگیر اور آیت کی جوڑی اچھی لگے گی۔ ''سانسوں کے اس سفر میں'' مجھے یہ کہانی بہت اچھی لگی لیکن آیت نہیں پسند کتنا برا کر رہی ہے وہ شجر کے ساتھ، جب اس نے اسے اغوا کرا دیا میں تو افسردہ ہو گئی بس اس کے آگے نہیں پڑھا گیا۔ پلیز شجر کے ساتھ ایمان آپی کچھ برا نہیں کرنا۔ موحد اور شجر کی نوک جھونک پسند آئی ہے ان کو علیحدہ نہیں کرنا پلیز آیت کو سبق سکھانا ہے سب کے سامنے اس کا اصل چہرہ آنا چاہیے کہ یہ اس کی سازش ہے پلیز۔ ''میری گم گشتہ محبت'' افسانہ بہت پسند آیا کیا بات ہے آپ کی زینب جی چلیں جہانگیر کو محبت نہیں ملی لیکن بیٹے کی بات مان کر بہت اچھا کیا۔ باپ بیٹے میں بے

تکلفی، دوستی محبت ہونی چاہیے جیسا احمر کی جہانگیر کے ساتھ۔ "انمول رشتے" عابد صاحب کو اپنی بیوی سے پوچھ کر رشتہ کرنا تھا راضی کر کے نکاح کرتے لیلیٰ کا رویہ زمر کے ساتھ اچھا لگا۔ زاویار نے نکاح کر دیا لیکن زمر کا ساتھ بھی دینا تھا یا نکاح ہی کرنا تھا زاویار اور مسز عابدی نیشا کی حسن اور دولت پر مر مٹے تھے ایکسیڈنٹ کے بعد دونوں ماں بیٹے کا دماغ درست ہوا اور نہ وہ تو نیشا کی محبت میں پاگل تھا چلے مسز عابدی نے زمر اور علی سے معافی مانگ لی کہ جو غریب لڑکی تھی اس نے ہی ان کا ساتھ دیا خیال رکھا۔ "بیاض دل" مسرت شاہین، فریدہ جاوید، نسیم صباء، نازش اسلام، ارم صابرہ، فوزیہ چودھری، علینہ باجوہ، ارم کمال، ام ہانی شاہد، مریم ناز، نادیہ عمران، ثناء کنول۔ "ڈش مقابلہ" میں فروٹ سویاں، کلیجی مصالحہ پسند آیا ہے۔ شانزہ باپ بہت قیمتی سایہ ہوتا ہے۔ اب آپ صبر کریں ان کے لیے دعا کریں اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ رخسانہ نبین خوش آمدید، شادی کی سالگرہ مبارک ہو اللہ ہمیشہ آپ کو خوش رکھے، آمین۔ مہناز اللہ سے دعا ہے کہ آپ کی والدہ جلد از جلد ٹھیک ہو جائیں، آمین۔ کوثر خالد کی غزل پسند آئی جو ماریہ طفیل کے لیے لکھی۔ ام ہانی آپ نے یاد کیا شکریہ۔ "یادگار لمحے" سارے کا سارا پسند آیا۔ "آئینہ" میں خوب محفل جمی ہوئی ہے۔ شہلا آپی کی وجہ سے سب کے تبصرے جاندار ہیں۔ سب نے اچھا تبصرہ کیا ہوا ہے۔ ثناء کنول آپ کا شکریہ آپ نے میرے لیے دعا کی ہے۔ اللہ آپ کو خوش رکھے آمین۔ دعاؤں میں یاد رکھنا ہے۔ شمائلہ کاشف کی بھی محفل خوب جمی ہوئی ہے۔ آپ ایسے جواب کس طرح دے لیتی ہیں۔ یسریٰ، دانیال کو سالگرہ مبارک میرے کیوٹ چھوٹے سے ماموں زاد کزن ہے کراچی میں رہتے ہیں اور مامی لاہور آئی ہوئی ہے۔ اس کی سالگرہ ہے اللہ تم تینوں کو لمبی زندگی دے صحت و تندرستی والی آمین، اب بہت تھک گئی ہوں شہلا آپی تبصرہ پسند آیا بتانا ہے اب آپ سے اجازت چاہوں گی کوئی غلطی ہوئی تو معاف کرنا ہے زندگی رہی تو پھر ملیں گے۔ اللہ حافظ شہلا آپی سلام قبول ہو اللہ آپ کو ہمیشہ ہنستا مسکراتا رکھے آمین۔

☆ ڈیئر رضوانہ! دعا کے لیے جزاک اللہ۔

**ام ہانی شاہد ..... ڈگری۔** السلام علیکم کیسی ہو شہلو امید کرتی ہوں خیریت سے ہو گی آنچل 24 تاریخ کو ہاتھ میں آیا آنچل کو لیتے وقت یہ خیال ہی سوہان روح تھا کہ اب اس میں آنی قیصر آرا کو کبھی نہیں پڑھ سکوں گی کچھ لوگوں کا ساتھ بہت کم وقت کے لیے ہی کیوں ملتا ہے وہی لوگ اس دنیا سے جلدی چلے جاتے ہے جو بہت اچھے ہوتے ہیں آنی کو پڑھتے وقت ہمیشہ ایسا ہی لگتا جیسے کوئی دوست یا ماں ہو آنی ہمارے بیچ نہیں ہیں تو کیا ہوا آنی کی یادیں تو ہمارے درمیان ہے اللہ آنی کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین۔ کیا لکھوں زندگی کے بارے میں وہ لوگ ہی بچھڑ گئے جو زندگی ہوا کرتے تھے۔ "سرگوشیاں" میں انکل اللہ آپ سب کو اور آنچل اسٹاف کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ "حمد و نعت" پڑھ کر آنسوں تھم سے گئے۔ "در جواب آں" میں آنی سعیدہ نثار نے آنی کی کمی کو پر کیا۔ "ربنا اتنا" پڑھ کر دل بے قرار ہوا تھا "بیاد قیصر آرا" آنی کاش آپ ایک بار واپس آجاتی مجھے آپ سے بہت کچھ کہنا تھا آہ آنٹی مس یو آلاٹ۔ کہانیوں میں "اکائی" فاطمہ کو وقار مل گیا اچھا ہی ہوا مگر جنت کا وقار سے ملنا عجیب لگا اور جہانگیر کو آیت مل گئی چلو یہ بھی ٹھیک ہو گیا اب آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ "حصار ذات" میں صائم کا یسریٰ سے پیار اور بعد میں یسریٰ کا میسج سے صائم کا روٹھ جانا کہانی بس ٹھیک ٹھیک ہی رہی۔ کہانی "گلشن میں بہار آئی" شروع سے ہی کہانی میں انٹرسٹ نہیں لگا بھلا ایسے بھی کبھی ہوتا ہے کہ پانچ سال تک ایک ہی شہر میں رہتے ہوئے کبھی آمنا سامنا نہ ہوا اور کیا ایشال کے قادر کو پہلے نہیں معلوم تھا کہ یزدان غریب ہے سو بورنگ اسٹوری (سوری رائٹر) کہانی "سانسوں کے اس سفر میں" ایمان آپی یہ کیا کر دیا آپ نے پلیز موحد کی شادی شجر سے

کروائیے گا آیت کو تو مر جانا چاہیے آپی پلیز ورنہ میں کہانی نہیں پڑھوں گی۔ افسانوں میں ”انمول رشتے“ ایسی کہانیاں پہلے بھی پڑھی ہے کچھ نیا نہیں لگا سوری آنچل کی کہانیوں کا معیار گر رہا ہے پلیز توجہ دیں اس طرف برا لگا ہو (سوری) اب آتے ہیں مستقل سلسلوں کی طرف ”بیاض دل“ میں حمنہ، پروین آپی، فریدہ فری، ارم صابرہ، شہزادی فرخندہ، مدیحہ جھک، ثناء کنول نے خوب لکھا۔ ”نیرنگ خیال“ میں نعیم، افسر زار انجبیر، انجم زہرہ، زندگی خان نے بیسٹ لکھا۔ ”دوست کا پیغام آئے“ میں ثمرہ گلزار میں ٹھیک تم سناؤ یار، شانزہ شانو یار میں ٹھیک ہوں اب، میرے دو ماموں جان کی ڈیتھ ہوگئی تھی اس لیے لکھ نہیں پائی تمہارے بابا کے بارے میں جان کر بہت دکھ ہوا اللہ انہیں جنت میں جگہ عطا فرمائے آمین، درخسانہ بیبن آپی آپ میری دوست ہی ہے، بنت حوا آپ اپنا نام لکھیں اور آج سے ہم دوست ہے گڈ فرینڈ، زرناب خان فاطمی تم نے انٹری تو دی اب آتی رہنا۔ ”آئینہ“ تھینک یوں شہلا جگہ دینے کے لیے شکریہ میں تمہیں یاد تو ہوں اسی کے ساتھ اللہ حافظ۔

☆ پیاری ہانی! بیٹیوں کے باپ ان کی خوشی کے لیے بہت کچھ کرتے ہیں مگر اس طرح نہیں کرتے۔ ایک لالچی شخص اپنی اولاد کو پیسوں کے لیے کسی دوسرے کی جھولی میں بھی ڈال دیتا ہے ایسا ہمارے معاشرے میں آج بھی ہوتا ہے اور گلشن میں بہار آئی اسی موضوع پر تھی۔

**اللہ رکھا چوھدری...... ملوون آباد** ۔ شہلا عامر آپی السلام علیکم! اس بار آنچل کا شمارہ بائیس اکتوبر ملا اور شمارہ آتے ہی دوست کا موبائل گم ہوگیا۔ بے چارا مجھے دے کر گیا لیکن اللہ جانے کیسے غائب ہوگیا بہت افسوس ہوا بس دعا کریں کے مل جائے نہیں تو تیس ہزار مجھے دینا ہوگا۔ ساری بہنوں سے دعا کی درخواست ہے۔ اچھا یہ تو زندگی میں ہوتا رہتا ہے لیکن میں یہاں اپنے پیارے آنچل کی باتیں کرنے آیا ہوں جی شروع کرتے ہیں سرورق سے، سرورق اس بار سوزین کی پیاری سی تصویر سے سجا ہوا تھا مجھے ان کی انگوٹھی بہت پسند آئی اس میں لگا ہوا موتی چمک رہا تھا پھر فہرست دیکھی اور ”سرگوشیاں“ پڑھ کر آنکھیں نم ہوگئیں یہاں تو قیصر آرا آنٹی کی میٹھی میٹھی باتیں پڑھتے تھے، اللہ پاک آنٹی کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ساتھ نازیہ کنول نازی آپی کی والدہ کی بخشش فرمائے، آمین۔ ”حمد و نعت“ سے دل کو منور کیا۔ ”درجواب آں“ سے ”ربنا آتنا“ مشتاق احمد قریشی صاحب دل کو سکون ہوتا ہے ہر ماہ پڑھتا ہوں۔ ”ہمارا آنچل“ میں ذکا زرگر سس سے ملاقات اچھی رہی بہت ہی اچھی باتیں لکھیں ہیں ہمیں ان پر عمل کرنا چاہیے۔ باقی کوئی نہ کوئی کمی تو ہر انسان میں ہوتی ہے۔ ”وہ تو خوشبو ہے“ بے شک قیصر آرا آنٹی خوشبو کی طرح ہماری ہر دعا میں شامل رہیں گی۔ سب نے بہت خوبصورت انداز میں خراج تحسین پیش کیا۔ ”گلشن میں بہار آئی“ شازیہ مصطفیٰ عمران سس کمال ہی کردیا شروع کی لائنیں زبردست تھیں یزدان اور ایشال کی اسٹوری زبردست رہی بہت دکھ ہوا سکندر احمد نے غلط تو نہیں کیا لیکن بس یہ محبت جو ہوتی ہے یہ سب کچھ کروا دیتی ہے اختتام لاجواب تھا پڑھ کر دل خوش ہوگیا۔ ”حصار ذات“ شروع میں شبانہ شوکت سس نے خوب منظر نگاری کی ایک منٹ کے لیے لگا کے صائم کی جگہ میں خود ہوں اور پھر آگے آگے پڑھ کر بہت مزاہ آیا ویسے یسری نے جب خوشخبری سنائی صائم کو تو ایسے خوشی ہوئی جیسے میں بچا بنا ہوں۔ کہانی نے مجھے پر اتنا اثر کیا کہ کہانی کا ہی ہو کر رہ گیا۔ ”اکائی“ قسط نمبر اٹھائیس عشنا کوثر سرا اور آپی اب بس کرویں وقار الحق اور فاطمہ کو ملا دیں کسی کو اتنا انتظار نہیں کرواتے، سچ میں اب تو مجھے وقار الحق پر پیار آتا ہے عشق نے نکما کردیا اتنی محبت دیکھ کر حیران ہو جاتا ہوں اگلی قسط کا شدت سے انتظار رہے گا۔ ”آئیڈیل“ حنا بشری سس ویل ڈن ہنسی بھی آئی سبق آموز عمدہ تحریر آخری لائنیں لاجواب تھی۔ ارے ارے ماشاء اللہ اس ماہ سلمیٰ فہیم گل سس کی تحریر ”مل گیا سائبان“ بہت ہی عمدہ لکھا اور منظر نگاری کی تو بات ہی کیا کروں آخر کار سحر ارتضی کو بہزاد زبیر

کی صورت میں سائبان مل ہی گیا خوشی ہوئی۔ "سانسوں کے اس سفر میں" ویل ڈن ام ایمان قاضی سس کمال لکھ رہی ہیں ہر آنے والی قسط ایک سے بڑھ کر ایک ہوتی ہے، اللہ پاک نصیب اچھے کرے لکھتی رہیں آمین۔ "میری گم گشتہ محبت" زینب النساء سس ویل ڈن لاجواب تحریر بہت سی داد۔ "انمول رشتے" فاطمہ عاشی سس رشتے تو ہوتے ہی انمول ہیں بس یہ ہماری کمزوریوں کی نظر ہو جاتے ہیں یا ہم وقت نہیں دے پاتے جس کی وجہ سے دوریاں بڑھ جاتی ہیں اور ان انمول رشتوں میں دراڑیں آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ "بیاض دل" میں پروین افضل شاہین، مسرت شاہین، فریدہ جاوید فری، ناہید زیدی، نادیہ بتول، نسیم صباء، نازیہ شیراز، نازش اسلام، زہرہ جبیں، ارم کمال، ام ہانی شاہد، نمرہ خالد، یمنی ایوب، نازش خان اور مدیحہ نورین مہک سمیت سب کے اشعار بہت لاجواب تھے۔ بہت سی داد۔ "ڈش مقابلہ" قورمہ، مچھلی، دال گوشت اور ساگ گوشت جا کے ان میں سے دو کھانے کھائے اور انجوائے کیا۔ باہر ہوں اور یہاں کچن نہیں گھر جاؤں گا تو بناؤں گا ان شاء اللہ۔ "نیرنگ خیال" میں ساری شاعری بہت عمدہ، زبردست اور معیاری ہوتی ہے ہر غزل عمدہ اور نظم لاجواب ہوتی ہے، کسی ایک کا نام لے کر باقی سب کے ساتھ ناانصافی ہوگی اس لیے سب کو بہت سی داد میری طرف سے۔ "دوست کا پیغام آئے" سب کے پیغام زبردست رہے کچھ نے تو بہت ہنسایا میری دعا ہے سدا یہ محفل ایسے ہی جمی رہے آمین۔ "یادگار لمحے" سب کے انتخاب زبردست تھے سب کے لیے داد ہیں۔ "آئینہ" میں سب سے پہلا خط مائرہ ملک سس کا پڑھ کر بہت اچھا لگا، ارکمال سس نے بھی اچھا تبصرہ کیا، رضوانہ وقاص سس کا سب سے لمبا تبصرہ اور لاجواب رہا ہر کہانی پر بہترین تبصرہ کیا، سمیہ رانی سس کا تبصرہ بھی لاجواب شہلا عامر آپی بہت شکریہ میرا تبصرہ شائع کیا اسے جگہ دی۔ آپی میرے نام کی کہانی بہت لمبی ہے پھر کبھی ضرور سناؤں گا۔ شاہ کنول سس بہت بہت مبارک ہو اور ہاں سالگرہ بہت بہت مبارک ہو اور شہلا آپی کے جواب اور جھمکے بہت خوشی ہوئی۔ "ہم سے پوچھیں" یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جس کی آج تک کسی کو سمجھ میں نہیں آئی کے آخر شمائلہ کاشف سس اتنا نمک مرچ کیسے لگاتی ہیں تو بتا دوں؟ ویسے لگتا ہے شمائلہ کاشف سس کی نمک مرچ والی اپنی دکان ہے (ہاہاہاہا) سلسلہ "آپ کی صحت" میں ڈاکٹر شائستہ سرفراز ہر بیماری کا علاج بہت اچھے سے بتاتی ہیں۔ پریشان لوگوں کی مدد کرنا ان کو مشورہ دینا بھی ایک عبادت ہے۔ ادارہ آنچل اور شائستہ آپی کے لیے بہت سی دعائیں۔ اللہ پاک ہمارے پیارے آنچل کو رہتی دنیا تک ادب کے افق پر چمکائے رکھے آمین۔ والسلام۔

☆ پیارے بھائی اللہ رکھا! آپ کی لمبی کہانی کو ہم مختصر سننا ضرور چاہیں گے اور ایک طرف آپ منحوس لکھ رہے ہیں اور دوسری طرف تعریف بھی کر رہے ہیں یہ بات سمجھ نہیں آئی۔ خیر ہماری تو دعا ہے کہ آپ کے دوست کو موبائل نہ ملے کیا پتا ہماری کسی بہن کی بددعا اس کو لے اڑی ہو۔

**ظمیر ملک...... ہارون آباد**۔ آنچل کی پیاری ٹیم امید ہے آپ سب بخیر و عافیت سے ہوں گے اور خوش ہوں گے خوش ہونے کے دن تو نہیں حالیہ دنوں میں ماہنامہ آنچل اور حجاب کی پیاری مدیرہ محترمہ قیصر آراء صاحبہ اس دنیا سے دار فانی کی طرف کوچ کر گئیں جو ادارے اور قارئین کرام کے لیے ناقابل برداشت تھا لیکن جو اللہ تعالیٰ کی طرف چلے جاتے ہیں ان کی واپسی صرف ہماری یادوں میں ہوتی ہے اور ہم انہیں جتنا یاد کر لیں کم ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین۔ میں ماہنامہ آنچل پہ پہلی دفعہ تبصرہ کر رہا ہوں اور پہلی دفعہ پڑھنے کا شوق ہوا مارکیٹ گیا تو آنچل کے علاوہ ہارون آباد کی بک اسٹالز پر اور کوئی شمارہ نہ دکھا تو آنچل لے لیا کہا کہ چلو فری وقت ہے پیارے آنچل پہ اس بار تبصرہ ہی پیش کر دیں شاید ہمارے لکھے گئے چند لفظ شامل اشاعت ہو جائیں ان شاء اللہ۔ شروع کرتے ہیں سرورق سے ہر دفعہ کی طرح اس دفعہ بھی خوب صورت حسینا سے

سجا سرورق بہت عمدہ تھا حسینا کی انگوٹھی اچھی لگی ایسی ہی میں بھی خریدوں گا اپنے لیے نہیں یار اپنی پیاری سی منگیتر کے لیے دعا کریں سب بہنیں جلد شادی ہو جائے۔ پھر بڑھے "سرگوشیاں" کی طرف وعلیکم السلام سر مشتاق احمد قریشی صاحب آپ ہمیشہ کمال لکھتے ہیں اس دفعہ بھی آپ نے کمال لکھا۔ بڑے دکھ کے ساتھ تھوڑی سی نیچے نظر دوڑائی تو محترمہ نازیہ کنول نازی کی والدہ صاحبہ کے انتقال کا پڑھا شدید دھچکا لگا اللہ تعالیٰ ان کی والدہ کی مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ "حمد و نعت" کے بہت خوبصورت کلام سے دل کو منور کیا اقبال عظیم صاحب ماشاءاللہ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ "درِ واب آں" میں ماشاءاللہ بہت پیاری رونقیں لگائی ہوئیں تھی ماشاءاللہ۔ "ربنا آتنا" مشتاق احمد قریشی صاحب ماشاءاللہ چھا گئے آپ بہترین لکھا آپ نے ہر بات موتیوں میں پروئی جانے والی ہے بہترین آیتیں لکھی گئیں اور ان کی تفسیر بھی بہت خوب صورت انداز میں کی گئی۔ نومبر کے شمارے میں موجود ہر چیز خوبصورت اور لاجواب تھی ماشاءاللہ میں نے شمارے کا مطالعہ عجلت میں کیا اگلے ماہ سے ان شاءاللہ مکمل تبصرے کے ساتھ حاضری ہوگی۔ اوہ ایک بات تو بھول گیا اور کوئی چیز پڑھوں ناں پڑھوں تبصرے ضرور پڑھتا ہوں کیونکہ میرا بہترین اور پسندیدہ سلسلہ ہے اور ہر ماہ پڑھتا ہوں چاہے جو بھی ڈائجسٹ ہو۔ "آئینہ" شہلا آپی ماشاءاللہ آپ کا بہترین سلسلہ چل رہا ہے تمام بہنوں کے تبصرے خوبصورت تھے ماشاءاللہ اس دفعہ اللہ رکھا چوہدری بسیا کا تبصرہ لگا ماشاءاللہ پیارے بہت بہت مبارک ہو آپ کا تفصیلی تبصرہ پڑھ کر اچھا لگا ماشاءاللہ۔

اسی کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گا، اللہ حافظ۔

**حمنہ کنول، اقصیٰ ہاؤس..... دھنوٹ لودھراں۔** السلام علیکم آنچل 27 تاریخ کو ملا ناول بس ٹھیک ہی تھی۔ آگے "حمد و نعت" اور پھر قیصر آرا آنٹی کے انتقال کا پتا چلا۔ قیصر آنٹی کی وفات کا سن کر سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کروں پہلے ہی اکتوبر میں کم غم تھے کہ ایک اور مل گیا ایسا لگ رہا ہے جیسے سر سے سائبان چھن گیا ہو۔ ان کی صحت یابی کی دعا مانگی تھی مگر شاید اللہ کو یہی منظور تھا۔ ام ایمان قاضی کے ناول کو پڑھا آیت پر بہت غصہ آیا بے چاری فجر کے ساتھ بہت برا کیا ہے اس نے، ویسے بہت اچھی کہانی ہے ویلڈن آپی۔ "اکائی" ابھی پڑھی نہیں بس اب فاطمہ کو نواب وقار الحق سے ملا دیں اور جنت کو ڈاکٹر کے ساتھ ملا دیں آیت اور جہانگیر والا۔ کبریٰ خان چوہان، خانیوال تمہاری امی پنجابی ہیں اور ابو سرائیکی، ہم تینوں زبانیں بول لیتے ہیں۔ تسی ساڈو دوستی قبول ہے؟ اسی تے آئے ہی دوست بناں لی آں خیر لگدا اے دوست مل ہی جاں گے (ہاہاہاہا) حمنہ شاہد ڈگری آپ میری ہم نام ہو پلیز مجھ سے دوستی کرلو ویسے بھی میرے ارد گرد حمنہ نام کی لڑکی نہیں پلیز دوستی کرلینا۔ شاہ کنول ڈی آئی خان شکریہ مہربانی کرم۔ پروین افضل شاہین، مدیحہ نورین، انعم، مرقیہ ناز میلسی، ارم کمال، نجم انجم اعوان، نورین اعوان، ام ہانی شاہ آپ اور حمنہ شاہد بہنیں ہوناں۔ اگر اللہ نے چاہا تو پھر ملاقات ہوگی۔

☆ پیاری حمنہ! آئندہ محفل میں مکمل تبصرے کے ساتھ حاضر ہوں۔ دوستوں سے مخاطب ہونے کے لیے سلسلہ دوست کا پیغام آئے موجود ہے۔

اس دعا کے ساتھ آئندہ ماہ تک کے لیے اجازت کہ اللہ رب العزت ہم سب کی پریشانیوں کو دور فرمائے اور ہماری مشکلوں کو آسان کرے اور پاکستان کو رہتی دنیا تک قائم رکھے آمین۔

# ہم سے پوچھئے

شمائلہ کاشف

**سمیرا سواتی...... بھیر کنڈ**

س:۔ آپی جی بڑی چٹی ہوگئی ہیں کون سی کریم کا کمال ہے؟

ج:۔ اگر بتادیا تو تم بھی وہی استعمال کرو گی اس لیے رہنے دو۔

س:۔ آپی جی میری دوست حسینہ ایس ایچ کے بیچھے اس کی پرداوی کے کیا لگتے ہیں؟

ج:۔ بہت دور کے رشتے دار لگتے ہیں اور کتنی دور کے یہ اندازہ تم کہیں لگا سکتی کوڑھ مغز ہوئیں۔

س:۔ کیا آپ کے میاں جی بھی پروین آپی کے میاں کی طرح کنجوس ہیں یا پھر......؟

ج:۔ کنوارے ہیں ابھی تک ہم دونوں، کجھی تکی۔

س:۔ آپی جی بس اک بار وہ کہہ دیں تمہارے بغیر نیند نہیں آتی؟

ج:۔ کیوں تم اس کا تکیہ ہو کیا؟

**پروین افضل شاہین...... بہاولنگر**

س:۔ میرے میاں جانی پرنس افضل شاہین مجھے ساتھ لے جا کر شاپنگ کیوں نہیں کراتے؟

ج:۔ ان کو ڈر ہوتا کہ کہیں لوگ یہ نا کہہ دیں آج آپ اپنی بیٹی کو ساتھ لائیں ہیں۔

س:۔ آپ فضول خرچ ہیں یا کنجوس؟

ج:۔ اپنے لیے فضول خرچ دوسروں کے لیے کنجوس۔

س:۔ دودھ کو خراب ہونے سے بچانے کے لیے سب سے اچھا طریقہ کیا ہے؟

ج:۔ دودھ کو پی لیا جائے۔

**ماثرہ ملک...... کوٹلہ**

س:۔ پہلی بار محفل میں شامل ہوئی ہوں اور ساتھ گاجر کا حلوہ بھی لائی ہوں کیونکہ سردی کی آمد آمد ہے؟

ج:۔ بہت شکریہ اور خوش آمدید۔

س:۔ پاکستان میں اتنی مہنگائی، پزا، برگر اور بہت کچھ کھانے کا دل کرتا ہے کیا کریں؟

ج:۔ خیالوں میں کھالیا لو بس۔

س:۔ آپی ملتانی سوہن حلوہ میں ملتان نظر کیوں نہیں آتا؟

ج:۔ کیونکہ وہ صرف دل والوں کو نظر آتا ہے۔

س:۔ اجازت چاہتی ہوں ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ رخصت کریں، ہائے ہائے شمی آپی۔

ج:۔ رخصت تو تمہیں تمہارے بابا کریں گے میں تو صرف دعا دے سکتی ہوں خوش رہو۔

**فریدہ فری یوسفزئی...... لاہور**

س:۔ شمائلہ جی میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے میرے سوالوں کے جواب کیوں نہیں دیتی میں پروین افضل کی لاڈلی نند ہوں کوئی مذاق نہیں۔

ج:۔ یہی تو مذاق ہے جو مجھے ہضم نہیں ہوتا۔

س:۔ باادب باملاحظہ ہوشیار فریدہ فری یوسفزئی تشریف لارہی ہیں جو کہ آنچل کی آن بان اور شان ہیں؟

ج:۔ اور بہت زیادہ............، کنٹرول بھئی۔

س:۔ چوں چوں کا مربہ بنایا ہے ہم نے اپنی پیاری سی فرینڈ فصیحہ آصف کو کیسے بھیجوں؟

ج:۔ ایک کبوتر پال لو اور اس کے ہاتھ بھیج دو۔

**ارم کمال...... فیصل آباد**

س:۔ میرے دل کے تار بجے بار بار بھلا کیوں؟

ج:۔ کمال صاحب نے کوئی اچھا سا تحفہ دیا ہوگا اس لیے۔

س:۔ گاجر کے حلوے اور حسن کے جلوے میں کیا فرق ہے جلدی سے بتادو؟

ج:۔ دونوں کو دیکھ کر بے وجہ مزہ آتا ہے۔

س:۔ شمائلہ جانو بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے کا طریقہ جانتی ہو کیا؟

ج:۔ شادی سے بچا جائے۔

س:۔ دیرینہ خواہش کسے کہتے ہیں سوچ کر بتاؤ؟

ج:۔ جو زینہ کی صورت پوری ہوجائے۔

س:۔ جب گھر میں ہر وقت ٹھاہ ٹھاہ ہونے لگے تو کیا کرنا چاہیے؟

ج:۔ بھاں بھاں کر کے رونا۔
س:۔ وہ آج کل مجھے اتنے غور سے کیوں دیکھتے ہیں؟
ج:۔ ادھار واپس چاہیے ہوگا۔
س:۔ جب یاریاں اور ولداریاں تنگ کرنے لگیں تو کیا کرنا چاہیے؟
ج:۔ ساس کے پیچھے چھپ جانا چاہیے۔

شانزہ پرویز شانو...... ایبٹ آباد

س:۔ سنو شمائلہ ڈیئر، کیسی ہو؟
ج:۔ بہت خوب صورت، اسٹائلش، اسمارٹ۔
س:۔ میری آمد، طویل عرصے بعد کیسی لگی بہار جیسی یا پھر......؟
ج:۔ محبت جیسی۔
س:۔ حجاب کی سالگرہ ہے مجھے کیا گفٹ دیں گی؟
ج:۔ آلو کے بن کباب...... تم تو ابھی سے خوش ہوگئیں۔
س:۔ شمائلہ جی جو لوگ محبت کرتے ہیں وہ شادی بھی کرتے ہیں؟
ج:۔ نہیں، کیونکہ محبت اور جنگ میں سب جائز ہے سوائے شادی کے۔
س:۔ سنو تم پہ بہت قرض ہیں میرے، مجھے پتا ہے تم لوٹا نہیں سکتے پھر کیا کرو گی؟
ج:۔ محبت سے ٹال دوں گی۔
س:۔ شمائلہ جی میرے بارے میں آپ کیا سوچتی ہیں؟ (سچ بتانا)
ج:۔ احمق، نالائق، جنگلی، ارے صرف سوچتی ہوں کہہ نہیں سکتی ناں۔
س:۔ بہت سوچنے سمجھنے کے بعد بالآخر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ مجھے اب بن جانا چاہیے بھلا کیا؟
ج:۔ بندری، کیونکہ بندریا تو تم ہو ہی۔
س:۔ سوچتی ہوں کہ وہ کتنے ...... تھے، کیا؟
ج:۔ سمجھدار، تم سے بچ کر نکل گئے ناں۔
س:۔ اجازت چاہتی ہوں ڈیئر کیا آئندہ ماہ پھر آؤں؟
ج:۔ ضرور، ذرا اچھے سوالوں کے ساتھ۔

سمیرا مشتاق ملک...... اسلام آباد

س:۔ نیا سال اور روپے پرانے کیا کروں؟
ج:۔ سب سے پہلے آپ نے گھبرانا نہیں، بہتری کی امید رکھو۔
س:۔ کیا نئے سال میں بھی دل جلانے والے ماحول کو دھواں دھار کریں گے؟
ج:۔ کریں تو کرنے دو تم بھی ڈھیٹ بن جاؤ بس۔
س:۔ وہ مجھے اس سال کیا تحفہ دیں گے؟
ج:۔ تمہارے دودھ میں سے مکھی نکال دیں گے بس۔
س:۔ میں کیا لکھوں اور کس کو لکھوں؟
ج:۔ سب لکھ دو، مجھے لکھ دو میری دکھیاری بہن۔

نجم انجم...... کراچی

س:۔ شاید مجھے نکال کے پچھتا رہی ہیں آپ
محفل میں اس خیال سے پھر آ گئی ہوں میں
ج:۔ یہ خیال، ان کا خیال ہی رہتا اچھا تھا
ان کی آمد سے بدنام ہو گئے ہم
س:۔ پیاری آپی آپ مجھے اپنے گھر کھانے پر کب بلا رہی ہیں؟
ج:۔ سوچ رہی تھی کل، پر رشتے میں تم مجھ سے بڑی ہو اس لیے پہلے تم بلاؤ۔
س:۔ سنا ہے آپ کی عمر پیاسی سال ہے میں نے ٹھیک سنا ہے ناں؟
ج:۔ نہیں، کیونکہ تمہاری عمر میں سنائی کم ہی دیتا ہے۔
س:۔ میرا سوال نامہ دیکھ کر آپ کو دن میں تارے کیوں نظر آتے ہیں؟
ج:۔ ایسے بے تکے سوالوں پر تارے ہی نظر آئیں گے۔
س:۔ اگر آپ کی کرسی غائب کر دوں تو آپ کہاں بیٹھیں گی؟
ج:۔ تمہارے سر پر، خوش۔
س:۔ اچھا اچھا جا رہی ہوں دوبارہ ضرور آؤں گی ایسے جان نہیں چھوڑوں گی۔
ج:۔ پھر جان چھوڑنے کے کتنے پیسے دو گی بتادو۔

ڈاکٹر شائستہ سرفراز

ماریہ شاہ اٹک سے لکھتی ہیں کہ میرے سر کے بال بہت کمزور ہیں۔ پونی باندھنے کی وجہ سے سامنے سے گنج پن ہوگیا ہے۔ جس کی وجہ سے عجیب محسوس ہوتا ہے کوئی دوا تجویز کردیں جس سے یہ گنج پن ختم ہوجائے اور منی آرڈر کا طریقہ بھی بتادیں۔

محترمہ آپ ہمارے کلینک کے پتے پر منی آرڈر کردیا کریں یا ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر 0349-4900800 پر پیسے بھیج کر APHRODITE HAIR GROWER منگوالیں اور اسے سر کے اس حصے پر لگائیں جہاں کے بال جھڑ چکے ہیں۔

سائرہ وحید جہلم سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 40 سال ہے میرے تین بچے ہیں شادی سے پہلے جسم نہایت متناسب تھا بال بھی لمبے تھے بچوں کی پیدائش کے بعد وزن بہت بڑھ گیا ہے بال بھی کمزور اور روکھے ہوگئے ہیں۔ وزن زیادہ ہونے کی وجہ سے چلنے پھرنے اور کام کرنے میں پریشانی ہونے لگی ہے۔ کوئی دوا بتادیں تاکہ یہ مسئلہ حل ہوسکے۔

محترمہ آپ PHYTOLACCA BERRY Q کے پانچ قطرے آدھا گلاس پانی میں ڈال کر دن میں ایک مرتبہ پئیں آدھے سے ایک گھنٹہ واک کو معمول بنائیں، دودھ اور دہی کا استعمال کریں اور مرغن کھانوں سے پرہیز کریں بالوں کی بہترین افزائش کے لیے APHRODITE HAIR GROWER بذریعہ ایزی پیسہ منگوالیں مستقل استعمال سے بال مضبوط اور لمبے ہوجائیں گے۔

م ش حیدرآباد سے لکھتی ہیں کہ میری بیٹی کی عمر 20 سال ہے مسئلہ یہ ہے کہ وہ بہت کمزور ہے تھوڑا سا کام کرنے سے تھک جاتی ہے ہاتھوں میں درد ہونے لگتا ہے۔ زیادہ چلنے پھرنے سے بھی تھک جاتی ہے۔ نسوانی حسن میں بھی کمی ہے۔ میں بہت پریشان ہوں کوئی دوا بتائیں۔

محترمہ آپ CEPRUM MET 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر دن میں تین مرتبہ دیں خوراک میں دودھ اور کھجور ضرور دیں۔ صحت بخش غذا دیں دوسرے مسئلے کے لیے کلینک سے بذریعہ ایزی پیسہ BREAST BEAUTY منگوالیں۔

تہنیت مرزا لکھتی ہیں کہ مجھے لیکوریا کا مسئلہ ہے، جس کی وجہ سے بہت پریشانی ہوتی ہے ہر وقت بے چینی رہتی ہے میرے بال بھی بہت تیزی سے گر رہے ہیں لگتا ہے کچھ دنوں میں گنجی ہوجاؤں گی براہ مہربانی میرے مسئلے کا حل بتائیں۔

محترمہ آپ PULSATILLA 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر دن میں تین بار پئیں، اپنے بالوں کے لیے کلینک سے بذریعہ ایزی پیسہ APHRODITE HAIR GROWER منگوالیں مسلسل استعمال سے ان شاء اللہ بالوں کی بہترین افزائش ہوگی۔

محمد امجد کھاریاں سے لکھتے ہیں کہ میری عمر 26 سال ہے اور میرا وزن 100 کلو ہوگیا ہے میں اپنے وزن سے بہت پریشان ہوں تھوڑا سا چلنے سے سانس پھولنے لگتی ہے اور طبیعت خراب محسوس ہونے لگتی ہے، پلیز کوئی حل بتائیں۔

محترم آپ PHYTOLACCA BERRY Q کے دس قطرے آدھا گلاس پانی میں ڈال کر دن میں تین مرتبہ پئیں باہر کے مرغن کھانے اور کولڈ ڈرنک بالکل بند کردیں ایک سے دو گھنٹے واک لازمی کریں۔ پانی زیادہ پئیں اور سادہ کھانا کھائیں۔

فاطمہ نور ملتان سے لکھتی ہیں کہ میرا بیٹا 12 سال کا ہے شروع میں بالکل ٹھیک بات کرتا تھا لیکن پھر بات کرتے ہوئے اٹکنے لگا شروع میں اتنی توجہ نہیں دی بس بار بار یہی سمجھاتے تھے کہ صحیح طرح سے بات کرو لیکن اب بات کرتے ہوئے ہکلانے لگا ہے۔ جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں برائے مہربانی کوئی علاج بتائیں کہ میرا بیٹا صحیح سے بات کرنے لگے اور اس کا یہ مسئلہ ختم ہوجائے۔

محترمہ آپ اپنے بیٹے کو ARRICA MONT 30, ARGENTUM NIT 30, ARUM TRIPH 30, ARS-LOD 30 ان چاروں کے 5، 5 قطرے آدھا

گلاس پانی میں ڈال کر دن میں تین مرتبہ دیں ان دواؤں کا فل کورس کلینک سے بذریعہ ایزی پیسہ بھی منگوایا جاسکتا ہے۔

رمشا بہاولپور سے لکھتی ہیں کہ میں انٹر کی طالبہ ہوں میرا رنگ صاف تھا لیکن اب بہت دب گیا ہے چہرے پر دبے سے بھی پڑ گئے ہیں اور غیر ضروری بال بھی ہو گئے ہیں۔ اچھی بھلی شکل کا ستیاناس ہو گیا ہے مجھے کسی نے بتایا تھا کہ ہومیو پیتھک میں اس کا حل موجود ہے اس لیے آپ کو خط لکھ رہی ہوں اگر کوئی علاج ہے تو بتائیں۔

محترمہ آپ JUDUM IM کے 10 قطرے آدھا گلاس پانی میں ڈال کر ہر 15 دن بعد پئیں اور غیر ضروری بالوں سے نجات کے لیے APHRODITE OIL INHIBITOR کلینک سے بذریعہ ایزی پیسہ منگوالیں۔

ش ب ساہیوال سے لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر جواب دیں۔

محترمہ آپ NUN VOMILA 200 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر دن میں تین مرتبہ پئیں اور اس کے ایک ہفتے بعد MARCHURAS SAL 6X کی دو گولیاں دن میں تین مرتبہ لیں۔ دونوں دوا کے درمیان 10 منٹ کا وقفہ رکھیں۔ علاج مسلسل تین مہینے کریں ان شاء اللہ بہترین نتائج ہوں گے۔

رابعہ نعیم گجرانوالہ سے لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر جواب دیں۔

محترمہ آپ CUPRUM MOT 30 کے پانچ قطرے دن میں تین مرتبہ آدھا گلاس پانی میں ڈال کر لیں ایک مہینہ مسلسل استعمال کے بعد دوبارہ رابطہ کریں۔

مسز ساجدہ چکوال سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 40 سال ہے تین بچے ہیں کچھ عرصے سے مجھے پیٹ کے نچلے حصے میں سیدھی طرف درد شروع ہو گیا۔ الٹرا ساؤنڈ سے پتا چلا کہ یوٹرس رخ موڑ کر ایک طرف کو تھوڑا لٹک گیا ہے جس کی وجہ سے درد ہے۔ درد مستقل نہیں رہتا لیکن ماہواری کے نزدیک اور کام زیادہ کرنے کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور پریشانی کا باعث بنتا ہے اگر کوئی علاج ہے تو ازراہ مہربانی مجھے بتائیں۔

محترمہ آپ SEPIA 30 کے پانچ قطرے دن میں ایک دفعہ آدھا گلاس پانی میں ڈال کر پئیں، 15 دن کے استعمال کے بعد کلینک کے نمبر پر رابطہ کریں موجود ڈاکٹر کو کیفیت بتائیں اور ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق دوا استعمال کریں۔ ان شاء اللہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

مسز رائمہ فاروق ساہیوال سے لکھتی ہیں کہ میری بیٹی کی عمر 16 سال ہے مسئلہ یہ ہے کہ اس کا قد چھوٹا رہ گیا ہے۔ کیا ایسی دوا ہے، جس سے اس کا قد بڑھ جائے۔

محترمہ آپ اپنی بیٹی کو CALCIUM PHOS 6X کی دو گولی دن میں تین مرتبہ دیں اور BARIUM CARB 200 کے پانچ قطرے آدھا گلاس پانی میں ڈال کر دن میں ایک مرتبہ دیں ان شاء اللہ افاقہ ہوگا۔

خلیل مصطفیٰ حیدرآباد سے لکھتے ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر جواب دیں۔

محترمہ آپ کلینک کے نمبر پر رابطہ کر کے مرض سے متعلق معلومات و علامات ڈاکٹر سے ڈسکس کرلیں تاکہ مناسب دوا تجویز کی جاسکے۔

ہومیو ڈاکٹر ہاشم مرزا کلینک

صبح دس تا رات نو بجے۔

پتہ: دکان نمبر 9 مدینہ ٹیرس، پلاٹ نمبر (ST-15) SA-1 سیکٹر B-14 نارتھ کراچی 75850 فون نمبر 021-36997059

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر 0349-4900800 خط لکھنے کا پتا آپ کی صحت ماہنامہ آنچل کراچی پوسٹ بکس نمبر 75 کراچی۔

منی آرڈر کی سہولت میسر نہ ہونے کی صورت میں فون پر رابطہ کریں۔

hashim.mirza@aphrodite.com.pk